سلسلۂ دار المصنفین

(۱)

تاریخ ارض القرآن

جلد اوّل

یعنی

قرآن مجید کی تاریخی آیات کی تفسیر، سرزمین قرآن (عرب) کا جغرافیہ اور قرآن میں جن عرب اقوام و قبائل کا ذکر ہے اُن کی تاریخی اور اثری تحقیق

تالیف

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی

سنہ ۱۳۷۳

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی

مطبع معارف اعظم گڈھ میں چھپی

طبع پہلم، سنہ ۱۹۵۴ء

28/11

محمد وہاب لائبریری ذخیرہ لاہور

فہرست مضامین

ارض القرآن

13992

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۱
۲	سرمایۂ ارض القرآن	۸
۳	ماخذ ہائے اسلامی	ز
۴	عربوں کی خاندانی روایات	۱۰
۵	اشعارِ جاہلیت	″
۶	کتبِ تفسیر	۱۱
۷	عرب کی تاریخیں	″
۸	جغرافیہ ہائے عرب	۱۵
۹	علم الانساب	۲۰
۱۰	ٹوٹمزم (طوطمیت)	۲۲
۱۱	یہودی لٹریچر	۲۴
۱۲	یونانی اور رومی تاریخیں	۲۶
۱۳	اکتشافاتِ اثریہ	۳۲
۱۴	عربوں کا علم الآثار	۳۳
۱۵	یورپین علمائے آثار	۳۶
۱۶	عرب کے آثارِ قدیمہ	۳۸
۱۷	تاریخِ قدیم کے بعض اصول	۵۱
۱۸	اشتباہات	۵۵
۱۹	جغرافیۂ عرب	۵۷
″	لفظ عرب کی تحقیق	″
۲۱	جغرافیۂ عرب توراۃ سے	۶۱
۲۲	جغرافیۂ عرب یونانی اور رومی معلومات سے	۶۷
۲۳	جغرافیۂ عہد قرآن	۷۳
۲۴	حدودِ عرب	″
۲۵	مساحتِ عرب	۸۴
۲۶	طبعی حالت	۸۵
۲۷	عرب کی پیداوار	۸۶
۲۸	عرب کے حصے	۸۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۹	یمامہ	۸۸
۳۰	عمان	۹۰
۳۱	نجد	۹۱
۳۲	یمن	۹۳
۳۳	حضرموت	۹۴
۳۴	احقاف	۹۵
۳۵	صنعاء	″
۳۶	نجران	۹۶
۳۷	عسیر	۹۷
۳۸	حجاز	″
۳۹	مکہ معظمہ	″
۴۰	مدینہ منورہ	۹۹
۴۱	طائف	۱۰۰
۴۲	حرف، تبوک، خیبر، مدین	۱۰۰
۴۳	عرب الشام	۱۰۱
۴۴	عرب العراق	۱۰۲
۴۵	اقوام ارض القرآن	۱۰۳
۴۶	اقوام عالم	۱۰۳
۴۷	بنو سام	۱۰۴
۴۸	امم سامیہ کا مسکن اوّل	۱۰۷
۴۹	مسکن اوّل سے ہجرت	۱۱۶
۵۰	عمالیق کی حقیقت	۱۱۷
۵۱	امم سامیہ کے انساب	۱۲۱
۵۲	شجرۂ اقوام ارض القرآن	۱۲۳
۵۳	امم سامیۂ اولیٰ	۱۲۴
۵۴	عاد	۱۲۸
۵۵	لفظ عاد	″
۵۶	عاد کا زمانہ	″
۵۷	عاد کا مقام	۱۳۰
۵۸	عاد کی سلطنتیں	″
۵۹	عاد بائدہ یمن	۱۳۲
۶۰	عاد مصر میں	۱۳۵
۶۱	عاد اسیریا میں	۱۶۰
۶۲	عاد ایران میں	۱۶۱
۶۳	فینیشیا میں	″
۶۴	قرطاجنہ میں	″

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۵	یونان و کریٹ میں	۱۶۲
۶۶	عاد اور قرآن	۱۶۳
۶۷	بعثتِ ہود	۱۶۶
۶۸	عاد ثانیہ	۱۷۷
۶۹	لقمانؑ	۱۷۸
۷۰	عاد ثانیہ کی اثری تاریخ	۱۸۱
۷۱	لفظ عدن کی تحقیق	۱۸۴
۷۲	ثمود	۱۸۵
۷۳	حضرت صالحؑ	۱۸۸
۷۴	ثمود اور قرآن	۱۹۱
۷۵	ثمود ثانیہ	۱۹۶
۷۶	جرہم	۱۹۸
۷۷	طسم و جدیس	۲۰۱
۷۸	اہلِ معین	۲۰۴
۷۹	معین اور اکتشافاتِ جدیدہ	۲۰۷
۸۰	معین کا زمانہ	۲۰۸
۸۱	معین اور مورخینِ یونان	۲۱۱
۸۲	معین کا دائرۂ حکومت	۲۱۳
۸۳	شاہانِ معین	۲۱۶
۸۴	بنی لحیان	۲۱۸
۸۵	مجہول قبائلِ سامیہ	۲۲۰
۸۶	بنو قحطان	۲۲۱
۸۷	یارح یا یعرب	۲۲۵
۸۸	حضرموت	۲۲۸
۸۹	سبا	۲۳۳
۹۰	سبا کا نام	〃
۹۱	سبا کا زمانہ	۲۳۴
۹۲	دائرۂ حکومت	۲۳۵
۹۳	سبا کی شاخیں	۲۳۶
۹۴	فرمانروایانِ سبا	۲۳۷
۹۵	مکاربِ سبا	۲۴۱
۹۶	ملوکِ سبا	۲۴۳
۹۷	ملوکِ سبا کی تقسیم و تنظیم	۲۴۵
۹۸	سبا کے تمدنی و تجارتی حالات	۲۴۶
۹۹	سبا کی عمارتیں	۲۵۰
۱۰۰	ستارہ مارب	〃

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۱	جنّت سبا	۲۵۲
۱۰۲	سبا کی آبادیاں	۲۵۴
۱۰۳	ملکۂ سبا	۲۵۵
۱۰۴	ملکہ سبا اور قرآن مجید	۲۵۷
۱۰۵	بعض شکوک کا ازالہ	۲۶۳
۱۰۶	سبا کا مذہب	۲۶۷
۱۰۷	سبا کا تفرق و انتشار	۲۶۸
۱۰۸	بنو کہلان کیا قحطانی ہیں ؟	۲۷۱
۱۰۹	**حمیر**	۲۷۳
۱۱۰	لفظ حمیر	״
۱۱۱	مملکتِ حمیر	۲۷۵
۱۱۲	حمیر کا زمانہ	۲۷۶
۱۱۳	حمیر کے طبقات	۲۷۷
۱۱۴	شاہانِ حمیر	۲۷۹
۱۱۵	حمیر کے حالات	۲۸۲
۱۱۶	تبابعہ	۲۸۶
۱۱۷	لفظ تبّع	״
۱۱۸	قرآن اور تبّع	۲۸۷
۱۱۹	تبابعہ کی تعداد	۲۸۸
۱۲۰	تبابعہ کے نام اور زمانے	۲۸۹
۱۲۱	تبابعہ کے سیاسی اور مذہبی حالات	۲۹۴
۱۲۲	اصحابُ الاخدود	۲۹۶
۱۲۳	اصحاب الفیل	۲۹۸
۱۲۴	حبش کی اصلیت	״
۱۲۵	حبش و حمیر	۳۰۲
۱۲۶	اکسوم کے نجاشی	۳۰۳
۱۲۷	یمن کا آخری سقوط	۳۱۲
۱۲۸	عیسائیت و یہودیت کا تصادم	۳۰۸
۱۲۹	ابرہہ	۳۰۹
۱۳۰	واقعۂ فیل	۳۱۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدك یا من "دحی الارض" وبث فیها رجالا کثیرا ونساء و"اسکن" بوادی غیر ذی
زرع "من ذریتهم" شعوبا وقبائل "ذات العماد" والبطش الشدید" والبسط فی
الخلق" من قوم نوح واصحاب الرس وثمود وعاد وفرعون واخوان لوط واصحاب
الایکة وقوم تبع کل کذب الرسل فحق وعید" فمزقهم کل ممزق وجعلهم
احادیث" واصلی واسلم علی النبی الکعبی ابراهیمی الاسمعیلی القیداری
المضری القریشی الهاشمی، وعلی صحبه العدنانیین والقحطانیین اجمعین،

ارض القرآن | آج مسلمانوں کا وطن تمام دنیا ہے تاہم مولدِ اسلام، موطنِ رسالت، مہبطِ قرآن دنیا کا صرف ایک ہی گوشہ ہے یعنی عرب جس کو مادی زرخیزی کی محرومی نے گویا خدا کی زمین (وادی غیر ذی زرع) کا خطاب دیا ہے لیکن جس کی روحانی سیرابی کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ آج دنیا میں جہاں بھی روحانی کھیتی کا کوئی سرسبز قطعہ موجود ہے اُسی کشتِ زارِ الٰہی کے آخری کسان کی تخم ریزی و آب سیری کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

اس مہبطِ وحی قرآنی اور موطنِ اوّلِ اسلام کی تقدیس اُس بوڑھے پیغمبر (ابراہیمؑ) کے نام سے ہے جس نے اپنے جوان بیٹے (اسماعیلؑ) کے خون سے اوس "بن کھیتی کی زمین" کو سیراب کرنا چاہا، جسکی سیرابی گردن کے خون سے مقدر نہ تھی، بلکہ دل کے خون سے تھی، جب دل کا خون اس پر برسا تو یہ سورو بے حاصل قطعہ حسبِ پیشگوئی سابق نہلا اٹھا،

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح-۴)

پیروانِ محمدؐ کی مثال توراۃ و انجیل میں یہ ہے کہ وہ ایک کھیتی ہیں جس کا ڈنٹھل نکلا، مضبوط ہوا، تنہ پر کھڑا ہوا، کاشتکاروں کو کرشش ہوتے ہیں تاکہ کافر غمزدہ ہوں،

اس زمین کے اکثر حصہ کی مادّی شورزمی دیرپا حاصل، حکمتِ الٰہی کا مقتضا تھی کہ سلاطینِ عالم کے دستِ حرص و ہوس سے اس ارضِ مقدس کی عصمت مصوّن رہے اور دستِ انسانی کے تمدن و صنعت کی سیاہی سے اس کی لوحِ سادہ، پاک اور فطری رہے، تاکہ خود فطرۃ اللہ کا قلم صرف اپنے حروفِ خطوط سے اس کی گلکاری کر سکے، اور خدا کی فطرت کا خزانہ جو اس کھنڈرمیں دفن تھا پیغمبرِ مذہبِ فطری کے وجود تک محفوظ رہے،

Marfat.com

تاریخ ارض القرآن

سرزمین قرآن (عرب) کی تاریخ جس قدر بعد القرآن یعنی اسلام کے بعد سے شروع ہوتی ہے، اس قدر قبل القرآن یعنی اسلام سے پہلے تاریک ہے، قرآن مجید نے بر سبیل عبرت و اتمام حجت اس ملک عرب کے متعدد اقوام و اشخاص و انبیاء کے حالات مجملاً بیان کئے ہیں، لیکن عرب کی قوم تصنیف و تالیف سے فنی اس لئے ان اقوام، اشخاص اور اقطاع ملک کے تاریخی، سیاسی، قومی، مذہبی اور جغرافی حالات کا بیان و تفصیل کی بنیاد مسلمان مصنفین نے صرف بے احتیاطانہ زبانی روایات پر رکھی ہے، لیکن اہل یورپ ان کے مقابل یونانی و رومانی سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں کے تحریری بیانات، اور عرب کے آثار قدیمہ اور نقوش و کتبات پیش کرتے ہیں جو تنہا زبانی روایات سے ظاہر ہے کہ کہیں صحیح تر اور قابل اعتماد ہیں، اس بنا پر انھوں نے عرب قبل قرآن کی تاریخ کے متعلق بالکل نیا عالم پیدا کر دیا ہے جو ان کی نظر سے قرآن مجید کے بیان اور عرب کی زبانی روایات نے عرب کی جو تصویر کھینچی ہے، اس سے مختلف ہے، اور اس لیے ان کو اس میدان میں اعتراضات کا بڑا جولانگاہ نظر آتا ہے،

اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ قدیم و جدید معلومات کی تطبیق کے ساتھ ارض القرآن (عرب) کے حالات مذکورہ کی اس طرح تحقیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت اور مستشرقین کی لغزش علی الاعلان آشکارا ہو جائے،

اس موضوع کی اہمیت اور ضرورت سے شاید کسی مسلمان کو انکار نہ ہوگا، قرآن مجید میں عرب کی بیسیوں قوموں، شہروں اور مقامات کے نام ہیں، جن کی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے ہر

عوام بلکہ علما تک ناواقف ہین، اور نہایت عجیب بات ہو کہ تیرہ سو برس مین ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہین لکھی گئی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانون کو ان حالات سے ناواقفیت رہی اور دوسری طرف غیرقومون کو انھین افسانہ (Legend) کہنے کی جرأت ہوئی، توراۃ مین ہزارون اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہین جو زمانہ کے تطاول اور زبانون کے اول بدل سے مجہول اور ناپدید ہوگئے ہین، لیکن علماے نصاریٰ کی ہمت سزاوار آفرین ہے کہ وہ ارض توراۃ (Land of Bible) اور انسائیکلوپیڈیا آف بائبل کے ذریعہ سے ۳ ہزار برس کے مردہ نام اپنی مسیحائی سے زندہ کر رہے ہین،

قرآن مجید مین بیس تیس اقوام و اشخاص سے زیادہ کا تذکرہ نہین، تاہم ان کی تحقیق کے لئے مخصوص طور سے کوشش نہین کی گئی، عموماً یہ مباحث تفسیر کے ضمن مین لکھے گئے، یا تاریخ عمومی مین مقدمہ کے طور پر مذکور ہوے حالانکہ اس کی اہمیت مستقل بحث و تصنیف کی محتاج تھی،

مقام عبرت ہو کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق و کاوش مین بھی اغیار نہایت کوشش و جانفشانی سے مصروف ہین، جرمن، فرنچ، اٹالین اور انگلش مستشرقین نے "تاریخ عرب قبل اسلام" پر محققانہ کتابین لکھین، یونانی و رومانی تصنیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پر ہین، انتخاب و خلاصہ کیا، قرآن مجید نے جن اقوام و بلاد کا ذکر کیا ہے ان کے کھنڈرون کا مشاہدہ کیا، ان کے کتبات کو حل کیا، اور ان سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کیے،

تاہم وہ مسلمان نہین، یہودی یا عیسائی ہین انھون نے نہایت بیدردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہو، بعض متعصب مستشرقین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت مین استعمال کیا ہو، اٹھارہوین صدی کے وسط مین ریورنڈ فارسٹر (Forster) نے عرب کا تاریخی جغرافیہ (Historical Geography of Arabia) لکھا جس مین اس نے اپنی معلومات کے عجیب و غریب نمونے پیش کیے جن کو پڑھکر کبھی ہنسی اور کبھی رونا آتا ہی لیکن کیا کیجئے

Marfat.com

کہ ہماری غفلت سے وہ قرآن کی صداقتِ تاریخی کا معیار ہے بعض پادری قرآن کے تاریخی اغلاط کو پیش کرتے ہین، لیکن ان کو پیش کرتے وقت افسوس ہی کہ تورات جس کو وہ معیارِ صحت سمجھتے ہین بھول جاتے ہین

نولدیکی (Noldeke) نے عمالقہ وعاد کی تحقیق مین ایک رسالہ لکھا ہے جس مین ثابت کیا ہے کہ یہ غیر تاریخی قومین ہین، ولکن (A. Welkern) اور روبرٹس اسمتھ (Robertson Smith) عرب کے بعض اثری اکتشافات کی بنا پر یورپ کے بعض سبک مغز مصنفین جرأت کے ساتھ کہتے ہین کہ "قرآن کے پہلے کا عرب قرآن کے بعد کے عرب سے ہزار درجہ بہتر تھا" لیکن سینٹ ہیلیر ایک فرنچ مستشرق نے نہایت خوب جواب دیا ہی کہ "اگر یہ صحیح ہوتا تو قرآن تمدن وتہذیب کے عام ابتدائی تعلیمات اور کم از کم محرماتِ نکاح کے بیان کی تکلیف گوارا نہ کرتا"

ان آثارِ قدیمہ کے اکتشاف نے ادیانِ عرب قبل اسلام کے معلومات مین نہایت سخت انقلاب پیدا کر دیا ہے، جن سے اسلام کے مناقب وفضائل کا ایک نیا باب پیدا ہو گیا ہے،

بہر حال نہایت ضرورت تھی کہ ہمارے دشمن جن جدید معلومات کو ہماری مخالفت مین صرف کر رہے ہین ان سے اپنی موافقت کے پہلو پیدا کیے جائین،

عہدِ قدیم مین مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ عقائد یات تھی لیکن اس عصرِ جدید مین جب ہمارے مخالفین عقائدِ اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہین، انھون نے یہان سے ہٹ کر تاریخ وتمدن کے میدان مین مورچے قائم کیے ہین، ضرورت ہی کہ جس طرح ایرانی ویہودی مورخین کے مقابلہ مین ابن حنیفہ دینوری المتوفی سنہ ۲۸۱ھ ابن قتیبہ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ اور ابن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ نے اسلام اور قرآن کی تاریخ کی تحقیق وتطبیق مین کوشش کی، اس زمانہ مین جدید یورپین تاریخ کی اسلام وقرآن سے تطبیق دی جائے، اور یورپین تاریخی تحقیقات واکتشافات کی غلطی کا پردہ چاک کیا جائے اور خود ان ہی کے کارخانون کے بنے ہوئے ہتھیارون سے ان کے حملون کا جواب دیا جائے،

Marfat.com

ان وجوہ سے کتب تفسیر و جغرافیہ و تاریخ اسلامی کے علاوہ جدید یورپین تصنیفات کا بھی حوالہ دینا پڑا، کیونکہ عرب کے آثار قدیمہ اور یونانی و رومانی تصنیفات کی دریافت کا جن سے قرآن کی ہر جگہ تصدیق ہوتی ہے، کوئی اور ماخذ نہ تھا۔ یہ تمام کتابیں انگریزی زبان کی ہیں، جو یا اصلاً انگریزی زبان میں لکھی گئی ہیں یا جرمنی و فرنچ سے انگریزی میں ترجمہ ہوئی ہیں،

کتاب کی تکمیل کی فرنچ کتاب کا حوالہ ہے، اس کے لیے میں اپنے صدیق حمیم پروفیسر شیخ عبداللہ ایم اے ڈائریکٹر انجمن ترقی اردو، سابق یونیورسٹی و ممبر آف بمبئی ایشیاٹک سوسائٹی کا ممنون ہوں جنھوں نے ہر مرحلہ پر عنایت فرنچ سے انگریزی میں ترجمہ کرنے کی تکلیف گوارا کی،

اعراب القرآن کے لیے توراۃ کی واقفیت نہایت ضروری تھی، توراۃ کے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی تراجم میرے پیش نظر تھے، لیکن ناموں کے تلفظ اور فقروں کے ترجمہ میں اس کثرت سے ان میں اختلاف بلکہ تضاد نظر آیا کہ خود اصل عبرانی کی طرف توجہ کرنی پڑی، اور تین مہینے کی تعلیم میں اصل کی طرف مراجعت ایک حد تک آسان ہوگئی سا اور جیمز کے کتبات بھی عبرانی خطوں میں شائع کیے گئے ہیں، اور زبان بھی تقریباً مابین عربی و عبرانی ہے، یہ قلیل حرف شناسی اس مہم میں بھی کام آئی،

اقوام و بلاد کے صحیح مقامات کی تعیین کے لیے متعدد نقشوں کی ضرورت تھی، اس فن میں باوجود بے بضاعتی کے اس خدمت کو نہایت محنت سے خود انجام دینا پڑا،

اس اجزا کی ترتیب میں پورے تین برس صرف ہوئے، لکھنؤ میں دفتر سیرت نبوی کا جب یہ مسئلہ تھا تو اس موضوع کا خیال آیا، بلکہ اصل میں سیرت نبوی کے دیباچہ ہی کے طور پر اس کے لکھنے کی تحریک ہوئی، لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا میدان زیادہ وسیع اور کشادہ نظر آتا گیا، تا آنکہ یہ بالکل مستقل ایک شے بن گئی،

کتاب کا یہ پہلا حصہ ہے جس میں ارض قرآن کا جغرافیہ اور اقوام عرب کے سیاسی تاریخی

Marfat.com

نسبی اور قومی حالات سے بہ تطبیقِ قرآن بحث ہی جس سے ظاہر ہوگا کہ عرب کی قوم نے اسلام سے پہلے بھی دنیا میں کیا کیا کارنمایاں انجام دیئے ہیں، اور ان کے تمدن نے ایران و شام و مصر میں کیا کیا حاصل کی تھی، کتاب کے دوسرے حصہ میں اقوامِ عرب کے السنہ، ادیان، تجارت، طرقِ تمدن وغیرہ سے بحث ہوگی، خدا توفیق دے کہ وہ بھی جلد پیش کر سکوں، اپنی محنت و کاوش کے نتائج مسلمانوں کی نذر کرتا ہوں، واسئل اللہ تعالیٰ ان یرزقہ القبول و یفیض لہ الارواح،

سلیمان ندوی

۲ اپریل ۱۹۱۵ء

Marfat.com

سرمایۂ ارضُ القرآن

ارضُ القرآن کے علم و تحقیق کے جو ذرائع پہلے موجود تھے اور جن سے مصنفینِ اسلام نے کام لیا ہے، ادبا ب عصر جدید نے اُن معلومات کے جو ذرائع پیدا کر دیئے ہین اس فصل مین ان پر نظر تبصرہ مقصود ہے، ارضُ القرآن کے لیے اس وقت چار ماخذ سامنے ہین،

۱۔ ادبیاتِ اسلامیہ (محمڈن لٹریچر)

۲۔ ادبیاتِ اسرائیلیہ (جوئش لٹریچر)

۳۔ ادبیاتِ یونانیہ و رومانیہ (گریک اینڈ رومن لٹریچر)

۴۔ اکتشافاتِ اثریہ۔ (ارکیالوجیکل ڈسکوریز)

۱۔ ادبیاتِ اسلامیہ

قرآن مجید نے اقوامِ عرب کا تذکرہ صرف عبرت و بصیرت کیلئے کیا ہے، اس بنا پر ان اقوام کے وہ جغرافی و تاریخی و سیاسی حالات جن سے قرآن کے موضوع کو کوئی تعلق نہین ہے، قرآن مجید نے نظر انداز کر دیے ہین۔ بلکہ بعض ایسی قومین بھی ہین جن کا قرآن مجید نے بلا تشریح خبرِ حال صرف نام لے دیا ہے،

عہد نبوی مین صحابہؓ چونکہ اپنے ملک و قوم کی تاریخ سے واقف تھے اور نیز اس لیے کہ اس تاریخ سے اسلام کو مذہبی حیثیت سے کوئی تعلق نہ تھا، اس سے کوئی بحث نہین کی،

لیکن اس عہد کے آخری حصہ مین جب قرآن نے عرب سے نکل کر دنیا کے دور دراز حصون مین قدم رکھا جہان لوگ ان قومون اور ملکون کے حالات سے واقف نہ تھے، تو ضرورت ہوئی کہ ان کے جغرافی وسیاسی وتاریخی حالات کی جستجو کی جائے، اس وقت جو سامان اس کام کے لیے ہاتھ آسکا وہ حسب ذیل ہے:-

(۱) **قرآن مجید**، خود قرآن مجید مین ان قومون کے جو حالات بیان ہوے تھے.

(۲) **روایاتِ تفسیر** مفسرین نے ان آیات کی تفسیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے جو حدیثین نقل کی ہین، لیکن صحیح طور سے ان کی تعداد بہت کم ہے،

(۳) **اسرائیلیات**۔ ان اقوام مین سے اکثر کا ذکر تورات مین مذکور تھا، اس بنا پر یہود ان سے واقف تھے، مسلمان یہودیون نے اپنے معلومات و روایات کی بنا پر ان کی جو تشریح کی،

مفسرین کے روایات کا تمامتر مبنیٰ اسرائیلیات ہین، وہب بن منبہ، کعب الاحبار، ضحاک سدی، کلبی، واقدی، مدائنی، مجاہد، عکرمہ وغیرہ ان روایات کے ماخذ ہین، وہب اور کعب خود اصلاً یہود تھے، اور دیگر حضرات یہودیون کے خوشہ چین، یہودیون سے روایت کوئی بری چیز نہین ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ ان یہودیون کے معلومات کی بنا جس قدر تورات اور اسفار پر تھی اس سے زیادہ عام رطب ویابس زبانی کہانیون پر، اس لئے اکثر یہ روایات صحیح الماخذ نہین، اور اسی لیے ان مین ہزارون بے سر وپا باتین موجود ہین جو اصل روایت کے رو سے تمامتر ضعیف بلکہ جھوٹ ہین،

ابن مردویہ، دیلمی، مجاہد، مقاتل بن سلیمان اور ابن جریر طبری کی تفسیرون کی بنا ان ہی حکایات و روایات پر ہے، جن کا اصولاً کوئی اعتبار نہین، ضحاک، سدی، کلبی، ہشیم بن عدی، واقدی، مدائنی جو ان روایات کے ناقل یا مصنف ہین، اسماء الرجال کی کتابون مین ناقدین حدیث نے ان کی دروغ بیانی، کذب اور ضعف کو تصریح لکھا ہے، عکرمہ، وہب بن منبہ اور کعب الاحبار بھی جرح

Marfat.com

مفصل سے بری نہین،

ان تمام بزرگون کا سرمایۂ علم، یہودی روایات ہین جنکی بنا، تورات، پیم، ترگوم اور تالمود پر ہے، اور بعض عام گپین بھی ہین، یہ تمام کتابین عام طور سے ملتی ہین، اس لئے ان روایاتِ منقولہ کی بجائے خود اصول و متون کی طرف توجہ کرنی چاہیے، ان کتابون کا ذکر ادبیاتِ اسرائیلیہ مین آتا ہے،

(۴) سب سے عام ذریعہ زبانی خاندانی روایات ہین جو نسلاً بعد نسلٍ عربون مین محفوظ چلے آئے تاآنکہ بعد اسلام وہ کتابون مین مدوّن ہوگئے، مسلمانون کے اصولِ روایت کے رو سے گو یہ ذریعۂ علم زیادہ محفوظ تھا نہین، لیکن جو خاندانی روایتین متفقاً اور بلا انکار، اور بے شک و شبہ عرب مین عام طور سے مشہور تھین، اور جن کا ذکر فخراً ہر موقع پر کیا گیا اور کسی نے ان کے انکار و نفی کی وجہ نہ پائی وہ گویا درحقیقت تواتر کی حیثیت رکھتی ہین، جنکی تردید اصولِ تاریخ کے رو سے محال ہے. لیکن افسوس ہے کہ اس قسم کا تواتر چند موٹے موٹے واقعات و حالات (مثلاً حضرت اسماعیلؑ کا مکہ مین قیام، کعبہ کی بنا، قریش کا عدنان تک کا نسب نامہ قریش کا اسماعیلی خاندان سے ہونا، چند قبائلِ یمن اور امرائے حیرہ و غسان، ملوکِ یمن اور شیوخِ حجاز کے بعض نامکمل اور اوپری حالات) کے سوا اور واقعات مین نہین،

(۵) اطلاع کا اس سے اور زیادہ محفوظ ذریعہ عرب کے اشعار و امثال ہین جن مین فخر و مباہات، مدح و ستایش اور اظہارِ شجاعت و بہادری کے سینکڑون تاریخی واقعات اور رسوم و عادات کا ذکر ہے، لیکن افسوس کہ یہ گران قیمت سرمایہ ہمارے پاس اسلام سے چند صدی پیشتر سے زیادہ کا نہین ہے، تاہم قبلِ اسلام کے بہت سے خاندان انکے ذریعہ سے معلوم ہو سکتے ہین، مورخ طبری نے عاد کے حالات مین لکھا ہے کہ "بعض ایرانیون نے عاد سے انکار کیا ہے، حالانکہ اشعار جاہلیت مین ان کا تذکرہ نہایت کثرت سے ہے، اگر خوفِ تطویل نہ ہوتا تو مین ان کو نقل کرتا"

Marfat.com

بہرحال مسلمانون نے اپنے عہد مین اس سرمایہ کی تدوین وترتیب حسب ذیل صورتون مین کی

(۱) کتب تفسیر

تفسیر کی کتابون مین آیاتِ متعلقہ کے تحت مین اُن کو لکھا، اس قسم کی تفسیرین یہ ہین :-

تفسیر مجاہد بن جبیر	المتوفی سنہ ۱۰۳ ہجری
تفسیر مقاتل بن سلیمان	المتوفی سنہ ۱۵۰ ہجری
تفسیر ابراہیم بن معقل النسفی	المتوفی سنہ ۲۹۵ ہجری
تفسیر دیلمی	المتوفی سنہ ہجری
تفسیر ابن جریر طبری،	المتوفی سنہ ۳۱۰ ہجری
تفسیر ابن ابی حاتم	المتوفی سنہ ۳۲۷ ہجری
تفسیر ابن حیان	المتوفی سنہ ۳۶۹ ہجری
تفسیر ابن مردویہ	المتوفی سنہ ۴۱۰ ہجری
تفسیر بغوی،	المتوفی سنہ ۵۱۶ ہجری

(۲) تاریخ عرب

ابتدائی مؤرخین جنکا سلسلہ حضرت معاویہؓ کے عہد سے شروع ہوگیا تھا، عبید بن شریہ، ابوعبیدہ، عوانہ بن حکم، ہشام کلبی، قاضی ابوالبختری، ابن ہشام ہین، یہ وہ مصنفین ہین، جنھون نے دوسری اور تیسری صدی ہجری مین خالص عرب کی قدیم تاریخ لکھی، ان کی تصنیفات کے نام یہ ہین،[1]

[1] کتاب الفہرست ابن ندیم باب الاخباریین صفحہ ۸۴- ۸۹- طبع یورپ

(۱) عبید بن شریہ۔ کتاب اخبار الملوک الماضین، کتاب کے نام کا ترجمہ یہ ہے "گذشتہ بادشاہوں کے حالات" یہ امیر معاویہ کا معاصر تھا، اس کتاب کے اقتباسات مسعودی میں جابجا ہیں،

(۲) ابو عبیدہ۔ کتاب مغازات قیس والیمن، کتاب خبر عبد القیس، کتاب مناقب باہلہ، کتاب مکہ والحرام، کتاب بیوتات العرب، کتاب مآثر العرب، کتاب مآثر غطفان، کتاب قصۃ الکعبۃ، کتاب الخمس من قریش، کتاب الاوس والخزرج، کتاب ایام بنی یشکر،

(۳) مبرد، کتاب ایام بنی مازن، کتاب قحطان وعدنان،

(۴) ہشام کلبی، کتاب من نقل من عاد وثمود والعمالیق وجراہم وبنی اسرائیل من العرب، کتاب ملوک کندہ، کتاب طسم وجدیس، کتاب عاد الاولی والثانیہ، کتاب تفرق عاد، کتاب اصحاب الکہف، کتاب الحیرۃ،

(۵) قاضی ابو الخترری، کتاب طسم وجدیس،

(۶) ابن ہشام، سیرۃ نبوی کے مقدمہ میں عرب قدیم کی تاریخ لکھا اور کتاب التیجان کے نام سے ایک الگ کتاب اس موضوع پر لکھی،

(۷) چوتھی صدی کی بہترین تصنیفات اس باب میں ابن الحائک ہمدانی ایک عرب جغرافیہ نویس کی دو کتابیں "صفۃ جزیرۃ العرب" اور "الاکلیل" ہیں، پہلی کتاب عام جزیرہ عرب کا جغرافیہ ہے، کتاب لیڈن میں چھپ گئی ہے، دوسری کتاب الاکلیل صرف یمن کی تاریخ ہے، اکلیل کا کامل نسخہ اب تک کہیں نہیں ملا ہے، اس کا ایک ٹکڑا پروفیسر مولر (Prof. Muller) کی کوشش سے شائع ہوا ہے، کتاب دس ابواب پر منقسم ہے

باب اول ابتدائے خلقت اور عرب وعجم وحمیر کی قوموں کے سلسلہ ہائے نسب،

(۱۲)

[1] اب یہ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد نے چھاپ دی ہے، ۳ جلد طبقات الامم لابن صاعد اندلسی صفحہ ۹۱-۹۲ مطبع مصر

Marfat.com

باب دوم۔ الہمیسع بن حمیر کی اولاد کا سلسلۂ نسب،

باب سوم۔ قحطان کے فضائل،

باب چہارم۔ یعرب بن قحطان سے لیکر تبع ابوکرب کے زمانہ تک کی تاریخ،

باب پنجم۔ تبع ابوکرب سے ذونواس تک کی تاریخ،

باب ششم۔ ذونواس سے عہد اسلام کی تاریخ،

باب ہفتم۔ چھوٹے قصے اور خلافِ عقل واقعات،

باب ہشتم۔ حمیر کے عمارات، سلاطین، لڑائیاں، مقبرے، اور اُن کے اشعار نقوش اور کتبات،

باب نہم، حمیری زبان کی ضرب المثلین اور حمیری خط،

باب دہم، حمیر کے خاندانِ ہمدان کے حالات،

یورپ مین اس کتاب کا اکثر حصہ برٹش میوزیم لندن اور رائل لبریری برلن مین موجود ہے، مستشرقین یورپ اس کتاب کی بڑی قدر کرتے ہین، اور عرب کی تاریخ قدیم کے متعلق اس سے زیادہ مستند اور کوئی حوالہ نہین سمجھتے، ہمدانی چونکہ حمیری زبان سے واقف تھا اس لیے آثار و کتبات کو وہ پڑھ سکا تھا، اسی لیے اس باب مین اس کو خاص اہمیت حاصل ہے،

(۸) علقمہ بن علکم ایک شاعر نے قصیدۂ نونیہ مین حمیر (قوم تبع) کے حالات اور عام عمارات کے نامون کو نظم کیا ہے،

(۹) نشوان بن سعید الحمیری متوفی ۵۷۳ھ نے قصیدۂ حمیریہ کے نام سے حمیر کی تاریخ نظم کی ہے، جس مین زیادہ تر سلاطین کے نام ہین،

نشوان نے خود یا اسی عہد کے ایک دوسرے مسلمان عالم نے اس قصیدہ کی نثر مین شرح

لکھی ہے، ابن سعید حمیری کی سب سے عجیب و غریب تصنیف **شمس العلوم** ہے، جو گو ایک لغت کی کتاب ہے، لیکن الفاظ متعلق حمیر و یمن کے ضمن مین بہت سے حمیری الفاظ اور ناموں کی تصحیح کی ہے اور ان کے معنی لکھے ہین، لفظ مسند کے تحت مین خطِ مسند حمیر کے حروفِ ہجا لکھے ہین، جن سے مستشرقین یورپ کو حمیر و سبا کی تاریخ کی ترتیب اور کتبات کے پڑھنے مین بہت مدد ملی ہے، کتاب التیجان، قصیدۂ حمیریہ، شرح قصیدۂ حمیریہ اور شمس العلوم یہ تمام نادر سرمایہ بانکی پور کے کتبخانہ مین موجود ہے، قصیدۂ حمیریہ کو السفریڈ دان کریمر ایک مستشرق نے شائع بھی کر دیا ہے، شمس العلوم کا ایک عمدہ نسخہ اسکوریال لائبریری مین بھی موجود ہے[۱]،

اسلامی ذخائر علمی کا جو سرمایہ ہمارے پاس موجود اور مطبوع ہے اور اس کے رو سے عرب قدیم کا سب سے پہلا مورخ ابن اسحاق المتوفی ۱۵۱ھ ہی، جو اس وقت ابن ہشام المتوفی ۲۱۸ھ کی روایت سے موجود اور اس کی تصنیف کتاب السیرۃ کا جزء ہے، اس کے بعد کے مورخین اسلام نے بھی عموماً اپنی تاریخ کی تمہید مین تاریخ عرب و بنی اسرائیل کے ضمن مین اشخاص و اقوام قرآن سے بحث کی ہے، بہرحال مورخینِ اسلام مین جنکی تصنیفات موجود اور مطبوع ہین، اس موضوع کے متعلق خاص اہمیت حسب ذیل اشخاص کو حاصل ہی،

نام	سنہ وفات	نام تصنیف	مقام طبع
ابن ہشام	۲۱۸ھ	کتاب السیرۃ	مطبوعۂ یورپ و مصر
ابوالولید ازرقی	۲۲۳ھ	اخبار مکہ	" " "
ابن قتیبہ	۲۷۶ھ	کتاب المعارف	" " "

[۱] اس کتاب کے طبع اول کے بعد ۱۹۱۲ء مین اس کتاب کا منتخب حصہ متعلق تاریخ مین ڈاکٹر عظیم الدین کی جمع و ترتیب سے گب میموریل سیریز لندن مین شائع ہوا ہے،

Marfat.com

نام	سنہ وفات	نام تصنیف	مقامِ طبع
ابن واضح یعقوبی	سنہ ۲۷۷ھ	تاریخ یعقوبی	مطبوعۂ یورپ و مصر
ابوجعفر طبری	سنہ ۳۱۰ھ	تاریخ الرسل والملوک	" " "
حمزہ اصفہانی	سنہ ۳۶۰ھ	تاریخ سنی ملوک الارض	" " کلکتہ
مسعودی	سنہ ۳۴۶ھ	مروج الذہب	" " مصر

یہ عرب کے قدیم مورخین ہین. متاخرین مین صرف دو شخص قابلِ ذکر ہین،

ابوالفدا	سنہ ۷۳۲ھ	المختصر فی اخبار البشر	مطبوعۂ یورپ و مصر
ابن خلدون	سنہ ۸۰۸ھ	کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر	" " "

۳- جغرافیۂ عرب

مسلمانون مین جغرافیہ کی ابتدا خود عرب سے ہوئی ہے کہ وہ ان کا وطن تھا، اور اس کی ابتدا انھون نے اُس وقت کی جب یونانیون کے لفظ "جغرافیہ" سے بھی اُن کو واقفیت نہ تھی، انھون نے گو خاص طور سے مخصوص قرآن کا جغرافیہ نہین لکھا لیکن جغرافیۂ عرب کے ضمن مین قرآن کے بہت سے مقامات کا نشان دیا، عرب کا ایک ایک پہاڑ، تالاب، وادی، چراگاہ، شہر، گاؤن، پرانی عمارت غرض ملک عرب کے ایک ایک ذرہ کو گن ڈالا اور اس کے حالات جغرافی اور تو برغرافی طریقہ سے مدون کیے،

اس فن پر دو قسم کی کتابین ہین، ایک وہ جن مین مخصوص طور پر صرف عرب کا جغرافیہ ہے، دوم وہ جن مین دیگر ممالک کے جغرافیہ کے ساتھ عرب کا بھی تذکرہ ہے،

اوّل قسم کی کتابین حسبِ ذیل ہین :

Marfat.com

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابوزیاد کلابی	اواخر سنہ۲	کتاب النوادر	کتاب کے چند ٹکڑے ہین، ایک عرب کے جغرافی حالات پر ہے، یہ کتاب عربی زبان مین جغرافیہ کی سب سے پہلی کتاب ہی،
نضر بن شمیل	سنہ ۲۰۳	کتاب الصفات	کتاب کا دوسرا ٹکڑا عرب کے خیمہ گاہون، گھرون، پہاڑون اور گھاٹیون کے بیان مین ہے،
ہشام بن محمد کلبی	سنہ ۲۰۶	کتاب البلدان، کتاب الاقالیم	.. .. ..
ابوسعید الاصمعی	سنہ ۲۱۳	کتاب جزیرۃ العرب، کتاب میاہ العرب	پہلی عام جغرافیۂ عرب معلوم ہوتی ہے، دوسری صرف عرب کے تالابون کے بیان مین،
سعدان بن مبارک ابوسعید حسن العسکری	اوائل سنہ ۳ اواخر سنہ ۳	کتاب الاراضین والمیاہ والجبال کتاب المناہل والقری والابیات.	زمین، تالاب اور پہاڑون کے بیان مین عرب کے گھاٹون، آبادیون اور گھرون کے بیان ہین،
عمر بن رستہ	اواخر سنہ ۳	الاعلاق النفیسہ	فصل جغرافیہ مین ہی، ایک ٹکڑا متعلق صناعی میٹک اسٹڈی سیریز نمبر ۸ مین رچرڈ گوتھائیل نے چھاپا ہے،
ابن حائک ہمدانی	سنہ ۳۲۰	صفۃ جزیرۃ العرب	جغرافیۂ عرب مین بڑی محققانہ کتاب، عرب کے اقطاع، اقوام، قبائل، حیوانات، راستہ، پہاڑ، تالاب، چراگاہ، وادی،

Marfat.com

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
			معدنیات آثار قدیمہ. مقامات. منازل، بُعدِ مسافت وغیرہ کے بیان مین کتاب لیڈن مین بتمامہ سنہ ۱۸۱۹ء مین چھپ گئی ہے،
ابوزید بلخی	سنہ ۳۴۰	کتاب البدء والاخبار	فصل ۱۳ عرب کے جغرافیہ اور اس کے مساجد، راہ اور اس کے عجائب آثار کے بیان مین ہے، فرنچ مستشرق کلمان ہوار نے اس کو شایع کیا ہے.
ابوسعید حسن السیرافی	سنہ ۳۶۸	کتاب جزیرۃ العرب	.. .. ..
حسن بن محمد المعروف بالحائک	سنہ ۸۰۰	کتاب الادویۃ الجبال	عرب کے پہاڑون اور وادیون کے بیان مین
محمود بن عمر زمخشری	سنہ ۵۳۸	کتاب الامکنہ والمیاہ والجبال	عرب کے مقامات، تالاب اور پہاڑون کے بیان مین،
البکری	سنہ ۴۸۷	معجم ما استعجم	مقاماتِ عرب کے بیان مین کونسی مین چھپی ہے،
سیوطی	سنہ ۹۱۰	مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع	۲ جلدون مین طبع ہوئی ہے، جو کہ تمام مقامات کا استقصا ہے، ملخص از معجم یاقوت،

Marfat.com

دوسری قسم کی کتابین یہ ہین،

مصنّف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابن خرداذبہ	موجود نسخہ ۲۵	کتاب المسالک والممالک	یورپ مین چھپی، وسطِ کتاب مین تبّع کے نام سے عرب کا ذکر کیا ہے،
ابن فقیہ ہمدانی	سنہ ۲۹۰ھ	کتاب البلدان	یورپ مین چھپی، باب ۲ در ذکر مکہ، طائف، مدینہ، یمامہ، یمن،
ابن واضح یعقوبی	اواسط سنہ ۳۰۰	کتاب البلدان	یورپ مین چھپی،
اصطخری	سنہ ۳۴۰	کتاب المسالک والممالک	یورپ مین چھپی، باب اوّل ذکر جغرافیۂ عرب
مسعودی	سنہ ۳۴۶	مروج الذہب	یورپ اور مصر مین چھپی،
ابن مردویہ	سنہ ۳۵۲	معجم البلدان	قلمی موجودہ کتبخانۂ حیدرآباد دبانکی پور مرتب بہ ترتیب حروف ہجا، عرب کے حسب ذیل شہرون کے حالات ہین، ام القریٰ، بحرین، عام عرب، عمان مدینہ
ابن حوقل	سنہ ۳۶۲	کتاب المسالک والممالک	یورپ مین چھپی، باب اوّل عرب کے جغرافیہ پہاڑ، ریگستان اور راستون کے بیان مین،
ابوالعباس اشعاری مقدسی	سنہ ۳۷۵	احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم	یورپ مین چھپی، عرب کے صوبون، قصبون، گاؤن، عمارات، معدنیات اور کنڈرون کے بیان مین،
ادریسی	سنہ ۵۴۵	نزہۃ المشتاق فی اختراق	اس کے جو ٹکڑے چھپے ہین، ان مین

Marfat.com

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
		آلافاق،	عرب کا ذکر نہیں،
یاقوت	۶۲۳ھ	معجم البلدان	مصر میں چھپی، دس جلدوں میں ہے ترتیب حروف عرب کے تمام مقامات، پہاڑ، تالاب، اور دیوں کا ذکر ہے اور اکثر کا طول بلد و عرض بلد لکھا ہے
زکریا قزوینی	مولود ۶۷۴ھ	آثار البلاد	یورپ اور مصر میں چھپی، مختصر کتاب ہے ترتیب اقالیم ہے، ہر اقلیم میں عرب کا جو حصہ پڑتا ہے اس کا ذکر ہے،
شمس الدین دمشقی	۷۲۷ھ	نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر،	یورپ میں چھپی، باب فصل عرب کے عام جغرافیہ، حدود صوبوں شہروں اور قلعوں کے بیان ہیں،
ابوالفدا	۷۳۲ھ	تقویم البلدان	یورپ میں چھپی، فصل اول میں عرب کی ۴۲ آبادیوں کا ذکر کیا اور ان کا طول بلد و عرض بلد لکھا ہے،

ان تمام کتابوں میں ابن خرداذبہ کے سوا قرآن پاک کے مقامات کا ذکر کہاں آیا ہے ان کی تفصیل مذکور ہے،

۴۔ انساب

اگر تورات کو الگ کر دیا جائے تو دنیا میں عرب ہی ایک ایسی قوم ہوگی جس کے

سلسلۂ نسل وانساب کو ایک فن بنا دیا، ایک عرب کے نزدیک میزانِ مفاخرت مین شرافت نسب سے گران قدر ہے، اس بنا پر عرب مین بچہ بچہ اپنے نسب کا یاد رکھنا ضروری سمجھتا تھا کہ اظہارِ فخر کے موقع پر اپنے کرم نسب کا ثبوت پیش کر سکے، شعرائے عرب کو اکثر قبائل کے سلسلۂ انساب کا محفوظ رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ مدح و ہجو کے موقع پر اس کا ذکر کر سکین، زمانۂ جاہلیت مین اور بعد اسلام بھی عرب مین بہت بڑے بڑے علمائے انساب گذرے ہین جو عرب کے تمام قبائل کے اور اکثر ہر قبیلہ کے مشاہیر کے نسب سے واقف تھے، تدوینِ علوم کے زمانہ مین یہ فن بھی مدون ہوا، اور علمائے انساب نے اس پر متعدد کتابین تصنیف کین، ابتدائے اسلام مین **دغفل بکری**، لسان الحمرۃ، عبید بن شریہ اور بعد کو ابتدائی صدیون مین ابن کواء، قبر فی عوانہ بن حکم ابو الفطان، **ہشام کلبی**، محمد بن سائب کلبی، **مدائنی**، فاکہانی، مصعب بن عبداللہ، **زبیری**، **زبیر بن بکار** مصنف انساب قریش، اصمعی، ابو عبیدہ، ابن ہشام مصنف انساب حمیر و ملوکھا، مبرد اور ازرقی اور متاخرین مین **بلاذری**، **سمعانی**، ابن حزم اور قلقشندی وغیرہ اس فن کے امام تھے[1]. گو ہم کو یہ معلوم ہے کہ ان کی روایات مین یقینی صحت کا شائبہ بہت کم ہے لیکن اس سے زیادہ ہے، جتنا روبرٹسن اسمتھ (ROBOYTSON SMiTH) اور نولدیکی (NOLDEKE) کو خیال ہے، نولدیکی کہتا ہے:

"اب علما کے لیے موقع آگیا ہے کہ ان طفلانہ خیالات کو پس پشت ڈال دین جو چاہتے ہین کہ عربون کی کتبِ انساب کو جن کو محمد کلبی اور اس کے بیٹے ہشام کلبی نے گڑھا ہے، مان لین تاکہ باہم قبائل عرب قدیمہ وحدیثہ کے تعلقات تحقیق و یقین کے ساتھ ظاہر ہون، کیا یہ بات عقل مین آسکتی ہے کہ تمام قبائلِ بنی تمیم جو وسط ملکِ عرب مین آباد ہین وہ صرف ایک شخص کی نسل

[1] دیکھو کشف الظنون ج ۱ ص ۱۲۳ اور فہرست ص ۵۱-۵۷-۵۵-۸۹۔

ہون . یعنی قیس کی، جو مسیح سے کچھ پہلے تھا، اس لیے ہماری تحقیق یہ ہے کہ کوئی قبیلہ درحقیقت اپنے اُس پدرِ اوّل سے واقف نہین جس کی طرف وہ منسوب ہے "

ربرٹسن اسمتھ کہتا ہے:

"یہ محقق ہوچکا ہے کہ چند قبائل زمانۂ ماضی غیر قدیم مین کسی تاریخی شخص کی طرف منسوب نہ تھے"[2]

ہم کو ان دونون محققون سے سوال کا حق ہے کہ اس عام بے اعتباری کے دلائل کیا ہین؟ عرب کے ایک ایک قبیلہ کے لیے ضروری تھا کہ دوستون کی مدح اور دشمنون کی ہجو کے لیے انساب محفوظ رکھے، عرب کا ہر وہ قبیلہ جو غیر پدر کی طرف انتساب کرتا وہ عرب مین حقیر و ذلیل سمجھا جاتا اور بطور نشان ملامت کے اس کا نام لیا جاتا، شعرائے عرب مختلف مواقع کے لیے افراد کے نسبانی یاد رکھنے پر مجبور رہتے تھے، کیا ان واقعات کے بعد بھی اس عام بے اعتباری کی کوئی مناسب وجہ ہے، بنو قیس کی طرح ۶۰۰ برس کی مدت مین ایک شخص کی اولاد سے چند بطون و قبائل کا پیدا ہوجانا کوئی محال امر نہین.

طوطمیت | پورپ کے ان علمی توہم پرستون کے انکار انساب کی بنیاد مسئلۂ طوطمیت (ٹوٹمزم) پر ہے. **طوطمیت** اس کا نام ہے کہ "اشخاص و قبائل کا اپنے کو دیوتون، ستارون، حیوانون اور درختون کی طرف منسوب کرنا" قدیم زمانہ مین جب انسان بچہ تھا، جب کوئی بڑا شخص پیدا ہوتا تھا تو وہ انسانون کی ولدیت سے نکل کر دیوتون کی نسل قرار پاتا تھا، وہ دیوتا خواہ حیوانات ہون یا درخت ہون یا ہندوؤن مین سورج، چاند، ندی وغیرہ قبائل تھے

---

[1] و [2] دیکھو الامومۃ عند العرب مترجم از جرمن مولفہ Kautsky / G. A. W

مطبوعہ قازان (روس) صفحہ ۵

جو اپنے کو انسا فون کے نہین بلکہ آفتاب و ماہتاب کے بیٹے کہتے تھے، اس لئے سورج اور چاند کے متعلق یہ نہین سمجھنا چاہئے کہ وہ اس قبیلہ کے مورث اوّل کا نام ہے بلکہ وہ اس قبیلہ کی دیوی کا نام ہے،

قبائل عرب مین بھی بنو شمس وغیرہ اسی قسم کے نام ہین، اور حیوانات کے نام تو بکثرت آتے ہین، جیسے بنو اسد، بنو فہد، بنو ثعلب، بنو کلب، بنو نمل، بنو عجل وغیرہ، نظریۂ طوطمیت کے مطابق شمس، اسد، فہد، ثعلب، کلب، نمل، عجل، اشخاص تاریخی نہین ہین اور نہ ان قبائل کے مورث اول کے نام ہین بلکہ ان سے ان مانوں نام ہین جن کی پرستش وہ قبیلے کرتے تھے اور ان ہی کی طرف اپنے کو منسوب سمجھتے تھے،

لیکن یہ محض علمی توہم پرستی ہے، عرب مین کبھی اس قسم کا خیال نہین پیدا ہوا، اس خیال کی پیدائش عراق، ہندوستان، مصر اور یونان کی میتھالوجی (علم الاصنام) مین ممکن ہے، اس قسم کے نام عرب مین صرف چند ہین اور جو ہین ان مین کلب (کتا) نمل (چیونٹی) ثعلب (لومڑی) کونسی گرانی قدر ہستیان ہین جن کے انتساب سے خاندان کی بنیاد قائم ہوا، اور یہ اس قسم کے نام ہین جن سے اس زمانہ روشن کا طبقہ متمدن بھی خالی نہین، تم نے بعض انگریزون کے نام فوکس X F0 (لومڑی) بل 77U B (بیل) سنے ہونگے، کیا یہ بھی طوطمیت ہے؟

134972

Marfat.com

ادبیاتِ اسرائیلیہ

یہودیون مین حضرت موسیٰؑ کے عہد سے سنہ ۶۰۰ء تک جو ظہورِ اسلام کا زمانہ ہے متعدد کتابین وحیِ الٰہی یا قوتِ انسانی سے ترتیب پائین، اور چونکہ قرآن مجید ادبیہ کتب اسرائیلیہ ایک ہی مقصد سے انسانون کو دی گئین، اس لیے ان مین اکثر حالات و قصص باہم مشترک ہے، اس سلسلہ مین ایک عجیب نکتہ وہ اضافہ و اسقاط ہے، جو قرآن نے ان کتابون کے مضامین مین کیا ہے، جہان قرآن نے اسقاط کیا ہے حقیقت مین وہ شے وحیِ الٰہی یا مقصودِ قرآنی سے خارج تھی، اور ہر شخص کو نظر آئے گا کہ وہ خارج کرنے کے لائق تھی، اور جہان اضافہ درحقیقت وہ اس واقعہ کا اصل نکتہ تھا جسکو ان کتابون نے جن مین انسان کے ہاتھون نے کام کیا ہے گرا دیا تھا، قرآن نے جو تکمیلِ کتبِ وحیِ اولین کی تصدیق و تصحیح کے لیے آیا تھا اس کو اپنے موقع پر جگہ دی،

ادبیاتِ اسرائیلیہ کا مجموعہ توراۃ، نبیم، کتبیم، ترگوم، مدراش اور تالمود سے عبارت ہے،

توراۃ ایک عبری لفظ ہے جس کے معنی شریعت اور قانون کے ہین، اس نام کا اطلاق حضرت موسیٰؑ کی پانچ کتابون پر ہوتا ہے، یعنی **سفر تکوین** (ذکر بدء کائنات، آدم و حوا، نوحؑ، ابراہیمؑ، اسحاقؑ، اسمٰعیلؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ) **سفر خروج** (ذکر موسیٰؑ، فرعون، بنی اسرائیل، تفصیل قانون) **سفر الاحبار** (شریعت و قانون حلال و حرام) **سفر العدد** (ذکر تعداد بنی اسرائیل وقت خروج از مصر و غزوات موسیٰ و بعض احکام شریعت) **سفر الاثنا** (ذکر قوانین و احکام شریعت)

نبیم نبی کی جمع بقاعدۂ عبری سی اور م کے ساتھ ہے، عربی قاعدہ سے نبیین کہا جاتا ہے

Marfat.com

بنیم، انبیاے بنی اسرائیل کے کلام رموا عظ دمراثی کا مجموعہ ہے، جن مین بہت سی تاریخی باتین بھی ضمناً مذکور ہین، خصوصاً سفر یوشع وسفر القضاۃ وسفر سموال وسفر الایام وسفر الملوک کے، ان مین صرف تاریخی واقعات ہین، اکثر توراۃ کا اطلاق توراۃ اور بنیم دونون پر ہوتا ہے، اور ان مین سے بعض کو کتبیم بھی کہتے ہین،

ترگوم یا ترجوم یعنی ترجمہ وبیان، ترگوم آرامی زبان مین توراۃ وبنیم کی تفسیر وتوضیح کا نام ہے، جو ربیون (ائمۂ یہود) نے انبیا کی زبانی یادداشت درروایات کی بنا پر کی، اس کی تصنیف کا زمانہ ۱۰۰ قبل مسیح سے ۱۰۰ سنۂ تک ہے،

مدراش کا درجہ ہمارے ہان کی احادیث کا ہے، لفظ مدراس اور عربی درس ایک چیز ہے،

تالمود یا تلمود فقہ اسرائیلی ہے، جس کی بنیاد کتب سابقہ پر ہے اور جس کی ترتیب ابواب قائم کی گئی ہے، (لفظ تلمود عربی مین تلمیذ ہے، جس کے معنی "تعلیم وعلم کے ہین)

یہود کے ہان یہ تمام کتابین مستند ہین، نصاریٰ صرف توراۃ کتبیم بنیم کو تسلیم کرتے ہین اور ان ہی کے مجموعہ کو عہد عتیق کہتے ہین، ان کتابون پر تفصیلی بحث ونقد اور اسلام مین ان کی اعتبار، اور ان کے مختلف نسخے، یہ بیانات کسی دوسری جلد مین مشرحاً انشاء اللہ مذکور ہونگے، اس وقت یہان ان کے ذکر سے یہ مقصود ہے کہ چونکہ ارض القرآن کو ان کتابون سے نہایت شدید تعلق ہے اور ان کا ذکر بار بار آئیگا، اس لئے ان کا اجمالی علم ناظرین کے پیش نظر رہے،

اسلام مین جو اسرائیلیات کا سرمایہ ہے وہ زیادہ تر ان ہی ترگوم، مدراس اور تالمود سے ماخوذ ہے،

Marfat.com

ادبیات یونانیہ ورومانیہ

یونانی اور رومانی

مورخون، سیاحون اور جغرافیہ نویسون نے جستہ جستہ اور متفرق طور پر اُن ملکون اور قبیلون کا ذکر کیا ہے جن کا قرآن مین نام ہے۔ ان مین سے بعض مصنفین خود اُن قبیلون اور قومون کے معاصر تھے اس لئے اُن کی اطلاع قابلِ اطمینان ہے۔ ان کا سلسلہ ہیروڈوٹس المتوفی ۴۰۶ء قبل مسیح سے چھٹی صدی عیسوی کے مورخون تک ختم ہوتا ہے۔ ان مورخون، سیاحون اور جغرافیہ نویسون مین ہیروڈوٹس (۶۰۴ء ق م) تھیوفراسٹس (۳۱۲ء ق م) ڈیڈوریس (۸۰ء ق م) اسٹرابو (۲۴ء ق م) پلینی (۷۹ء) بریسلوس (۸۰ء) بطلیموس (۱۴۰ء) قابلِ ذکر ہین۔ ان مین سے ہیروڈوٹس، ڈیڈوریس، اسٹرابو، پلینی اس باب مین مشہور ہین اور بطلیموس مشہور تر،

ہیروڈوٹس مسیح سے ۴۰۰ برس قبل تھا، اس نے یونان و ایران کی تاریخ لکھی ہے، اور اسی ضمن مین مصر، افریقہ اور عرب کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ یونان کا تعلق عربون سے گو براہِ راست نہ تھا۔ لیکن یونان و فارس کے باہمی محاربات مین عربون نے اہلِ فارس کا ساتھ دیا تھا، اس لیے اس قوم کا ذکر ضروری ہوا، چنانچہ ہیروڈوٹس نے اسی حیثیت سے عربون کا ذکر کیا ہے، ہیروڈوٹس کی تاریخ کا عربی مین بھی ترجمہ ہوگیا ہے،

ملک عرب کی نسبت ہیروڈوٹس کا علم نہایت نامکمل تھا، اُس کا خیال تھا کہ عرب سب سے آخری جنوبی ملک ہے جس کے بعد کوئی آبادی نہین، دوسری طرف وہ خلیجِ فارس

Marfat.com

سے جو عرب کو فارس سے علیحدہ کرتی ہے، ناواقف تھا اس لیے اس کا بیان ہے کہ عرب کی زمین فارس کی زمین سے ملتی ہے،

ہیرودوٹس کے یک صدی بعد اسکندر اعظم ایران و مصر پر حملہ آور ہوا، اور اس طرح اس کے ساتھیون کو ۳۳۳ ق م مین خلیج فارس اور سواحلِ عرب کا علم ہوا، اس نے چاہا کہ عرب کی غیر مفتوح زمین کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے، لیکن دوسرے سال وہ خود موت کے قبضہ مین تھا، اہم چونکہ اب یونانیون کا مصر و فارس سے حاکمانہ تعلق پیدا ہو چکا تھا، اس لیے اسکندریہ اور خلیج فارس مین عرب تاجرون سے اُن کو اکثر واقفیت کا موقع ملا، اس زمانہ مین عرب مین دو معین، سبا اور قتبان کی اور حجاز و بطرا مین نبط کی حکومتین قائم تھین، جن کے ساتھ ان کے دوستانہ و دشمنانہ تعلقات مختلف اوقات مین قائم رہے، ان وجوہ سے عرب کے متعلق پہلے سے وہ کچھ زیادہ جان سکے،

اراٹستھینس (Eratosthenes، المتوفی ۱۹۶ ق م نے جو یونانیون کے عہد مین کتبخانۂ اسکندریہ کا مہتمم تھا، اسکندر کی مہماتِ سفر سے جو نتائج تازہ معلوم ہوئے تھے ان کے اضافہ کے ساتھ جغرافیۂ عام کی ایک کتاب لکھی، اس کی اصل کتاب گو ضائع ہو گئی، لیکن اس کے بعد ایک اور یونانی جغرافیہ نویس استرابو نے اس کتاب کے چند ابواب اپنے جغرافیہ مین نقل کر لیے تھے، خوش قسمتی سے ان مین ایک عرب کا باب بھی محفوظ ہے،

اراٹستھینس نے یمن کے قبائل سبا و معین اور ان کے تمدن کا اور نیز قبائل حضرموت کا اور عرب کے دوسرے ان باشندون کا جو براہ قریہ (Gerrha) خلیج فارس کو اور براہ تیما راس خلیج عقبہ کو پہنچتے ہین ذکر کیا ہے، اراٹستھینس کے تقریباً سو برس کے بعد سسلی کا مشہور مورخ دیودورس (Diodorus) المتوفی ۴۴ ق م پیدا ہوا، جس نے عرب کے بعض حالات کا

نشان دیا، نبط کی حکومت کا ذکر کیا، اور سب سے عجیب یہ کہ کعبۂ مکرمہ کی طرف بھی اُس نے اشارہ کیا[1]، افسوس ہے کہ اس کی کتاب کا زیادہ تر حصہ تلف ہو گیا ہے،

عرب قدیم قومون مین اپنے معدنیات اور موتیون کے لئے مشہور تھا، اور تقریباً اسی کے واسطے سے چین کے مصنوعات اور ہندوستان کے خوشبودار عطر اور مسالہ، مصر و شام و یونان وروم پہنچتا تھا، اب یونان کے بجائے پالمیرس کی بساط پر روم آ گئے تھے، اور انھون نے رومی سردار ایلیس گالوس (Aelius Gallus) کی ماتحتی مین جنوبی عرب پر حملہ کیا اور عرب کا ایک حصہ انھون نے فتح بھی کیا، لیکن عرب کے بے آب و گیاہ صحرا سے شکست کھا کر خود ان کو پیچھے ہٹ جانا پڑا،

اسٹرابو (Strabo) المتوفی ۲۴ ق م نے اپنی جغرافی تصنیف مین زمانہ کی اس مہم کا حال لکھا ہے اس مہم مین نبطیون کے علاوہ عرب کے دو شہرون کے نام آتے ہین، نگرانا (Negrana) اور ماریبا (Mariaba) جو صحیح طور سے نجران اور شہر مارب ہین،

اسٹرابو کے بعد پلینی (Pliny) المتوفی ۷۹ء کا نام لینا چاہئے جو کتاب تاریخ طبعی (Natural History) کا مصنف ہے اس نے عرب کے مشرقی سواحل کا اور خصوصاً اس مہم کا ذکر کیا ہے جو رومیون نے مشرقی سواحل کے اکتشاف کے لئے روانہ کی تھی،

پلینی کے سو برس بعد دوسری صدی عیسوی مین اسکندریہ کا مشہور ہیئت دان و جغرافیہ نویس **بطلیموس** (Ptolemy) پیدا ہوا، اس وقت رومن طاقت اپنے عروج و کمال پر تھی، بطلیموس نے تمام دنیائے معمور و معارف کا ایک نقشہ تیار کیا، اور پھر اس نقشہ

[1] گبن جلد ۷ باب ۵۰

کی تشریح و تفصیل کے لیے جغرافیہ مین ایک کتاب[1] لکھی،

اصل نقشہ گو مفقود ہوگیا، لیکن اس کی شرح ابتک موجود ہے، اور اب جو نقشے بطلیموس کے انتساب سے بنائے گئے ہین وہ اسی شرح کے ہدایات و بیانات کے مطابق طیار کرلئے گئے ہین،

بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عموماً ہپارخوس (Hipparch) اور اراٹستینس (Eratosthenes) کی تقلید کی ہے، لیکن بعض امور کا اس نے اضافہ بھی ضرور کیا ہے، مثلاً سب سے پہلے اُسی نے عالم کو طول بلد اور عرض بلد پر منقسم کیا اور پھر اُن خطوط کے ذریعہ سے اس نے مقامات کی تعیین کی، اسی لیے بطلیموس کی یہ تصنیف باعتبار جغرافیہ طبیعیہ (Natural Geog) یا جغرافیۂ وصفیہ (Discription Geog) کے جغرافیہ فلکیہ (Astranimical Geog) سے زیادہ قریب ہے

بطلیموس نے خود عرب کی سیاحت نہین کی تھی، اسکندریہ اُس زمانہ مین عرب تاجرون کا مرکز تھا، اس نے ان ہی تاجرون اور کارواون سے دریافت کرکے عرب کا جغرافیہ ترتیب دیا، پہلے اُس نے عرب کو تین طبعی ٹکڑون پر تقسیم کیا ہے، عرب سعید یا عرب یمان (Arabian Felix) یعنی یمن و حضرموت یا جنوبی عرب شمالی عرب کے دو ٹکڑے کیے ہین عرب سنگستان (Arabian Petra) اور عرب ریگستان (Arabian Deserts)

بطلیموس نے عام طور سے عرب کے مشہور قبائل، شہر گاؤن، پہاڑ، سواحل، تجارتی منازل اور تجارتی راستون کو بیان کیا ہے، صرف عرب آبادان مین اس کے بیان مطابق ۱۱۴ آبادیان تھین، لیکن چند ناموں کے سوا اب ان قبائل و منازل کے نام خارج از فہم ہین، اور

[1] عربی مین اس کتاب کا پہلا ترجمہ یعقوب کندی کی فرمایش سے ہوا لیکن یہ اچھا نہ تھا اس لئے پھر ثابت ابن قرہ نے تیسری صدی ہجری مین اس کا دوسرا ترجمہ کیا، کتاب الفہرست صفحہ ۹۰ طبع لیپزک،

جو فہم مین آتے ہین وہ موجودہ صحیح عربی نامون کے بالکل غیر مطابق ہین یہ واقعہ ہے لیکن اس کے اسباب کیا ہین؟ اس مین لوگ مختلف الرائے ہین،

ایک مشہور مصنف بن بری (Brunlow) نے بطلیموس کے اس مکمڑے سے عام بدا عتقادی ظاہر کی ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ صرف فرضی اور مصنوعی نامون کا مجموعہ ہے، لیکن جرمن مستشرق اسپرنگر (Springer) نے قدیم جغرافیہ عرب (Geography of Arabia) کے بطلیموس (Geography of Arabia) مین جو ۱۸۷۵ء مین شائع ہوئی، نہایت قابلیت سے بطلیموس کے نامون اور مقامون کا عرب جغرافیہ نویسون اور موجودہ سیاحون کے بیانات سے مقابلہ کیا ہے اور ان کی صحت ثابت کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ چند نامون کے سوا اور تمام نامون کی تطبیق بہ تکلف ہو سکتی ہے، اور اس کی مثالین ہماری کتاب مین جا بجا ملین گی، بطلیموس کے جغرافیہ کے متعلق آج سے ایکہزار برس پہلے مسلمان جغرافیہ نویس مسعودی[1] اور بعد کے اس سے ۳۰۰ برس بعد دوسرے عرب جغرافیہ نویس یاقوت حموی خود یہی شکایت کر چکے ہین اور خاص عرب کے متعلق یہ شکایت اور زیادہ اس لئے نمایان ہو جاتی ہے کہ قبائل عرب بادیہ نما زندگی کے عادی ہین، اس لئے ان کے مقامات کی تعیین نہایت مشکل ہے، پھر بطلیموس کے قافلون اور کاروانون کی زبانون سے ان کی تحقیق، اور یونانی حروف تہجی مین ان کی تعبیر اور پھر انقلابات و حوادث روزگار کا تواتر، کاتبون کی جہالت اور ناآشنائی فن، ان وجوہ سے قیاس نہین کیا جا سکتا کہ ایک لفظ اپنے اصلی صحیح مخرج سے کہان کہان جا پڑا ہوگا[2]

ان یونانی الاصل اور رومانی النسب مصنفین کے علاوہ اسی زمانہ کا ایک یہودی مسعف

---

[1] اس فصل کے لیے دیکھو مروج الذہب مسعودی صفحہ ۱۰۳ جلد ۱ - طبع مصر، معجم یاقوت،

[2] Penetration of Semitic By Hogarth PP 1-24

بھی قابلِ ذکر ہے یعنی **یوسیفوس** یہ رومیون کے عہد مین تقریباً پہلی صدی مسیحی مین اسکندریہ مین مقیم تھا، یونانی اور لاطینی (رومانی) زبانون مین اسکی متعدد تصانیف یہودیون کی تاریخ اور مذہب کے متعلق ہین، اور انگریزی مین اُن کے ترجمے ہو گئے ہین، ان کتابون سے بھی ارض القرآن کے لئے مواد ہاتھ آیا ہے، اس کی تین کتابین میری نظر سے گذری ہین، قدامت یہود، یہود کی بربادی اور فلسفۂ یہودیت، یہ تمام تصنیفات متعدد وجوہ سے نہایت اہم سمجھی جاتی ہین جن کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ اس عہد قدیم کا وہ تنہا یہودی مؤرخ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ اسکندریہ کا کتب خانہ جو اس کے بعد تباہ و برباد ہو گیا ہے، اور جس کی تباہی و بربادی کا الزام مسلمانون کے سر تھوپا جاتا ہے، اس وقت موجود تھا، بابل اور مصر کی قدیم تاریخین وہان موجود تھین، یہ مصنف ان بابلی و مصری تاریخون سے بابل و مصر کی قدیم تاریخ کے اقتباسات نقل کیے ہین، بابل و مصر کی قدیم تاریخ کی تاریکی مین صرف یہی اقتباسات روشنی کی چند کرنین ہین، ان دونون ملکون کی نسبت تاریخی حیثیت سے جو کچھ معلوم ہے اس کا ذریعہ صرف یہی چند اوراق ہین،

بابل کے جس مورخ کا ذکر یوسیفوس نے کیا ہے اس کا نام **بردشوش** ہے، اور دوسرے مصری مورخ کا نام **مانیتھون** ہے، ان دونون کے اقتباسات نہایت اہم ہین اور ان سے ہم نے کام لیا ہے،

Marfat.com

اکتشافاتِ اثریہ

یمن، حضرموت، حوران، تدمر، بطرا، ملا، مدائن، صالح، صفا، حجر، حجانہ، عراق اور مصر میں قدیم عربوں کے بہت سے آثار، عمارات اور یادگاریں ہیں، جن میں ہزاروں کتبے اور نقوش لکھے ہیں، ان کتبات و نقوش سے علمائے آثار قدیمہ نے عجیب و غریب نتائج استنباط کئے ہیں، یہ کتبات اور نقوش زیادہ تر حمیری (مسند) سبائی، ارامی اور نبطی خطوں میں ہیں، دولتِ بنی امیہ اور عباسیہ کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ تاریخی مذاق مجتہدانہ حیثیت رکھتا تھا، ان آثار کی تحقیقات کی گئی اور ان میں سے اکثر خطوط اور زبانوں سے اُس وقت کے علماء واقف تھے، ذوالنون مصری جو دوسری صدی میں تھے مصر کے خط برابی (میرٹ گلیفی) پڑھتے تھے،

حمیری محقق، علامہ ہمدانی نے "صفۃ جزیرۃ العرب" اور اکلیل میں، تمام مشہور آثار کے نام گنائے ہیں، اور ان کے تفصیلی حالات کے لئے اپنی کتاب "اکلیل" کا حوالہ دیا ہے، ناعط جو سلاطین یمن نے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا، (اسلام سے تھوڑا پہلے اس کی تعمیر ہے) وہب بن منبہ نے (جنھوں نے صنعا پر کا زمانہ پایا تھا) اس کا ایک حصہ دیکھا جس کا ترجمہ یہ ہے،

"یہ ایوان اس وقت تعمیر کیا گیا جب کہ ہما سے لیے مقرر ہوئی تھی"

وہب کا بیان ہے کہ میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی مدت [illegible]

Marfat.com

گذر چکے، چنانچہ یاقوت حموی نے معجم البلدان (ذکر ناعط) مین اس کا ذکر کیا ہے، امرالقیس کا شعر

هو المنزل الآفِ من جوِّ ناعطٍ — بنی اسدٍ حزناً من الارض اوعرا

یہ وہ ہے جو ناعط کی بلندی سے — ہزارون آدمی زمین پر لا سکتا ہے،

آی قلعہ کی شان مین ہے،

امیر معاویہ کے زمانہ مین (سنہ ۴۰ھ سے سنہ ۶۰ھ تک) عبدالرحمن، مصر کے گورنر تھے، انھون نے حضرموت کے منہدم شدہ قلعہ "حصن غراب" پر جو کتبہ پایا تھا اس کا ترجمہ عربی زبان مین حسب ذیل ہے،

ونحطاد صید البر بالخیل والقنا — ہم گھوڑون اور برچھون سے خشکی کا شکار کرتے

وطورٌ نصیدُ الحوت من لجج البحر — ہین، اور کبھی دریا کی تہ سے مچھلیان نکال لاتے

یلینا ملوکٌ یبعدون من الحنا — ہین، ہمارے حکمران وہ سلاطین ہین جو بدکاری

شدیدٌ علی اهل الخیانة الغدر — سے بہت دور ہین، اور خیانت اور غداری کرون کے حق مین بہت سخت ہین، وہ ہمارے

تقلد لنا من دین هود شرائعا — لئے ہود کے مذہب کے مطابق شریعت قائم کرتے

وتهدی لنا من آیات البعث النشر — ہین اور ہم احکام الہی اور بعث و نشر کی یان

اذا ساحلٌ حلت امر ضایه بدرنا — لائے ہین، جب کوئی دشمن ہماری زمین کا

یکن ناجیا منا بالشقة السمر — قصد کرتا ہے تو ہم گندم گون نیزے لیکر نکل پڑتے ہین،

مکتبہ علامہ نویری نے اپنی تاریخ مسالک الابصار مین نقل کیا ہے، لیکن تاریخ مذکور اس وقت ہمارے پیش نظر نہین ہے، فارسٹر صاحب نے نویری کی کتاب اس کو نقل کیا ہے، اور ہم نے

---

[1] معجم البلدان ذکر ناعط [2] دیکھو فارسٹر صاحب کا جغرافیہ صفحہ ۹ تا صفحہ ۹۴ فارسٹر صاحب نے بعض اشعار غلط نقل کئے ہین، ہم نے انکو چھوڑ دیا ہے،

Marfat.com

فارسٹر کی کتاب سے،

۱۸۳۴ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک مشن یمن بھیجا تھا، اس کو یہی کتبہ اصل قدیم حمیری خط مین ملا، اصل کتبہ عاد کے ذکر مین آئے گا، یہ کتبہ فارسٹر صاحب کی تحقیق کے موافق قوم عاد کا ہے اور عرب کے قدیم ترین کتبات مین سے ہے، جس کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اٹھارہ سو برس قبل ہے، فارسٹر صاحب نے اپنے تاریخی جغرافیہ (صفحہ ۹۰ و ۹۱) مین اس کا جو ترجمہ کیا ہے نوری کے ترجمہ سے بہت کم مختلف ہے،

مورخ کلبی کے زمانہ مین قبیلہ ذوالکلاع کے ایک شخص نے یمن مین ایک تخت پایا جس پر ایک مردہ لاش پڑی ہوئی تھی، اس کے سامنے ایک زرین سپر تھی، جس پر سرخ یاقوت جڑا ہوا تھا، اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی (یہ عبارت حمیری عبارت کا ترجمہ ہوگی)

بسم اللہ رب شمیر المحسان	اللہ کے نام پر جو کہ شمیر کا خدا ہے مین مرثد
بن عمرو النفیل،	نفیل کا بیٹا حسان ہون،

حمار رواینہ کے بھانجے نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر قوم عاد کا ایک پتھر پایا تھا، جو پتھر کی چوکی تھا، اس پر یہ شعر لکھے تھے[1] (یہ اصل شعر نہین، بلکہ ترجمہ ہے،)

الا ھل الی ابیات شمخ بذی اللوی	لرؤی الرمل من قبل الممات معا
مقام ذوالقوی مین جو مکانات ہین	کیا مرنے سے پہلے پھر وہان جانا نصیب ہوگا
بلاد بھا کنا وکنا نحبھا	اذا الاھل اھل والبلاد بلاد
یہ وہ شہر ہین جہان ہم رہا کرتے تھے اور ان سے	محبت رکھتے تھے جب لوگ لوگ تھے اور شہر شہر تھے

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یمن مین ایک [illegible] سیلاب ایک پتھر نکل گئی تو ایک خوبصورت

[1] معجم البلدان لفظ شبعین، [2] دیکھو لفظ شبعین

Marfat.com

کی لاش نکلی جس کے گلے مین موتیون کے سات ہار اور انگلیون مین مرصع انگوٹھیان تھین، اس کے سرہانے ایک لوح تھی، جس پر یہ کتبہ لکھا ہوا تھا،

باسمك اللهم اله حمير ايانا تاجد بنت
ذی شفر بعثت مايمنا الی يوسف
فابطاء علينا فبعثت لاذتی بعد من
ورق لتاتينی بمدٍ من طحينٍ فلم
تجده فبعثت بعدٍ من ذهبٍ فلم
تجده فبعثت بمدٍ من جوریٍ فلم تجد
فامرت به فطحن فلم استقم به فامتلت
فمن سمع بی فليرحمنی وايّة امرءٍ لبست
حليا من حلقی فلا مانت الا ميتةً

تیرے نام پر جو کہ حمیر کا خدا ہے، مین ذوشفر کی بیٹی تاجہ ہون مین نے اپنے قاصد کو یوسف (علیہ السلام) کے پاس بھیجا تھا، اس نے جب دیر لگائی تو مین نے چاندی، پھر سونا بھیجا کہ آٹا لے آئے لیکن کچھ حاصل نہ ہوا، پھر مین نے حکم دیا کہ میرے جواہرات پیسکر آٹا بنایا جائے لیکن وہ پیکا تھا، جو شخص میرا حال سنے اسکو میرے حال پر رحم کرنا چاہئے، جو عورت میرے زیور پہنے گی وہ میری ہی موت مرے گی،

یہ کتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اور اس سے اُس قحط کی تصدیق ہوتی ہے جس کا ذکر قرآن مجید مین ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب مین اس قدر زمانۂ قدیم سے تحریر کا رواج تھا، اور یہ کہ حمیر اللہ کو اپنا معبود سمجھتے تھے،

حمزہ اصفہانی المتوفی ۳۵۰ھ نے ایک حمیری کتبہ کا ذکر کیا ہے جس کی عبارت یہ تھی،

"بنام خدا شمر یرعش (شاہ حمیر) نے آفتاب دیبی کے لیے یہ بنایا"

ابن حائک ہمدانی حمیری المتوفی ۳۳۴ھ آثار عرب کا سب سے بڑا ماہر تھا، اس نے اپنی تصنیف "اکلیل" کا آٹھوان باب مخصوص اسی موضوع پر لکھا ہے، ہمدانی کے علاوہ مقدسی نے اپنے سفرنامہ مین، یاقوت نے اپنی معجم مین، نویری نے اپنے جغرافیہ مین، اور قزوینی نے اپنی آثار البلاد مین اس

لہ اس کتبہ کو ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے بھی اپنے جغرافیہ کے ص ۱۰۲ مین مع انگریزی ترجمہ کے نقل کیا ہے، ۲ تاریخ ملوک الارض ص ۱۱ کلکتہ

Marfat.com

آثار و کتبات کا ذکر کیا ہے،

بہرحال یہ ایک ادھوری کوشش تھی، اہلِ یورپ نے اس شاخ کو بیدترتی دی ہے اور اس مین بے انتہا برگ و بار پیدا کرکے اس کو ایک مستقل فن بنا دیا ہے،

علمائے خطوط قدیمہ نے ان کتابات و نقوش کو اس طرح حل کیا ہے کہ ان سے عرب کی تاریخِ قدیم کے متعلق عجیب و غریب اکتشافات حاصل ہوتے ہین، اہلِ یورپ کو پہلے پہل ان مقامات کے اکتشاف اور تحقیق کا خیال پیدا ہوا جو توراۃ مین مذکور ہین، ان مقامات کا بڑا حصہ عرب مین واقع ہے، اس سلسلہ سے ان کو بابل، مصر، فلسطین، حوران اور عرب کے آثار کی طرف توجہ ہوئی ہم کو جن آثار سے تعلق ہے وہ صرف عرب کے آثار ہین، اس لئے ہم انہی کی تشریح کرتے ہیں

نیوبھر (Niebuhr) عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح اور عرب کے آثار کا سب سے پہلا مکتشف ہے، ۱۷۶۲ء مین یہ یمن کی طرف تنہا عازم ہوا، اس کے بعد محمد علی پاشاہ یو مصر اور وہابی امیر نجد کی جنگ شروع ہوئی اور یورپ نے مصر کا ساتھ دیا، اس وقت یورپ کو سیاحتِ عرب کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر موقع نصیب ہوا، یورپین افسر مصری فوج کے ساتھ اس جنگ مین کثرت سے شریک تھے، ہم بدنیت نہین لیکن کہتے ہین کہ باستثنائے چند علمی ذوق کے علاوہ سیاسی تحریکات بھی اس مشاہدہ و تحقیق کی محرک تھین، خصوصاً جبکہ یہ نظر آتا ہے کہ ان سیاحون کی صف مین ایسے اشخاص بھی شریک ہین جن کے ہاتھ قلم سے زیادہ تلوار سے مانوس ہین.

ان سیاحون کے حالات و اکتشافات و تحقیقات پر انگریزی مین ہوگارتھ (D.G. Hogarth) نے ایک مستقل کتاب ۳۵۰ صفحون مین لکھی ہے، اور وہ ہمارے سامنے ہے، لیکن مصنفینِ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے نہایت ایجاز کے

ساتھ اس کا اختصار کیا ہے، اس لیے ہم اُسی کا اقتباس یہان درج کرتے ہین، گو یہ بحث بڑھ جائے گی لیکن چونکہ ہماری زبان اب تک اس عبرت انگیز لیکن مفید اطلاعات سے خالی ہے (۶ برس ہوئے ہین ہی نے الندوہ مین اس موضوع پر ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا) اس لئے طولِ بیان بے موقع نہ ہوگا،

اس مضمون کے دو ٹکڑے ہین، عرب کے کن اقطاع مین اہلِ یورپ کا گذر ہوا؟ اور وہان کیا آثار قدیمہ اُن کو نظر آئے؟

عرب کے کن اقطاع مین اہلِ یورپ کا گذر ہوا؟

یمن | چونکہ یمن مشرق و مغرب کے درمیان کا رہگذر ہے اور نیز دیگر اقطاعِ عرب سے اس کا مشاہرہ اور سیر و سیاحت زیادہ سہل ہے، اور یہان آثار بھی بکثرت پائے جاتے ہین اس لیے اہلِ یورپ نے پہلے یمن قدم رکھا،

عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے، نیوبھر نامی ہے، یہ ڈنمارک گورنمنٹ کی طرف سے ایک جماعت کے ساتھ ۱۷۶۱ء مین عرب کو روانہ ہوا، ایک سال مصر اور جزیرہ نماے سینا مین صرف کرنے کے بعد یہ جماعت ۱۷۶۲ء کے آخر مین جدہ پہنچی، پھر شمالی یمن کو روانہ ہوئی، یہان سے تہامہ (عرب زیرین) ہوتے ہوئے بیت الفقیہ، زبید اور مخا پہنچی جو یمن کے خاص آباد شہر ہین، پھر مشرق کی جانب کوہستانی مقامات کو قطع کرتی ہوئی صنعا آئی یہان سے مشرق کی طرف آگے بڑھ کر جبلہ پہونچی جو چند پہاڑیون کے وسط مین جن کی بلندی سطح آب سے دس ہزار فیٹ تک ہے، واقع ہے، پھر اُس نے جنوب کا رُخ کیا اور یزمر کربا حیض و زبید، مخا پہونچی، یہان اس کے ایک

۱۵ Vol. II Art. Arabia de li

ممبر کا انتقال ہوگیا، دوسری بار آس اور فنڈ کے بعض ممبر جون ۱۷۶۲ء میں تیز پہنچے، یہاں سے انھوں نے یمن کے دارالحکومت صنعا کا رخ کیا، جس کے قریب اس وفد کا ایک اور ممبر مرگیا، لیکن اس سے اور ممبروں کی ہمت میں کوئی فرق نہ آیا، یہاں سے وہ صنعا آئے، یہاں زیدی فرقہ کا جو یمن کا شاہی مذہب ہے ایک بہت بڑا دارالعلوم ہے، اور جس میں نہ صرف یمن کے ۵۰۰ طالب علم تعلیم پاتے تھے، صنعا سے پھر وہ صنعا پہنچے اور صنعا میں دس روز کے قیام کے بعد پھر مخا پہنچے، اور یہاں سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے، اس اثنا میں تین اور ممبر شدائد سفر سے ہلاک ہوگئے،

نیبوہر جو اس وفد کا سرعسکر تھا، ان متواتر حوادث سے ذرا بھی پژمردہ نہ ہوا، وہ پھر عرب آیا، اور عمان، خلیج فارس اور بصرہ ہوتا ہوا شام و فلسطین سے ڈنمارک پہنچ گیا،

اس وفد کے نتائج سفر نیبوہر نے ۱۷۷۲ء میں شائع کیے، جن سے سب سے پہلی بار علمی اور تحقیقی طور پر یورپ کو نہ صرف یمن سے بلکہ تمام عرب سے اطلاع ہوئی،

عیبر | عیبر گو اب الگ ہے لیکن درحقیقت وہ یمن کا ٹکڑا ہے، ہر نبر کسل (Forskal) اور ہمپرچ (Hemprich) نے ۱۸۱۵ء میں تمام اور جزائر سواحل عرب کا سفر کیا، اور ۱۸۳۳ء میں لیٹا (Ehrenberg) نے بنائی تحقیقات کی غرض سے جنوبی عرب کی خاک چھانی، لیکن یورپ جغرافیہ عرب کے لیے نیبوہر کے بعد فرانسیسی افسر ٹیمیزر (M. O. Tamisier) شہزادہ ٹیلیرینڈ (Talleyrand) اور عیبر (Arnaud) کا ممنون ہے، جو مصری فوج کے ساتھ عسیر آئے تھے،

جون اور مارب | ارناؤ (Arnaud) پہلا یورپین ہے، جس نے "جنوبی جوف" کا اور "مارب" کے حجری کتبوں کا مشاہدہ کیا، اور اور سد عرم کا نقشہ تیار کیا، اس اطلاع سے

Marfat.com

مشہور اٹری (ار کیالوجسٹ) ہالوے (Halevy) مشتاق ہو کر ۱۸۶۹ء مین عازم عرب ہوا، ہالوے پہلے صنعا، پہنچا، پھر صنعا سے شمالی مشرقی جانب المدید آیا جو پانچہزار عرب باشندون کا مسکن اور ضلع نجم کا مرکز ہے،

ہالوے نے یہان ایک سطح مرتفع کو قطع کیا جہان اس کو متعدد شکستہ عمارات اور منہدم مینارون کا نشان معلوم ہوا، پھر وہ قریۂ مجزر مین پہنچا، جو جبل یام وجوف کے حدود پر واقع ہے، اور یہی اسکی عظیم الشان اثری تحقیقات کا مرکز ہے، یعنی یہین اس کو قوم سبا کے نقوش اور کتبے ہاتھ آئے، یہین اس نے مقام معین کا پتہ لگایا، جو قبیلۂ معین کا قدیم دارالحکومت تھا یہین قدیم یونانی جغرافیہ نویس بلینی کا نشان دادہ مقام "نشق" ملا، جہان سبا کی فوج نے رومی لشکر سے جو بسرکردگی ایلیوس گالیوس آئی تھی، ۲۴ ق م مین شکست کھائی تھی،

الجبل سے ہالوے شمال کی طرف مڑا، اور نخلستانِ خب اور صحراے اعظم کو قطع کرتا ہوا اس سرسبز و شاداب قطعہ مین پہنچا جس کا نام "نجران" ہے، یہان اس کو یہودیون کی ایک آبادی ملی، جس کے ساتھ اس نے نخلستانِ مخلاف مین چند ہفتے گذارے، یہان سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر مشرق کی جانب قریۂ "مدینۃ المعہود" کے قریب بطلیموس کے بیان کردہ شہر نجرہ کا کھنڈر نظر آیا،

جون ۱۸۷۵ء مین اس نے اس سرزمین مین قدم رکھا جو اس کے سفر کی منزل مقصود تھی یعنی شہر مارب جو قوم سبا کا دارالحکومت تھا، یہان اس کو "مدینۃ النحاس" کے آثار ملے، اس مقام کا نام مدینۃ النحاس اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کے اکثر کتبات (نحاس) برنجی پترون پر منقوش پائے گئے ہین، اس مقام سے بجانب مشرق دو گھنٹے کی راہ پر ہالوے نے مارب کے اس مشہور بند آب (سد مارب) کا پتہ لگایا، جس کو حمیریون نے وادی شیوان کے

Marfat.com

عرض مین تعمیر کیا تھا، اور جو ملک مین آب رسانی کا تنہا ذریعہ تھا.

ہالوے کے بعد مارب کا دوسرا یورپین زائر آسٹریا کا عالم اثریات گلاز (Glaser) (۱۸۵۵ء تا ۱۹۰۸ء) ہے جس نے نیبوہر کے بعد علم آثار عرب کی سب سے زیادہ خدمت کی. اس نے دولت عثمانیہ کے زیر حفاظت صنعا کی شمالی و مشرقی جانب کا مطالعہ کیا، اسی وہ صرف سب سے پہلے تاریخی مقام "خمر" تک پہنچا تھا کہ قبائل عرب کی باہمی جنگ سے واپسی پر مجبور ہوا، تاہم اس کو اتنا موقع مل گیا، کہ وہ اس سطح مرتفع تک پہنچ گیا جو وادی فریدہ اور وادی خمران کے درمیان واقع ہے اور جہان پہلے حمیر کی آبادیان تھین، اور پھر ان دونون وادیون کے مقام اتصال کی دریافت کے لیے آگے بڑھا، تا آنکہ جوف مین پہنچگیا.

۱۸۸۹ء مین دوبارہ گلاز ترکی حکومت کے زیر حفاظت ملک عرب کو روانہ ہوا، اور خوش قسمتی سے بخیریت مارب پہنچ گیا اور وہان سے ۳۰ دن کے قیام کے بعد جدید حمیری نقوش وکتابات کی ایک کثیر تعداد اپنے ساتھ لے کر واپس آیا،

حضرموت | جنوبی ساحل سے اندرون ملک مین جانے کی کوشش سب سے پہلے ۱۸۴۳ء مین کی گئی، جب دو انگریز افسر لفٹنٹ کرٹنڈن (C. Cruttenden) اور ولسٹڈ (J. R. Wellsted) سواحل عرب کی پیمایش کے لیے متعین کیے گئے، ان دونون نے وادی میفعات مین "نقب الحجر" کے کھنڈرون کا معائنہ کیا. یہان اور نیز مکلا کے پاس "حصن غراب" مین حمیری کتبات کا انکشاف کیا، یہ سب سے پہلی دفعہ ہے جب حضرموت مین عربی تمدن کا سراغ ملا.

ان کے بعد اڈلف وان ورید (Adolf Von Wrede) ۱۸۴۳ء مین مکلا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا، اور پیغمبر ہود کی قبر کا جو حضرموت مین واقع ہے

Marfat.com

زارین کر شمال کی جانب وادی دوان کی سطح مرتفع تک پہنچا، اور یہان سے جنوبی صحرائے اعظم کی طرف روانہ ہوا، وادی دوان سے واپسی مین وہ بیمار پڑ گیا، اس لیے وہ جلد ملک سے نکل جانے پر مجبور ہوا،

۱۸۹۳ء مین ہرش (H. Hirsch) اور ٹیوڈر بنٹ (J. T. Theodore Bent) سلطان مسقط کے زیر حفاظت قصبہ سیرن اور ثمریم سے جو سلطان کے مقبوضات ہین، آگے بڑھا، پہلے یہ وادی دوان پہنچا، جہان اس نے قریہ بخران کے پاس قدیم عمارات اور کتبات کا کھنڈر پایا، یہان سے وہ واپسی مین وادی ابن علی اور وادی ادیم ہو کر مسقط واپس آگیا،

اس کے تھوڑے ہی دنون بعد تھیوڈر بنٹ (J. T. Theodore Bent) اور لیڈی بنٹ اس جماعت کے ساتھ جو گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ملک کی پیمایش کو گئی تھی، اسی نشان سفر پر حضر موت پہنچی، دونون نے یہان حمیر کی بہت سی یادگارون کا اور کتبات کا معائنہ کیا،

عمان | عمان مین جو ایک مدت سے انگریزی اقتدار کو قبول کر چکا ہے تعجب ہے کہ یورپین سیاح مسقط سے زیادہ آگے نہین بڑھے، برٹس دستہ فوج جو ۱۸۱۰ء مین عمان گیا تھا سواحل سے آگے نہین بڑھا (W. R. Wellsted) جس نے جنوبی عرب مین حضر موت کی تفتیش کی تھی ۱۸۳۵ء مین اب وہ شمالی عرب کی تحقیق کو نکلا اور مسقط پہنچا، مسقط سے جہاز پر وہ راس الحد تک آیا، پھر جنوب کی طرف صحرا کے کنارون تک قبیلہ بنو علی کے مسکن تک گیا، پھر وہ پھر شمالی مغربی جانب کو وادی بیشہ اور سنجد ہو کر حضر موت کے قریب مقام شحر سے نکل کر ہندوستان چلا آیا،

اسی طرح عمان سے ہو کر ۱۸۷۱ء مین کرنل مائلس (S. B. miles) نے بھی

Marfat.com

ذخیرہ، لقطار وغیرہ تہامات کی سیر کی،

حجاز | حجاز مین غیر مسلم کا گذر مشکل ہے اس لیے یہان کے اکثر یورپین سیاحون کو مسلمان بنانا پڑا بعض ان مین بعد کو سچے مسلمان ہو گئے جیسے برکھارڈ جس کو مصری مسلمان شیخ برکات کہتے تھے اور بعض محض مصنوعی تھے جیسے حاجی برٹن (Sir Richard Burton) ان سفرنامون مین ایک مسلمان کے لیے کوئی دلچسپی نہین، کیونکہ ہر مسلمان بچہ اس کو جانتا ہے، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات، اعمالِ حج کی کیفیت، زائرون کی زندگی، عام بدویون کے حالات، یہ ان سیاحون کے سرمایہ سفر ہین، جن کی یورپ مین بڑی قدر ہے،

حجاز کا پہلا یورپین سیاح ایک سوئیسی ہے، جس کا نام بیڈے لیکچ (Badraged) ہے، یہ علی بے عباسی کے نام سے مسلمان ہوکر ۱۸۰۷ء مین جدہ پہنچا اور حاجیون کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوا، یہ سب سے پہلا یورپین ہے جس کو شہر مقدس کی زیارت اور اعمالِ حج کے مشاہدہ کا شرف حاصل ہوا،

حجاز کی سب سے عمدہ تصویر برکھارڈ نے کھینچی اور یورپ اس کے لئے اس کا ممنون ہے، یہ جولائی ۱۸۱۴ء مین جدہ آیا، جب محمد علی پاشا خدیو مصر وہابیون سے برسرپیکار تھا، برکھارڈ پہلے طائف پہنچا، پھر مکہ آیا، اور تین مہینہ یہان شہر کے جغرافی اور ریاضی حالات کا مشاہدہ کرتا رہا، جنوری ۱۸۱۵ء مین مدینہ منورہ گیا، اور وہان کے حالات کا بھی جغرافی و ریاضی نظر سے مطالعہ کرتا رہا، واپسی مین نیمرع ہوکر مصر پہنچا جہان اس نے وفات پائی، اور بطریقہ اسلامی مدفون ہوا،

انڈین آفیسر سر رچرڈ برٹن بھی برکھارڈ (برکات) (Burckhardt) کے بعد ایک مسلمان حاجی کی صورت مین حاجیون کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ

Marfat.com

پہنچا، اور یہان کے جغرافی اور طابوغرافی[1] ریاضی جغرافیہ) حالات کی سب سے زیادہ تحقیق کی، وہ جس راستہ سے ہو کر مکہ سے مدینہ گیا، اس راستہ پر اس سے پہلے کسی یورپین کا گذر نہین ہوا تھا، برٹن کا ارادہ تھا کہ شمالی عرب سے ہو کر جنوبی عرب کو قطع کر کے عمان سے نکل جائے، لیکن قلتِ فرصت کی بنا پر وہ اس ارادہ سے باز رہا،

اس سفر کے ۲۵ برس بعد حکومتِ مصر کی طرف سے وہ مدین مین سونے کی کان کی تلاش مین بھیجا گیا، سونے کی جو کان وہان تھی اس مین سونا نکالنے کی کوششون کے قدیم آثار معلوم ہوتے تھے، برٹن کو اس وقت اس مین سونے کی مقدار بہت کم ملی، تاہم سونے سے زیادہ گران اکتشافات اس کے ہاتھ آئے، یعنی اثری (ارکیالوجیکل) تحقیقات اور تخطیطی (ٹاپوگرفیکل) پیمایشین، تمام سواحلِ مدین کی خلیجِ عقبہ سے راس سے وادی حمد کے دہانہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ انجام کو پہنچین،

نجد تمام اقطاعِ عرب مین سے نجد کا سفر اہل یورپ کے لیے انیسوین صدی کے اوائل مین زیادہ آسان تھا کیونکہ اس زمانہ مین محمد علی پاشائے مصر، نجد کے وہابیون کے کیساتھ سرگرم پیکار تھا، مختلف اغراض سے برٹش حکومت بھی محمد علی کی رفیقِ جنگ تھی، اس بہانے سے متعدد برٹش افسر مصری فوج کے ساتھ ساتھ تمام نجد کا نہایت آسانی سے سفر کر سکے،

کپتان سیدلیر (C. E. Sadleir) ویلن (C. A. Wallin) ۱۸۴۹ء

پالگریو (W. G. Palgrave) (۱۸۶۲ء) نے اسی مصر و نجد کے تعلق سے نجد، ریاض حائل، شمر اور حجاز کا مشاہدہ کیا، ان کے مشاہدات و معائنات مین بجز عرب کے اجتماعی اور

[1] طابوغرافی جس کو عربی مین علم تخطیط البلدان کہتے ہین، وہ علم ہے جس مین مقامات کے جائے وقوع ایک مقام سے دوسرے شہر کا فاصلہ اس کا طول البلد اور عرض البلد وغیرہ مباحث سے بحث ہو،

زرعی اور عام سفر کے واقعات کے کوئی علمی دلچسپی نہین ہے، اور عجب نہین کہ یورپ کے لیے یہ چیزین بالکل نئی ہون کہ پالگریو جیسے سطحی النظر کو بھی اکتشاف عرب کی مجلس مین یہان ایک بلند درجہ دیا جاتا ہے،

شمالی عرب | جنوبی عرب (یمن و حضرموت) کی طرح شمالی عرب بھی قدیم یادگارون کا مخزن ہے، جس مین حوران، بطرا، تدمر مدین، مدائن صالح، صفا اور العلا، وغیرہ مقامات عتیق العمر اور کثیر الآثار ہین، سب سے پہلا یورپین جس نے ان مقامات کا سفر کیا اور خصوصاً جس نے بطرا کے کھنڈرون کو دیکھا، برکھارٹ (سنہ ۱۸۱۲ء[1]) ہے، چارلس ڈوٹے (Charles Doughty) ایک انگریز ہے، جس نے ۱۸۷۶ء مین ان مقامات کا سفر کیا، وہ دمشق سے حاجیون کے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوا، اور الحجر پہنچکر، مدائن صالح اور العلا، کے مشاہدہ و تفتیش کے لیے گیا، اور وہان سے مفید معلومات کا ذخیرہ ساتھ لایا، اور مشہور مستشرق رینان، (Renan) کے پاس پیرس یہان کے کتبات نقوش اور مقابر کی لوحون کی نقلین روانہ کین، رینان نے ہدایت کی کہ ابھی وہ صحرا کی طرف اور آگے بڑھے،

ڈوٹے ایک شیخ قبیلہ کی زیر نگرانی حجاز اور نجد کے درمیان تمام قطعۂ ملک مین پھرا، وہ تیما گیا، جہان اس نے متعدد قدیم یادگارین دیکھین جن مین ایک مشہور یادگاری پتھر بھی ہے جس پر کچھ عبارت کندہ تھی، موسم گرما مین وہ حائل گیا اور وہان سے واپسی مین خیبر پہنچا، اور یہان سے چند مہینون تک دیگر مقامات کی سیر کے بعد جدہ واپس آگیا،

ڈوٹے کے تین برس بعد ولفریڈ (Wilfred) اور لیڈی بلنٹ (Lady Blunt) (Anne Blunt) نے ایک نوجوان شیخ عرب کی معیت مین جس کا خاندان تدمر مین

[1] بیانیکا ج ۱۱ ص ۳۳

سکونت پذیر تھا عرب کا سفر کیا. یہ پہلے دمشق آئے اور وہان سے سیدھے صحرائے شام کا رخ کیا پھر وہان وادی شمران ہوکر جوف پہنچے، جوف سے حیل شمر ہوکر حائل پہنچے، جہان ابن رشید امیر نجد نے ان کا نہایت تپاک سے استقبال کیا. ایک مہینہ کے قیام کے بعد یہان سے ایرانی قافلہ حج کے ساتھ یہ لوگ کربلا اور بغداد ہوکر نکل آئے،

۱۸۸۲ء ایک فرنچ سیاح کی تاریخ سیاحت ہے، اس کا نام ہوبر (Huber) ہے ہوبر کی معیت مین ایک اور یورپین ارکیالوجسٹ یوٹنگ (Euting) نامی تھا، ان دونون کے اکتشافات نے ڈوٹے کی ناتمام تحقیقات کی تکمیل کی،

ہوبر کی تحقیقات اور اکتشافات عام حالات وواقعات سے بلند تر اور زیادہ علمی ہین، جس کی عرب کی ارکیالوجی اور ٹاپوگرافی نہایت ممنون ہے، ہوبر نے حائل اور تیما کے درمیان بہت سے کتبات کا سراغ پایا، اور ڈوٹے کے بیان کردہ مشہور منقوش پتھر کو حاصل کیا جو مواب کی یادگار ہے، اور جس کی سامی آثار مین نہایت گران پایہ وقعت ہے،

ہوبر یہان سے غیزہ آیا، اور وہان سے براہ راست نجد، نجد سے مکہ اور مکہ سے جدہ پہنچکر خوش قسمتی سے اس نے اپنی تحقیقات واکتشافات کا تمام سرمایہ یہان چھوڑ دیا اور خود جولائی ۱۸۸۴ء مین اندرون ملک مین پھر آیا، جہان وہ عربون کے ہاتھ سے مارا گیا، اس کی تحقیقات واکتشافات کا مجموعہ اس کے بعد شائع ہوا،

حدود سفر | یورپین سیاحون کے مقامات سفر کا نقشہ اگر ہمارے سامنے ہو تو نظر آئیگا کہ نصف شمالی کو جوف سے مکہ تک انھون نے بالکل چھان ڈالا ہے، نصف جنوبی مین ایک ثلث حصہ تو صحرائے اعظم کا ہے جس مین سفر موت کے مرادف ہے، بقیہ حصص مین باستثنائے جوف ونجران ومین وہ سواحل سے سو میل سے آگے نہین بڑھے،

Marfat.com

تدمر کا نشان یورپ کو بہت پہلے مل چکا تھا ڈاکٹر ولیم ہالیفکس (William Halifax) نے (۱۷۱۰ء) تدمر کا پہلا یورپین سیاح ہے، وہان کے عمارات کی تحقیق و ڈاکٹر (Dawkins) اور ڈاکنس نے ۱۷۵۱ء مین کی لیکن اپنی گریفی کے لحاظ سے سب سے زیادہ قابل قدر خدمات پرنس اباما لک (Abamelek La Zarew) نے ۱۸۸۱ء مین اور Waddington D. Vogu نے (۱۸۹۲ء) مین انجام دی اور ان پر تصنیفات درسائل ترتیب دیئے،[1]

کیا کیا آثار عرب ان سیاحون کو نظر آئے

مسلمان سیاح اور جغرافیہ نویسون نے جن آثار عرب کا مشاہدہ کیا اس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین، یہان ہم صرف یورپین سیاحون کے دیکھے ہوئے آثار عرب کا ذکر کرتے ہین،

یورپین سیاحون نے آثار عرب کے پانچ اصناف قرار دیے ہین،[2]

۱- آثار قبل تاریخ،

۲- آثار شہر پناہ و قلعہ،

۳- آثار بند (سدّ)

۴- آثار حجریہ و نحاسیہ (پتھر اور تانبے کے آثار)

۵- آثار عمارات مہندمہ قبل تاریخ،

سیاحان مغرب کی تحقیق کے مطابق اس قسم کی یادگارین بھی عرب مین پائی جاتی ہین جن کی عمر تاریخ سے زیادہ بڑی ہے، پالگریو نے اپنے سفرنامہ عرب مین جس کا نام (Central and Eastern Arabia) ہے بڑے بڑے ستون تراشیدہ از انکھ پتھر و

---

[1] برٹانیکا جلد ۲۰ ص ۷۵۴ [2] یہ باب تمام تر انسائکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲ ص ۲۶۲ ص ۲۰۳ سے ترجمہ کیا طبع یازدہم

کی ایک قدیم وعتیق عمارت کا ذکر کیا ہے جو نجد کے دامن کوہ مین بطور دائرہ کے ہے، آٹھ نو پتھراب تک باقی ہین جن مین سے بعض کی بلندی ۱۵ فیٹ تک ہی، دو پتھرون کی لمبائی ۱۰ سے ۱۲ فیٹ تک ہی جو اب تک چھت کو سنبھالے ہوے ہین، اوڈے (Doughty) نے شمالی مغربی عرب مین سنگِ خارا کی ایک قطار کھڑی اور پتھر کی بڑی بڑی سلون کا فرش دیکھا (جس کو وہ کوئی مذہبی عمارت نہین خیال کرتا) اور مدور تودہائے خاک جا بجا اس کو نظر آے جو شاید مقبرون کے ٹیلے ہون، وہان بعض گول کمرے بھی اس نے دیکھے جو بغیر چونے کے بنائے گئے تھے، عجب نہین جو یہ پرانی قبرین ہون، اس قسم کے ایک مقبرہ کا فوٹو اوڈے نے اپنے سفرنامہ مین دیا ہے جو "بحرین" (Bent) نے بحرین مین متعدد قدیم وکہنہ آثار کا نشان پایا جو اب بالکل تروہ خاک ہین اور جو غالباً قبرین معلوم ہوتی ہین، یہان کی بعض یادگارون کے متعلق خیال ہے کہ وہ قبرستین ہین،

آثارِ شہرپناہ وقلعہ | جنوب عرب مین جہان عہد مسیح سے پیشتر ایک پررونق تمدن موجود تھا، قلعون اور شہرپناہون کے منہدم آثار اب تک باقی ہین، اور جن کا یورپین سیاحون نے نامکمل طور سے ذکر کیا ہے، یمن اور خصوصاً حضرموت مین اس قسم کی عمارتین جن مین کہین کہین کتبے بھی ہین اب تک موجود ہین،

شہرمارب جو حکومتِ سبا کا قدیم پایہ تخت تھا اس کے آثارِ باقیہ کا اب تک نشان ملتا ہے

آثار البلاد قزوینی کے حوالہ سے جرمن ایشیاٹک سوسائٹی جرنل نے (ج ۷، ص ۴۷۲، ۴۷۶، جلد ۱ صفحہ ۱۰۰) اس قسم کی بعض عمارتون کے حالات شائع کئے ہین، ارناؤ، گلازر اور ہالوے نے بھی ان آثار کا مشاہدہ کیا، لیکن شومئی قسمت سے ان کا اکتشاف زمانہ مستقبل سے متعلق رہ گیا کیونکہ ارناؤ (اس بنا اب زستہ) کے اکتشاف مین مشغول رہا اور ہالوے اور

سلسلہ بروایتہ کا جلد ۱ باب ۲ سبا کے عنوان مین اس کی کسی قدر تفصیل ہے،

Marfat.com

گلازر نے کتبات سے زیادہ دلچسپی لی،

آثار بند (سد) | عرب کا ملک قدرتی دریا سے محروم ہے، اس لیئے اس کی زرعی زندگی کا مدار زیادہ تر ان پہاڑی چشمون پر ہے جو بہ کر وادیون مین پھیل جاتے ہین، اور پھر وہ ریگستان مین خشک ہو جاتے ہین یا سمندر مین گر جاتے ہین، یہ چشمے پہاڑون سے اس طرح ناگہانی طور سے اہل پڑتے ہین کہ دور تک آبادیون کو بے نشان کر دیتے ہین، ان وجوہ سے قدیم عرب وادیون مین بند آب تعمیر کیا کرتے تھے جس کو عربی مین سد کہتے ہین، عرب کا مشہور ترین سد سدِ مارب ہے جس کو سدِ عرم تقریباً ڈیڑھ ہزار برس ہی؛ اور جس کی شکستہ دیوار اب تک زائرین عدن کے لئے نشانِ عبرت ہے،

یورپین سیاحون مین سدِ مارب کا مشاہدہ سب سے پہلے ارناؤ نے کیا، لیکن اس کی بیت گلازر نے اس سد کے متعلق جو کتبات تھے ان کی (۱۸۹۷ء مین شاعت سے ظاہر کی، ان کتبات سے اس سد کے متعلق تاریخی حالات بہت روشن ہو گئے ہین،

یمن مین حران کے پاس ہارس (Harres) نے ایک اور بند دیکھا ہے جس کا طول ۱۲۰ گز ہے، اور جس کے اوپر تین بڑے بڑے حوض بنے ہین[۲]،

آثار حجریہ و نخابیہ | آثار قدیمہ کی یہ صنف سب سے زیادہ کارآمد ہے کہ ان پر اکثر کتبات منقوش ہوتے ہین، ان سے تاریخی فوائد حاصل ہو سکتے ہین، اور حملِ صلیب کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جا سکتے ہین، انیسوین صدی مین یورپ کے عام عجائب خانون مین اور خصوصاً لندن، پیرس، برلن اور وائنا کے عجائب خانون مین اس قسم کی چیزین کافی تعداد مین موجود ہین، جن مین

[۱] اکتوبر ۱۹۲۰ء مین سفر یورپ سے ہوتے ہوئے الحمد للہ مین نے خود جا کر عدن مین اس نشانِ عبرت کو دیکھا، ۱۹۲۴ء مین حج جاتے ہوئے پھر اس کی زیارت کی "مسعود سلیمان"

[۲] A. Sprenger, Die Alte Geographie Arabiens, p. 279-280

سے اکثر "معین" اور "سبا" کی زبان مین اور بعض پر "حضرموت" اور "قتبانیین" کی زبان مین کتابے منقوش ہین،

حیرہ کے بادشاہ امراء القیس کی قبر کا کتبہ ملا ہے، ایک کتبہ جو صفا کے پاس پایا گیا ہے، قبیلۂ قریش کے مورث "نزار" کا نام مکتوب ہی، یمن کے حصن غراب پر جو حمیری کتبے ملے ہین ان مین سے ایک کے نیچے "ہن" کا نام منقوش ہے، جو انصار مدینہ کی ایک شاخ کا جدِ اعلیٰ تھا اور جس کا مکان مین تھا،[1]

یہ کتبات عموماً عام پتھرون پر، سنگ مرمر پر، اور نیز پر بھی تختیون پر منقوش ہین، طول بلندی مین ان کی مقدار کئی انچ سے کئی فیٹ تک ہی، باستثنائے بعض حالات جن مین خود اصل کتبات یورپ مین منتقل کر لئے گئے ہین، اکثر صرف ان کے چربہ اور نقل پر قناعت کرنی پڑی ہے،

یہ کتبات جن حروف مین لکھے گئے ہین وہ نبطین (نبیطی) خط سے ماخوذ معلوم ہوتے ہین، اور جو زبانین ان مین استعمال کی گئی ہین وہ ابھی تک علماے السنہ کے زیر غور ہین، تاریخی اور آثاری حیثیت سے اب تک جو کتبات ملے ہین اُن سے کچھ زیادہ فوائد حاصل نہین ہوتے، کیونکہ یہ کتبات اکثر مذہبی ہین جن پر زیادہ تر صرف عام اشخاص، اور بادشاہون اور دیوتاؤن کے نام کندہ ہین، بعض جو تاریخی کتبات ہین ان مین تاریخ مذکور نہین، اس لیے ان کے اصل حقیقی زمانہ کے متعلق علماے آثار مختلف الآرا ہین، لیکن بہرحال قدیم تاریخ ان کتبات کی آٹھویں صدی ق م سے (اور گلازر کی تحقیق کے مطابق پندرہوین صدی ق م سے) چھٹی صدی عیسوی تک ہی،

اس قسم کے بعض پتھر تو اب تک اپنے قدیم اصلی مقام پر گرے ہین، لیکن زیادہ تر پتھر ایسے ہین جن کو قدیم مقامات سے اکھاڑ اکھاڑ کر لوگون نے گھرون مین مسجدون مین اور نئے کنوؤن

[1] انسائیکلوپیڈیا ج ۱ ص ۳۰۸ [2] کتبات حصن غراب ضمیمۂ فارسٹر،

Marfat.com

ہین لگائے ہین۔ ان آثار حجریہ مین سے بعض قربان گاہین ہین، بعض دیوتاؤن کی مورتون یا ان جانورون کی طلائی مورتون کے چبوترے ہین جو دیوتاؤن کو نذر دیئے گئے ہین، جو پتھر قدیم ہین وہ عموماً نقش ونگار سے عاری ہین، لیکن جو متاخر زمانہ کے ہین، اُن مین پھول پتے بنے ہین، یا کسی کے سر کا نقش ہے، یا مرد یا عورت کی تصویر بنی ہو، بعض آثار مین بابل کے طرز کے مقدس مذہبی رسم کی تصویر ہے جس کے سامنے اس کے پوجاری کھڑے ہین، ان آثار کے علاوہ قبرون کی لوحین چونے کے پتھرون کے ٹکڑے، عمارت کے نقشے، اینٹ، گھوڑے، چوہے یا سانپ وغیرہ کی برنجی مورتین بھی ملی ہین۔

مہر، سکہ، قیمتی پتھر دائنا (آسٹریا) کے دارالآثار نے اس قسم کی مہرونکی ایک قلیل تعداد حاصل کی ہے، یہ مہرین عموماً پیتل، تانبے، چاندی اور پتھر کی ہین جن پر سبائی خط مین الفاظ کندہ ہین، عرب کے جو قدیم سکے دستیاب ہوئے ہین وہ اب کچھ تو برٹش میوزیم لندن مین اور کچھ دانیا مین ہین، یہ عموماً یونانی قطع کے ہین، لیکن ان پر جو کتابات ہین وہ سبائی خط مین ہین، لندن برٹش میوزیم مین جو سکے ہین وہ عدن، صنعا، مارب مین ملے مین یا قسطنطنیہ سے خرید کر لائے گئے ہین، دانیا کے سکے محقق ترین سیاح عرب گلازر کے نتائج عمل ہین، بعض قیمتی پتھر بھی ملے ہین، جو دانیا کے عجائب خانہ مین محفوظ ہین، لیکن یہ تمام تر زمانۂ مابعد کے ہین، ان پر مختلف اشکال نقش ہین، بعضون پر عربی کتبے ہین،

عمارات مہندمہ جنوبی عرب (یمن وحضرموت) اور شمالی عرب (وادی القریٰ، حوران وبادیۂ شام) مین جو قدیم عربی حکومتون کے مرکز تھے قصور شاہی، معابد دینی اور عام عمارتین اب تک باقی ہین، جنوبی عرب مین حضرموت مین اس قسم کی عمارتین ہین جن مین سے عدن کے پاس ایک انگریز سیاح نے حصن غراب کا نشان دیا ہے، شمالی عرب مین قدمر کے کھنڈر مین چند نازک وبلند ستون اب تک ایستادہ ہین، معبد شمس کا نشان باقی ہے، بعض رومی عمارات بھی ہین، بطرا جس کو عرب "حجر" اور یہود "سلاع" کہتے ہین، اور جو نبطیون کا دارالحکومت تھا، آثار قدیمہ کا

مانین ہے، ایک اور عمارت کا نشان ہے جس کو "خزانۂ فرعون" کہتے ہین، ان ہی کھنڈرون مین ایک اور عمارت ہے جس کا نام "قصر فرعون" ہے، بعض معابد کے بھی آثار ہین، بعض قبرین ہین جو مینا رون کی شکل مین ہین، بعض عمارتین پہاڑ کاٹکر بنائی گئی ہین،

Marfat.com

تاریخ قدیم کے بعض اصول

تاریخ قدیم کی تدوین مین سب سے بڑی دقت زمانون کی تعیین اور ناموں کے اتحاد و اختلاف کی پیش آتی ہے، ان کے متعلق چند اصول سمجھ لینا چاہئین،

اصول تعیین زمانہ، جدید طرز تاریخ کی رو سے یہ نہایت ضروری ہے کہ قبائل کے زمانہ کی بھی تعیین کی جائے، لیکن درحقیقت یہ نہایت مشکل کام ہے، کیونکہ اس کی واقفیت کے صرف تین تین ذریعے ہین، تورات جو تفصیلی بیان سے بالکل خاموش ہے، روایاتِ عرب جن مین تاریخ و سنین مذکور نہین، آثارِ قدیمہ اور الواحِ منقوشہ، جن سے صرف چند شاہانِ عرب کی تاریخِ وفات یا تاریخِ فتوحات معلوم ہوتی ہے،

عموماً کسی مجہول العہد قوم کی تعیین زمانہ کی یہ صورت اختیار کی جاتی ہے کہ اس کے معاصر معلوم العہد قوم یا شخص کے زمانہ سے اس کا قیاس کیا جاتا ہے، تعیین زمانہ کا دوسرا اصول یہ ہے کہ عموماً چار پشتون کی ایک صدی فرض کرکے پشتون کے شمار سے زمانہ کی تعیین کرلی جاتی ہے، لیکن یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ کسی قوم کے وجود کی تاریخ اور اس کی شہرت اور نامور ہی کی تاریخ دو الگ دو چیزین ہین، یہ ضرور نہین ہے کہ اگر ایک قوم کی شہرت کا ایک زمانہ ہو تو وہی زمانہ اس کے آغازِ وجود کا بھی ہو، مثلاً بنو قحطان کی شہرت و ترقی کا زمانہ ہم عہد موسوی کے بعد پاتے ہین، تو اس سے یہ قیاس نہین کرنا چاہیئے کہ عہد موسوی ہی ان کے آغازِ وجود کا زمانہ بھی ہو، دنیا کی ہزارون قومین ہین جو ہزارون برس تک خاموش اور مجہول زندگی بسر کرتی ہین، اور پھر دفعۃً بعض اسباب سے نامور

ہوجاتی ہین، بلکہ فلسفۂ تکوینِ اقوام کے رو سے نہایت ضروری ہے کہ قوم کے آغازِ وجود کا زمانہ اس کے زمانۂ ارتقاء و شہرت سے سیکڑون ہزارون برس پیشتر ہو کہ ایک فرد کنبہ بن سکے اور ایک کنبہ قوم،

اصول تطبیق ہمارا ایک اور چیز جس سے کسی قدیم قوم کی جاے سکونت اور قومیت کی نوعیت کی تحقیق مین بڑی مدد مل سکتی ہے، اشخاص تاریخی اور اُن کے مقاماتِ سکونت کے نامون کا، یا دو قومون کی زبان، اشخاص اور دیوتاؤن کے نامون کا باہمی تطابق ہے،

اشخاص و مقامات کے نامون کا باہمی تطابق اُن اشخاص کے مقاماتِ سکونت کا پتہ دیتا ہے، اور دو قومون کی زبان اور ان کے باہمی اسمار کا تطابق ان کے اتحادِ قومیت کی طرف اشارہ کرتا ہے،

پہلا طریقۂ تحقیق، تمام ممالکِ عالم سے زیادہ بلادِ سامیہ کے جغرافیۂ قدیم مین کارآمد ہے، کیونکہ سامی اقوام کا یہ خاص مذاق ہے کہ وہ مقاماتِ سکونت کے نام، بعینہٖ باشندون کے نام رکھدیتے ہین جن سے نہایت آسانی سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ان اقوام کا کہان مسکن تھا؟ اور ان کی اولادین کہان کہان پھیلین؟

مسٹر فارسٹر نے اٹھارہوین صدی کے اواسط مین عرب کا جو تاریخی جغرافیہ (Historical Geography of Arabia) لکھا ہے اُس مین اس اصول سے انھون نے نہایت کارآمد نتائج پیدا کئے ہین، گو بعض مقامات پر اُن کے استنباطات، وہم و ظن سے آگے کا علم نہین بخشتے اور کہین علم کے بجاے وہ جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہین،

لیکن اس اصول کے اجرا مین دو بہت بڑی دقتین پیش آتی ہین، پہلی یہ کہ زمانہ کے امتداد، قومون کے انقلابات، اور زبانون کے تغیرات سے نام کچھ سے کچھ ہوگئے ہین، اس لیے مقامات اور باشندون کے نامون مین تطابق کے بجاے کبھی صرف تشابہ پر قناعت کرنی پڑتی ہے، دوسری دقت جو پہلے سے سہل تر یہ ہے کہ سامی زبانون مین باہم اور نیز یونانی زبان مین جن مین

Marfat.com

توراۃ کا قدیم ترجمہ ہے اور اب زیادہ تر وہی پھیلا ہوا ہے، جب ایک نام ایک زبان سے دوسری زبان مین منتقل ہوتا ہے، تو بعض حروف کا خصوصیتِ زبان کی وجہ سے مبادلہ ہوجاتا ہے، مثلاً حسب ذیل حروف پیش ہین،

وہ حروف جو باہم بدل جاتے ہین	مثال
ا اور ہ، ح، ع،	أجر اور هاجر، امورانی اور حموربی، اسمٰعیل اور اسما عیل
پ اور ب، ف،	پاران اور بلران، فاران،
ت اور ث،	شیت اور شیث،
تھ اور ث،	تھمود اور ثمود،
ث اور س، ص،	عیثا اور عیسیٰ، عیصاؤ
ج۔ اور ع۔ گ۔ ی	هاجر۔ هاغر اور آگر۔ جنطان، یقطان،
س اور ش	سبا اور شبا،
ص اور ض،	حصرموت اور حضارموت،
ض اور س۔ د، ز،	اضحاك اور اسحاق، حضرموت، حصرموت
ط اور ت،	نابط اور نابت،
ع اور ا	یاح اور یعرب،
غ اور ج، گ،	هاغر اور هاجر،
ق اور ک،	اضحاك اور اسحاق، قیدار اور کیدار
م اور ن،	عمرام اور عمران،
ی اور ج، ع،	یرح اور جرح یا جرہ سنیلر اور سنعار،

Marfat.com

یہ تغیرات اوصاف ہین کہین کہین اول مین یا وسط مین یا آخرمین حروف کی زیادتی اور کمی بیشی ہوتی ہے، خصوصًا الف کی زیادتی اور کمی نوبت عام ہے، مثلاً حصل سوت، حضرموت، ابراہام۔ ابراھیم، ھبل۔ ھابیل وغیرہ،

اصول اتحادِ اسماء و السنہ، ہر قوم کے نامون کی ایک خاص نوعیت اور ترکیب ہوتی ہے، جس مین اس کی قومیت کا امتیاز مضمر ہوتا ہے، اقوام موجودہ مین ہندوون، مسلمانون، یہودیون اور عیسائیون کے نامون کی، اور پھران مذاہب مختلفہ مین سے مختلف ملکون کے باشندون کے نامون کی ایک خاص نوعیت ہوتی ہے جس سے ان کی قومیت کا نشان ملتا ہے، اس بنا پر اگر دو قومون کے نامون مین باہمی تشابہ نظر آئے گا تو ہم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہین کہ یہ دونون قومین درحقیقت متحد الاصل ہین، اسی طرح مذہبی اعتقادات کا تشابہ اور الفاظ زبان کی مماثلت ومشابہت بھی باہمی اقوام کے اتحادِ نسل کی ایک مبہم دلیل ہے،

انتباہات

۱- عاد، ثمود، سبا، جرہم وغیرہ اکثر شخصی نام سمجھے گئے ہین، لیکن درحقیقت ایسا نہین ہے، بلکہ وہ اصل مین قبیلون اور قومون کے نام ہین، اس بنا پر اگر کہین یہ مذکور ہو کہ "سب سے پہلی سلطنت سبا نے قائم کی"، تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی شخص مسمّی بہ سبا نے قائم کی بلکہ حسب عادت عرب بحذف مضاف "بنو سبا" سمجھنا چاہیے، اس اصول کے تسلیم کر لینے سے اکثر درمیان مین خالی جگہون کے پر کرنے کے لیے نامون کے گڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی، اور یہ کوئی نئی بات نہین، عرب مین عموماً آبائے قبائل مثلاً کعب، اسد، کلب، مازن وغیرہ بول کر ابنائے قبائل یعنی بنو کعب، بنو اسد وغیرہ مراد لیتے ہین، اسی طرح اگر یہ مذکور ہے کہ عاد کی ہزار برس کی عمر تھی تو اس سے شخص عاد کی بجائے خاندان عاد مراد لینا چاہیے،

۲- دوسرا امر قابلِ ذکر یہ ہے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ اختلافِ السنہ کی بنا پر نام بہت کچھ بدل جاتے ہین، یہان تک کہ ایک ہی شخص کا نام مختلف زبانون کے تلفظ سے بگڑ کر ممکن ہے کہ دو چند اشخاص کے مختلف نام سمجھے جائین، یونانی، یورپین اور عربی زبانون مین آج بھی ایک ہی نام کو دیکھو تو ان کے اختلافِ تلفظ سے سخت حیرت ہوگی، قرآن کے اعلام پر تو کئی ہزار برس گذر گئے، مسلمان فلاسفہ اور حکما جن کو گذرے ابھی ایک ہزار برس بھی نہین ہوئے، یورپین زبانون مین ان کے عجیب عجیب نام ہو گئے ہین جن کو اصل سے کوئی تعلق نہین اور کبھی کوئی عرب ان کو عربی نام نہین تسلیم کرے گا، ابو علی بن سینا کو اوسینا (Avicenna) سے کوئی نسبت ہے؟ ابن رشد کو

Marfat.com

اوریوس سے کیا تعلق ؟ ابن ہثیم کو الہزین (Alhazen) سے کیا مناسبت ہی ؟ البقا سیس (Alhacen) کو ابوالقاسم زہراوی کون سمجھے گا ؟

اسی طرح عبرانی نام عربی مین آکر اور یورپ مین یونانی مین جاکر کچھ کا کچھ ہو گیا ہے عبرانی مین یقطان ہے، یونانی مین جقطان ہے، اور عربی مین قحطان، عبرانی مین یارح ہے، یونانی مین جرح اور عربی مین یعرب ہی،

اسلام سے پہلے عربون کے قومی روایات مین بعض نام تھے، مثلاً یعرب، یہودیون کے ذریعہ سے عبرانی تلفظ مین اس کو یارح سنا تو انھون نے کہین تو ان کو دو شخص فرض کر لیے، مثلاً یعرب اور یارح اور ان کو قحطان کے دو بیٹے قرار دیدیئے، حالانکہ وہ ایک ہی ہین، اور کہین ایک کو دوسرے کی اولاد سمجھ لیا، مثلاً ان کو عاد بن ارم سے واقفیت تھی، یہود نے عوض بن ارم کہا، انھون نے فوراً دونون نامون کو جوڑ کر عاد بن عوض بن ارم کہہ دیا، حالانکہ عاد اور عوض ایک ہی چیز ہے، اسی طرح اُن کو یہ معلوم تھا کہ سبا قحطان کی نسل مین یمن کا بانیِ حکومت تھا، یہود سے یعرب کا نام سن کر جرہم کو تو حجاز کا باشندہ بتایا اور یعرب کو یمن کا، اور سبا کو یعرب کا بیٹا قرار دے کر سبا بن یعرب بن قحطان کہہ دیا، حالانکہ تورات مین سبا بن قحطان بلاواسطہ یعرب بتصریح لکھا ہے اور اس کو یعرب کا بھائی کہا ہے،

جغرافیۂ عرب

لفظ "عرب" عرب کو "عرب" کیون کہتے ہین؟ اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہین، "عرب" اعراب سے مشتق ہے جس کے معنی زبان آوری اور اظہارِ مافی الضمیر کے ہین، چونکہ عرب کی قوم نہایت زبان آور اور فصیح اللسان تھی، اس لئے اس نے اپنا نام **عرب** رکھا، اپنے سوا تمام دنیا کو اس نے **عجم** یعنی "بے زبان" کے نام سے پکارا، لیکن حقیقت مین یہ صرف نکتہ آفرینی اور دقت رسی ہی، دنیا مین ہر قوم اپنی زبان کی اسی طرح جوہری ہے جس طرح عرب،

علماے انساب کہتے ہین کہ اس ملک کا پہلا باشندہ یعرب بن قحطان تھا، جو یمنی عربون کا پدرِ اعلیٰ ہے، اس لیے اس ملک کے باشندون کو اور نیز اس ملک کو عرب کہنے لگے، لیکن یہ بالکل خلافِ قیاس اور معلوماتِ تاریخی کے مخالف ہے، نہ یعرب اس ملک کا پہلا باشندہ تھا، اور نہ لفظ عرب کسی قاعدۂ لسانی کے موافق یعرب کی طرف منسوب ہو سکتا ہے، اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ یعرب کا مسکن یمن تھا، اس لئے سب سے پہلے خود یمن یعنی جنوبی عرب کو عرب کہنا چاہیئے، لیکن اس کے بالکل برخلاف "عرب" کا لفظ پہلے شمالی عرب کے لئے مستعمل ہوا، تفصیل آگے آتی ہے،

اہلِ جغرافیہ کہتے ہین اور بالکل صحیح کہتے ہین کہ "عرب کا پہلا نام "عَرَبَۃ" اور "عربۃ" تھا جو تخفیفاً بعد کو عموماً "عرب" بولا جانے لگا، اور اس کے بعد ملک کے نام سے خود قوم کا نام بھی قرار پا گیا چنانچہ شعراے عرب کے اشعار سے بھی جو عرب کی تنہا ڈکشنری ہے اس کی تصدیق ہوتی ہے،

اسد بن جاحل کہتا ہے،

Marfat.com

وعربۃ ارضٌ جدث فی الشرا ھلھا　　کما جدّ فی شرب النقاخ ظماء

ابن منقذ ثوری کا شعر ہے،

لتا بل لم یطمث الذّل بینھا　　بعربۃ ما واھا بقرن فابطحا

ولو انّ قومی طاوعتنی سراتھم　　امرتھم الامر الذی کان ارشحا

اسلام کے بعد بھی یہ نام باقی رہا۔ **ابوسفیان** کلبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہتے ہیں،

ابونا رسول اللہ وابن خلیلہ　　بعربۃ بوّانا شنعم المرکب

ابوطالب بن عبدالمطلب کی طرف جو قصیدہ منسوب ہے (گو صحیح نہیں) اس کا ایک شعر ہے،

وعربۃ دار لا یحلّ حرامھا ،　　من الناس الا اللوذعی الحلاحل[1]

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ اس ملک کا نام "عدنبۃ" کیوں قرار پایا؟ اصل یہ ہے کہ تمام سامی زبانوں میں "عربہ" صحرا اور بادیہ کا مفہوم رکھتا ہے، عبرانی میں "عربا" (۱۷۲۷) بیابان اور میدان کو کہتے ہیں۔ اور خود عربی زبان میں اس مفہوم قدیم کے بقایا موجود ہیں، عدابۃ کے معنی بدویت کے ہیں اور اعراب اہلِ بادیہ اور صحرانشینوں کے لئے اب تک مستعمل ہے،

چونکہ عرب کا ملک زیادہ تر ایک بیابانِ بے آب و گیاہ ہے اور خصوصاً وہ حصّہ جو حجاز سے بادیۂ عرب و شام اور سینا تک پھیلا ہوا ہے، اس لئے اس کا نام "عربا" قرار پایا، اور پھر رفتہ رفتہ وہاں کے باشندوں کو "عرب" کہنے لگے،

قرآن مجید میں لفظ "عرب" ملک عرب کے لیے کہیں نہیں بولا گیا ہے، حضرت اسماعیلؑ

---

[1] ان اشعار کے لیے دیکھو معجم البلدان یاقوت لفظ عربہ،

Marfat.com

کی سکونت کے ذکر مین وَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ یعنی "وادی ناقابلِ کاشت" اس کو کہا گیا ہے اور اس نام کو عرب کی حالتِ طبعی کا بیان سمجھتے ہین، لیکن اوپر جو تحقیقی بیان ہے اس سے واضح ہے کہ یہ لفظ عرب کا بعینہٖ لفظی ترجمہ ہے، چونکہ اس عہد مین اس غیر آباد ملک کا کوئی نام نہ تھا، اس لیے خود لفظ "غیر آباد ملک" اس کا نام پڑ گیا، تورات مین بھی اسماعیل کا مسکن "مدبار" بتایا گیا ہے جس کے معنی بیان اور غیر آباد قطعہ کے ہین اور جو بالکل عرب کا ترجمہ اور "وادی ذی زرع" کے مرادف ہی،

تورات مین لفظ "عربا" عرب کے ایک خاص قطعۂ زمین کے معنی مین متعدد بار آیا ہی لیکن یقیناً اس وسعت کے ساتھ اطلاق نہین ہوا ہے جس وسعت کے ساتھ اب یہ کیا جاتا ہے، لفظ "عربا" سے صرف وہ قطعۂ زمین مراد لیا گیا ہے جو حجاز سے شام و سینا تک وسیع ہے[1]، عام ملکِ عرب کے لئے زیادہ تر مشرق اور مشرق کی زمین[2] کا استعمال ہوا ہے، اور کبھی جنوب[3] کا، کیونکہ عرب فلسطین کے مشرق و جنوب دونون گوشون مین ہے،

لفظ "عرب" سب سے پہلے ۱۰۰۰ ق م مین حضرت سلیمانؑ کے عہد مین سننے[4] مین آتا ہے، اور پھر اس کے بعد عام طور سے اس کا استعمال عبرانی، یونانی اور رومانی تاریخون مین نظر آتا ہے، اسیریا[5] کے کتباتِ مسیحی مین ۸۵۰ ق م مین عرب کا نام "عربی" لیا گیا ہے[6]، اسلام سے پہلے ہی یہ لفظ پورے ملک کو جو یمن سے شام تک وسیع ہے محیط تھا،

عبارتِ بالا سے ظاہر ہوگا کہ عرب قدیم کے جغرافیہ کے تین ماخذ ہین، تورات، یونان و رومان اور خود عرب، اور ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ یہ تین مختلف ماخذ تین مختلف زمانون سے تعلق ہین،

---

[1] استثنا ۱-۱، ۷، ۲-۱ [2] تکوین ۲۵-۶-۱۰-۳۰، قضاۃ ۶-۳۳-۱ سلاطین ۴-۳۰، ارمیا ۹/۲۶

[3] متی ۱۲-۴۲ تکوین ۱۳-۹-۱۲-۹ [4] یکم سفر الملوک ۱۰-۱۵، [5] تاریخ بابل و آسور، جلد ۲ ص ۱۴۱،

Marfat.com

توراۃ کا بیان ۲۵۰۰ ق م سے تقریباً ۸۰۰ ق م تک ہی، یونان و روما کا بیان ۵۰۰ ق م (ہیروڈوٹس) سے ۲۰۰ء (بطلیموس) تک ہی،

خود عربون کے بیانات عرب کے مقاماتِ قدیم کے متعلق جو بعہدِ اسلام مدّون ہوئے، چند مشہور قبائل کے مقاماتِ سکونت کے سوا (مثلاً احقاف مسکنِ عاد، مدین مسکنِ ثمود یمامہ مسکنِ طسم و جدیس حجاز مسکنِ جرہم، یمن مسکنِ قحطان) عہد مسیح سے بعد کے ہین، اور اس کا سبب یہ ہے کہ عرب تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھے، ورنہ ظاہر ہے کہ صاحب البیت ادری بما فیہ، عرب کے شعرا کا عام مذاق یہ ہے کہ وہ قصائد مین محبوب کے دیار و مسکن اور اپنے سفر کے مقامات و منازل کا تذکرہ کیا کرتے ہین، علماے اسلام نے اُن ہی سے عرب کا جغرافیۂ وصفی ترتیب دیا ہے،

جغرافیہ عرب از تورات

عہد عاد و ثمود و مدین و ایکہ و ادوم

(از ۲۵۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م)

عرب گو اقوام سامیہ کا مولد و منشا ہے، لیکن عجب نہین کہ یہان سے نکلنے کے بعد ان کو یہ یاد بھی نہ رہا ہو کہ یہ اُس عہد کا واقعہ ہے جب نوعِ انسان دایۂ عالم کے آغوش مین طفلِ شیر خوار تھا، بچے عہدِ طفولیت مین اشارون کے سوا، لفظون مین کسی چیز کا نام نہین بتاتے، اقوام سامیہ جو سب سے ڈھائی تین ہزار برس پہلے بچہ تھین، عموماً "یورپ کی سرزمین" کے سوا، اپنے مولد کا نام کچھ اور نہین بتا سکین اور حقیقت بھی یہ کہ اس وقت انسان خود "نام" کا بھی نام نہین جانتا تھا،

عرب کے نام | بہرحال ملک عرب کا پہلا[1] نام "یورپ کی زمین"[2] ہے، اور دوسرا نام "جنوب کی زمین" اور ان دونون نامون سے وہ حضرت ابرہیمؑ کی زبان سے بھی پکاری گئی ہے[3]، "یورپ کی زمین سے کبھی تورات مین بابل و اسیریا اور ما بین النہرین بھی مراد لے گئے ہین[4]، لیکن زیادہ تر اُن کو زمین شمال کہا گیا ہے کہ وہ فلسطین کے مشرق و شمال مین واقع ہین،

اس کے بعد وہ زمانہ آتا ہے جب قبائل کی تشکل پیدا ہوتی ہے شمالی عرب مین ابتدائے عہد سے مختلف قبائل، ادوم، عموراتی، مواب، بنو عمان، مدیانی اور عمالیق آباد تھے، عبرانیون کو

---

[1] سفر تکوین ۱۱۔ [2] دیکھو بیوان کی کتاب قدیم جغرافیہ (انشینٹ جوگرفی ص ۳۵ تکوین ۲۵۔۶ [3] تکوین ۲۹۔۱ [4] یہ تمام سامی قومین ہین اور ان سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات رہے ہیں،

Marfat.com

قرب و جوار ت کے سبب سے شمالی عرب سے کسی قدر واقفیت تھی لیکن وہ اس شمالی حصہ کا کوئی خاص نام نہیں رکھتے تھے بلکہ عموماً ان مین سے ہر قطعہ کو قبائل کی اضافت و نسبت سے ممتاز کرتے تھے، مثلاً ادوم کی زمین، مواب کی زمین عمالیق کی زمین وغیرہ، حضرت موسیٰؑ کے عہد مین جب بنی اسرائیل مصر سے براہ بحر احمر گوشہ عرب شمالی سے گذرے تو اُن کو نظر آیا کہ یہ ملک ایک سراسر کف دست میدان ہے، اس لئے شمالی عرب کے ایک گوشہ کا نام انھون نے "عربا" قرار دیا[۱] اور بقیہ اقطاعِ عرب کا وہ اسی طرح باضافتِ قبائل نام لیتے رہے،

حضرت سلیمانؑ کا عہد عبرانیون کے اوجِ شباب کا زمانہ ہے، دریا مین ان کے جہاز سواحل عرب کی چارون طرف بحر احمر[۲] سے بندر اوفر[۳] تک سفر کیا کرتے تھے، جو زمن مین اُس وقت تجارت کی منڈی تھی اور خشکی مین ان کی فوج عرب کے تمام شمالی بلکہ بعض جنوبی ریاستون (سبا) کو بھی مغلوب کر چکی تھی[۴]، اس وقت اُن کو عرب کے حقیقی حدود معلوم ہوئے، اس بنا پر "عربا" کو جو پہلے صرف شمالی عرب کے لئے مخصوص تھا، ملک کی حدِ معلوم تک وسیع کر دیا[۵]، باین ہمہ جب تک وہ زندہ رہے مقامات کا نام باضافت قبائل انھون نے متروک نہین کیا،

اقطاعِ عرب | عبرانیون کو عرب کا کوئی منتظم جغرافی علم نہ تھا، ایک مدت تک وہ صرف شمالی عرب سے واقف تھی جس کے موجودہ اقطاع حجاز، سینا، عربِ شام، عربِ عراق، بحرین اور سواحلِ خلیج فارس ہین، اس شمالی عرب کے انھون نے دو حصے کئے تھے، زمینِ مشرق اور زمینِ جنوب، زمین مشرق مین ملک کنعان کے مشرق کے ممالک، سواحلِ خلیج فارس، بحرین اور عرب عراق، اور زمینِ جنوب مین سینا، حجاز، بادیۂ عرب، شام اور بعض حصہ نجد داخل کرتے تھے جو کنعان کے

---

[۱] استثنا، باب ۱- آیت ۱- ۷ و باب ۲۲- اور باب ۳۶ [۲] ۵ ملوک اوّل ۹- ۲۶ [۳] ۵ ملوک اوّل ۹- ۲۷- [۴] ۵ ملوک اول ۱۰- ۱۲ [۵] ایضاً ۱۰- ۱۵،

جنوب مین واقع ہین،

اسفار تورات و نبیین (صحفِ انبیاے یہود) مین ہماری سمجھ اور استقصا کے مطابق عرب کے حصّہ مشرقی و جنوبی کا عبرانیون کے محاورہ کے مطابق حسب ذیل مقامات مین ذکر ہے، جن کو ہم بہ ترتیب حاشیہ مین لکھ دیتے ہین[1]،

ان مشرقی و جنوبی حصّون مین مختلف قبائل آباد تھے، ہر حصّہ کا نام اُس کے قبیلہ کی طرف نسبت کرکے لیتے تھے، مثلاً جنوب مین کوہِ سعیر کے دامن مین ادومی اور عمالیق آباد تھے، اس کا نام زمینِ ادوم و عمالیق تھا، اس سے نیچے موجودہ خلیج عقبہ سے دور تک سواحلِ بحر احمر پر مدیانی آباد تھے، وہ ارضِ مدین تھا، جس کو ایک مدت سے اب حجاز کہتے ہین، مشرق مین حمورابی، بنو عمان اور موآب تھے اور یہی ان کے ملکون کے نام تھے، آگے بڑھ کر مدین اور نجد کے مرون پر بنو اسمٰعیل کے خیمے تھے،

عرب کے شہر و مقامات

تورات مین مقاماتِ عرب مین سے سب سے پہلے "مشا" اور "سفار" کا نام آیا ہے جو بنی قحطان کی آبادی کی ابتدائی اور آخری حد تھی، (تکوین ۱۰-۳۰) "سفار" سے متفقاً "ظفار" واقع یمن مراد لیا گیا ہے، لیکن "مشا" نام عرب مین کوئی مقام نہین، اس کو عرب اپنے تلفظ مین کیا کہتے ہین؟ ریورنڈ بیوان (Bevan) مصنف "جغرافیۂ قدیم" کی راے ہے کہ وہ "موزہ" ہے، جو ساحل

[1] جنوب تکوین ۱۲-۶ و ۱۳-۱ و ۲۴-۶۲، عدد ۲۴-۳ تھیناً ۱۳-۲۹ یوشع ۱۰-۴۰ و ۱۵-۱۱۵-۱۹ و ۱۲ و ۱۵ و ۸ و ۱۲ و ۱۹-۱۹- قضاۃ ۱-۵-۱۵ سموائل ۲۷-۲ و ۳-۱ اشعیا ۴۳-۶ یرمیا ۱۳-۱۹ و ۱۷-۱۶ و ۲۳

۱۳-حزقیال ۲۰-۴۶ و ۴۷-۲۱-۴-۵-۴۰-۲-۲۴-۴۷ و ۴۸-۱۳-۱۱ و ۴۷-۶ دانیال ۸-۲ و ۱۱-۵ و ۶۲-۹-۱۱-۱۵-۲۵-۲۹-۴۰- عبدیاہ ۵ و ۱۹-۲۰ حبقوق ۳-۳-

مشرق تکوین ۲۵-۶ و ۲۵-۱ و ۳۶-۳-۳۸ و ۲۳-۷- قضاۃ ۶-۳-۳۳ و ۷-۱۲ و ۸-۱۰ ملوک اول ۴-۳۰ ایوب ۱-۳،

عرب پر بحرِ احمر کے مدخل کے پاس ایک مقام ہے[1] ایک دوسرا مقام بطلیموس کے نقشہ مین موسیٰ ہے جو مغربی ساحلِ یمن پر واقع ہے[2] لیکن اس سے ملکہ کیون نہ سمجھا جاے، کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کے ایک صاحبزادے کا نام تورات مین مسا مذکور ہے[3] جن کے نام سے ممکن ہے کہ یہ مقام آباد ہوا ہو، قرآن کے انگریز مترجم سیل (Sale) نے یہی سمجھا ہے[4] زمانہ کے تقدم وتاخر کا شبہہ نہ ہو کہ کسی قدیم مقام کو بعد کے نام سے تعبیر کرنا تورات کا عام دستور ہے'

ادوم کی زمین مین دنہایہ، بصورہ، تیمان، عوبیت، مسریقہ، رحوبوت، اور فاعو نام آبادیون کا تورات (تکوین ۳۶-۳۱-۴۰) نے ذکر کیا ہے لیکن ان کا محلِ وقوع نہین بتایا ہے، مگر چونکہ یہ زمین ادوم مین واقع ہین اسلیے اتنا ظاہر ہے کہ شمال ومغرب مین ان کا نشان ڈھونڈھنا چاہیے،

بصرہ یقیناً وہی شہر ہے جس کو عرب **بصریٰ** کہتے ہین اور جو اب تک معلوم ہے **تیمان** کو شاید تیمار سے تعلق ہو جو بصریٰ کے پاس ایک مشہور آبادی ہے، اور جس کا ذکر تورات مین کئی جگہ آیا ہے،

قیدار بن اسماعیل کے تعلق سے "حصور" ایک قطعہ کا نام لیا گیا ہے (یرمیاہ ۴۹-۲۸) لیکن جہان تک معلوم ہوا ہے اس نام کی کوئی آبادی عرب مین نہین، اس لیے یقیناً یہ کسی قطعہ کا نام نہین بلکہ اس سے لغوی معنی مراد ہین، یعنی وہ آبادی جو مستقل ہو، بادیہ کی طرح عارضی نہ ہو، اسی سے عربی مین "حضر" کا لفظ نکلا ہے، اور اسی بنا پر اجل **حاضرہ** مشہور وعظیم الشان شہر کو کہتے ہین،

عرب کے ایک مشہور شہر کا نام تورات مین "سلاع" آیا ہے جو ادوم کی حکومت مین واقع تھا، (ملوک دوم ۱۴) سلاع کے معنی پتھر کے ہین، عربون کے ہان اس کا نام "الحجر" ہے، اور یونانی

---

[1] Hogarth-Ancient Geography. 41871. [2] نقشہ مندرجہ [3] تکوین ۱۵-۱۵ [4] دیباچہ ترجمہ قرآن،

اس کو پیٹرا (Petra) کہتے ہین معنی تینون ایک لفظ ہین اس شہر کا نشان اب تک شام کے قریب شمال عرب مین باقی ہی زمانۂ اوّل مین یونانیون کے زمانہ تک اس شہر کو بڑی رونق حاصل تھی خلیج عقبہ کے پاس "عیلات" ایک بندر (ملوک اوّل ۹-۲۶) حکومت ادوم سے متعلق تھا۔ حضرت داؤد اور سلیمانؑ نے اس حکومت کو اسرائیل مین داخل کر کے اپنے بحری کارخانہ کا صدر مقام قرار دیا۔ جنوبی عرب مین جہان عدن واقع ہے "اوفر" نام ایک دوسرا بندر تھا۔ حضرت سلیمانؑ کے جہاز عیلات سے چل کر یہین اوفر آتے تھے (۹-۲۸) اوفر کا تورات مین متعدد بار نام آیا ہے، یہ ایک تجارتی منڈی تھی، سونا کثرت سے یہان آتا تھا، عدن جو اب تک موجود ہے، اس کی تجارت کی اس وقت بھی دھوم تھی (۲۷-۲۳)

یمن کے شہرون مین سے "سبا" کا نام بھی تورات مین آیا ہے، یہان کی ملکہ حضرت سلیمانؑ کے دربار مین بھی آئی تھی (ملوک دوم ۱۰-۱-۱۳) سبا کے ساتھ یمن کے دوسرے تجارتی مقامات مثلاً "اوزال" کا نام بھی دولتمندی کی خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے، (حزقیال ۲۷-۱۹) اوزال آباد تھا جہان اب صنعا آباد ہے شمال عرب مین حجاز کے کسی قطعہ مین حویلا واقع تھا۔ جہان بنی اسمٰعیل کی آبادی تھی، (تکوین ۲۵-۱۸) عربون کے ایک اور مسکن کا نام "جورعیل" بتایا گیا ہے (تاریخ ثانی ۲۶-۷) معلوم نہین کہان واقع تھا، لیکن فلسطین کے ساتھ اس کا ذکر ہے، اس لئے شاید شمالی عرب مین ہوگا

قبائلِ عرب قبائلِ عرب مین سے عبرانیون کو صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی جن سے اُن کو سیاسی یا تجارتی تعلق تھا، بنو مدیان، بنو عمان، بنو ادوم و عمالیق اور بنو موآب، اُن کے ہمسایہ اور برابر کے حریف تھے، اندرونی قبائل دو تھے، قحطانی اور اسماعیلی، قحطانیون مین سے یمن سبا اور اوزال کے جو تاجر تھے اور کسی کا ذکر نہین آیا۔ (حزقیال ۲۷-۱۹) اسماعیلیون مین سے مطلق "قبائلِ اسماعیلیہ" کا نام آیا ہے جو غزہ و مصر کے تاجر تھے (تکوین ۳۷-۲۷) اور کبھی عبرانیون سے سیانیون کے ساتھ مل کر لڑتے بھی تھے،

Marfat.com

(قضاۃ ۸ - ۲۴)

قبائل اسماعیلیہ کا دوسرا نام "بنو ہاجرہ" یا "ہاجریین" بھی تھا۔ اس نام سے بھی تورات میں ان کا ذکر آیا ہے (ایام اوّل ۵ - ۱۰) بنو اسماعیل یا بنو ہاجرہ میں سے دو قبیلے نامور ہوئے، **نبایوت** (نبطین) اور **قیدار**۔ ان دونوں کا ذکر تورات نے کیا ہے (حزقیال ۲۷ - ۷) ایک اور عربی قبیلہ تورات میں "عون" نام مذکور ہے (تاریخ ثانی ۲۶ - ۷) لیکن عرب اس کو "معین" کہتے ہیں،

Marfat.com

جغرافیۂ عرب

از

مصنفین یونان و روما

ثمود ثانیہ، سبا، قوم تبع اور اصحاب الحجر کا عہد

(۱۰۰ ق م سے ۳۰۰ ع)

یونان مین سب سے پہلا شخص جس کو اقطاع ارضی کا علم تھا، ہومر فرض کیا جاتا ہے، اس کا زمانہ ۱۰۰۰ ق م تھا، ہومر ایک یونانی شاعر تھا، اس کے کلام مین بعض ممالک کے نام آگئے ہین، اور یہی اس کی جغرافی واقفیت ہے، منجملہ اور ممالک کے ایک ملک کا نام عیرمی ہے جس کو عربی سمجھا جاتا ہے، اور مصر اور فنیقیہ کی شام مراد لیا جاتا ہے، کیونکہ یونانیون نے اس کو ارم کہا ہے،

یونان کا سب سے پہلا مورخ اور جغرافی ہیروڈوٹس ہے، مسیح سے ۴۵۰ برس پہلے تھا، یہ پہلا یونانی مصنف ہے جو واقفیت کے ساتھ عرب کا ذکر کرتا ہے، تاہم اس کے معلومات جغرافی نہایت ناقص تھے، عرب کی نسبت اس کا خیال تھا کہ وہ جنوب مین آبادی کا سب سے آخری حصہ ہے، عرب کی مغربی حد اس نے دریائے نیل قرار دی ہے، اور کوہستان سینا کو بھی اسی مین داخل کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ

1. Ancient Geography by Bevan P 19
2. Herodotus Eng. Corg Book II Page 108
3. Do. Do. Do Do II. 10 15

[1] ہیروڈوٹس کتاب ۲ فقرہ ۸

واقف نہ تھا کہ عرب کے مشرق مین خلیج فارس ہی، جو عرب و فارس کو علیحدہ کرتی ہے[1]، عربون کی تجارت کا جا بجا اس نے ذکر کیا ہے[2]، اس سے واقف تھا کہ عرب کے مغرب مین ایک دریا ہے، مگر اس کا نام بجائے "بحر احمر" یا "خلیج عرب" قرار دیتا ہے[3]، وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ بحر احمر کی بعض شاخین اندرون عرب مین بھی بہتی ہین[4]، شاید اس سے اس کی مراد خلیج عقبہ ہو، لیکن اس کی کیا تاویل ہے کہ وہ کہتا ہے کہ عرب مین ایک بہت وسیع دریا ہے جو بحر احمر مین آکر گرتا ہے اور جس کا نام کوربس[5] ہی،

پانچوین صدی ق م کے ہیروڈوٹس کے بعد یونانی و رومانی جغرافیہ نویسون کے نتائج معلومات حسب ذیل ہین،

حدود عرب

ہیروڈوٹس کے بعد سکندر کے اسفار و فتوحات نے تیسری صدی ق م مین یونانیون کے معلومات جغرافی کو بہت بلند کر دیا، ان کو اس کے بعد صحیح طور سے عرب کے حدود معلوم تھے، وہ جانتے تھے کہ عرب کے مغرب مین بحر احمر، مشرق مین خلیج فارس، جنوب مین بحر ہند اور مشرق و شمال مین بحر فرات اور شمال و مغرب مین شام اور حدود مصر واقع ہین، اوس بنا پر جزیرہ نمائے سینا کے اکثر حصہ کو عرب مین داخل سمجھتے تھے، اور خود اس عہد مین یہود بلکہ نصاریٰ بھی یہی جانتے تھے، جیسا کہ سینٹ پال کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے، (غلاطین ۴-۲۵)

اصل یہ ہے کہ شمالی و مغربی گوشہ مین عرب کی کوئی قدرتی حد بندی نہین، اسی لیے جغرافیہ نویس مختلف الرائے ہین، ہیروڈوٹس اور پلینی نے بشمول جزیرہ نمائے سینا بحر ابیض یا متوسط (مڈیٹرین سی) تک اس گوشہ کو وسیع کیا ہے، اور دوسرے جغرافیہ نویسون نے بحر میت (ڈیڈ سی) سے بصری اور ادرعی (یا لمائر) تک اس کو محدود کر دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اتحاد جنسیت، حدود طبعی، نوعیت

---

[1] ہیروڈوٹس کتاب ۴ فقرہ ۳۹ سے ۴۲ ایضاً کتاب ۲ فقرہ ۱۰۷ سے ۱۰۹ ایضاً

[2] کتاب ۳ فقرہ ۲ سے ۱۱۳ ایضاً کتاب ۲ فقرہ ۹۰

حکومت اور دیگر مناسبات کی بنا پر ہمیشہ یہ اقطاع، عرب مین شامل رہے ہین،

اقطاع عرب یونان و روم کے قدیم جغرافیہ دان، ایراستینوس، استرابو اور پلینی نے عرب کو صرف دو قدرتی حصون پر تقسیم کیا ہے، شمالی اور جنوبی، لیکن اس سے زیادہ مقبول اور پسندیدہ دوسری صدی مین بطلیموس کی تقسیم ہوئی، اور اب تک یورپین جغرافیہ نویس اور سیاح اس تقسیم کی تقلید کرتے ہین،

بطلیموس نے تمام ملک کو تین طبعی حصون مین تقسیم کیا ہے، **عرب آبادان** یا العرب (لیمونتہ) Arabia felix **عرب ریگستان** یا عرب الرمال (Arabia deserta) اور **عرب سنگستان** یا عرب الحجر (Arabia Petra)

عرب سنگستان یا عرب پیٹرا، مغرب مین مصر کی سرحد سے جزیرہ نماے سینا سے گذر کر مغرب مین بصریٰ پر ختم ہوتا ہے، جو عرب کا ایک قدیم شہر ہے، شمال و مغرب مین تدمر تک اس کا گوشہ جاتا ہے اور اس کی پشت پر شمالی و مغربی یہودیہ اور فلسطین کا ملک پڑتا ہے، جنوب مین عرب ڈزرٹا یعنی عرب ریگستان اور عرب فیلکس یعنی عرب آبادان واقع ہے، عرب ریگستان یا عرب ڈزرٹا کی مشرقی و شمالی حد نہر فرات اور الجزیرہ (میسوپٹیمیا) سے شروع ہوکر مغرب و شمال مین عرب سنگستان یا عرب پیٹرا کی مغربی و شمالی حد پر ختم ہوتی ہے، جنوب مین **عرب آبادان** یا عرب فیلکس ہے،

عرب آبادان یا عرب فیلکس بقیہ تمام جزیرہ نماے عرب کو جو مغرب مین بحر احمر، مشرق مین خلیج فارس، جنوب مین بحر ہند اور شمال مین عرب پیٹرا اور عرب ڈزرٹا سے گھرا ہے، کہتے ہین جس مین بحر احمر کے ساحل پر حجاز، ساحلِ بحر احمر و بحر ہند پر یمن، حضرموت، اور ساحلِ خلیج فارس پر عمان و بحرین اور وسط عرب مین یمامہ و نجد داخل ہین،

Marfat.com

یونانی اور رومانی فاتحین نے عرب پیٹرا اور عرب ڈزرٹا کو فتح کر لیا تھا، اس لئے وہ اس کے حالات سے واقف تھی، عرب فلکس کے صرف سواحل سے ان کو آگاہی تھی، اور ایک آدھ نام غلط سلط اندرونی قبائل و اقطاع کے بھی انھوں نے سن لئے تھے،

ڈاکٹر اسپرنگر کی تحقیق کے مطابق بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب فلکس کے ۶۴ قبائل، ۱۶۴ مقامات، ۵۰ کوہستانی سلسلے اور ۴ دریاؤن کا ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ اسطیفنوس (Steph) اور پلینی نے بھی بعض نام گنائے ہین، لیکن اسباب خواہ جو کچھ ہون مگر واقعہ یہ ہے کہ دس پانچ ناموں کے سوا اب وہ سب غیر معروف ہین،

لہ غیر معتقدین بطلیموس تو یہ کہتے ہین کہ ان ناموں کا وجود مصداق بطلیموس کے دماغ کے سوا کہین خارج مین نہین ہے، عرب کے خالی از معلومات ورق کو پُر کرنے کے لئے اس نے اپنی طرف سے نام گھڑ لئے ہین، ایک مصنف اس کی ایک معقول وجہ بتاتا ہے،

اکثر ان اقطاع عرب مین آبادی کا کبھی کوئی باقاعدہ و مقرر اصول نہین رہا ہے، جن کا بطلیموس نے نشان دیا ہے اگر بطلیموس کے ناموں مین کوئی حقیقت ہے تو وہ کتوبیتی ہون گے یا نخلستان جہان کاروان اور قافلے اپنے خیمے کھڑے کر دیتے ہون گے، بطلیموس کے نہ صرف جغرافیۂ عرب بلکہ عام جغرافیۂ عالم کے متعلق علماے عرب کو بھی یہی شکایت تھی اور وہ اس کے وجوہ بھی بتاتے ہین، سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری مین مسعودی لکھتا ہے:-

وان اسماء ھائی ھذا الکتاب الیونانیۃ متعذر فھمھا،

جغرافیۂ بطلیموس کے یونانی ناموں کو سمجھنا مشکل ہے،

ساتوین صدی ہجری مین یاقوت کی (مقدمۂ معجم مین) شہادت ہے،، (بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱ پر دیکھو)

لہ ان بیانات کے لئے دیکھو، مقدمہ، O.G Kragarte ص ص ۱۹۲۳ء

سہ مروج الذہب صفحہ ۱۰۳ ج ۱ مصر بر حاشیہ نفح الطیب

Marfat.com

بہرحال عرب کے جن قبائل و مقامات کے نام یونانیون اور رومانیون کے ہان آئے ہین ہم اُن کو مستقل ابواب مین ترتیب دیتے ہین،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰

جهلت اكثر الاماكن التى ذكرت فيها وابهم علينا امرها وعدمت لتطاول الزمان فلا تعرف،

جن جغرافیہ بطلیموس کے اکثر بیان کردہ مقامات سے ناواقف ہون اور میری سمجھ مین نہین آتے کیونکہ مرور زمانہ سے وہ مٹ گئے ہین، اور اب مجہول ہین،

سب سے آخر مین دسوین صدی ہجری مین لفظ "جغرافیہ" کے تحت مین کاتب چلپی کا بیان ہے،

لكن اندرس كثير مما ذكره و تغيرت اسماء فاسد باب الانتفاع منه،

بطلیموس کے اکثر بیان کردہ مقامات مٹ گئے ہین، اور اُن کے نام بدل گئے ہین اس لئے اس سے فائدہ اٹھانے کا دروازہ بند ہوگیا ہے

لیکن معتقدین بطلیموس اس الزام سے برہم ہین اور کوشش کرتے ہین کہ یونانی اللہجہ نامون کی عرب جغرافیہ نویسون کے بلکہ حال کے سیاحین کے بیان سے تطبیق دی جائے، ریورنڈ فارسٹر نے ۱۸۴۴ء مین "عرب کے جغرافیہ تاریخی" کے دوسرے حصہ مین ۱۰۹ سے ۲۷۲ تک، ۱۵ صفحے ان نامون کی تحقیق و تصدیق و تطبیق مین صرف کئے ہین اور ہر جگہ اپنی "عالمانہ جہالت" کی عجیب و غریب مثال پیش کی ہے، غریب فارسٹر کو نہین معلوم کہ یہ قبائل کب پیدا ہوئے، ان مقامات مین کب آباد ہوئے اور عربی مین ان کا صحیح نام کیا ہے؟ وہ بطلیموسی قبائل کے نامون کو حروف کے ہیر پھیر سے موجودہ قبائل سے تطبیق دیتا ہے، اس کو نہین معلوم کہ اب قدیم قبائل کا اکثر و بیشتر نشان بھی نہین، وہ عہد اسلام مین فاتحانہ کہان سے کہان نکل کر آباد ہو گئے، موجودہ قبائل کے نام بالکل نئے ہین، فارسٹر کے بعد ڈاکٹر اسپرنگر نے ۱۸۷۵ء مین "جغرافیہ قدیم عرب" (Die Alte Geographie) کے نام سے اسی قسم کی کوشش کی ہے، مجھے اُن کی کامیابی کا حال نہین معلوم اُن کے مرتبہ "نقشہ قدیم عرب" کے سوا اصل کتاب مجھے نہین ملی.

Marfat.com

مقامات عرب عرب فلکس کے وہ مقامات جو تقریباً صحیح اور معروف ہین حسب ذیل ہین ،
یہ علی الترتیب حجاز سے بحر احمر، بحر ہند اور خلیج فارس کے کنارہ کنارہ ساحل پر عراق تک واقع ہین[1]

یونانی تلفظ	بخط اردو	صحیح عربی نام	کیفیت
Macoraba	مکارابا	مکہ۔ ربہ	ربہ کے معنی اعظم کے ہین،
Jatrepha	اترپا	یثرب	شہر مدینہ منورہ کا جاہلی نام،
Yambia	ینبیا	ینبوع	حجاز کا ایک ساحلی مقام،
Dumatha	ڈومیتھا	دومہ	دومۃ شمالی عرب کا ایک شہر،
Egra	اجرا	حجر	ثمود کا دارالحکومت حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پر،
Thaimaia	تیمیا	تیمار	انتہاے حجاز مین بجانب شام ایک شہر،
Modiana	مودی یونا	مدین	حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پر حضرت شعیبؑ کا شہر،
Saphar	سفار	ظفار	یمن مین ایک قدیم شہر،
Adana	عدانا	عدن	ساحل بحر ہند پر یمن مین ایک بندر
Minai	مینائی	معین	یمن مین ایک قدیم آبادی
Mariaba.	ماریاب	مارب	یمن کا قدیم دارالحکومت

[1] منتخب از Hogarth. P. 18 Ptolemy, 5 Map of Arabia by Springer. Bevan P. 119

Marfat.com

یونانی تلفظ	بخط اردو	صحیح عربی	کیفیت
Nogneana	نگرانا	نجران	یمن مین ایک نصرانی آبادی
Chatnamoti	کیٹرموٹی	حضرموت	ساحلِ بحر پر جنوبی عرب مین یمن کے پاس
Maccata	مکالا	مکلا	جنوب یمن مین ساحلِ بحر عرب پر
Gerrhai	گرہائی	قریہ	یمامہ مین ایک شہر
Catabaei	قتابائی	قتاب	قدیم یمن مین ایک شہر
Nasac	نشک	نشق	〃
Karnaee	قرنائی	قرن	〃
Sabaee	سبائی	سبا	〃
Omanum	عمانم	عمان	ساحل خلیجِ فارس پر مشرقی عرب مین ایک صوبہ،
Amithos-cuta	امیتھوسکوٹا	مسقط	عمان کا دارالحکومت،

عرب پٹرا اور ڈزرٹا سے یونانیون اور رومانیون کو واقفیت تھی کہ ان پر اُن کا قبضہ تھا، لیکن یہان دوسری دفعہ ہی یعنی عرب آبادیون کو مٹاکر انھون نے یونانی و رومانی شہر قائم کرلئے تھے، تاہم جن نامون کے اتحاد و اشتراک کا حال معلوم ہوا ہے، وہ حسب ذیل ہین،

تدمر۔ سب سے مشہور تر مقام ان اطراف مین تھا، یہ انتہائے شمال مین فلسطین کے پاس عرب کا آخری شہر ہے، اسفار یہودین ہے کہ اس کو حضرت سلیمانؑ نے بنوایا تھا (ملوک دل ۹

Marfat.com

۱۹-۵) بہرحال یہ ایک عرب ریاست کا دارالامارت تھا، رومیون نے ۲۰ء مین جب اس کو لیا تو اس کا نام "پالمائرا" رکھدیا،[1]

ربات موآب، یہ شہر بحر میت کے قریب عرب پٹرا مین موابی عربون کا دارالحکومت تھا رومیون نے اس کا نام اریوپولس رکھا تھا، ۱۳۱۵ء مین زلزلہ سے تباہ ہوگیا،[2]

بصریٰ، جس کو رومیون نے بگاڑکر بوسٹرہ بنایا ہے، وہ بھی اسی کے قریب ایک شہر تھا، اور اب بھی اس کا نشان[3] ہے، یہ ادومی عربون کا خاص مقام تھا،

الرقیم۔ اس کو عبرانی "سلاع" اور یونانی "پٹرا" کہتے ہین، یہ شمالی عرب مین پہلے مدیانی حکومت کے ماتحت ایک دارالامارت[4] تھا پھر نبطی عربون کا دارالحکومت ہوا، رومیون کے عہد مین بھی اس کو خاص اہمیت ملی،

ربات عمون، عرب ڈزرٹا کے شمالی و مشرقی حصہ مین عمونی عربون کا یہ دارالحکومت تھا، اس کو یونانیون نے فلاڈلفیا کا نام بخشا ہے، کہ تیسری صدی ق م مین اس کو شاہ بطلیموس فلاڈلفیوس نے دوبارہ تعمیر کیا تھا،[5]

ان لوگون کو عرب کے بعض جزائر اور سواحل سے بھی واقفیت تھی، تم نے مکلا کا نام اوپر پڑھا ہی اس کا ذکر بطلیموس نے کیا ہے، اور اس کی جگہ ۱۳-۴۵ درجہ پر مقرر کی ہے، لیکن صحیح مقام ۱۴-۳۰ درجہ[6]

---

[1] Josephus Vol. I. P. 42 B. / B 22

[2] Bevan. P. 202

[3] " " "

[4] Josephus. P. 192 Vol / 822 e

[5] Yorster Vol. II. / 98

[6]

Marfat.com

بطلیموس سے سو برس پیشتر ایک یونانی مصری نے جس کا نام مجہول ہے، جہازرانون کے لیے ایک بحری جغرافیہ ترتیب دیا تھا، جس مین اس نے بحر عرب کے جزائر پر جو عرب کے قریب ہند اور اسکندریہ کے سیدھ واقع ہین روشنی ڈالی ہے، وہ پہلے بحر عرب مین عرب کے ایک جنوبی ساحل یودیمون (Eudaemon) کا ذکر کرتا ہے جس کو عدن سمجھنا چاہیئے، اس کی نسبت اس کا بیان ہے کہ مصر و ہند کے درمیان یہ ایک تجارتی منڈی ہے (جیسا کہ اب بھی ہے،) اس سے آگے بڑھ کر بجانب ہند عرب کی ایک راس کا ذکر کرتا ہے، جس کا یونانی نام سیاگروس (Syagrus) بتاتا ہے، اس کو راس قرطق سمجھنا چاہیئے، اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ "یہان اندون عرب مین جانے کے لیے بہت سے بخورات کا سرمایہ پڑا رہتا ہے" یونانی جغرافیہ نویس "دنیا کی سب سے بڑی راس" اس کو قرار دیتا ہے، لیکن وہ حضرموت کے قریب ایک جزیرہ ہے، سقوطرہ نام، اسکا نام یہ ڈائسکرڈیس (Dioscorides) بتاتا ہے،

قبائل عرب | یونانی اور رومانی قومون کو عرب کے صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی، جو سیاسی طاقت رکھتے تھے یا تجارت کی راہ سے ادھر ادھر نکلا کرتے تھے، اسکندریہ کے یونانی اور رومانی جغرافیین مین سے اسٹرابو، پلینی، ڈائڈورس اور بطلیموس نے تقریباً پچاس ساٹھ قبائل کے نام لیے ہین لیکن یونان، اسکندریہ اور روم جاکر ان کی شکل ایسی بدل گئی ہے کہ پہچانے نہین جاتے، صرف چند قبائل ایسے ہین جو ہزارون برس کے بعد بھی اپنے وطنی لب و لہجہ سے تمیز کر لیے جاتے ہین،

عادِ ارم، عرب کا سب سے قدیم اور مشہور قبیلہ ہے، حضرموت کے پاس اس کا مسکن تھا قبیلہ کا اکثر حصہ تو یونانیون سے بھی بہت پہلے تباہ ہو چکا تھا، مگر ایک ٹکڑا ہیردانِ ہود کا باقی رہ گیا تھا، یونانی جغرافیہ نویسون نے حضرموت کے ایک قبیلہ کا نام (Adramitae)

History of Ancient Geography by Jazeri
276.1897

"عادرمی، ٹائی" بنایا ہے "ٹائی" صرف قبیلہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے[1]، اصل لفظ "عاڈرم" ہے جو "عادرام" کی نہایت صحیح صورت ہے، بعض لوگ اس کو "حضرموت" سمجھتے ہین لیکن حضرموت کی یونانی زبان مین یہ شکل ہے (Chatramotitai) "خترموتی ٹائی"، اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ دونون نام ایک ساتھ مستعمل ہوئے ہین اس لئے ظاہر ہے کہ ان سے دو قبیلے مراد لینے چاہئین، اور اس سے زیادہ بدقسمتی ہمارے مخالفین کی یہ ہے کہ بطلیموس نے عادرائی (Adrai) کا بلا اشتباہ حضرموت بھی ذکر کیا ہے[2]،

ثمود، کا بقیہ نقیہ (مومنین صالح) حجاز کے پاس مدین اپنی قدیم جگہ مین اس عہد تک موجود تھا، اس کا تلفظ جغرافیین یونان و روم نے دو طرح کیا ہے (Thamydeni) "تھامودی" اور (Thamyditai) "تھامدی ٹائی" عربی کی "ث" عبرانی مین "ت" اور یونانی مین "تھ" ہو جاتی ہے،

حضرموت، عہد قدیم مین سیاسی و تجارتی دونون حیثیون سے یمن کا اہم بلد تھا یونانیون نے (Chatramutitai) خترموتی ٹائی کے نام سے اس کو یاد کیا ہے،

نبط، نجد سے سواحل بحر احمر و عقبہ و بادیۂ شام تک کی حکومت مسیح سے دو تین سو برس پیشتر نبط بن اسماعیل کی اولاد کے ہاتھ مین تھی، نبط کی جمع انباط اور نبطیین ہے،

نبطیین سے یونانیون اور رومانیون کے سیاسی تعلقات تھے، ان کا نام ان کے ہان

---

[1] ان زبانون مین یہ لفظ قوم و جماعت کو ظاہر کرتا ہے اور اب تک یورپ کی زبانون مین یہ لفظ ان معنون مین آتا ہے، انگریزی مین ٹی کی جگہ ڈی بولتے ہین، مثلاً عباسیہ کو عباسانڈ، عربی مین بھی بعینہ یہی حروف (تیہ) یہی معنی ظاہر کرتے ہین مثلاً حنفیہ، مالکیہ، مرجیہ، عباسیہ، امویہ،

[2] FOR STE T VOL II 374 N.2

Marfat.com

ہان Nabathaei "نباتھو یائی" ہے، ان کا دار الحکومت "پیٹرا" تھا،

قیدار، قیدار بن اسمٰعیل کا خاندان جس سے خاندان اسلام پیوستہ ہے، مسیحؑ سے ایک ہزار برس پہلے سے حجاز کا مالک تھا، یونانی مین اس کا نام متعدد طرق سے لیا گیا ہے، جس مین زیادہ صحیح پلینی کا Cadanni کیڈرانی ہے[1]،

یمن کے قبائل (Minaei) مین آئی "یعنی "معین" (Sabaei) سبا، آئی" یعنی سبا (Homeritai) "حومریٹائی" یعنی "حمیر" کا مفصل ذکر ہے، خلیج فارس پر (Omanitai) عمانی ٹائی" یعنی عمانی عرب اور (Gerrhaei) گریہ، آئی" یعنی اہل قریہ واقع یمامہ کا نام بھی مذکور ہے[2]،

اسلام سے کچھ پہلے، حیرہ مین مناذرہ اور شام مین غساسنہ ایرانیون اور رومانیون کے ماتحت برسر حکومت تھے، اس لئے ان کا ذکر بھی مفصلاً یونانی تاریخون مین مذکور ہے کہ وہ ان دونون مشرقی و مغربی حکومتون کی بیچ کی دیوار تھے، اور عرب نہایت قدیم زمانہ سے مشرقی و مغربی امور سیاسیہ مین حد متوسط ہین[3]،

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بھی بیسیون قبائل کا قدیم یونانی جغرافیون مین نشان ملتا ہے جن مین تین سب سے زیادہ پُرزور اور طاقتور بتائے گئے ہین، بنی زدین (Banizomenaei) سیڈینی (Sedeni) اور بنوبری (Banubarei) یہ تینون قبائل سواحل بحر احمر پر خلیج عقبہ سے عسیر تک حجاز و تہامہ مین متوطن ظاہر کئے گئے ہین لیکن ان کے اصلی اور صحیح نام کیا ہین؟

[1] Bevan's Ancient Geography p. 178

[2] Fonderv. 1 p. 244

[3] Herodotus Book II Dara 98

Marfat.com

ان نامون کا تو عرب مین کوئی قبیلہ نہین ،

ریورنڈ فارسٹر تاکید فرماتے ہین کہ ہم بغیر کسی شک وسوال" کے بنی زوہین کو بنی عمران اسید نی کو جہینہ اور بنو بری کو کنوان[1] والا قبیلا تسلیم کرین ، اس کی مضحکہ خیز دلیل فاضل ممدوح یہ دیتے ہین کہ (تقریبًا دو ہزار برس کے بعد) برکہارٹ اور نیوبہر گذشتہ صدی کے یورپین سیاحون نے انہی مقامات مین اُن ہی قبیلون کو دیکھا ہے ! حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ زوہین خزیمین ہے ، سیدنی ، سیدین ، اور بنو بری ، بنو بریہ ہے ، خزیمہ حجاز ہین ، سُید ، اور بریر دیگر اطراف مین مشہور قبائل ہین

سب سے زیادہ زور ریورنڈ فارسٹر نی زوہین پر دیتے ہین ، اور یہ تسلیم کرانے کی کوشش کرتے ہین کہ اُن کا مسکن حجاز نہین بلکہ خلیج عقبہ تھا اور یہ اس لئے کہ مسلی کے ڈائڈورس نے جو مسیحؑ سے سولہ برس پہلے تھا لکھا ہے کہ "بنی زوہین کے ملک مین ایک معبد ہے ، جس کی تمام عرب عزت کرتے ہین " اس معبد کو ان علماے یورپ نے جن کے نام کا پہلا جز ، ریورنڈ نہین (غیر پادری) کعبہ سمجھا ہے[2] ، بلکہ تعجب ہی کہ ایک ریورنڈ نے بھی اپنے قدیم نقشہاے جغرافیہ مین بنی روہین کو خاص حجاز مین مکہ سے مدینہ تک پھیلایا ہے[3] ،

بہرحال اس کی بحث کہ اس معبد سے کعبہ کیون نہ سمجھا جائے ، اپنے موقع پر آئیگی ، یہان صرف قبائل کے مسکن اور اس کی حقیقت سے بحث ہی ، اس کے فیصلہ کے لیئے دو چیزون کی ضرورت ہی ، نامون کی مناسبت وقربت اور قبائلِ مذکورہ کا زمانۂ وجود ، ہم ذیل مین اس قسم کے یونانی لہجہ نامون کا ایک نقشہ دیتے ہین ، گو بیکار ہے ،

---

[1] بیر عربی مین کنوان کو کہتے ہین ، اس لئے بری کے معنی بھی وہ کنوان ہی سمجھتے ہین [2] دیکھو کارلائل کا رسالہ "ابطال" فصل بطل النبوۃ ، اور گبن باب ۵۰ [3] Atlas of ancient geog by samuel Butler D.D. Map ××III 1868

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل فارسی کی رائے میں	مصنف کی رائے میں
Bani zomenies	بنی زومین	بنی عمران	بنی خزیمہ (یا) خزیمین
Sideni	سیدینی	جہینہ	بنوسید (یا) سیدین
Banubari	بنی بری	بنوبُرد (کنوان دار)	بنوبرید
Arosi	ارسائی	بنی استان	.
Cinaidocalpttai	کینائڈوکوپٹائی	.	.
Debai	ڈیبائی	زبید	ضبہ
Carbaiorcorbani	کربیادیاکربینی	حرب	.
Canraitai	کانزیٹائی	.	.
Dacharani	ڈاخارینی	بنوزہر	بنوصخر
Cassanitai	کسانی ٹائی		بنوغسّان
Gasandi	گسانیڈی		بنوکیسان
Dosoreni	ڈوسارینی		دوسر
Dorni	ڈارنی	دارن (یا، اہل مخاربہ یمن)	بنودارم
Mocoretai	موکوریٹائی		
Elisari	الیساری		
Elamittai	الامیٹاری	بنی یام	بنوعیلام
Cogulatai	کیغولیٹائی	بنوغیلان	
Saritai	ساری ٹائی		

Marfat.com

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	نلدسٹر کی رائے مین	مصنف کی رائے مین
Yomalet	ٹومابیل		بنو تمیم
Supharetai	سفاری ٹائی	اہلِ ظفار	
Gditai	اوڈی ٹائی		عاد
Homeritai	حومری ٹائی	حمیر	
Adramitai	عڈرمیٹائی	حضرموتی	عاد ارم
Maphoritai	مافوری ٹائی		
Lainitai	لائینٹائی	لحیان	
Chaldie	خالڈائی	بنو خالد	
Gole sitai	ایولسٹائی		
Abucaei	ابوکائی		
Lenitai	لینی ٹائی		
Yhemi	تیمی		تیم ضمر
Bamareni	زمارینی	شمر	
Scenitai	سینی ٹائی		
Saraceni	سارا سینی	اہل کوہ سردات (سرداتین)	
Zamareni	زمارینی	بنو ضمیر	
Nabathaci	نباتائی	نبطین	

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل فارسٹر کی رائے میں	اصل مصنف کی رائے میں
Khimmei	تھمانائی		اہلِ تیما
Masaemames	ماسائمینس		
Kadini	وادینی		
Astapeni	اسٹپنی		
Katanitai	کٹانی ٹائی		
Tanutai	ٹنوٹائی	قبیلۂ تنوخ	
Manitai	مانی ٹائی	اہلِ منیٰ (واقع مکہ)	معین (واقع یمن)
Salapeni	سلافینی		بنوسلف
Achaeli	اچاؤلی		بنو عجل
Minaei	مینائیت	اہلِ منیٰ (واقع مکہ)	معین (واقع یمن)
Sabaei	سبائی	سبا	
Anekitai	انخی ٹائی		
Kithibanitai	کیتھی بانی ٹائی	بنو قحطان	قتابیین (قتاب واقع یمن)
Madasara	مڈاسارا		
Sabanitai	سفانی ٹائی	بنوسفیان	
Dacharemoitai	داخری موزائی	دارالقرامطہ (واقع بحرین)	
Olamoitai	عیلا موٹائی		بنو عیلام

Marfat.com

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل فارسی کی رائین	اصل مصنف کی رائین
Omanitai	عمانی ٹائی	اہلِ عمان	
Jobaritai	جوباری ٹائی		
Elatramatai[1]	خرمٹائی	اہل حضرموت	

عربون اور رومیون کے تعلقات تعارف مین ایک اور واقعہ پہلے یونانی اور رومی اور اب یورپین اربابِ قلم مین نہایت آب وتاب سے ذکر کیا جاتا ہے، اور ایک رومی سردار آلیوس گالیوس (Aelius Gallus) کا پہلی صدی عیسوی مین عرب پر حملہ ہی، وہ کہان تک گیا؟ اس نے کیا کیا؟ کیون واپس آیا؟ اور اس سے کیا کیا فائدے ہوئے؟ ان مین سے ہر ایک چیز کا جواب یورپین مصنفین نہایت مزے لیکر دیتے ہین، اور ایک نے تو عالمِ نشاط مین یہان تک لکھدیا کہ وہ مکہ تک پہنچ گیا تھا، اور اس حملہ کا نام "اکتشاف اوسنی" رکھا گیا ہے[2]،

ہم اس مضمون پر سلسلہ تاریخ مین اپنے موقع پر بحث کرین گے،

---

[1] منتخب از Forster. Vol II. Part III

[2] Forster. Vol II Part III Sect VI ۵۳

Marfat.com

جغرافیۂ عہدِ قرآن

ملک عرب عرب کا ملک حدودِ طبعی کے لحاظ سے ایک جزیرہ نما ہے، لیکن اہلِ عرب اس کو ہمیشہ جزیرۃ العرب کہتے ہیں اور اس کو وسط معمورۂ عالم یقین کرتے ہیں، اس کی تصدیق تحقیق جدید سے بھی ہوتی ہے کہ وہ درحقیقت دنیائے قدیم کے قلب میں[1] واقع ہے، اس سے قریب ترین ممالک مشرق میں فارس، جنوب میں ہندوستان، مغرب میں حبشہ، سوڈان اور مصر اور شمال میں ملک شام، الجزیرہ اور عراق ہیں،

حدودِ عرب عرب جغرافیہ نویسوں نے اس کی تحدید اس طرح کی ہے۔ مغرب میں بادیۂ شام کے بعض حصے، یعنی مقام بلقاء سے مقام ایلیہ تک جو عقبہ کے قریب ہے، مغرب اور جنوب میں بحرِ احمر، مدین اور جدہ سے سواحلِ یمن تک، مشرق میں بحرِ ہند، عدن اور ظفار سے مہرہ تک، مشرق میں بحرِ عمان اور خلیجِ فارس، مہرہ، عمان، اور بحرین سے بصرہ اور کوفہ تک، اور شمال میں نہر فرات، وبلغائک،

جدید طرز میں صاف طور سے یوں کہنا چاہیے کہ مشرق میں اس کی حد خلیج فارس سے شروع ہو کر بحرِ عمان کو طے کر کے بحرِ ہند پر ختم ہوتی ہے، بحرِ ہند عرب کے تمام جنوبی حدود میں پھیل کر مغربی و شمالی گوشۂ عرب میں بحرِ احمر پر منتہی ہوتا ہے، جس کو ہیروڈوٹس وغیرہ قدیم اہلِ جغرافیہ خلیجِ عرب کہتے ہیں، اور جو عرب کی مغربی حد بندی گوشۂ مغربی و شمالی سے گوشۂ مغربی و جنوبی میں خلیجِ عقبہ تک کرتا ہے،

---

[1] The Penetration of Arabia - D. G. Hogarth. 1904

اور جس سے حبش اور مصر کی سرزمین عرب سے علیحدہ ہو جاتی ہے، خلیجِ عقبہ جنوبی گوشہ مین جزیرہ نمائے سینا اور عرب کو ایک فاصلۂ قریب تنگ باہم علیحدہ کرتا ہے، اس کے اختتام پر شام کی حد شروع ہوتی ہے، اور بادیۂ شام کو قطع کرکے جنوب مین نہر فرات کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف، پھر مشرق و شمال کی سمت مین بصرہ کے پاس آکر خلیج فارس پر منتہی ہوتی ہے، اس تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا ہوگا کہ عرب کے مشرق مین خلیج فارس اور بحر عمان جنوب مین بحر ہند، مغرب مین بحر احمر، مغربی و شمالی مین خلیج عقبہ، شام و فلسطین اور شمالی و مشرقی مین نہر فرات واقع ہے،

آپنے دیکھا کہ عرب جغرافیہ نویسون کا عرب، عبرانی، یونانی اور رومانی جغرافیہ نویسون سے چھوٹا ہے، کیونکہ اس مین جزیرہ نمائے سینا اور عرب و شام کے بعض حصے شامل نہین، بات یہ ہے کہ یونانیون نے ان ٹکڑون پر قبضہ کر لیا تھا، اور تا اسلام عرب اُن پر قابض نہ ہو سکے اس بنا پر عربون نے اُن کو اپنی مملکت سے خارج سمجھ لیا، ورنہ حدود طبعی اور جنسیتِ آبادی کے لحاظ سے وہ کبھی خارج نہین ہوئے[1]،

مساحت عرب عرب جغرافیہ نویس مساحت کا بیان عموماً زمانہ رفتار سے کرتے ہین ابوالفدا نے تقویم البلدان مین عرب کی مربع مسافت سات مہینے گیارہ دن کی بیان کی ہے، جدید تحقیق کے رو سے گو حقیقی طور سے عرب کی پیمایش نہین ہوئی تاہم وسعت کے لحاظ سے عرب کوئی چھوٹا ملک نہین ہے، وہ جزیرہ نمائے ہندوستان سے بڑا اور ملک جرمنی فرانس سے چارگونہ زیادہ ہے، شمال سے جنوب کی جانب پورٹ سعید (یا العریش) سے عدن تک طول .. ۱۵ میل، اور

[1] مصنفین انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع جدید) لکھتے ہین عرب کی شمالی تحدید مشکل ہے، محققین العریش سے شروع کرتے ہین شمال مین سرحد فلسطین، درمیان مین بحر میت (ڈیڈ سی) و خلیج عقبہ ختم ہو کر شمال کی طرف شامی صحرا کے قریب تادمر پھر مشرقی جانب کنارۂ فرات اور پھر شمالی و مشرقی دہانۂ شط العرب پھر خلیج فارس، صحرائے شام عرب مین داخل ہے، ملخصاً ص ۲ ج ۲

Marfat.com

مغرب سے مشرق کی جانب پورٹ سے فرات تک عرض .. ۱ میل ہی اور مجموعی رقبہ ۱۳۰۰۰۰۰ میل مربع،

طبعی حالات | عرب کا ملک اس وسعت کے باوجود زیادہ تر بے آباد، خشک، شور اور ریگستان ہی، تمام ملک مین پہاڑون کا جال ہے، جا بجا بے آب وگیاہ صحرا ہین، حقیقی دریا کا وجود نہین، عموماً پہاڑون کے چشمون، وادیون کے تالابون اور میدانون کے کنوون پر گذر ہے، آب وہوا کے لحاظ سے یہ نہایت گرم ہے، میدانون مین بادِ سموم جب چلتی ہے تو کوسون تک زندگی دشوار ہو جاتی ہے، کبھی اس کے ساتھ جب ریگ کا طوفان ہوا پر اڑتا ہے تو پورا قافلہ، آبادی کی آبادی ریگ کے ڈھیر کے نیچے دب جاتی ہے، اسی لئے ملک عرب مین موسم وہوا کے کسی واقفکار اور آبادی وصحرا کے کسی رہنما کے بغیر سفر نہایت خطرناک ہے،

اس ملک کا سب سے بڑا صحرا شمالی حد مین شام وعرب کا درمیانی ریگستانی میدان ہی، جس کو عرب بادیۂ شام اور غیر عرب بادیۂ عرب کہتے ہین، دوسرا ریگستان جنوبی حد مین یمن، عمان اور یمامہ کے درمیان ایک ناقابلِ آبادی بے آب وگیاہ وسیع صحرا ہے جس کو دہنا، صحرائے اعظم اور ربع خالی کہتے ہین، اس کی ایک لوک بحرین اور نجد سے گذر کر صحرائے شام مین مل جاتی ہے، یہ صحرا طول مین ۲۰ درجہ اور عرض مین ڈیڑھ درجہ ہے، اور مجموعی رقبہ اس کا تقریباً ... ۵۰ میل مربع ہے،

اس ملک مین سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ جبل السراۃ ہے، جو جنوب یمن مین شروع ہو کر شمال مین شام تک چلا گیا ہے، اس کی سب سے بڑی چوٹی ... ۸ فیٹ بلند ہی، حجاز کے سب سے مشہور پہاڑ جبل الہدیٰ، طائف کا جبل الکرا، نجد کا جبل عارض وطارق، شمر کا جبل سلمیٰ اور یمن کا جبلِ کوکبان ہی، جبل کوکبان کی بلندی کہین کہین سطحِ آب سے ... ۲ فیٹ بلند ہی،

Marfat.com

عرب مین جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہے، گو کوئی دریا نہین لیکن عجب قدرتِ الٰہی یہ ہے کہ یہان کے پہاڑون سے ہمیشہ چشمے جاری رہتے ہین جن سے دامنِ کوہ اور وادیان عموماً سرسبز و شاداب رہتی ہین، کبھی کبھی یہی چشمے پھیل کر تھوڑی دور تک ایک مصنوعی دریا بن جاتے ہین، پھر وہ یا تو زمین مین جذب ہو جاتے ہین یا سمندر مین مل جاتے ہین، شاہان عرب نے انہی چشمون کے روکنے کے لیے بند بنائے تھے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ چشمے اتفاقاً اُبل کر بصورتِ سیلاب پُرخطر ہو جاتے ہین

عرب کے وہ مقامات اور صوبے جو سواحلِ بحر پر واقع ہین، عموماً سرسبز و شاداب ہین خصوصاً یمن کا صوبہ جو بحر ہند اور بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے نہایت زرخیز ہے، اور یونانیون مین وہ اسی سے "زرخیز عرب" کے نام سے مشہور ہے عمان، حضرموت اور نجد تمامتر اور حجاز مین طائف عرب کے بہترین حصے ہین،

حاصلاتِ عرب | عرب کی پیداوار زیادہ تر کھجور، سیب اور ہر قسم کے بہترین نوع کے فواکہ ہین، کہین کہین زراعت بھی ہوتی ہے، اقوام قدیمہ مین عرب کی شہرت اس کے طلائی و نقرئی معادن اور بخورات اور تر و شبو دار اشیا کی جائے پیدایش ہونے کی بنا پر تھی[1] ہیرو ڈٹس مورخِ یونان کی تاریخ مین عرب کی یہ خصوصیت خاص طور سے نمایان کی گئی ہے، اور تورات تو ملک عرب کے سونا، چاندی اور بخورات کے ذکر سے بھری پڑی ہے[2] مسلمانون مین ہمدانی نے اپنے جغرافیہ مین معادنِ عرب کا نشان[3] دیا ہے، علماے یورپ مین پرٹن (Forster) نے مدین کے طلائی معادن پر (The Gold Mines of Midian) خاص ایک کتاب لکھی ہے،

عمان اور بحرین کے سواحل موتیون کی کانین ہین جہان ہر سال ہزارون غواص دریا سے موتیون کے نکالنے مین مشغول رہتے ہین، لیکن ان کی محنت کا ثمرہ موتیون کے عرب تاجر کم

---

[1] ص ۲۴۰ - ہیرودت ترجمہ عربی [2] پیدایش ۳۷ - ۲۵، قضاۃ ۸ - ۲۴ و ۲۶ [3] صفۃ العرب باب المعادن،

اور انگریزی کمپنیان زیادہ تر حاصل کرتی ہین، سنہ ۱۹۱۰ء مین بحرین کے موتیون کی لاگت ۲ لاکھ پونڈ کے قریب اندازہ کی گئی ہے،

حیوانات کے لحاظ سے بھی عرب بہترین ملک ہے، عرب کے گھوڑے خوبصورتی اور باد رفتاری مین دنیا مین اپنا جواب نہین رکھتے، اونٹ عرب کی خاص چیز اور ایک عرب کی زندگی کا حقیقی رفیق ہے، ان کے علاوہ ہرن، شیر اور دیگر حیوانات بھی عرب مین بکثرت پائے جاتے ہین، ہیرڈوٹس نے عرب کے اڑنے والے اور قاتل سانپون کا ذکر کیا ہے[1]، جس کی تصدیق حضرت موسیٰ کے کلام سے بھی ہوتی ہے[2]، لیکن شاید اب اُن کا وجود نہین،

اقطاع عرب | عرب جغرافیہ نویسون نے ملک کو اس کے حدودِ طبعی کی بنا پر منقسم کیا ہے، عرب عراق اور عرب شام کو چھوڑ کر حسب ذیل پانچ صوبون پر وہ تقسیم ہے، تہامہ، حجاز، نجد، یمن اور عروض،

اس تقسیم کا اصل معیار جبل السراۃ قرار دیا گیا ہے، جو عرب کا سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ ہے، یہ سلسلہ انتہاے شمال یعنی برالشام سے شروع ہوکر انتہاے عرب یعنی یمن مین منتہی ہوتا ہے، اس سلسلہ نے عرب کو مشرقی و مغربی دو طبعی حصون مین منقسم کر دیا ہے، مغربی حصہ مشرقی حصہ سے چھوٹا ہے، وہ عرضاً دامنِ کوہ سے سواحل بحر احمر تک اور طولاً عرب شام کے حدود سے یمن کے حدود تک پھیلتا چلا گیا ہے، اس حصہ کا نام حجاز ہے، حجاز کا جنوبی حصہ بطرف یمن جو نشیب پست ہے، تہامہ اور غور کہلاتا ہے جس کے معنی پستی کے ہین، مشرقی حصہ عموماً بلند اور فراز ہے اور وہ کوہ سروات سے اتر کر وسط ملک کو طے کرتا ہوا عراق تک چلا گیا ہے، اس حصہ مشرقی کا نام نجد ہے جس کے معنی فراز و بلندی کے ہین، تہامہ اور نجد کے درمیانی اور کوہستانی

[1] ص ۲۲۱ - بیروت [2] توراۃ استثنا باب ۸ و ۳۳ و ۱۵،

حصہ کو حجاز اس لئے کہتے ہین کہ وہ دونون ملکون کے درمیان ایک حاجز (حجاب) اور پردہ ہی،
عراق اور جنوبی حدود نجد سے خلیج فارس تک یمامہ، عمان اور بحرین وغیرہ جو قطعۂ ملک ہی اس کو
عروض (ترچھا) کہتے ہین کہ وہ ترچھا اور خم واقع ہوا ہے، حجاز، نجد اور عروض کے بعد جنوبی حصہ
تین سواحل بحر احمر سے سواحلِ بحر عمان تک، سواحل بحر عرب پر وہ قطعۂ ملک ہے جو اپنے
یمن و برکت اور زرخیزی کی بنا پر یمن کے نام سے مشہور ہے،

لیکن اب بہت سے اہل جغرافیہ کے نزدیک تہامہ کوئی مستقل صوبہ نہین بلکہ وہ
حجاز کا ایک ٹکڑا ہے، اس بنا پر عرب کے حسب ذیل صوبے قرار دیئے جا سکتے ہین، عروض،
نجد، یمن اور حجاز، ان چارون صوبون مین سے ہر صوبہ متفرق چھوٹے ٹکڑون پر منقسم ہی،

عروض

عروض جیسا کہ پہلے ہم نے بتایا ہے، وہ قطعۂ ملک ہے، جو مشرقی نجد اور حدود عراق سے
سواحلِ خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہے، اس صوبہ مین یمامہ، بحرین اور عمان تین اقطاع ہین، بحرین
اور عمان ساحل بحر فارس پر واقع ہین اور یمامہ، بحرین اور عمان کے پار نجد، حجاز اور یمن کے وسط
مین ہے،

۱۔ یمامہ کے حدود اربعہ یہ ہین، مشرق مین عمان اور بحرین، مغرب مین حجاز اور بعض
حصہ یمن، جنوب مین احقاف یا الربع الخالی، شمال مین نجد، یمامہ کا وہ حصہ جو نجد سے متصل ہی،
آباد و سرسبز ہے،

یمامہ کی قدیم تاریخ یہ ہے کہ وہ قبائل طسم و جدیس کا مسکن[1] تھا، حجر یا قریہ اور رجعۃ ان قبائل

[1] ابو الفداء ص ۹۵ مصر،

Marfat.com

کے عہد مین یمامہ کے مشہور شہر تھے، یمامہ مین طسم اور جدیس کی بعض عمارات اور قلعون کے آثار زمانۂ اسلام تک باقی تھے، جن مین سب سے بڑی عمارتین قصر شموس اور قصر معنق تھین[1]۔ شہر جو جس کا نام القریہ ہے ان قبائل کی حکومتون کا صدر مقام تھا، زرقا، جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ بہت تیز نگاہ تھی، دشمنون کی فوج کو تین روز کی مسافت سے دیکھ لیتی تھی، اسی یمامہ کی رہنے والی تھی، مشہور قبیلہ ربیعہ کی بعض شاخین عہد قدیم سے یہان آباد تھین، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو عجل کی آبادی بھی یہان تھی،

زمانۂ اسلام کے قریب اس سرزمین مین عرب کا ایک مشہور قبیلہ بنو حنیفہ بستا تھا، جو بکر بن وائل کی ایک شاخ تھا، بنو حنیفہ نے سنہ ۹ مین خدمت نبوی مین حاضر ہو کر عقیدت کیشی کا اظہار کیا، اسی صوبہ و قبیلہ کا فرزند مسیلمہ تھا، جس نے عہد نبوی کے آخرین دنون مین نبوت کا دعوے کیا، اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین ایک جنگ عظیم کے بعد وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا، بنو اسد کا ایک مشہور قبیلہ اسلام سے تقریبًا ایک صدی پیشتر یہان آباد تھا، جو حکومت کے لحاظ سے کندہ کا ماتحت تھا،

۲۔ بحرین، جس کا دوسرا نام الاحساء ہے، ایک ساحلی مقام ہے، اس کے اوپر عراق اس کے نیچے عمان، اس کے مغربی پہلو پر یمامہ اور مشرقی جانب خلیج فارس واقع ہے، بحرین موتیون کے لئے مشہور ہے، اس کے جزائر اور سواحل موتیون کی کان ہین جہان ہر سال ہزارون کشتیان اور ہزارون غواص موتیون کے نکالنے مین مشغول رہتے ہین،

قبیلۂ جدیس جو طسم کو مٹا کر یمامہ کا مالک ہوا تھا، حسان شاہ یمن کے حملون سے بھاگ کر یہین پناہ گزین ہوا تھا، بعد کو عدنانی قبائل مین سے قبیلۂ عبدالقیس کا یہ مسکن ہوا، ربیعہ کی بعض شاخین بھی یہان آباد تھین، چھٹی صدی عیسوی مین بحرین اہل فارس کے قبضہ مین تھا، اور

[1] مقامات و عمارات کے نام یاقوت کے معجم البلدان مین دیکھو،

ان کی طرف سے منا ذرہ جو عراق (حیرہ) اور اس کے آس پاس کے ملک مین ایرانیون کے نائب تھے، بحرین کے حاکم تھے، طرفہ جو عرب کا ایک مشہور شاعر تھا، آل منذر کے اشارہ سے یہین قتل ہوا، سنہ ۶ھ مین یہان کا حاکم منذر بن ساوی تھا، جو پیغام اسلام پہنچنے پر اپنی تمام عرب رعایا کے ساتھ مسلمان ہوگیا، اور یہان سے بنو عبد القیس کا ایک وفد حاضر خدمتِ نبوی ہوا،

اسلام کے بعد اس ملک مین سب سے بڑا واقعہ یہ ظاہر ہوا کہ قرامطہ جو نیم مسلمان مجوسی تھے ان کی طاقت کا مرکز فارس کے قرب کی بنا پر یہی ملک تھا،

۳- عمان بحرین کے بعد خلیج فارس سے ہٹ کر بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے، مشرق کی جانب بحر عمان مغرب کی طرف الربع الخالی، جانب جنوب بحرین، جانب شمال شحر مین، ساحلی مقامات نہایت آباد اور سرسبز ہین، جبل اخضر یہان کا سب سے بڑا پہاڑ ہے، جس کی بلندی ۳۰۰۰ میٹر ہے، ملک عمان کے پہاڑ معدنیات سے اور اس کے دریا موتیون سے اور اس کی وادیان غلہ، فواکہ اور خوشبودار لکڑیون سے مالا مال ہین، عمان کے گھوڑے، گائین اور بکریان بھی مشہور ہین،

مورخین عرب کا بیان ہے کہ عمان، عمان بن قحطان کی طرف منسوب ہی، لیکن بروایت توراۃ یہ عمان بن لوط کی طرف منسوب ہونا چاہئے، قبیلۂ ازد جس کو اسد بھی کہتے ہین قبل اسلام اس کی ایک شاخ یہان آباد تھی، اسکل یہ ملک ایک مستقل ریاست ہی جس کا پایۂ تخت مسقط ہے، اہل ملک زیادہ تر اباضی طریقہ کے خارجی ہین، ملک کا رقبہ کم از کم ۸۰ ہزار میل مربع اندازہ کیا جاتا ہے،

لہ یعقوبی ج ۱ ص ۲۴۰ لیڈن

نجد

نجد وسطِ عرب مین ایک سرسبز وشاداب اور بلند و فراز قطعۂ ملک ہی، سطح آب سے ۱۲۰۰ میٹر بلند ہے اور تین طرف سے بے آب و گیاہ صحراؤن سے محیط ہے، اور اسی لئے وہ اپنی اثر واقتدار اور بیرونی آمد و رفت سے محفوظ ہے، اس کے شمال مین صحراے شام، مغرب مین صحراے حجاز، مشرق مین صحراے دہنا، اور جنوب مین صوبۂ یمامہ ہی،

نجد، عرب کے مشہور قبیلہ بکر بن وائل کا مسکن تھا، **کلیب** جس سے بڑھ کر عرب جاہلیت کے نزدیک کوئی معزز نہین ہوا، بکر بن وائل کا سردار تھا، جس کے قتل کے بعد انتقام کے لیے بکر و تغلب مین چالیس برس تک آتشِ جنگ مشتعل رہی، بنین کندہ کے نام سے ایک چھوٹی سی عربی حکومت قائم ہوئی، جو منادرہ یعنی ملوکِ حیرہ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھی، نوشیروان کے باپ قباد نے جب مزدک کی مذہب اختیار کیا تو منادرہ کے مقابلہ مین شہنشاہ فارس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے شاہانِ کندہ نے بھی اس مذہب کو اختیار کرلیا تھا، اور آخر یہی امر ان کی تباہی کا باعث ہوا،

عربی زبان کو نجد کی آب وہوا سے عجیب وغریب مناسبت ہی، **مہلہل** جو عربی شاعری کا آدم کہلاتا ہے، اسی نجد کی خاک سے پیدا ہوا تھا اور کلیب مذکور کا حقیقی بھائی تھا، امرالقیس جو عرب کا ملک الشعرا تھا، اسی نجد کی حکومتِ کندہ کا آخری شاہزادہ تھا، اور آج بھی جبکہ امتدادِ زمانہ اور اختلاطِ اقوام کے سبب سے فصیح عربی زبان کا تمام جزیرۂ عرب مین کہین وجود نہین، یہان کے پہاڑون مین قدیم فصیح عربی زبان بلا اختلاط موجود اور محفوظ ہے،

نجد، عہد قدیم سے قبائل عدنانیہ کا مسکن ہے، آخر عہد مین کہلانی قبیلہ کی مشہور و معروف شاخ طے، آجا و سلمیٰ کی پہاڑیون مین آباد ہوگئی تھی، جنکو شعرائے طے نے ہمیشہ فخر کیساتھ یاد کیا ہے، چھٹی صدی عیسوی مین جو ظہور اسلام کا زمانہ ہے، نجد مین غطفان کا قبیلہ بستا تھا، جس کی تادیب کے لیے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہؓ ۷ھ مین نجد تشریف لیگئے تھے، اس قحم کا نام اہل سیرت کے ہان غزوۂ ذات الرقاع ہے، قبیلۂ ہوازن اور سلیم، نجد کے مغربی حصہ پہ قابض تھے، قبیلۂ جشم کی بھی ایک شاخ نجد مین تھی

آجکل نجد، شمر، قصیم اور عارض تین حصون مین منقسم ہوکر دو شیوخ کے زیر حکومت ہوگیا ہے، شمالی حصہ جو صحراے شام و عراق و حجاز کے متصل ہے شمر کہلاتا ہے اور کبھی اپنے دارالامارۃ حائل کے نام سے حائل بھی پکارا جاتا ہے، جبلِ شمر اور جبلِ سلمیٰ اور کچھ وادیان اس تقسیم مین داخل ہین، پہاڑی خود رو نہرون سے وادیان شاداب رہتی ہین، قصیم کا نصف حصہ حکومتِ شمر مین داخل ہے، شمر کی حکومت آجکل آلِ رشید[1] کے قبضہ مین ہے، آبادی کا تخمینہ تین لاکھ ہے شمر مین پہلے قبیلۂ طے کی ایک شاخ شمر آباد تھی جس کے نام سے یہ ملک موسوم کیا گیا ہے،

عارض جو مین کے صوبۂ احقاف کے متصل ہے نجد الیمن کہلاتا ہے اور آجکل نجد سے عموماً یہی سرزمین مراد لی جاتی ہے، امیر نجد آل سعود ہے جس کے دارالامارۃ کا نام مدینۃ الریاض ہے، قصیم کا جنوبی حصہ اسی حکومت کے تابع ہے، نجد کا یہ حصہ شمر سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے، محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اثر سے عارض کے باشندے زیادہ تر اہل حدیث ہین، اور ان کی مردم شماری بیش و کم دس لاکھ ہے،

نجد کے پھول، گھوڑے اور اونٹ مشہور ہین، ہر قسم کے میوے یہان کثرت سے پیدا ہوتے ہین، وادیون اور پہاڑون کے دامن مین زراعت بھی ہوتی ہے،

[1] پچھلی پڑتال سے کہ آل رشید کی ریاست ختم ہوگئی اور ابن سعود کی حکومت مین شامل ہوگئی "س"

Marfat.com

یمن

یمن عرب کا سب سے زیادہ سرسبز، سب سے زیادہ آباد، سب سے زیادہ وسیع اور سب سے زیادہ متمدن صوبہ ہے، اور جو اسلام کے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی علم کا مرکز رہا ہے، اس کی تاریخ نہایت قدیم ہے، اس لئے اکثر مجہول ہے، عمارات اور قلعوں کے آثار جہاں نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں، جو قدیم شاندار تمدن کا پتہ دیتے ہیں، قرب و جوار کی سلطنتوں نے مثلاً روم فارس اور حبشہ نے اس پر متواتر حملے کئے ہیں اور کبھی فتح بھی کیا ہے، یونانی اور رومی مورخین کے پاس یمن کے متعلق بعض اہم معلومات ہیں، اور کچھ معلومات آثار قدیمہ کی مدد سے یورپین علما آثار (ارکیالوجسٹ) نے حاصل کئے ہیں،

صوبہ یمن کے حدود حکومت گو مختلف زمانہ و حکومت میں مختلف رہے ہیں تاہم اس کے طبعی حدود یہ ہیں، جنوب میں بحر عرب، مغرب میں بحر احمر، شمال میں حجاز، نجد اور یمامہ، اور مشرق میں عمان و بحرین، اس صوبہ کی ابتدائی تاریخ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے، قدامت کی تاریکی میں مخفی ہے، جہانتک معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس سرزمین کے مختلف اقطاع میں وقتاً فوقتاً عمالیق، اہل معین، عاد، سبا اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتیں قائم ہوئی ہیں جنھوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں جن کی عظمت کے آثار ابتک باقی ہیں، ترقی زراعت کے لئے وادیوں میں بڑے بڑے بند آب بنائے جن میں سب سے زیادہ مشہور سد مارب ہے جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہوا ہے، ہندوستان، فارس، حبش، مصر اور عراق کی تجارتیں ان ہی کی وساطت سے قائم تھیں، پہاڑوں سے معدنیات اور جواہر نکالتے تھے، سامان عطریات

Marfat.com

وبخورات ان ہی کے ملک سے تمام مہذب ممالک مین پہنچتا تھا، آخر زمانہ مین تقریباً ستر برس کے لئے اہل حبشہ مین پر قابض ہو گئے تھے، جنکو آخر کار اہلِ فارس نے نکال دیا اور خود قبضہ کر لیا، ظہورِ اسلام کے وقت اہلِ فارس کی طرف سے باذان یہان کا گورنر تھا، جو ۱۰ھ مین مسلمان ہو گیا بقیہ اہلِ یمن، جو زیادہ تر مذہباً یہودی تھے، ۱۰ھ مین داعیِ اسلام حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ہمدان یمن کا ایک مشہور قبیلہ تھا، تمام قبیلہ صرف ایک دن مین شرفِ اسلام سے مشرف ہوا،

یمن کے قدیم مشہور مقامات کے نام یہ ہین، معین، مارب، ظفار، شیبان، اوزال، براقش، نشق، خولان، تمر، شبوہ، نجران، صنعاء وغیرہ، انمین اب اکثر مقامات ویران یا دریاے ریگ مین غرق ہین، بعض موجود ہین، لیکن ان کے قدیم نام متروک ہین، ملک کی کثرتِ آبادی و سرسبزی کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ملک کی تقسیم پہلے جن صوبون پر تھی اور جن کو اہلِ عرب مخلاف کہتے ہین مورخ یعقوبی نے ان کی تعداد ۱۲۸ بتائی ہے، انکی بڑی بڑی تقسیمین حسب ذیل ہین،

حضرموت، احقاف، صنعاء، نجران، عسیر، جو علی الترتیب مشرقی جنوبی حدود یعنی حضرموت سے جنوبی مغربی حدود یعنی حجاز تک سواحلِ بحر احمر پر واقع ہین،

۱؎ حضرموت، ساحل بحر ہند پر واقع ہے، شمال مین بحر ہند، جنوب مین الربع الخالی اور احقاف اور مغرب مین صنعاء، یہ ایک نہایت قدیم آبادی ہے، قحطان یا یقطان جو عابر کا پدرِ اوّل تھا، اس کے بارہ بیٹون مین سے ایک کا نام تورات[2] نے حضرموت بتایا ہے، اسی بنا پر اہلِ تاریخ یقین کرتے ہین کہ یہ قطعۂ ملک اپنے باشندۂ اوّل حضرموت ابن قحطان کے نام سے منسوب ہے، اہلِ حضرموت نے ایک مستقل حکومت بھی قایم کر لی

۱؎ صفحہ ۲۲ لیڈن، ۲؎ توراۃ، تکوین ۱۰-۲۲،

Marfat.com

تھی، جس کی مختصر تاریخ مورخ ابن خلدونؒ نے بیان کی ہے، عاد و ثمود کے قبائل کا اصلی مسکن بھی یہی تھا، عاد کا قبیلہ یہان سے ذرا ہٹ کر احقاف مین بس گیا، اور ثمود حجاز کے پار جاکر آباد ہوا' بالفعل حضرموت ایک مستقل قطعۂ ملک کی حیثیت سے ایک مستقل امام کے ماتحت ہے، شادابی اور سرسبزی مین صنعا سے کم نہین ہے، اور عود و قاقلی وغیرہ یہان کے مشہور نباتات ہین، سال بسال حضرموت مین سوق الرابیہ کے نام سے ایک بازار لگا کرتا تھا، اور اسی کے متصل شہر شبوہ مین دوسرا بازار لگتا تھا[1]،

۲۔ **بلاد الاحقاف**، یمامہ، عمان، بحرین، حضرموت اور مغربی یمن کے بیچ مین جو صحرا اعظم الدہنا، یا ربع خالی کے نام سے واقع ہے، گو وہ آبادی کے قابل نہین لیکن اس کے اطراف مین کہین کہین آبادی کے لائق تھوڑی زمین ہے، خصوصاً اس حصہ مین جو حضرموت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے، گو اس وقت وہ بھی آباد نہین تاہم عہد قدیم مین اسی حضرموت اور نجران کے درمیانی حصہ مین **عاد ارم** کا مشہور قبیلہ آباد تھا، جس کو خدا نے ان کی نافرمانی کی پاداش مین نیست و نابود کر دیا،

۳۔ **صنعاے یمن**، ملک یمن کا قلب، اور یمن کے قدیم تمدن کا تماشا گاہ درحقیقت یہی ٹکڑا ہے، یہ بحر ہند اور بحر احمر کے سواحل پر عرب کے شمالی و مغربی گوشہ مین واقع ہے، معین، سبا اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتین اسی قطعۂ زمین پر قائم ہوئی تھین، سد مارب یا سد ارم اسی کی وادیون مین تعمیر ہوا تھا، ظفار، مارب اور اوزال یہین کے پایۂ تخت تھے، ملکۂ سبا اسی سرزمین کی شاہزادی تھی، قصر غمدان، قصر ناعط، قصر ربدہ، قصر صرواح، قصر مدر اسی قطعۂ ملک مین تعمیر ہوے تھے، جن کے آثار چوتھی صدی ہجری مین ہمدانی نے خود برائی العین مشاہدہ کیے تھے،

---

[1] جلد ۲ ص ۳۰ سطر ۵ یعقوبی ج ۱ ص ۳۱۷

صنعا جو یمن کا اب پایہ تخت ہے قدیم شہر ہے اسلام سے ایک مدت پہلے آباد تھا، سنہ ۶ھ میں جیسا ہم نے پہلے لکھا ہے یہ ملک مشرف باسلام ہوا، اب یہاں زیادہ تر زیدی طریقہ کے مسلمان آباد ہیں، جو حنفائد میں معتزلہ کی ایک شاخ اور شیعہ اور اہلِ سنت کے وسط ہیں ہیں، یہاں کا امام بھی زیدی سادات کے خاندان سے ہے، یمن کے بنانات خصوصاً یمن کا قہوہ (بُن) مشہور ہے، اسلام کے بعد شہر زبید یمن کا ایک مشہور شہر بن گیا، جہاں سے متعدد علما سے اسلام پیدا ہوئے،

۴۔ نجران بلاد حجاز اور عسیر کے درمیان میں ایک مختصر سی آبادی تھی، عہد قدیم میں یہاں بنو اسماعیل میں سے بکیلہ بن زید آباد ہوا تھا، اسلام کے کچھ پہلے سے روم و حبش کی کوششوں سے یہاں عیسائیت پھیل گئی تھی، یمن کی یہودی حکومت نے ان عیسائیوں کو بجبر یہودی بنانا چاہا، لیکن روم اور حبش جو مسیحی ہمسایہ سلطنتیں تھیں، وہ برابر ان کی حمایت کرتی رہیں، نجران میں ایک بہت شاندار کلیسا بھی تعمیر ہوا تھا، جو عربوں میں کعبۂ نجران کے نام سے مشہور تھا، سنہ ۹ھ میں اہلِ نجران کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہوا تھا،

۵۔ عسیر بحر احمر کے ساحل پر حجاز اور یمن کے مابین واقع ہے، یہاں کے باشندے عموماً اہل السنت میں سے ہیں، امام عسیر اور یعلی خاندان کا ہے،

ان ملکی تقسیمات کے علاوہ یمن میں بہت سے ساحلی مقامات اور جزائر ہیں، مثلاً شحر، مہرہ، مکلا، حُج، جزائر کوریا موریا، جزیرۂ پریم وغیرہ، ان کی حکومت مختلف شیوخ کے ماتحت ہے، اور جو زیادہ تر برٹش گورنمنٹ کے زیر اقتدار ہیں،

عہدِ اسلام کے زمانہ میں یمن حکومتِ فارس کے ماتحت تھا، سنہ ۹ھ میں یہاں کا آخری ایرانی گورنر مسلمان ہوگیا، اور ملک بلا جنگ و جدال علمِ اسلام کے زیر سایہ آگیا،

سلہ بیہقی جلد ۱ ص ۲۵۵

Marfat.com

حجاز

حجاز بحر احمر کے ساحل پر ایک مستطیل صوبہ ہے، جس کا نام توراۃ مین **فاران** بتایا گیا ہے اور جہان سے تجلّی ربانی کے ظاہر ہونے کی بشارت دی گئی تھی، اس کے مشرقی جانب نجد، مغربی جانب بحر احمر، شمال مین عرب شام یا عرب الحجر، جنوب مین عسیر، اور شمالاً جنوباً کوہ سرات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جس کی بلند ترچوٹی ۸۰۰۰ فیٹ ہی، سلسلۂ کوہ مین بہت سے چشمے جاری ہین، جہان گاؤن آباد ہین، باغ لگے ہین، کھیتیان ہوتی ہین، کہین کہین جنگل ہین، دامنِ کوہ سرسبز ہے اور وہان بھی آبادی ہے، لیکن زیادہ آباد اور سرسبز حصہ وہ ہے جو بحر احمر کے سواحل پر واقع ہے، ان مقامات کے علاوہ تمام حصہ ریگستان ہے، جہان کسی قسم کی زراعت نہین ہوسکتی، حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر **جدہ** ہے جو مکہ کا بندرگاہ ہے، اس کے بعد دوسرا ساحلی مقام ینبع ہے جو مدینہ کا بندرگاہ ہے، اندرونِ ملک کے بڑے بڑے شہر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور طائف ہین،

۱۔ مکہ یا بکہ جس کا تلمیسر نام اُمّ القریٰ ہے، حجاز کا دارالحکومت ہی، یہ شہر ایک بوڑھے پیغمبر (ابراہیمؑ) کی بنا، ایک نوجوان پیغمبر (اسماعیلؑ) کی ہجرت گاہ اور ایک یتیم پیغمبر (محمدؐ) کا مولد ہے، شہر عرض البلد ۲۱ درجہ ۲۸ دقیقہ، اور طول البلد ۳۹ درجہ ۵ دقیقہ پر واقع ہے، سطحِ آب سے تقریباً ۳۳۰ میٹر بلند ہے، چاردن طرف پہاڑون نے قدرتی دیوارین کھینچدی ہین، بالفعل شرقاً غرباً تقریباً ۳ کیلو میٹر لمبا اور جنوباً شمالاً تقریباً ڈیڑھ کیلو میٹر چوڑا ہے، مشرقی

Marfat.com

سلسلہ شمالی سلسلہ جبلِ غلیج (فلق) جبلِ قیقعان جبلِ ہندی جبل لعلع، جبل کدار سے مرکب ہے، آخر الذکر پہاڑ وہی ہے جس کی راہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن داخل ہوئے تھے، جنوبی سلسلہ جبلِ ابو حدیدہ، جبلِ کدی اور جبلِ ابی قبیس کے بعض سلسلہ سے مرکب ہے، مشرق مین جبلِ ابی قبیس اور اس کے پیچھے جبلِ خندمہ اور مغرب مین جبل عمر واقع ہے،

حضرت مسیحؑ سے ڈھائی ہزار برس پہلے یہ کاروانِ تجارت کا ایک منزل گاہ تھا، تقریباً دو ہزار ق م مین حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزندِ عزیز حضرت اسماعیلؑ کو یہان آباد کیا، باپ بیٹے نے خدا کے نام پر یہان ایک قربان گاہ بنائی جس کا کعبہ نام قرار پایا، فرزندان اسماعیل کی اولاد ایک مدت تک یہان دیگر قبائل پر بالادست رہی اس کے بعد قحطانی قبائل (بروایت عام) آئے اور انھون نے استیلا حاصل کیا، بنو اسماعیل مین سے قصی نے آخر یہان کی ریاست حاصل کی قصی قریش کا پدرِ اعلیٰ تھا، آخر زمانہ مین یہان کے مالک قریش تھے، امورِ مملکت اور صیغہائے حکومت ایک ایک شیخ خاندان کے زیرِ نگرانی تھے، شہر کے علاوہ اسماعیلی قبائل شہر کے آس پاس بھی آباد تھے، مکہ کے جنوب مین جو پہاڑیان ہین وہ مشہور قبیلہ ہذیل کا مسکن تھین، جنوب کی طرف وادی القری ہے، جو قدیم قبائل کا مسکن تھا، اس کے اطراف مین قبائلِ کنانہ رہتے تھے، مکہ کے پاس جبلِ حبشی کے دامن مین قبائلِ احابیش رہتے تھے،

۲- مدینہ منورہ، قبل ہجرتِ نبوی اس شہر کا نام یثرب تھا، ہجرت کے بعد اس کا نام بدل کر مدینۃ النبی صلعم یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر" ہوا، اور کثرتِ استعمال سے "ال" قائم مقام مضاف الیہ ہو کر المدینہ رہ گیا، یہ شہر سمندر کی سطح سے ۶۱۹ میٹر بلند ہے اور طول ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور عرض ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ شمال خط استوا پر واقع ہے. گرمی مین یہان حرارت کا درجہ ۱۱۴ درجہ تک بڑھتا ہے، اور جاڑون مین دن کو صفر سے دس درجہ اوپر اور رات کو

صفر سے ۵ درجہ نیچے ہوتا ہے، اس لئے جاڑون مین اکثر صبح کو پانی یہان یخ ہو جاتا ہے، پہلے یہان عمالیق آباد تھے، لیکن عہدِ اسلام مین یہان یہود اور قبائل اوس وخزرج آباد تھے، محققینِ حال کا بیان ہے کہ یثرب مصری لفظ "اتھریبس" کی تعریب ہے. ہمارے یہان کے مورخین کا بیان ہے کہ سب سے پہلے یہان عمالیق آباد ہوئے تھے، اور اب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ عمالیق ۱۶۰۰ سنہ مین مصر کے حکمران تھے، اور ۱۶۰۰ سنہ ق م مین وہان سے نکالے گئے تھے، اس بنا پر شہر کی تعمیر کا زمانہ ۱۶۰۰ سنہ قبل مسیح اور ۲۲۰۰ سنہ ق م کے درمیان ہے، عمالیق کے بعد یہان سب سے اوّل یہود آکر آباد ہوئے اس کے بعد قبیلہ ازد کی دو شاخین اوس اور خزرج یہان آباد ہوئین. یہ اوس وخزرج وہی قبائل ہین جن کا لقب اسلام مین انصار ہوا، اور جنھون نے اسلام کی دعوتِ اولین قبول کی اور مسافرین اسلام کو اپنے گھرون مین اتارا، اور جس کی مکافات مین خداوند تعالی نے انصار کے نام سے ان کو زندگی جاوید بخشی، اور ان کے شہر کو پینتیس کروڑ نفوس کا مرکز قرار دیا.

بنو لام جو طے کی ایک شاخ ہے مدینہ کے کوہستانی مقام مین آباد تھی، ہمدانی نے لکھا ہے کہ اسلام کے بعد یہ شاخ دیار ربیعہ کو منتقل ہوگئی، ہنوز ظفر بھی ہمدانی کے بیان کے مطابق مدینہ کے مقابل ہی سکونت پذیر تھے. بنو کلاب جو مشہور قبیلہ تھا، وہ مدینہ کے اطراف مین ربذہ، فدک اور عوالی مین آباد تھا، جو اسلام کے بعد حسبِ روایاتِ ہمدانی شام کو منتقل ہوگیا، اور وہان اس نے اپنی ایک ریاست قائم کی.

۳- طائف حجاز کی جنت ہے، بے انتہا سرسبز وشاداب مقام ہے، امرائے حجاز عموماً گرمی وہین بسر کرتے ہین. ابتدا مین قبیلہ عدوان کا مسکن تھا، بعد کو وہ مشہور قبیلہ ثقیف کے قبضہ مین آیا، قبل ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہان دعوتِ اسلام کے لیے تشریف لائے لیکن جس طرح جلیل کے ایک شہر نے مسیحؑ کو قبول نہین کیا، طائف نے بھی آپ کو قبول نہ کیا

Marfat.com

سنہ ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا سنہ ۹ھ میں سردار ثقیف عروہ بن مسعود نے اسلام قبول کیا اور خود اپنی قوم کے ہاتھ سے اسلام کی راہ میں مارا گیا، لیکن ان کی منادی بے اثر نہ رہی، اسی سال وفد ثقیف خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عقیدت کیش ہوا،

۴۔ جوف ثمود، تبوک، خیبر، مدین

ان شہروں کے علاوہ بعض اور مقامات بھی قابلِ ذکر ہیں، مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال وہ میدان واقع ہے جہاں ثمود کا قبیلہ آباد تھا، یہ جوف اور وادی القریٰ کے نام سے مشہور ہے، پایہ تخت کا نام حجر تھا جس کا قرآن میں بھی ذکر آیا ہے، یہ شہر زیادہ تر اپنے پیغمبر صالح کے نام سے مدائن صالح کہلاتا ہے، سنہ ۹ھ میں تبوک کو جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شہر سے گذر ہوا تھا، اسی سے متصل دوسری آبادی تیماء ہے، حجر اب حجاز ریلوے کا اسٹیشن ہی، حجر کے بعد ایک اسٹیشن المعظم چھوڑ کر دوسرا اسٹیشن تبوک ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کی مدافعت کے لئے اقامت فرمائی تھی، مدینہ کی مغرب جانب خیبر ہے جو یہود کی جنگی قوت کا مرکز تھا، اور جہاں یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے تھے، سنہ ۷ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے، اور اسکی تسخیر فرمائی، حجر کے مقابل مغرب کی جانب بحر احمر کے ساحل پر شہر مدین آباد تھا، جو حضرت موسیٰؑ کا دارالہجرۃ، ان کے خسر شیرو یا حوباب (حضرت شعیبؑ) کا وطن اور مدیانیوں کا پایہ تخت تھا،

آغازِ اسلام میں یہ تمام شہر یہودیوں کے قبضہ میں تھے اور یہاں اُن کے بڑے بڑے قلعے تھے، جن کو اسلام نے عہدِ نبوت میں یکے بعد دیگرے فتح کیا،

Marfat.com

عرب شام

یعنی وہ قطعۂ عرب جس کو یونانی عرب سنگستانی کہتے ہین اور جو شام، مصر، بادیۂ شام اور حجاز و نجد کے مابین واقع ہے، یہ آبادی عرب کا بہت قدیم حصہ ہے بلکہ اولین حصہ ہے، اکتشافات جدیدہ سے پہلے بھی گو اس ملک کی وقعت کم نہ تھی کہ اس کے صحرا مین بنو اسرائیل کا مسکن تھا، اس کے ایک پہاڑ پر اسرائیل کا ایک پیغمبر (حضرت موسیٰؑ) خدا سے ہم کلام ہوا تھا، اس کے متصل ارضِ موعود واقع ہے جس کو ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ کے خدا نے اسرائیل کے فرزندون کو درانثت بخشا تھا. لیکن اکتشافاتِ جدیدہ کے بعد اس کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے، یہان عمالقۂ عرب کی آبادی تھی، ان ہی کھنڈرون مین ان کی عظیم الشان حکومت قائم تھی جس کا سلسلہ حجاز تک پھیلا تھا، اور جس مین بلقاء، عمان، بصری، تدمر وغیرہ شہر داخل تھے، تدمر ایک مشہور تجارتی مقام تھا، زبار یمان کی ایک ملکہ کا نام ہمیشہ عربون مین ضرب المثل رہا ہے، اسلام سے کچھ پہلے یہ ملک بنو جفنہ ایک عرب خاندان کے زیر حکومت تھا، جو غسانیہ کے نام سے موسوم ہے اور جس کا پایہ تخت بصریٰ تھا، قبیلۂ جہینیہ کی متعدد شاخین یہان آباد تھین، ہمدانی نے لکھا ہے کہ اسلام کے بعد عرب شام مین حلب تک بنو عجل آباد ہوئے تھے. طے کی یہ شاخ ربیعہ یہین آباد تھی، بنو جذیمہ کی اکثر شاخین غزہ کے پاس سکونت پذیر تھین، ظہورِ اسلام کے وقت یہ تمام اطراف رومیون کے زیر سایہ عرب عیسائی امرا اور یہود کے قبضہ مین تھے،

Marfat.com

عرب عراق

عرب عراق سے وہ سرزمین مراد ہے جس کو یونانی عرب ریگستانی کہتے ہیں اور خلیج فارس، دریاے فرات، بادیۂ شام اور نجد کے مابین واقع ہے، اب عام طور سے لوگ اس کو عراق عرب کہتے ہیں، اس حصہ میں بھی عہد قدیم میں عمالقہ عرب کی ایک شاندار حکومت قائم کی تھی، قبیلۂ ربیعہ کی ایک شاخ یہاں بھی آباد تھی، اسلام کے بعد عہد فاروقی میں اسی سرزمین میں کوفہ اور بصرہ آباد ہوے، جو خالص عربی تمدن کا مظہر اور علماے اوّلین کے مرکز تھے، اور جس کی سرزمین میں متعدد علوم ؛ علوم اسلامیہ کی بنیادیں قائم ہوئیں،

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اسی عرب عراق میں اسلام سے پہلے سنجار نام مقام میں نہر فرات کے پاس قبیلۂ عبید کی ایک ریاست تھی جس کا آخری بادشاہ ضیزن بن معاویہ تھا، اس خاندان کے آثار عمارات اب تک میدان سنجار میں باقی ہیں، زبید شاخ طے بھی اسی مقام میں آباد ہوئی تھی، بنو عجل کی ایک شاخ یمامہ سے عراق تک پھیلی ہوئی تھی،

ظہور اسلام کے وقت ایرانیوں کے ماتحت ایک عرب خاندان (منازرہ) یہاں کا فرمانروا تھا، اس کا پایۂ تخت کوفہ کے متصل شہر حیرہ تھا،

اقوام ارض القرآن

امم سامیہ

تاریخ ارض القرآن (عرب) کو جن قوموں سے تعلق ہے وہ عموماً امم سامیہ ہیں، امم سامیہ کیا چیز ہے؟ اس کی حقیقت تفصیلِ ذیل سے واضح ہوگی،

علم الاقوام اور علم الالسنہ کے محققین نے اقوام عالم کو اخلاق، عادات، اعتقادات اور زبان کے اتحاد و تشابہ اور جسم، اعضاء اور دماغ کی مماثلت کے لحاظ سے تین مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا ہے،

۱۔ اریانی۔ (ایرین یا انڈو یورپین) مثلاً ہندوستان، ایران، فرنگستان،

۲۔ تورانی۔ (ٹیرنین یا منگولین) مثلاً ترکستان، چین، منغولیا وغیرہ،

۳۔ سامی۔ (سمیٹک) عرب، آرامی، عبرانی، سریانی، کلدانی، فنیشین وغیرہ،

بعض علماء اقوامِ عالم کی علم الالوان یعنی اختلافِ رنگ کی بنا پر تین تقسیمیں کرتے ہیں،

۱۔ جنس ابیض۔ عام امم سامیہ و فرنگستان،

۲۔ جنس اسود یا احمر، باشندگانِ افریقہ،

۳۔ جنس اصفر۔ باپان و چین و بقیہ امم تورانیہ،

تیسری تقسیم توراۃ کی ہے، طوفانِ نوح کی زندگیِ ثانی کے بعد وہ بھی دنیا کی تمام قوموں کو

Marfat.com

تین خاندانون پر منقسم کرتی ہے، حضرت نوحؑ کے تین بیٹے تھے، یافث، حام اور سام، تمام دنیا ان ہی کی تین نسلون کی یادگار ہے، تفصیل حسب ذیل ہے،

بنو یافث | یافث کی ۷ - اولادین ہوئین، گامر، ماجوج، مادی، یاوان، توبال، موشوخ، تیرس، تورات کا بیان ہے کہ جزائر مین رہنے والی اقوام اسی خاندان سے ہین،

بنو حام | حام کی چار اولادین تھین، کوش (پدر حبش) مصرائیم (پدر مصر) کنعان (فینیقیہ) اور فوط،

۱- کوش سے سبا، حویلہ، سبتاہ، رعمہ، سبیگاہ پیدا ہوئے، اسی کوش کی نسل سے نمرود کا خاندان پیدا ہوا جو بابل کا پہلا بادشاہ تھا،

۲- مصرائیم سے لودی، اناسی، لہیبی، نافوتی، فطروسی، کفتوری اور کسلوہی جس سے فلسطین کا خاندان پیدا ہوا،

۳- کنعان سے صیدا حتی، یابوسی، عموری، جرجاشی، ہوی، ارکی، سینی، اروادی، سیماری اور حماتی پیدا ہوئے،

عموماً یہ شام کے باشندے تھے جن مین سے شہر صیدا اور حماۃ اب تک اُن کی یادگار باقی ہین،

بنو سام | سام کے پانچ بیٹے تھے، عیلام، ارفخشد، لود، اشور، (اسیریا) اور آرام،

تورات کو ان تمام خاندانون مین سے صرف بنو سام سے تعلق ہے اور بنو سام مین سے بھی وہ صرف دو کی اولادون کا ذکر کرتی ہے، ارام اور ارفخشد،

۱- ارام کے بیٹے عوص، حول، جتر اور مس،

۲- ارفخشد کے بیٹے کا نام سلح تھا سلح سے عبر پیدا ہوا، جو تمام بنی عبر (یعنی بنو قحطان)

Marfat.com

بنوابراہیم، بنواسماعیل اور بنواسرائیل) کا باپ تھا، عبر کے دو بیٹے تھے، یقطان (یعنی قحطان جو قحطانی عربون کا جدّاعلیٰ ہے) اور فلج۔ فلج سے رعو۔ رعو سے سروج، سروج سے نحور۔ نحور سے تارح (آزر) اور تارح سے ہاران اور حضرت ابراھیمؑ پیدا ہوئے[1]۔

حضرت ابراہیمؑ کے تین بیٹے تھے، اسماعیل جو شمالی عرب کے اسمٰعیلی عربون کے باپ ہین، اسحاق جن سے اسرائیل کا گھرانا چلتا ہے، اور بنو قطورا جن مین ایک مدین ہے،

تورات کی یہ تقسیمات کہان تک تحقیقات علمی کے مطابق ہین؟ اس سوال کے مختلف جوابات ہین، علمائے یورپ کا ایک فرقہ ان مین سے اکثر کو لغو سمجھتا ہے، لیکن اس سے زیادہ محقق فرقہ کہتا ہے کہ یہ تقسیمات نسبی اور لسانی نہین ہین بلکہ صرف[2] جغرافی اور سیاسی ہین،

لیکن یورپ کا وہ گروہ جو منقول اور منقول کی تطبیق کا کوشان ہے وہ سفر تکوین کے بیانات اور علم و بحث کے نتائج کو ایک ہی سمجھتا ہے، وہ کہتا ہے کہ توراۃ نے جو نام گنائے ہین وہ تلاش و تحقیق کے بعد تھوڑے تغیر کے ساتھ قدیم تاریخی ناموں سے خواہ وہ خود اشخاص کے ہون یا اُن کے مقامات کے ہون بالکل[3] مطابق ہین،

لیکن حقیقت یہ ہے کہ سفر تکوین کی اس فہرست انساب پر نظر ڈالنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف فلسطین اور اس کے آس پاس کے اقوام و مقامات مثلاً سوریا (شام) اسیریا، بابل، کلدان، میدیا، سیبانیا، مصر، دمشق، لیبیا، افریقہ، سبا اور عرب کا ایک خاکہ ہے، اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس فہرست مین اشخاص کے بجائے زیادہ تر اقوام کے

---

[1] ان تمام بیانات کے لیے دیکھو سفر تکوین باب ۹ - ۱۰ - ۱۱۔

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲۴۔ صفحہ ۶۱۸۔

[3] فصل جغرافیۂ تورات۔ (BEVAN)

نام ہین اور جو اشخاص کے نام نظر آتے ہین وہ بھی حقیقت مین اقوام کے نام ہین جن کے مسکن اب تک فلسطین کے آس پاس موجود ہین، اور خود اُن اشخاص یا اقوام کے نام جیسا کہ آگے ظاہر کیا جائے گا، علمیت کے بجائے اپنا جغرافی نام ظاہر کرتے ہین،

بہرحال توراۃ کی تقسیم نسبی (سام، حام، یافث) یا علماے السنہ کی تقسیم لسانی (ایرانی نورانی، سامی) یا علماے اقوام کی تقسیم لونی (ابیض، احمر، اصفر) ان مین سے جو بھی معتبر ہو، اُن اقوام کے لیے جو عرب و شام و عراق مین آباد ہوئین، یہ عجیب مزیت ہے کہ وہ ہر نوعیت تقسیم کے لحاظ سے ایک ہی جماعت مین داخل ہین، ان کو توراۃ کی بنا پر بنوسام کہہ سکتے ہو، تقسیم لسانی کی بنا پر امم سامیہ اور تیسری حیثیت سے جنس ابیض،

بنوسام اور امم سامیہ کی اصطلاح مین صرف اتنا فرق ہوگا کہ بنوسام صرف اُن قبائل و اقوام پر مشتمل ہے جن کو توراۃ، سام کی اولاد بتاتی ہے، لیکن امم سامیہ کا اطلاق اُن تمام قبائل و اقوام پر ہے جو سامی زبان بولتے تھے یا بولتے ہین، اس خصوصیت کی بنا پر عیلام جس کا مسکن خلیج فارس کے فارسی سواحل (سسینیا جس کو سوستان بھی کہتے ہین) ہین، اور لود جس کا مسکن بھی اسی کے پاس لودیا مین ہے، امم سامیہ سے خارج ہون گے کہ ان کی زبان کبھی سامی نہ تھی، اور کنعان[1] (فنیشیا)، بابل اوّل، کوش (حبش) عمورانی وغیرہ کا امم سامیہ مین شمار ہوگا کہ ان کی زبان ہمیشہ سامی رہی ہے،

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون السنۂ سامیہ،

Marfat.com

امِم سامیہ کا مسکنِ اوّل

امِم سامیہ زمانۂ تاریخ کے پہلے سے متفرق لیکن متصل مقامات مین آباد ہین، اس لیے سوال یہ ہے کہ امِم سامیہ جب صرف چند کنبون سے عبارت تھین تو اُن کا مسکن کہان تھا؟ مورخین عرب کے نزدیک اس کا ایک ہی جواب ہے کہ عرب!

یورپ کے موجودہ علماے اقوام و السنہ کے نزدیک اس سوال کے جواب مین چار نظریے پیش ہین

اوّل یہ کہ ان کا پہلا مسکن افریقہ ہے، جہان سام کے بھائی حام کی اولاد زمانۂ تاریخی مین آباد ملتی ہے، اس نظریہ کی دلیل بیان کیجاتی ہے کہ سامی اور حامی زبانون مین بہت شدید مشابہت ہے نیز یہ کہ سامی اور حامی اور خصوصاً جنوبی عرب کے سامیون اور حامیون (شاید حبش مراد ہو) کے بعض اعضا مین مشابہتِ تامہ پائی جاتی ہے،

لیکن یہ دلیل نہایت عجیب ہے، دو بھائیون مین اگر مشابہت پائی جاتی ہے، اور ایک افریقہ مین رہتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ دوسرا بھی افریقہ ہی مین پہلے رہتا ہو، یہ کیون نہین فرض کیا جا سکتا کہ خود حامی پہلے سامی خاندانون کے ساتھ رہتے تھے، اور ایک مدت کی یکجائی کے بعد اُن سے الگ ہوئے، اسی یکجائی و اجتماع و اتحادِ نسل کے بقیہ آثار دونون مین اب تک موجود ہین،

جنوبی عرب (یمن) اور حبشیون مین یقیناً تشابہ ہے، لیکن اس کا سبب بالکل ظاہر ہے، حبش کوئی مستقل آبادی و نسل نہین ہے، بلکہ وہ یمنی عربون کی ایک نوآبادی[1]، اور ان کی نسل

[1] برٹانیکا ج ۴ ص ۲۶۴،

Marfat.com

کا مخلوط حصہ ہے، اسی لئے عرب ان کو "حبش" (مخلوط) کہتے ہین، اور اسی بنا پر قدیم مورخین ہین و حبش کو دو مستقل ملک نہین قرار دیتے ہین بلکہ ایک ہی ملک (ابیسینیا) کے اُن کو دو ٹکڑے[1] سمجھتے ہین،

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ بنو سام کا پہلا وطن آرمینیہ اور کردستان تھا، لیکن اس تھیوری کی صحت پر کوئی دلیل بجز توراۃ کے چند الفاظ کے (جن کے معنی غلط قرار دیئے گئے ہین جیسا کہ ہم آگے بتائین گے) کچھ اور نہین ہے، اسی لیے نولدیکی نے جو محقق ترین مستشرق ہے، لکھا ہے کہ "اس تھیوری کو اب کوئی تسلیم نہین کرتا"[2]

تیسری تھیوری پروفیسر گیڈی (Sayce) ایک انگریز مستشرق کی ہے اس کی رائے ہے کہ سامیون کا مسکنِ اوّل فرات کا حصۂ زیرین تھا، گیڈی نے اپنے دعوی کر عجیب و غریب مقدمات پر مبنی کیا ہے، ان کا اجمالی بیان یہ ہے،

یہ ظاہر ہے کہ ابتدائی زبان مین سب سے پہلے ابتدائی ضروریات اور گرد و پیش کی چیزون کے لئے الفاظ پیدا ہون گے، اور اس لیے یہ الفاظ عموماً مختلف خاندانون اور زبانون مین تقسیم ہونے کے بعد بھی بطور ترکہ موروثی کے مشترک طور سے باقی رہین گے، سامی زبان میں اس قسم کی چیزون کے لئے جو مشترک الفاظ ہین بحری طور سے ان کا وجود جہان پایا جائے گا وہی اُم سامیہ کا مسکنِ اوّل ہوگا، اس حیثیت سے جو مشترک چیزین معلوم ہوتی ہین اُن کی شہادت ہے کہ وہ فرات کے حصۂ زیرین کی پیداوار ہین،

نولدیکی اس رائے کی بھی تردید کرتا ہے کہ اوّلاً ابتدائی ضروریات کے قدیم مشترک الفاظ تطاولِ زمانہ سے باقی کہان رہتے ہین ثانیاً یہ اصول خود صحیح نہین کہ تمام ابتدائی ضروریات کے لیے

[1] یہ بحث مفصل "اصحاب الفیل" مین دیکھو [2] انسائیکلوپیڈیا طبع ۱۱ ج ۲۴ ص ۶۲۰

ابتدائی زبان اور دائل کے فرق میں مشترک الفاظ ہوں گے، جیسے، لڑکا، آدمی، بڈھا وغیرہ ان معانی کے لیے اکثر سامی زبانوں میں مختلف الفاظ ہیں، تو کیا یہ کہا جائے گا کہ ان کے لیے مخرج اول میں الفاظ نہیں پیدا ہوئے تھے، حالانکہ زندگی کا ابتدائی پانچ ہیں، ثالثاً جنوبی و شمالی اقوام سامیہ میں بعض مشترک الفاظ ہیں، جو اصول مذکورہ کے مطابق مسکن اول کے متعلق ہونے چاہئیں حالانکہ بمشکل ان کا وجود فرات کے مقام تک تعلیم کیا جا سکتا ہے۔

گیدی سے پہلے اسی قسم کی دلیل دال کر کے نلدکی تھی، اس کے مطابق اس کا یہ نتیجہ تھا کہ سامی قوموں کا ابتدائی مسکن [illegible] قسم کی دلیل سے دو مختلف نتائج کا [illegible]

چوتھی ضمیر کی ضمیر [illegible] مخرج ہے، اگر سامی کا مسکن اول مکہ معظمہ کے نواح [illegible] ضمیر کی طرف [illegible] اگر [illegible] (Robertson)

[illegible] اور [illegible] مین سامس [illegible] اور [illegible] ہے، اس جماعت کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ تاریخ شاہد ہے کہ عرب سے نکل کر قومیں اور حکومتیں [illegible]

۲۔ عربی زبان تمام السنہ سامیہ میں سب سے قدیم سامی زبان کے قریب تر ہے۔

۳۔ عربوں کی جسمانی ساخت خالص اور صحیح سامی ساخت ہے۔

۴- ان کی اجتماعی و معاشرتی زندگی صحیح ابتدائی سامی یادگار ہے۔[1]

مزید توضیح کے لئے ہم بعض علمائے السنہ و اقوام کے خیالات کی ترجمانی بھی کرتے ہیں، امریکہ کا مشہور مصنف اور السنہ سامیہ کا محقق سائس، اپنی تصنیف "سیرین گرامر" میں اس مسئلہ کے متعلق اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کرتا ہے:

"سامی روایات ہر حیثیت سے ملک عرب کا اپنا اصلی گھر ہونا ظاہر کرتی ہیں، دنیا کا یہی ایک ٹکڑا ہے جو خالص سامی باقی رہا ہے، جنسی خصوصیات، مذہب کی شدت، توحش، غیر قوموں سے احتراز، بدویانہ زندگی، ان تمام چیزوں کی بہترین تشریح ریگستان کی اصل ہے۔"

ڈاکٹر اسپرنگر "جغرافیہ عرب قدیم" میں لکھتے ہیں:۔

"میرے یقین کے مطابق تمام سامی قومیں عرب ہی کے تودہ سے نکلی ہیں، انھوں نے اپنے کو طبقات وسطی تمدن بنانے کی خاطر، اور کون جانتا ہے کہ مثلاً کنعانیوں سے پہلے جن سے ہم تاریخ کی ابتدا میں ملتے ہیں، کتنے طبقے گذر چکے تھے۔"

شریڈر، ایک جرمن رسالہ میں اپنا خیال ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:۔

"مذہبی فسانے، لغوی تحقیقات، جغرافی اور تاریخی بیانات سب ثابت کرتے ہیں کہ ان مختلف سامی قوموں کا مسکن اوّل عرب ہے۔"

مشہور مستشرق ڈوزی نے ۱۸۵۲ء میں ایک کانگریس کے خطبۂ صدارت میں اپنا اعتقاد یہ ظاہر کرتا ہے۔

"عرب دنیا کی سامی قوموں کا مسکن اوّل ہے جہاں سے مختلف طبقات نکل کر شام بابل، کنعان اور مصر وغیرہ میں پھیلے، اور اپنے ہمشہریوں کو پیچھے کر دستان، ارمینیہ وغیرہ

[1] ان تمام حوالوں کے لئے دیکھو: Rogers Vol. I. p. 305. 307

اور فریقین ڈھکیلتے رہے "

کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر ولیم رائٹ تصنیف "السنۂ سامیہ کی نحو" مین لکھتا ہے

ان مختلف علمین سے کس کی رائے صحیح ہے. ہم آہستہ آہستہ اس کا فیصلہ کرسکین گے، لیکن

اسی اثنا مین ہین صرف یہ کہون گا کہ مین خود کو عربی صف مین، شریف اور ڈی خوشی کے ساتھ

منسلک کرتا ہون "

امریکہ کا پروفیسر راجرس اپنی تصنیف "تاریخ بابل واشور" مین لکھتا ہے کہ اصل سامیہ کا

مسکن اوّل عرب ہونا اب عموماً مسلم ہے.

تمامی قومین کہان سے آئین، بعضون کا خیال ہے کہ شمال کی جانب سے کردستانی کوہستان

سے آئین . . . . اور عرب، کنعان اور ارمینیہ کے ملک مین پھیلین . . . . . .

لیکن یہ رائے اب ساقط ہے . . . . . دوسری تحقیق یہ ہے کہ اصل سامیہ کا ابتدائی

وطن افریقہ ہے، اس کی دلیل سامی وحامی زبانون کا تشابہ ہے . . . . اس رائے

کی تائید مین سب کچھ کہا گیا ہے، پھر بھی تیسرے نظریہ کے لیے قوی رائین ہین، کہ سامی

قومون کا مسکن اوّل عرب ہی جہان سے موجین مارتی ہوئی وہ وسیع وزرخیز قطعات

ملک کی تلاش مین بابل وجزیرہ مین آئین، اور نیز کنعان کے مغربی ملک مین آئین، یہ آخری

رائے معلوم ہوتا ہے کہ نئے نئے طرفدارون کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے، اور کہا جاسکتا ہے

کہ اب موجودہ ارباب علم کی یہ عموماً قبول کردہ ہے "[۲]

سموال لنگ، انگلینڈ کا ایک مقبول مصنف اور تاریخ قدیم کا واقفکار اصول

الانسانیہ" مین اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کرتا ہے :-

---

[۱] ان تمام حوالون کے لئے دیکھو Encyclopedia Britannica 9th Edition جلد ۱۵ ص ۷۸۹

Marfat.com

دشواہد اشارہ کرتے ہین کہ سامی اقوام کا ابتدائی وطن جنوبی مغربی ایشیا، (اور جنوبی مغربی ایشیا مین) شاید عرب ہی، عرب کے سوا سامی اقوام ہر جگہ بنجر صحرا سکونت یا بالفرض فتح باہر سے آتی ہوئی نظر آتی ہین، اور ہر جگہ وہ اپنے سے پہلے کی باشندون کی زبان موجود پاتی ہین لیکن عرب مین وہ اصلی باشندون کی طرح معلوم ہوتی ہین، [illegible] سمیریا کے قدیم دیہات مین بھی وہ جنوب سے (عرب جنوب مین ہے) آتی ہوئی ظاہر کی گئی ہین، کچھ خلیج فارس سے اور کچھ بادیۂ عرب و شام کو قطع کرکے ؛

چند سطرون کے بعد لکھتے ہین

اور صرف عرب مین ہم قدیم سامیون اور قدیم سامیون کو نہایت قدیم زمانے پاتے ہین؛ پیر لنگ ایک مشہور مستشرق ہے جس کا مرحوم نے قدیم تجارت و سیاست کی تاریخی تحقیقات سے اپنا اعتقاد اس مسئلہ کی نسبت اس طرح ظاہر کیا ہے[1]

تقریباً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ (یعنی اہل سمیریا) عرب آئے جو غالباً سامی قبائل کا عموماً اصلی وطن ہے گو کہ دوسرے مقامات مین مقامی حالات کی بنا پر انھون نے اپنی اس طرز زندگی مین جس کے وہ اپنی مادری ملک کے ریگستانی صحرا مین عادی تھے تبدیلی کر لی،

سب سے تازہ ترین تحقیق کا ماخذ انسائیکلوپیڈیا ہے، محقق کیر نولہ لی جو موجودہ یورپ مین مشرقی زبان و تاریخ کا سب سے بڑا فاضل ہی اپنے مضمون السنہ سامیہ مین کہتا ہے :-

بعض مشہور محققین خیال کرتے ہین کہ جنس سامی کا مولد عرب ہو سکتا ہے، بہت سی چیزین ہین جو اس تحقیق کی تائید کرتی ہین، تاریخ ثابت کرتی ہے کہ نہایت قدیم زمانہ سے عرب کے ریگستان سے قبائل نکل نکل کر قریب کے سرسبز ممالک مین آباد ہوتے رہے ہین، آرامی

[1] 242 Floremuelle, de Samuel Laing, p. 53 بزمانیکا یازدہم ج ۲۴ ص ۶۲۰،

اور عبری زبانون مین بہت سی ایسے نشان پائے جاتے ہین، جن سے ابتدائی خانہ بدوشانہ حالت پائی جاتی ہے۔ اور عرب کا شمالی حصہ صحرائے مابین شام و عرب خانہ بدوش قبائل کا مسکن ہے اور نیز عربون مین قدیم سامی کبیر کثر اپنے خالص رنگ مین باقی سمجھا جاتا ہے اور ان کی زبان قریب ترین اصل زبان ہے،

نولدیکی دوسری تھیوریون کی تغلیط کے بعد اس تھیوری پر حسب ذیل بحث کرتا ہے، جن کا آخری فقرہ یہ ہے،:-

بہرحال ہم خوشی سے قبول کرتے ہین کہ یہ تھیوری کہ عرب امم سامیہ کا مسکن اوّل ہے کسی معنی سے غیر معقول نہین ہی،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا ایک اور مضمون نگار لکھتے ہین کہ[1]

ملک عرب امم سامیہ کا اصلی وطن ہی، اس کی تائید متعدد علما کی رائے سے ہوتی ہے، گو ابھی یہ مسئلہ محقق نہین ہی، لیکن تحقیقاتِ السنہ اور اکتشافاتِ آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رائے کا صحیح ہونا بہت ممکن ہی، عرب سے نکل کر قبائلِ سامیہ کا دوسرے ممالک مین پھیل جانا آسانی سے تصور مین آسکتا ہے، بابل کی جانب سے بھی حرکت کرنا آسان ہی کہ کوئی قدرتی روک ان دونون ملکون کے درمیان نہین، اور خود تاریخی زمانہ مین کی مثالین ہین، آرامی اقوام کا نقل مکان اور ہجرت بھی قدرتی موانع سے خالی ہے،

اب تک زبان، آثار رسوم و عادات، نشانہ جسمی اور دلائل طبعی کی بنا پر بحث تھی، اب تاریخ کا موقع ہے، سامی قوم کی سب سے قدیم تاریخ توراۃ ہے، توراۃ مین موقع کے حسبِ ذیل الفاظ ہین،

---

[1] طبع یازدہم ج ۲ ص ۲۶۳،

Marfat.com

اور تمام روے زمین مین ایک ہی بولی تھی۔ اور وہ جب پورب سے روانہ ہوے تو ایسا ہوا کہ انھون نے سنعار (بابل) کے ملک مین ایک میدان پایا اور وہان رہنے لگے۔ تب خداوند نے ان کو تمام روے زمین پر پراگندہ کیا . . . . . اس لیے اس کا نام بابل ہوا[1]

نوسام، بابل مین پورب کے ملک سے آے۔ پورب سے یہان کیا مراد ہے، علماے توراۃ ابھی تک اس کا کوئی فیصلہ نہین کر سکے ہین۔ عام خیال یہ ہے کہ اس سے مراد آرمینیہ ہے، کیونکہ کشتی نوح جس پہاڑ پر آکر رکی تھی، عبری مین توراۃ نے اس کا نام "اراراط" بتایا ہے، اور اراراط کی نسبت مفروض ہے کہ وہ آرمینیہ مین واقع ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ آرمینیہ بابل کے پورب ہی اور نہ فلسطین کے پورب ہی، اس مشکل کو متعدد تدبیرون سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض کہتے ہین کہ چونکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور عرب مین رہے، تھے اس لئے ان ملکون کے اعتبار سے اس کو پورب کہا ہے، بعضون کا جواب اس سے زیادہ تعجب انگیز ہے کہ چونکہ انسان نے سب سے پہلے سمتِ مشرق کو جانا کہ وہ مطلعِ خورشید ہے، اس لئے پورب کہا۔

حقیقت یہ ہے کہ توراۃ کے ان فقرون سے یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ بابل مسکنِ اوّل نہ تھا، وہ یہان پورب کے ملک سے آے تھے۔ اور وہی ان کا مسکن اوّل تھا، سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ توراۃ کے محاورہ مین پورب سے عموماً فلسطین کا پورب مراد ہوتا ہے جو توراۃ کی جاے تالیف ہے، اس کے بعد یہ طے کرنا ہے کہ فلسطین کے پورب سے کونسے ملک توراۃ مین مقصود ہوتے ہین، توراۃ کے استقصا سے یہ متحقق ثابت ہے کہ توراۃ مین پورب کے عموماً دو ملک مراد لئے گئے ہین، بابل[2] اور عرب[3] لیکن جب اس فقرہ مین خود یہ مذکور ہے کہ وہ بابل مین پورب کے ملک سے آے تو متعین ہو گیا کہ یہان

---

[1] تکوین باب ۱۱ عدد ۱-۹ [2] Grand Encyclopedia p. 126 [3] تکوین ۱۰-۹ [4] تکوین ۲۵-۶ قضاۃ ۶-۳۳-اوّل سلاطین ۴-۳۰ تکوین ۱۰-۳۰ وغیرہ

Marfat.com

پورب کے ملک سے مراد ملک عرب ہے،

مجموعۂ توراۃ کے بعد سب سے قدیم ماخذ یوسیفوس اسرائیلی کی تاریخ یہود ہے، جو ایک حیثیت سے کہا جا سکتا ہے کہ توراۃ کی تفسیر ہے، اس مسئلہ کے متعلق اس مین حسب ذیل فقرہ ہے، بنو سام کی آبادی کی نسبت لکھتا ہے کہ

"وہ نہر فرات سے بحر ہند تک آباد تھے"

نہر فرات سے بحر ہند تک عرب کے سوا کیا کوئی اور ملک ہے؟

بحث کا فیصلہ اس سے ہو جاتا ہے کہ عرب کے سوا قدیم الایام سے کوئی قوم اس کی مدعی نہین کہ اُن کا ملک بنو سام کا مسکن اوّل اور امم سامیہ کا مسقط الراس ہے، عرب عام طور سے اس کے مدعی ہین، اور حق یہ ہے کہ شواہد و قرائن کی شہادت کے شاہ جب کوئی دوسرا مدعی موجود نہین تو مقدمہ ان ہی کے حق مین فیصل ہونا چاہیے، عربی تاریخون مین اس دعوی کا تصریح ذکر ہے، ابن قتیبہ جس نے ۲۷۶ھ مین وفات پائی ہے لکھتا ہے،

واما سام بن نوح فسکن وسط الارض	سام بن نوح نے درمیانی زمین یعنی مکہ اور
الحرم وما حوله والیمن الی حضرموت	اطراف مکہ عمان یمن، حضرموت، عمان، بحرین
الی عمان الی البحرین وبین ذالک والی	بصرہ، دیار، بکر، الجزیرہ تک آباد ہوا،

تاریخ یعقوبی جس کا زمانہ بھی اسی کے قریب قریب ہے اور ۲۸۰ھ مین وفات سے لکھتا ہے:

وصار لولد السام الحجاز والیمن وما فی الارض	فرزندان سام کے قبضہ مین حجاز، یمن، اور باقی ملک آیا

ان مقدمات پر ایک فقرہ کا اور اضافہ کرنا قرآن مکہ کو ام القریٰ (آبادیون کی ماں) کا خطاب دیتا ہے

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا

Marfat.com

مسکنِ اوّل سے ہجرت

عرب کے ملک مین پانی کا دریا نہین، لیکن وہان انسانون کا دریا ہے، تاریخ نے چار بار اس دریا مین طوفان آتے دیکھا ہے، ایک مسیح سے ڈھائی ہزار یا تین ہزار برس پہلے، جب یہان سے قبائل کا سیلاب موجین مارتا ہوا بابل و اسیریا، مصر اور فنیشیا (کنعان) مین پھیل گیا، اس سیلاب کا زور کم ہو رہا تھا کہ . . . ساتویں صدی ق م مین ایک اور طوفان آیا، عربی اور عبرانی قبائل کا اٹھا اور پاس کے ملکون مین پھیل گیا لیکن اس کا زور پہلے سے کم تھا، تیسری بار مسیحی، سنہ ۶۳۲ء اور پہلے سے بھی کم، لیکن سب سے آخری طوفان جو پہلی صدی ہجری یعنی مسیح سے چھ سو برس بعد اٹھا، وہ سب سے زیادہ وسیع الاثر تھا جو ایک طرف گنگا کے دہانے سے مل گیا اور دوسری طرف بحر محیط سے،

اس باب مین صرف پہلی جنبش و حرکت کا بیان ہے، اس جنبشِ اوّل کی تاریخی شہادتون کا بڑا حصہ ہم "امم سامیہ کا مسکنِ اوّل" مین پیش کر آئے ہین، لیکن نئی شہادتون کے پیش کرنے سے بھی ہم ابھی نہین تھکے ہین، امریکن مورخ ولیم راجرس اپنی تاریخ بابل مین لکھتا ہے:-

> امم سامیہ کا مسکن عرب ہے جہان سے نکل کر وہ انتقالِ مکان کی موجین مارتے ہوئے آباد و سرسبز قطعہ کی تلاش مین بابل و الجزیرہ مین اور نیز بعید قطعہ مغربی یعنی کنعان مین پھیل گئے[1]

ایک دوسرا انگریز مصنف سموئل لینگ اپنی مشہور تصنیف اصول الانسانیۃ

[1] راجرس کی تاریخ بابل و اشوریہ ص ۳۰۷ (Rogers Vol I P. 307)

Marfat.com

مین لکھتا ہے:[1]

ہر جگہ عرب کے سوا سامی قومون کو ہم نشان دے سکتے ہین کہ وہ مسافرانہ باہر سے بغرض سکونت یا بغرضِ فتح آرہی ہین اور جو ہر جگہ جہان وہ جاتی ہین اپنے سے پہلی قومون کو ان پر پاتی ہین، لیکن وہ عرب مین قدیم باشندون کی حیثیت سے نظر آتی ہین. کلدانیہ اور اسیریا کی ابتدائی روایات مین سامی قومون کو جنوب سے آئی ہوئی ظاہر کیا گیا ہے، کچھ تو خلیجِ فارس کی طرف سے اور کچھ سیدھے باریہ عرب وشام سے جو رفتہ رفتہ قدیم اکادی آبادی کے ساتھ مل جاتی ہین، یا ان کو ہٹا کر خود ان کی جگہ لے لیتی ہین،

مصر مین سامی عنصر کا اولین، اس کے بعد ہوا ہے جس نے مصر کی قدیم تہذیب پر کوئی اثر نہین کیا. سیریا (شام) اور فلسطین مین اولاً فینیقی، کنعانی اور عبرانی خلیجِ فارس یا صدر عرب سے براہ راست یا اسیریا (عراق) اور مصر کے توسط سے باہر سے آئے ہین جنھون نے کبھی اپنے کو ان ممالک کا قدیم باشندہ نہین کہا،

ایک نرنچ مورخ ہوآرٹ (Hoart G.) اپنی تاریخِ عرب کے دیباچہ مین لکھتا ہے،

تین بڑی اقوام مین ہم سامی اقوام کو ادھر اُدھر انتقال مکانی کرتے ہوئے دیکھتے ہین، کنعانی شام مین نظر آتے ہین، جہان فینیقی (فینیشین)، خلیج فارس کے سواحل (بحرین) سے آکر تجارتی شہر قائم کرتے ہین، جہازرانی مین ترقی کرتے ہین، اینجین تہذیب کو ختم کرتے ہین، اور یورپ کو جانے کا بحری راستہ پیدا کرتے ہین. ہائیکسوس مصر مین داخل ہوتے ہین اور اس کا ایک حصہ فتح کرکے وہان اپنا بادشاہ مقرر کرتے ہین. لیکن خود ریگستانِ عرب کے بدوی عرب کی تاریخ اب تک مجہول ہے اسی اثنا مین وہ بھی شہرون کی بنیاد ڈالتے ہین

[1] ہوال لے انگ کی ہسٹری آف ایجپٹ اینڈ ایجین ص ۳۰۱ (Samuel G. P. 39)

اور حکومتین قائم کرتے ہین جنکی دولت کا مدار تجارت ہی،

شمر پیڈر (Schroeder) اپنے اس نظریہ کی کہ تمام سامی قومین عرب سے پھیلی ہین، ان الفاظ مین تشریح کرتا ہی:-

شمالی سامی تین یعنی ارمن بابلی اور کنعانی جنوب مین اپنے دوسرے بھائیون سے جدا ہوکر ایک متحد جماعت کی صورت مین بابل آئے، وہان باہم ایک مدت تک اجتماعی حالت مین رہے، ارمن سب سے پہلے اس جماعت سے الگ ہوئے ہون گے اور اس کے ایک معقول زمانہ کے بعد کنعانی، اور سب سے آخر مین اشوری،

عین اسی وقت مین ان مین سے بعض قومون کی ہجرت جنوبی سمت مین واقع ہوئی شمالی عربون کو عرب وسطی مین چھوڑتے ہوئے، یہ ہجرت گزین جزیرہ نماے عرب کے سواحل پر آباد ہوے، جہان سے ان کی ایک جماعت دریا کو عبور کرکے افریقہ پہنچی اور حبشہ مین خیمہ زن ہوئی[1]،

ان تشریحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سامی قومین ایک مدت کے اتحاد و اجتماع کے بعد ملک عرب سے نکل نکل کر اطراف کے ممالک مین پھیل گئین، اور وہان انھون نے زور و اقتدار پیدا کیا، عرب مورخین بھی اس واقعہ سے ناواقف نہ تھے،

مشہور مورخ ابن قتیبہ نژاد ان سام کی تقسیم و تفریق کے بعد لکھتا ہے:-

فمنهم السمالیق، ومن تفرقوا فی	ان ہی مین سے عمالیق ہین، یہ متعدد قومون
البلدان ومنهم فراعنة	کے مجموعہ تھے جو ممالک مین متفرق ہوکر

[1] Wright P. 9. at Northyom . P. 94.

مصر والجبابرة[1]

ابن خلدون کا بیان ہے،

وکان لھذہ الامم ملوک ودول فی جزیرۃ العرب امتد ملکھم بعضھا الی الشام ومصر فی شعوب منھم[2]

پہلے، منجملہ ان کے مصر اور بابل کے بادشاہ ہین

ان اقوام مین بہت سے بادشاہ گذرے اور ان کی عرب مین بادشاہیان ہوئین جن کے چند قبائل کا سلسلۂ حکومت مصر شام تک پہنچ ہو گیا تھا،

اسی قسم کی تصریحات دوسرے مورخین عرب نے کی ہی، ابن ہشام کلبی جس کا مخصوص موضوع عرب جاہلیت کی تاریخ و روایت ہی، اس نے اس موضوع پر کہ "عرب سے یہ قومین نکل نکل کر کہان کہان پھیلین" دو کتابین لکھی ہین، ابن ندیم نے کتاب الفہرست مین لکھا ہے کہ پہلی کتاب کا نام تفرق عاد ہی، یعنی عاد کی قوم عرب سے نکل کر کہان کہان گئی، دوسری کتاب کا موضوع بیان کتاب من نقل من عاد وثمود والعمالیق وجرھم وبنی اسرائیل من العرب، ہی یعنی "عاد، ثمود، عمالیق[3]، جرہم اور بنی اسرائیل جو عرب سے نکل کر باہر گئے ان کے حالات"

---

[1] کتاب المعارف ص ۱۰، مصر، [2] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۵۲، [3] عمالیق کی نسبت متعدد امور قابل تنبیہ ہین،

۱۔ عمالیق کی لفظی حقیقت کیا ہی؟ عمالیق خود السنۂ سامیہ کے قواعد پر عملوق کی جمع ہے، عملوق دو لفظون سے مرکب ہی عم ⊔ جس کے معنی عبری مین قوم کے ہین، اور یہی لفظ عربی مین امّت ہی اور ملوق عام بدوی کو کہتے ہین لیکن قدیم زمانہ مین شمالی عرب کا از خلیج فارس تا حدود سینا جس کو رومی دیونانی عربیا ڈزرٹا یعنی عرب گیستان یا عرب البادی کہتے ہین نام تھا دوسرے حصہ کو یعنی مغربی و شمالی عرب کو جو از سینا تا حدود مصر "مغان" کہتے تھے "ملوق" اور "مغان" ان ہی ممالک کے نام کی حیثیت سے بابلی کتبہ مین ... ق م مین مستعمل ہوئے ہین. دیکھو Encycle of Islam vol 1. P. 372

اور Rogers vol P. 369. vol 1. P. 369

۲- توراۃ مین عمالق، عیثاؤ بن اسحاق بن ابراہیم کے ایک پوتے کا نام بتایا گیا ہے (تکوین ۳۶- ۱۲-) کاتبینِ اسفار یہود کی راے معلوم ہوتی ہے کہ اقوام عمالیق اسی عمالق بن عیثاؤ کی اولاد ہین، لیکن یہ صحیح نہین، کیونکہ عمالق بن عیثاؤ کا زمانہ پیدائش تقریباً ۲۰۰۰ ق م ہونا چاہیے، پھر ایک شخص کو کنبہ، کنبہ کو قبیلہ اور قبیلہ کو قوم ہونے کے لئے، اور خصوصاً ایسی قوم ہونے کے لئے جو بنی اسرائیل کے کئی لاکھ آدمیون کا مقابلہ کر سکے، کم از کم پانچ سو برس تو درکار ہین، اس بنا پر عمالق کا قومی ظہور چودہ[۱۴] پندرہ[۱۵] سو ق م سے ادھر نہین ہو سکتا، حالانکہ روایاتِ عرب اور شہادتِ آثار کے رو سے عمالق کا وجود[۱۶] اس سے ہزار برس پہلے ثابت ہے،

لیکن اگر ہم بغور توراۃ کا مطالعہ کرین تو ہم کو خود توراۃ سے عمالق کا وجود اس عمالق بن عیثاؤ سے بہت پہلے معلوم ہوتا ہے، حضرت ابراہیمؑ کے عہد مین (۲۲۰۰ ق م) مین جب بابل و عیلام اور سادوم کے بادشاہون مین جنگ ہوئی ہے وہان لکھا ہے[۱۷] کہ

انھون نے تمام عمالق کے ملک مین ان کو مارا،

دوسری جگہ بلعام کاہن کی زبان سے توراۃ مین جو پیشین گوئی ہے، اس مین عمالیق کو "اول الامم" سے خطاب[۱۸] کیا ہے، اگر یہ عمالیق وہی عمالیق بن عیثاؤ کی اولاد ہین، جیسا کہ عام طور سے سمجھا جاتا ہے تو اس کو بجائے "اول الامم" کے "آخر الامم" ہونا چاہیے کہ ۱۵۰۰ ق م سے پہلے بہت سی قومین اٹھ چکی تھین،

۳- عمالق سے عالباً قدیم اہلِ عرب واقف نہ تھے کیونکہ باین ہمہ جبروت و عظمت، آیاتِ قرآن، روایات احادیث اور صحیح و غیر مشکوک اشعارِ عرب مین ان کا نام نہین آیا، توراۃ مین اور یہودیون کے لٹریچر مین البتہ کثرت سے عمالق کا ذکر ہے، اور ان کو ایک جبار قوم کی صورت مین پیش کیا ہے، اس بنا پر ظاہر ہے کہ عمالق کا علم یہودیون کی راہ سے عربون مین آیا، اور اس طرح آیا کہ اس کو انھون نے بھی یہودیون کی طرح بہت بڑا جبار و قہار قبیلہ قرار دیدیا جس کے سامنے ان کا "عاد" بھی دب کر رہ گیا،

---

[۱۵] توراۃ سفر العدد [۱۶] تکوین باب ۱۰ [۱۷] سفر العدد ۲۴- ۲۰-

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

امم سامیہ کے انساب

بہرحال توراۃ کے رُو سے ان سامیوں کے باہمی نسبی تعلقات بہ تفصیلِ ذیل ہیں:[1]

طبقاتِ انساب | ۱۔ نوح کے بیٹے سام کی پانچ اولادیں تھیں، عیلام، اشور، ارفکسد، لود اور ارم، ارم کے چار بیٹے تھے، عوض، حول، جتر اور مس، ارفکسد کے بیٹے کا نام سلح تھا، سلح سے عبر پیدا ہوا، عبر کے دو بیٹے ہوئے، قحطان اور یقطن،

۲۔ قحطان سے الموداد، سلف، حضارموت، یارح، ہدورام، اوزال، دقلا، عائل، ابی مائل، سبا، اوفر، حویلاہ، اور اوباب پیدا ہوئے، جن کی آبادی جنوبِ عرب میں یعنی یمن میں مسا سے ظفار تک ہے،

۳۔ فلج سے رعو پیدا ہوا، رعو سے سروج، سروج سے نحور، نحور سے تارح (آذر) حضرت ابراہیمؑ اور حاران کا باپ پیدا ہوا، یہ خاندان کلدانیوں کے شہر بابل میں آباد تھا، حضرت ابراہیمؑ مع اپنے برادر زادہ لوطؑ کے کنعان آئے جس کو فلسطین، اور اب عموماً کسی قدر وسعت دے کر شام کہتے ہیں،

۴۔ حاران سے لوط پیدا ہوئے، لوط کے دو بیٹے عمون، جو اب عمان کہلاتا ہے، اور موآب جو شمالی عرب میں سینا کے پاس ایک حکومت کا مالک تھا،

۵۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعدد بیٹے تھے، اسحاقؑ پسر سارہ جنھوں نے کنعان یعنی فلسطین و شام میں حکومت کی، مدیان[2] پسر قطورا، جو حجاز کے پاس بحر احمر کے ساحل پر آباد ہوا، اسماعیلؑ

[1] تکوین باب ۱۰-۱۱-۲۵ دیکھو [2] مدیان کے کئی بھائی تھے لیکن ان کے حالات نامعلوم ہیں،

پسر باجرہ جو اپنے بھائی مدیان سے کسی قدر آگے بادیۂ فاران مین آکر رہے،

۶۔ اسحاق کے دو بیٹے تھے، یعقوبؑ (جن کا لقب اسرائیل ہے اور جو بنی اسرائیل کے مورث ہین) یہ پہلے کنعان مین تھے، بعد ازان حضرت یوسفؑ کے مصر پہنچنے پر مصر گئے جہان ان کی اولاد کئی سو برس تک مصر کی غلامی مین رہ کر حضرت موسیٰؑ کے عہد مین پھر کنعان واپس آئی، دوسرے بیٹے کا نام عیشاؤ (اور لقب ادوم) تھا، یہ شمالی عرب کے کوہ سراۃ مین ادومی قبائل کا جدِ اعلیٰ تھا،

۷۔ اسماعیل کے بارہ بیٹے ہوے جو توراۃ کی پیشین گوئی کے مطابق خاندان کے بارہ رئیس تھے، نبایوط، قیدار، ادبایل، مبشام، مشمع، دومہ، مسا، حدور، تیما، جطور، نفیش اور قدمہ، یہ تمام خاندان حویلا دیمن سے سور (سیریا یعنی شام) تک پھیلے تھے،

ان ہم نسب اقوام و قبائل کا باہمی رشتہ اور تعلق حسب ذیل شجرہ سے واضح ہوگا

Marfat.com

شجرۂ اقوامِ ارض القرآن بمطابقتِ توراۃ

نوح

یافث — سام — حام

ردم واصحاب الکہف

عیلام — اشور (اسیریا) — ارفخشد — لود — ارم — مصر — کوش

عوص ..... حاذ

ارم

سامیہ اولیٰ

ہود

سامیہ ثانیہ عادثانیہ

ثمود، جرہم، معین، طسم وجدیس — صالح

سلح

قحطان — فلج

بید قبائل قحطانیہ عرب — تارح آذر — حاذان

سبا اقوم تبع، حبش — لوط

ابراہیم

اسحاق — اسماعیل — بنوقنطورا

مدین واصحاب ایکہ (مدیان) وشعیب

پدر عرب اسماعیلیہ

نابط — قیدار

یعقوب اسرائیل — عیشاؤ ادوم

پدر بنی اسرائیل — پدر ایوب — پدر قریش

وانبیائے اسرائیل

قحطان

اس تمام سلسلۂ انساب میں سے عرب اور قرآن کی تاریخ کو امم سامیہ اولیٰ و ثانیہ، بنو اور بنو ابراہیم سے بحث ہے، اور یہی تین سلسلے عرب کے مستقل اور دائمی باشندے ہیں اور ان ہی کے حالات وواقعات کی تشریح اس کتاب کا موضوع ہے۔

Marfat.com

طبقۂ اولیٰ

امم سامیۂ اولیٰ

امم سامیہ کی جو تفصیل اوپر بیان ہوئی، اس کی بنا پر امم سامیۂ اولیٰ سے مقصود وہ قدیم سامی قبائل ہون گے، جو عرب کے سب سے پہلے اور ابتدائی باشندے تھے، اور مختلف اغراض سے یہان سے نکل کر بابل، مصر اور شام وغیرہ کے ملکون مین پھیلے، عرب مورخین ان کو **امم بائدہ** (برباد ہو جانے والے قبائل) کہتے ہین، کہ وہ اپنے ملک (عرب) سے نکل کر برباد ہو گئے، یا انقلابات و حوادث سے مٹ گئے، بعض لوگ ان کو **عرب عاربہ** (خالص اور غیر مخلوط عرب) کہتے ہین کہ وہ عرب کے خالص اور غیر ممتزج النسل باشندے تھے، اور نیز یہودیون کی غلط پیروی مین اُن کو **عمالق** بھی کہا گیا ہے،

یورپ کے علماے آثار ان قومون کے الگ الگ نام نہین بتا سکتے، وہ مبہم طور سے صرف ان کو سامی کہتے ہین، اہل عرب اپنے ان قدیم ہموطنون کا ایک ایک کرکے نام بتاتے ہین، ان سے عاد، ثمود، جرہم، حبان، طسم اور جدیس وغیرہ مشہور قبائل ہین، عاد سب سے بڑا اور سب سے وسیع قبیلہ تھا، اور تمام عرب بائدہ مین قوتِ حاکمہ تقریباً اسی کو حاصل تھی، عربون کی روایت کے مطابق عرب اور عرب سے باہر بابل اور مصر مین یہ عظیم الشان حکومتون کا بانی تھا،

ان قبائل بائدہ کا سلسلۂ نسب عموماً مورخین عرب نے ارم بن سام اور اس کی مختلف شاخون سے ملایا ہے، لیکن کس قبیلہ کو ارم بن سام کی کس شاخ سے تعلق تھا، علماے انساب کی

راءین اس باب مین اس قدر باہم متعارض ہین کہ فیصلہ مشکل ہے ہم ذیل مین ارم کے مشاہیر قبائل کا نسب دو کتابون سے نقل کرتے ہین، جن مین سے ایک قدیم ترین ماخذ ہے یعنی معارف ابن قتیبہ[1] اور دوسری متاخر ترین ہے یعنی سبائک الذہب[2] قلقشندی،

ابن قتیبہ	قلقشندی
عمالیق بن لاوذ بن ارام بن سام	عملیق بن لاوذ بن سام
جدیس بن لاوذ بن ارام بن سام	جدیس بن ارم بن سام
عاد بن عوض بن ارم بن سام	عاد بن عوض بن عبیل بن ارم بن سام
ثمود بن جثر بن ارام بن سام	ثمود بن جاثر بن ارم بن سام
طسم	طسم بن لاوذ بن سام

ان انساب کی تحقیق بظاہر سخت مشکل ہے، مورخ ابن خلدون نے ان مشکلات کو کسی قدر حل کرنا چاہا ہے، لیکن انسان کے لئے بیکار ہوگا کہ ظلمت کدہ مین وہ روشنی کی جستجو کرے مجملاً اس قدر یقینی ہے کہ وہ بنو سام تھے، اور زیادہ آگے بڑھین تو یہ کہین گے کہ ارامی عنصر[3] ان مین غالب تھا، عربی زبان مین ارامی الفاظ نہایت کثرت سے پائے جاتے ہین[4]، یہان تک کہ قدیم شہر عرب "مکہ" کا نام بھی آرامی ہے[5]، ثمود کے جو کتبات ملے ہین وہ بھی بخط ارامی ہین[6]، اور خود ثمود کا نام ثمود ارم تھا[7]، اور عاد کے نام کا تو ارم جزء لاینفک ہے،

کان یقال عاد ارم فلما هلکوا قیل	پہلے عاد ارم کہا جاتا تھا، جب وہ مٹ گئے تو ثمود ارم
ثمود ارم فلما هلکوا قیل نمرود	کہا گیا، جب وہ بھی برباد ہو گئے تو نمرود ارم

[1] صفحہ ۱۰ مصر ۱۳۰۰ھ ص ۱۳-۱۴ - بمبئی ۱۳۱۵ھ سوار اسٹیل پریس [2] فلیشر فی ذیل لغات ابن سکیت لائپزگ ۱۸۳۸ء [3] العرب قبل الاسلام جرجی زیدان صفحہ ۲۴۰ [4] برٹانیکا جلد ۲۴ صفحہ ۲۲۶ [5] ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۷

اسم (ابن خلدون جلد ۱ صفحہ) کہا جائے گا،

عجیب تر یہ ہے کہ یہ ارامی سامی خاندان جن جن مقامات مین پھیلے خود ان کا نام "ارم" ہوگیا، چنانچہ توراۃ کی زبان مین مابین النہرین (عراق) کا نام "ارم نہرائم"[1] اور "پدان ارام" ہے، ملک شام کو "ارم"[2] اور "ارم دمشق"[3] اور شمالی عرب کو "ارام"[4] کہا گیا ہے، نیز ایک اور شہادت یہ ہے کہ بابل، اسیریا، شام، کنعان، فینشیا اور شمالی عرب مین جو قدیم کتبات پائے گئے ہین ان کی زبان اکثر ارامی ہے یا ارامی الفاظ سے پُر ہے،

کوئی بڑی قوم جب برسر اقتدار ہوتی ہے، تو حقیقت مین اس کل کے ضمن مین کوئی جزء ممتاز ہوتا ہے، اور اس کے انتساب سے مجموعی قوم مقتدر اور ممتاز تسلیم کرلیجاتی ہے، امم سامیہ کی کثیر الافراد جمعیت مین ضروری ہے کہ کوئی خاص جزء قوتِ حاکمہ کا مالک ہو، اور بقیہ اجزا اس کے اشارہ پر حرکت کرتے ہون، اس جزء کا حقیقی نام کچھ ہو لیکن اہل عرب اس کا نام عاد بتاتے ہین، وکالمشاحۃ فی الاصطلاحات،

مارنج قدیم کے بعض یورپین مصنفین عاد کو صرف ایک فرضی اور مذہبی کہانی (میتھالوجی) سمجھتے ہین، لیکن یہ انتہائی غلطی ہے، تحقیقات جدیدہ نے فیصلہ کیا ہے کہ عرب کے تمام قدیم باشندے (امم سامیہ) ایک کثیر الافراد باعظمت جمعیت تھی جس نے بابل، مصر و شام مین بڑی بڑی حکومتین قائم کین، یہ حقیقت اور واقعہ ہے، اہل عرب اگر اپنی زبان مین ان قدیم باشندون کو امم ماضیہ اور ان کی جماعت کے افراد کو عاد و ثمود و طسم و جدیس کہتے ہین، تو کیا اس وضع اسماء کے جرم مین

---

[1] تکوین ۱۴-۱۰ [2] تکوین ۲۵-۲۰-۲۸-۶-۳۱-۱۸-۳۵-۹-۴۶-۱۵- [3] ملوک باب ۲۰

[4] ۲ تواریخ عدد ۲ [5] برٹانیکا، طبع یازدہم مضمون السنۂ سامیہ اور ہیرن کی کتاب سیاسی و تجارتی تحقیقات

(HEEREN. VOL. I. P. 3 on)

Marfat.com

حقیقت اور واقعہ مٹ جائے گا؟

سب سے مستند ذریعہ ہمارے پاس قرآنِ مجید ہے، قرآنِ مجید نے عاد کی حقیقت یہ بیان کی ہے، اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ، اس آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ عاد ارم ہی کا لقب تھا، دوسری جگہ خدا فرماتا ہے،

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ، (اعراف ۹)

اے عاد کے لوگو خدا کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے قوم نوح کے بعد تم کو اپنی خلافت عطا کی (یعنی حکومت دی)

قوم نوح کی بربادی کے بعد عرب میں جو سب سے پہلی مقتدر اور حکمران جماعت ظہور پذیر ہوئی، قرآن کی زبان میں اسی کا نام عاد ہے، کیا قدیم و ابتدائی امم سامیہ کی یہی حقیقت نہیں ہے؟ فرانس کا مشہور اسلامی مورخ مسیو سیدیو (Sedlles) اپنی تاریخ عرب میں لکھتا ہے:

قبائل بائدہ کے حالات قابلِ وثوق نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ مفروض ہوسکتا ہے کہ عاد مسیح سے ۲۰۰۰ برس پہلے مصر و بابل پر قابض تھے، اور ان کا نام اس زمانہ میں چوپان یا ہیک سوس (چرواہے بادشاہ، یعنی بدوی بادشاہ) تھا[1]

لیکن امم سامیہ کی حقیقت سمجھنے کے بعد یہ "فرض" یقین سے بدل سکتا ہے،

---

[1] ترجمہ عربی۔ ذکر امم بائدہ،

Marfat.com

عاد

گذشتہ مباحث سے مفصل معلوم ہوچکا ہے کہ قدیم امم سامیہ اور عاد مترادف لفظ ہین، اس تفصیل کے بعد امید ہے کہ عاد کی شخصیت، تاریخی وجود اور دعوائے حکومت کے متعلق کوئی شک باقی نہ رہیگا اب دوسرے مسائل کی طرف توجہ کا موقع آیا ہے،

لفظ عاد | السنۂ سامیہ مین لٹریچر کے لحاظ سے عبرانی سب سے قدیم زبان ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قدیم الفاظ کی اصلیت عربی سے زیادہ اس مین محفوظ ہے، لغوی حیثیت سے عربی مین عاد کے کوئی معنی نہین ملتے،

عبری مین "عاد" کی اصلیت موجود ہے، עד کے معنی "بلند و مشہور" کے ہین، اور عجیب تر یہ کہ "ارم" ארם اور "رشم" (رسام) کے بھی یہی معنی ہین، ان معنون کا بقیہ اثر عربی مین بھی موجود ہے، ارم کے معنی پہاڑی اور شان، راہ کے پتھر کے لغت مین مذکور ہین، اور "شم" سے "شمم" اور "سمو" تو اب تک مستعمل ہین،

توراۃ مین "عاد" مذکر کے نام کے لیے اور "عادہ" عورتون کے لیے کئی جگہ آیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد قدیم مین یہ نام عموماً مستعمل تھا،

عاد کا زمانہ | نام کے بعد دوسری بحث زمانہ کی ہے، عرب قبل اسلام مین کوئی باقاعدہ تاریخ رائج نہ تھی، اس لئے عرب عاد کا کوئی زمانہ مذکور نہین، لیکن اس بنا پر کہ مورخین عرب نے عاد کو عوض بن ارم بن سام کا حقیقی فرزند لکھا ہے (۲) اس لئے اس کا زمانہ ۳۰۰۰ ق م سے

(۱) تاریخ ایام اول ۱، ۱۷ (۲) تکوین ۱۰، ۲۲، تاریخ ایام اول ۱، ۱۷

Marfat.com

پہلے قرار دینا چاہیئے، قرآن مجید نے عاد کا جہاں ذکر کیا ہے اس کو خلفائے قومِ نوح کہا ہے،

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین شام کی دوبارہ آبادی کے بعد بنو سام کی پہلی ترقی عاد سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس آیت سے نہ صرف زمانہ کی تعیین ہوتی ہے، بلکہ ہماری اس تھیوری کی بھی تائید ہوتی ہے کہ امم سامیہ اولیٰ اور علی الاغلب عاد ایک چیز ہے اور اسی لیے قرآن نے ان کو عادِ اولیٰ کہا ہے،

وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَنِ الْاُوْلٰى — اسی خدا نے عادِ اولیٰ کو برباد کیا،

لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے اور آجکل عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ بنو سام کی حقیقی ترقی کا عہد ۲۲۰۰ ق م ... ۲۰۰۰ ق م ہے سامی اقوام کے حملۂ مصر بابل کی بھی یہی تاریخ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عادِ ارم کا وجود ۲۲۰۰ ق م سے شروع ہوتا ہے، انتہائے مدت کی تعیین کی یہ صورت ہے، کہ ۱۵۰۰ ق م میں یمن میں ایک دوسری قوت کا ظہور معلوم ہوتا ہے، اور اس سے کچھ ہی پہلے حضرت موسیٰؑ کا زمانہ ہے، حضرت موسیٰؑ کے عہد سے پہلے عاد کی تباہی عام ہو چکی تھی، قرآن مجید نے نقلِ قصص میں ہمیشہ عاد کا ذکر حضرت موسیٰؑ و فرعون سے پہلے کیا ہے، بلکہ ایک موسوی مسلم، فرعون کے دربار میں کہتا ہے:-

يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ، (مومن)

بھائیو! میں ڈرتا ہوں کہ جماعتوں کے دن کی طرح اور قوم نوح، عاد، ثمود اور جو ان کے بعد ہیں ان کے دن کی طرح ایک دن تم پر بھی آئے،

ان وجوہ سے عاد کی عظمت اور ترقی کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک ہو سکتا ہے، صالحین عاد کا وجود اس کے بعد بھی ابتدائے عہد مسیح تک باقی رہا ہے، اور یونانیوں نے عادِ ارم کا

Marfat.com

(عاد ارم) اور عاد ثانیہ (عاد) کے نام سے ان کا ذکر حضر موت اور یمن کے باشندون مین کیا ہی، تمیز کے لئے عہد اوّل کو عاد اولیٰ اور عہد ثانی کو عاد ثانیہ کہتے ہین،

عاد کا مقام | عاد کی مرکزی آبادی، عرب کے بہترین حصہ یعنی یمن و حضر موت مین سواحلِ خلیجِ فارس سے حدودِ عراق تک تھی[1]، دراصل حکومت کا مرکز ملک یمن تھا لیکن خلیج فارس کے کنارہ کنارہ وہ عراق تک وسیع تھی، جس سے نہایت آسانی سے وہ راہ معلوم ہو سکتی ہے جدھر سے یہ قوم عرب سے عراق مین اور عراق سے دیگر ممالک مین پھیلی، اور یہی جدید تحقیقات کی رو سے بھی امم سامیہ کا راستہ سمجھا جاتا ہے[2]،

عاد کا دور دراز ممالک مین جانا عربون مین اس قدر مسلّم تھا کہ وہ شعرا کے ہان تمثیلون مین آگیا ہے، ایک جاہلی شاعر محرز بن مکعبر ضبّی کہتا ہے،

حتیٰ انتھی لمیاہ الجوف ظاھرۃ ۔۔۔ مالم تذقبلہ عاد ولا ارم

وہ وسطِ صحرا کے تالاب پر آکر رکا ۔۔۔ یہ وہ رفار تھی جو اس سے پہلے عاد اور ارم بھی نہین چلی

عاد کی سلطنتین | عرب کا ملک ایک بے آب و گیاہ صحرا ہے، جہان بڑی اور حوصلہ مند قومون کے لئے ترقی کا کوئی میدان نہین ہے، ناچار پُرجوش قومین باہر نکل پڑتی ہین، عرب کا جزیرہ نما جنوب مغرب اور کسی قدر مشرق کی جانب سے پانی سے گھرا ہوا ہے، اس لئے سان اور قدرتی راستہ ان کے لئے بعض مشرقی اور عموماً شمالی ممالک ہین، یعنی بابل و شام و سینا، بابل سے ایران کا راستہ ہے، شام سے بحر ابیض و بحر روم ہو کر یورپ اور افریقہ کی طرف بھی رو کیا جا سکتا ہے، سنہ ۱۸۵۰ء سے پہلے جب نہر سویز موجود نہ تھی، بحر ابیض اور بحر احمر کے درمیان آجکل کی طرح

---

[1] معارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۰۔ مصر،

[2] سموال لے انگ کی ہیومن اور پچین، صفحہ ۳۳۲ و ۳۹۔

متصل دریائی راستہ نہ تھا، نہ جزیرہ نمائے سینا اور مصر کے درمیان سوئز کی مصنوعی نہر تھی، ایک پتلی سی خشک زمین تھی جو شام، عرب اور جزیرہ نمائے سینا کو خشکی کی راہ سے مصر سے ملاتی تھی، ہندوستان کی قدیم حملہ آور قوموں کے لئے جس طرح درۂ خیبر مشہور راستہ ہے، اسی طرح مصر کے قدیم حملہ آوروں کے لیے یہی پتلی گلی ایک پامال راہ تھی،

امم سامیۂ اولیٰ یا عاد کی سیاسی تاریخ کے دو جولانگاہ ہیں، بیرونِ عرب، اور اندرونِ عرب،

بیرون عرب

۱۰۰۰ ۴ ق م تا ۱۰۰ ۱۹ ق م

۱- عربِ سامیہ یا عاد بابل مین،

۲- عرب سامیہ یا عاد مصر مین،

۳- عربِ سامیہ یا عاد دیگر ممالک مین،

۱- عرب سامیہ یا عاد بابل مین

کسی مقدمہ کی صحت کے صرف تین جز ہین، مدعی کا دعویٰ مدعا علیہ کا اعتراف اور گواہون کی شہادت، اگر کسی مقدمہ کے یہ تینون جز اہم پہنچ جائین تو مقدمہ کی صحت مین کیا شک ہوسکتا ہی، اہل عرب کا دعویٰ ہے کہ انھون نے عراق کے شہر بابل پر حکومت کی، اہلِ عراق اس کا اعتراف کرتے ہین، اور تحقیقاتِ جدیدہ کی شہادت اس کی تائید کرتی ہی، پھر اصل مقدمہ مین کس کو شک ہوگا؟

اہلِ عرب کا دعویٰ | علامہ ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ اپنی تاریخ مین لکھتے ہین:

فمنهم العمالیق امم تفرقوا فی البلدان ومنهم فراعنة مصر والجبابرة[1]،	ان ہی مین عمالیق ہین، یہ متعدد قومین ہین جو ملکون مین منتشر ہوگئی تھین اور ان ہی مین سے مصر اور بابل کے بادشاہ ہین۔

مورخ ابن خلدون کی تحقیق ہے جس کو اس نے اپنی تاریخ مین کئی جگہ دہرایا ہے

ان قوم عاد والعمالقة ملکوا العراق[2]	عاد اور عمالیق عراق کے بادشاہ ہوگئے تھے

[1] کتاب المعارف ص ۱۰ مصر [2] کتاب العبر جلد ۲ ص ۹ ۲۵، مصر،

یقال انهم انتقلوا الی جزیرۃ العرب من بابل لما زاحمهم فیها بنو حام[1] نزلوها راجعین ایام خروجهم من العراق امام النمارذۃ من بنی حام[2]

کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ بابل سے جزیرۂ عرب مین اس وقت چلے آئے جب بنو حام نے انکی مزاحمت کی یہ لوگ عراق سے نکلنے کے زمانہ مین بنو حام کے بادشاہ سے بھاگ کر حجاز چلے آئے،

اہلِ ایران کا بیان اہلِ ایران کا دعویٰ ہے کہ عراق و بابل کی قدیم ترین حکومت ان ہی کے ہاتھ مین تھی، اس لیے اس واقعہ کی نسبت ان سے بھی پوچھنا ہے، ان کا بیان ہے کہ جمشید کے بعد جو بنو سام ابن نوح کا معاصر تھا **ضحاک** تازی (عرب) نے ملک پر قبضہ کر لیا، عرب بھی اس کو تسلیم کرتے ہین،

والیمن تدعیه وتزعم انه من انفسها وهو الضحاك بن علوان .... (طبری ۲۰۲ ج ۱ بور پ)

اہلِ یمن بھی اس کے مدعی ہین، اور گمان کرتے ہین کہ یہ بادشاہ ان ہی کی قوم کا تھا اور اس کا نام ضحاک بن علوان تھا،

ویلبغنان الضحاك هو نمرود وانه ابراهیم ولد فی زمانه وانه صاحبه الذی اراد احراقه (ص ۵۲ ج ۲)

ہمین یہ روایت پہنچی ہے کہ ضحاک ہی نمرود تھا حضرت ابراہیمؑ اسی کے زمانہ مین پیدا ہوئے تھے اور یہی تھا جس نے ان کے جلانے کا قصد کیا تھا،

فردوسی جو اہلِ ایران کی تاریخ کا ترجمان ہے، ضحاک تازی (عرب) اور اس کی ہزار سالہ عہدِ حکومت کا مفصل بیان شاہنامہ مین کرتا ہے،

توراۃ کا بیان بنی اسرائیل کا خاندان عہد ابراہیمی سے پہلے اسی ملک کا باشندہ تھا، اور نہایت قدیم قدیم زمانہ سے (۲۵۰۰ ق م) اس کے تعلقات یہان سے قائم ہین، اس بنا پر اس باب مین

[1] کتاب العبر ج ۲ ص ۹ - مصر - کتاب العبر جلد ۲ صفحہ ۲ - مصر،

Marfat.com

ان کی رائے بھی وقعت کے قابل ہوگی، توراۃ کی روایت ہے کہ بابل کا سب سے پہلا بادشاہ کوش کا بیٹا نمرود تھا:: اصل عبارت یہ ہے؛

"کوش حام کا بیٹا تھا . . . . . کوش اولاد سبا، حویلہ، سباتا، رعماہ، اور سباتیکا اور رعماہ کے بیٹے شبا، اور ددان. کوش نے نمرود کو پیدا کیا . . . . . اور اس کی حکومت کی ابتدا، بابل اور ارکد (عراق) مین ہوئی (تکوین ۱۰- ۶، ۸، ۹، ۱۰)

ہم پہلے بیان کرآئے ہین کہ اقوام کی ابتدائی تقسیم، جدید تحقیق کے مطابق نسلی نہین بلکہ جغرافی ہے، یہ تمام اقوام جن کا اولاد کوش کے نام سے ذکر ہوا ہے، وہ سب جنوبی سمت اور سواحلِ خلیجِ فارس کے باشندے ہین، یعنی عرب ہین، یورپ مین تاریخِ قدیم کا سب سے بڑا مورخ جرمن فاضل ڈنکر (DUNCKER) ہے، وہ بابل کی فصل تاریخ مین توراۃ کے اس فقرہ کی تفسیر یون کرتا ہے:

سفر تکوین مثل متاخرین یہود کے "کوش" کے نام کے اندر اُن اقوام کو داخل کرتا ہے، جو جنوبی سمت مین رہتے ہین، نوبی، اثوبی (ابھوپین) اور جنوبی عرب کے قبائل، یہان ہم اُن فرزندانِ کوش کو جنھون نے بابل کی بنیاد ڈالی، جنوبی قبائل کے باشندے کہہ سکتے ہین جو تقریباً خلیجِ فارس کے سواحل پر مقیم تھے[1]

اہلِ عراق کا بیان | بابل کا ایک کلدانی مورخ برد شوس نامی ہے جو اصلاً بابلی اور بعل کے معبد کا ایک کاہن تھا، یہ مسیح سے شاید ۳۰۰ برس پہلے تھا اس نے بابل کی قدیم تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو ضائع ہوگئی لیکن یہودی اور یونانی مصنفین نے اس کے حوالہ سے بہت سی باتین لکھی ہین، اور سنہ اس کی بعینہٖ عبارت بھی نقل کی ہے، ان ہی منقول عبارتون مین

[1] ڈنکر کی تاریخ قدیم ج ۱ صفحہ ۲۴۹،

Marfat.com

ایک ملوکِ بابل کا نقشہ ہے، مورخ موصوف کلدانی بادشاہون کے بعد، عرب بادشاہون کا ذکر کرتا ہے، ان کی بعد اور ۹ اور انکی مدّتِ حکومت ۲۲۵ برس قرار دیتا ہے، اصل نقشہ یہ ہے، یہ نقشہ قابلِ تنقید ہے، لیکن قابلِ تغلیط نہین،

عدد	خاندان ملوک	سال
۱۰	بادشاہانِ قبلِ طوفانِ نوح،	۴۳۲۰۰۰
۸۶	بادشاہان بعد طوفان،	۳۴۰۰۰
۸	میڈیا کے غاصب بادشاہ	۲۲۴
۱۱	بادشاہ ...	۲۴۸
۴۹	کلدانی بادشاہ	۴۵۸
۹	عرب بادشاہ	۲۲۵

تحقیقات جدیدہ اہلِ عرب اور اہلِ بابل کے بیانات سے اس سے زیادہ کوئی اور علم حاصل نہین ہوتا کہ کسی قدیم زمانہ مین "عرب سامیہ" کے ایک خاندان نے عراق پر حکومت کی، اس سے زیادہ حالات قدامت کی تاریکی مین مخفی ہین، لیکن ارکیالوجی کی اعانت سے بابل کے آثار و حفریات[1] نے قدامت کے پردہ کو چاک کر دیا ہے، اب نئے سرے سے بابل کا تمدن زندہ ہو رہا ہے، اور علم الآثار کے چراغِ طلسمی مین اب نظر آرہا ہے کہ بابل و اسیریا کا ہر پتھر درحقیقت اُن کی تاریخ کا ایک صفحہ ہے[2]،

[1] زمین کے کھودنے سے جو پرانی چیزین برآمد ہوتی ہین [2] ہر چیز مذہب سے شروع ہوتی ہے (تورات، بابل و اسیریا کے سلاطین اور شہرون کے نام سے پر ہے، نوعِ انسان کا افتراق بابل مین ہوا (تکوین باب ۱۰) حضرت ابراہیمؑ بابل و کلدان کے شہرون سے نکل کر فلسطین آئے تھے، یہودیون کی تباہی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶)

Marfat.com

قدیم بابل (اہلِ فارس سے پہلے) کے جو کتبات و آثار ملے ہین، زبان کی حیثیت سے یہ دو قسم کے ہین، سامی اور غیر سامی، ان سے بابل کے قدیم باشندون کی قومیّت کا ارتقا ہوتا ہے، ان مین سے اکثر کتبات پر سلاطین کی تاریخین ہین، اور جن پر تاریخ مرقوم نہین ہے، ان کے زمانہ کی تعیین قرائن سے کی گئی ہے، غیر سامی کتبات و آثار عموماً قدیم ترین ہین، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر سامی آبادی سامیون سے پہلے یہان آباد تھی، ان کی زبان سومری اور اکّادی ہے، جس سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہین کہ وہ غیر سامی آبادی اکّادی اور سومری تھی، جو تشابہ نام و زبان کے لحاظ سے غالباً تورانی النسل ظاہر ہوتی ہے،

ارضِ بابل کے اس عہد کے تمام کتبات کو بہ ترتیب رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ... مہتم کی ابتدا مین قدیم سومری الفاظ کی بجاے ان مین سامی الفاظ کی آمیزش شروع ہوتی ہے، اور بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) اہل بابل کے ہاتھ سے ہوئی، ان وجوہ سے ضروری تھا کہ یورپ کے علماے آثار ان ممالک کی تحقیق و اکتشاف کی طرف توجہ کرین، اس کی ابتدا سولھوین صدی سے ہوئی اور اب تک جاری ہے سیکڑون کتبات، مخطوطات، کتابین (منقوش پر سنگ) مجسمات، سکے، عمارات، نشانات، واقعات تاریخی کی منقوش یادگارین زمین سے نکالی گئین، خط اور زبان کی مشکل حل کیگئی، اور باقاعدہ ان اکتشافات و تحقیقات کا سلسلہ جاری کیا گیا، یہان تک کہ اُن سے بابل و اسیریا کی عظیم الشان تاریخی مدون ہوگئی، سیکڑون علماے مشرقیات نے ان تحقیقات مین اپنی زندگیان وقف کین، ان مین سے مشاہیر کے نام حسب ذیل ہین، ہنری رالنسن (۱۸۷۵ء) مرجان چارڈن (۱۷۰۰ء) کارنیس ڈی بُروان (۱۷۰۴ء) نیبوہر (۱۷۳۳ء) جولیس موہل (۱۸۷۶ء) جارج اسمتھ (۱۸۷۶ء) اور بالوے وغیرہ، اس وقت بھی ایک جرمن سوسائٹی مشغول کار ہے، اور اسکے حیرت انگیز نتائج اسی سال شائع ہوے ہین، اس سلسلہ مین عجیب بات یہ ہے کہ بابل و اسیریا کی تحقیقات و اکتشافات مین دولت عثمانیہ اور بعض ترک مثلاً سلمان حمدی بے اور خلیل بے کے نام بھی نہایت قابل

Marfat.com

یہ آمیزش اور اختلاط رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے، تاآنکہ الفاظ، خط اور خیالات بالکل سامی ہو جاتے ہین، اور ایک مدت تک کتبات و آثار بالکل سامی رہتے ہین، پھر ایک زمانہ کے بعد سومری کتبات کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے، جس کا خاتمہ ایک اور تورانی النسل زبان عیلام پر ہوتا ہے، جس کا وطن خلیج فارس کا فارسی ساحل تھا، پھر ایک زمانہ کے بعد ۲۵۰۰ ق م مین زبان بالکل سامی ہو جاتی ہے اور بعد ازان ایک مرکب و متحد زبان کی صورت نظر آتی ہے (اس کے بعد کے انقلابات ہمارے موضوع سے الگ ہین)

نقشہ کی ان سادہ لکیرون مین اگر ہم رنگ بھر دین تو ایک قومی و سیاسی تاریخ کا مسلسل مرقع تیار ہو جائے گا کہ پہلے یہان سومری دراکادی قوم آباد تھی، رفتہ رفتہ عرب کے سامی عنصر کی آمیزش شروع ہوئی جس نے آہستہ آہستہ سیاسی قوت حاصل کرلی، اور ایک مدت تک حکومت اس کے ہاتھ مین رہی، یہان تک کہ سومریون نے پھر جدید قوت حاصل کر لی، جس کا عیلامیون کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا، عیلامیون کی حکومت کے بعد پھر عربی سامی قوت کا عروج شروع ہوا، اور اس نے عیلامیون کو مٹا کر اپنی پہلی جگہ پھر اختیار کرلی، بعد ازان ایک مدت کے بعد ایک مشترک وطنی حکومت کی بنیاد پڑی،

ان قدیم ترین حکومتہائے بابل کے سلسلہ مین ہم نے دو جگہ عرب سامی خاندانون کا ذکر کیا ہے، ایک ۴۰۰۰ ق م، اور ایک ۲۴۰۰ ق م مین، یہ دونون علیحدہ علیحدہ بیان کے محتاج ہین

چار ہزار ق م | اس خاندان کے تعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ سامی تھا، باہر سے آیا تھا، اور ابتدا مین نہایت وحشی تھا، یہ بیرونی وحشی سامی کون تھے؟ غالباً **عرب**! اس خاندان کے حالات کے متعلق جدید ترین تحقیق یہ ہے:-

تقریباً چار ہزار ق م کی ابتدا مین سومری لوگون نے جو ایک اعلیٰ تمدن حاصل کر چکے تھے

Marfat.com

اپنے ملک کو ایک بار (اس کے بعد) وسیع التعداد وحشی قبائل سے پر پایا، یہ سامی تھے جو نہایت قریبی خون کا تعلق عربون سے رکھتے تھے جو ایک بار (اس کے بعد) ایسین تک دوڑ چکے ہین، اور عبرانیون سے بھی اسی قسم کی مشابہت رکھتے تھے، جو ایک بار نہر اردن کو عبور کر کنعان پہونچے،

بعضون کا خیال ہے کہ یہ کردستان سے آئے، اور بابل پہنچکر یہان سے ارمینیا عرب اور کنعان وغیرہ مین پہنچے، لیکن یہ خیال اب متروک ہے اگرچہ ایک دو آدمیون کے نام اب بھی اس کے موئیدین مین نظر آتے ہین، دوسری راے یہ ہے کہ وہ افریقہ سے آئے اور مصر سے نکلکر تمام پھیلے . . . . . اس تھیوری کے اثبات مین بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن پھر بھی ایک تیسری تھیوری کے لئے بہت کچھ باقی ہے کہ ان کا اصل مسکن عرب تھا، جہان سے نکل کر ایک سرسبز و وسیع قطعہ کی تلاش مین الجزیرہ، بابل، اور دور مغرب مین کنعان مین موجین لیتے ہوئے نکل آئے،

یہ آخری خیال روز بروز نئے نئے طرفدارون کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، اور کہا جاسکتا ہے کہ عموماً اب یہی جدید علما کی مقبول راے ہے، (ملخصاً از باب کتاب)

سومری حکومت کے اسی عہد کا ایک چھوٹا سا اور ٹوٹا سا کتبہ ملا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت ایک جدید داخل ہونے والی قوم سے جس نے شمالی بابل کو لے لیا تھا، دوبارہ اس کی واپسی کے لئے کوشان تھی، یہ نئی آنے والی قوم کون تھی؟ سامی، جس کا اصلی گھر غالباً عرب تھا لیکن اب وہ کچھ دنون سے بابل کے شمالی و مغربی حصہ مین غالباً الجزیرہ مین آباد تھی، سامیون نے ملک کے تمام آباد اور زرخیز شہر جن پر سومری جیتے تھے اپنے قبضہ مین کر لیے، (از باب کتاب)

Marfat.com

اس زمانہ مین حکومت ایک شہر سے عبارت تھا جس کے آس پاس کچھ گاؤن، کچھ خیمون کی آبادی اور کچھ ادھر اُدھر رہنے والے قبائل ہوتے تھے، شہر مین ایک شاہی قصر اور ایک ہیکل پتھرون کا بنا ہوتا تھا، ہیکل کا کاہن اور قصر کا بادشاہ عموماً ایک ہی شخص ہوتا تھا، اور کبھی دو ہوتے تھے، ہر شہر کے ہیکل کا ایک خاص دیوتا تھا، جس کے قبضۂ قدرت مین تمام شہر کی جان ہوتی تھی، اس وقت شہر "کش" اور "غشبان" سومریون کے خاص شہر تھے،

جس عہد کا قصہ ہم لکھ رہے ہین تقریباً دو سامی شہر یا حکومتون کا ذکر پاتے ہین، ایک حکومت کش و غشبان وارخ جس کا تمہید ی ذکر اوپر ہوا، اور دوسری حکومتِ اغاد،

حکومت کش و غشبان وارخ | یہ حکومت بابل مین پہلی سامی حکومت ظاہر ہوتی ہے، اس حکومت کے صرف تین کاہن بادشاہون کے نام معلوم ہین، اوکوش کاہنِ غشبان، لوغل زاغیسی ابن اوکوش لوغل اوکیلسی،

(۱) "اوکوش" کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ وہ غشبان کا کاہن اور سیاسی سے مذہبی قوت یا وہ رکھتا تھا،

(۲) "لوغل زاغیسی" نے باپ سے زیادہ سیاسی قوت حاصل کی، وہ کش اور غشبان دونون کا بادشاہ تھا، تقریباً ۔ ۔ ۔ ۴ ق م مین اس نے تیسرے شہر "ارخ یا ارک" (عجب نہین کہ لفظ عراق کی یہی اصل ہو) کی بنیاد ڈالی، جس کو اس نے کل ملک کا دار الحکومت مقرر کیا،

(۳) "لوغل اوکیلسی" اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا، اس کے عہد مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سومری طاقت نے پھر عود کیا ہے، اور اس شہر کو پیر دلی قومون سے واپس لے لیا،

حکومت اغاد | کتبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خاندان مین چار بادشاہ گذرے ہین، لطی بعل (بعل ایک دیوتا تھا) شرغنی شرعلی، کرزام سن کر، اور بن شرعلی،

Marfat.com

(۱) "لطی بعل" کے نام کا خود کتبہ نہین ملا، لیکن اس کے بیٹے شرغنی کا ایک کتبہ ملا ہے جس مین وہ اپنے باپ کا ذکر ان الفاظ مین کرتا ہے،

"شرغنی شر علی بن لطی بعل اغاد کا قدرت والا بادشاہ بعل کے ہیکل ایکورکا شرنپور

مین بنانے والا"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ہونے کے علاوہ بہت سی عمارتون کا بانی بھی ہی،

(۲) شرغنی شر علی کر" (۰۰۰ ق م) اس کا پورا نام ہے لیکن کبھی صرف "شرغنی" بھی پایا گیا ہے لیکن زیادہ تر مشہور یہ شرغون اوّل یا سرجون اوّل کے نام سے ہی، سرغون اس خاندان کا مؤسس ہے اور حکومت ہاے بابل کے بزرگترین بادشاہون مین اس کا شمار ہے، اس کے جو کتبات اس وقت تک ملے ہین وہ متفقاً اس کی عظمت و جلال کے بیانات سے پُر ہین، اس نے ایک طرف سومریون کی قوت کا خاتمہ کر دیا اور دوسری طرف فارس مین عیلامیون کو مغلوب کیا،

بعد کی تاریخون مین شرغون کے کارنامون کے بیان مین اتنا مبالغہ کیا گیا ہے کہ وہ معمولی انسانیت سے نکل کر ایک غیر معمولی انسان بن جاتا ہے، ایک لوح پر جو آٹھوین صدی ق م کی کتابت ہی، اور جس کی نسبت سمجھا جاتا ہے کہ وہ شرغون کے مجسمہ کی نقل ہے، اس کی پیدائش و ظہور کے متعلق عجیب داستان تحریر ہے،

(۳) "نرام سن کر" (۳۷۵۰ ق م) بھی عظمت مین اپنے باپ سے کم نہین، اس کا خطاب تھا، "شاہ چار دانگ عالم" "نرام سن" کی خاص مہم زمین "منان" پر حملہ ہے "منان" سے غالباً جزیرہ سینا ملحق بہ شمالی مغربی عرب مراد ہے، اس کے قریب شہر "منان" اب تک معلوم ہے،

فاتح ہونے کے علاوہ، یہ بادشاہ بانیِ عمارات بھی ہے، نپور اور اغاد مین ہیکل تعمیر کرائے اور شہر پناہین بنوائین، سفار مین آفتاب دیوتا کا ہیکل تیار کرایا،

Marfat.com

(۴) "بن علی شر علی"، خاتم خاندان اور مجہول الحال ہے"۔

۲۴۰۰ ق م گذشتہ صفحات مین ڈھائی ہزار برس کا مرقع پیش کیا گیا، جس مین بابل کے اسٹیج پر سومری، عیلامی اور سامی قومون کا کبھی بہ صلح و آشتی، کبھی بہ جنگ و جدال ظہور ہوتا رہا۔ ۲۴۰۰ ق م مین ایک اور سامی قوم کا ظہور ہوا، جس نے تمام قومون کا خاتمہ کر دیا، اور ایک متحد سامی حکومت کی بنیاد ڈالی، اس حکومت کی قومیت کی حقیقت امریکن مورخ راجرس ان الفاظ مین ظاہر کرتا ہے :-

> سومری تہذیب اب پیری کو پہنچ چکی تھی، موت کے جراثیم اب اس مین پیدا ہو چکے تھے دوسری طرف سامی تمدن زندگی اور جوش سے لبریز تھا، سامی ریگستانِ عرب کی آزاد ہوا سے باہر آئے تھے، وہ اپنی رگون مین زندگی رکھتے تھے"۔

لہ اس فصل کے لکھتے وقت حسب ذیل کتابین ہمارے پیش نظر تھین، نینوی اور اس کی یادگارین، Nineveh and its remain by A.H. Layard 1839 London تاریخ قدیم، Annal of ancent History by Rawlinson پروفیسر تاریخ قدیم کیمبرج Discoveries in the ruins of (تحقیقات آثار نینوی و بابل) Nineve and Babylon by A.H. Layard لیکن رالنسن کی کتاب صرف تاریخ یونان و روم اور برزات سے ماخوذ ہے اور لے یارڈ کی کتابون کے معلومات جو گو بابل و نینوی کی ذاتی سیاحت کے نتائج ہین تاہم پرانے ہو چکے ہین، راجرس (R. W. Rogers) کی تاریخ بابل و اشور جو بالکل جدید تصنیف ہے اور جس کا بنا صرف تحقیقات تازہ پر ہے اور جو تمام یورپ کے دار الآثار اور کتبی نون کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے زیادہ تر اس فصل کا ماخذ ہے، جلد اوّل کتاب اوّل باب ۱۱-۲- اور کتاب ۲ باب اوّل، Rogers vol. 1. 383 ff.

Marfat.com

اس خاندان کا شجرۂ ملوک جیساکہ کتبات سے ظاہر ہوا ہے، حسب ذیل ہے[1]:

۱۔ سمو۔ ابی	۲۴۵۴۔۲۴۸۴ ق م	۱۵ برس
۲۔ سمولا ایلو	۲۴۳۹۔۲۳۹۱ ق م	۳۵ ،،
۳۔ ذابو	۲۴۰۴۔۲۳۹۱ ،، ،،	۱۴ ،،
۴۔ اَفِل۔سِنْ	۲۳۹۰۔۲۳۷۳ ،، ،،	۱۸ ،،
۵۔ سِنْ مبلّطِ	۲۳۷۲۔۲۳۴۳ ،، ،،	۳۰ ،،
۶۔ حمورابی	۲۳۴۲۔۲۲۸۸ ،، ،،	۵۵ ،،
۷۔ سمو۔ ایلونا	۲۲۸۷۔۲۲۳۵ ،، ،،	۳۵ ،،
۸۔ ابی۔شوع	۲۲۵۲۔۲۲۲۸ ،، ،،	۲۵ ،،
۹۔ عمی۔ستانا	۲۲۲۷۔۲۲۰۳ ،، ،،	۲۵ ،،
۱۰۔ عمی۔صادقا	۲۲۰۲۔۲۱۸۲ ،، ،،	۲۱ ،،
۱۱۔ سمو۔ستانا	۲۱۸۱۔۲۱۵۱ ،، ،،	۳۱ ،،

اس فہرست مین پہلا نام "سموابی" کا ہے، اس کی نسبت کوئی واقعہ نہین معلوم، اس نا صرف سلاطین کی فہرست مین ملا ہے، اس کے بعد کے جانشینون کی نسبت بھی ہم کو کو صحیح علم نہین ہے، "سمولا ایلو" کے متعلق اتنا جانتے ہین کہ اس نے بابل مین چھ قلعے تعمیر کرا تھے، "ذابو" صرف ایک ہیکل کے بانی کی حیثیت سے معلوم ہے جو شہر کے دیوتا کے نام بنا تھا، "افِل سن" اور "سِنْ مبلّط" بھی مجہول الحال ہین،

اس خاندان کا مشہور و ممتاز بادشاہ حمورابی ہے، جس کی نسبت ہماری اطلا

[1] انجرس ج ۱ ص ۱۲۳

Marfat.com

کسی قدر وسیع ہین، اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے ملک کو عیلامیون سے پاک کردیا، اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمورابی سے پہلے تک عیلامیون کا زور ملک مین باقی تھا، اور عجب نہین کہ حمورابی کے اسلاف کا عدمِ اہمیت وعدمِ شہرت اسی علت کا معلول ہو، اور یہی وجہ ہے کہ حمورابی سے پہلے کے بادشاہون کے ساتھ شاہی القاب نظر نہین آتے،

اب تک جو کتبات اس خاندان کے ملے ہین وہ عموماً حمورابی ہی کے ہین جن سے اس بادشاہ کی عجیب وغریب عظمت ظاہر ہوتی ہے[1]،

تورات مین سب سے پہلا جو سیاسی واقعہ مذکور ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کے عہد مین شمالی عرب عراق اور شام کے بادشاہون کی باہمی جنگ ہے، اس موقع پر شنعار (بابل) کے بادشاہ کا نام امرافیل یا امورافیل مذکور ہوا ہے[2]، الف اور ح کا اور ب، پ اور ف کا مبادلہ، السنۂ سامیہ مین بہت متداول ہے، اس لئے عجب نہین کہ امرافیل، اصلاً امورافی ہو اور امورافی، حمورابی کا عبری تلفظ ہو، "ال" کا اضافہ (بمعنی خدا) صرف عبری نامون کی مناسبت سے کیا گیا ہے، جیسے اسرائیل، شماعیل، حزقیل وغیرہ، امرافیل اور حمورابی کے اتحاد کی بڑی دلیل دونون کا تقریباً اتحادِ عصر اور اتحادِ ملک بھی ہے، بہرحال اگر یہ قیاس صحیح ہے تو حمورابی اور حضرت ابراہیم کا باہم ایک ہی زمانہ ہوگا[3]،

حمورابی کے ایک اور کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید یہ دنیا کا سب سے پہلا مقنن ہو، بابل کے ایک مناره پر اس کے قوانین کندہ ملے ہین جو تورات کے احکام سے بہت مشابہ

---

[1] Rogers vol. I P 391

[2] پیدائش باب ۱۴ - ۱۱

[3] Rogers vol. I P 390

Marfat.com

ہین[1]، یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا، اہلِ ضلال کہتے ہین کہ توراۃ کے احکام ان ہی قوانین سے ماخوذ ہین، ارباب ہدایت کہہ سکتے ہین کہ یہ احکام حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے ہین، جن کو حمورابی نے سُنا اور قبول کیا. فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ،

حمورابی کے بعد جو بادشاہ اس خاندان مین ہوئے، وہ باپ کی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے[2]

---

[1] حمورابی کے یہ قوانین انگریزی مین ایک رسالہ کی صورت مین چھپ گئے ہین،

[2] اس باب کے تمام حوالون کے لئے راجرس تاریخ بابل واسیریا دیکھو،

عرب سامیّہ یا عاد مصر مین

عراق کی طرح مصر مین بھی اس واقعہ کے تین اجزا ہین، اہل عرب کی روایت اہلِ مصر کا بیان اور تحقیقاتِ جدیدہ کی تصدیق، بلکہ اس مقدمہ مین ایک چیز اور زیادہ ہے یعنی تورات کے اشارات،

روایت عرب، علامہ ابن قتیبہ کی شہادت ہی،:-

فمنهم العمالیق امم تفرقوا	ان ہی (قبائلِ عرب) مین سے عمالیق ہین
فی البلدان ومنهم فراعنة	یہ متعدد قومین ہین جو ممالک مین پھیل گئین
مصر،	ان ہی مین مصر کے بادشاہ تھے،

مورخ یعقوبی لکھتا ہے[1]:-

فلما ملکوا النساء طمع فیهم	مصریون نے جب عورتون کو بادشاہ بنایا
العمالقة ملوك الشام فغزاهم	شام کے بادشاہ جو عمالیق تھے، انھون نے
ملك العمالقة وهو یومئذ	طمع کیا، عمالیق کے بادشاہ نے جس کا نام ولید بن
الولید بن دومع وطئ البلاد	دومع تھا، ملک کو پامال کیا تھا، اہل مصر کی
فرضوا ان یملکوا علیهم فاقام	بادشاہی پر راضی ہو گئے، ایک زمانہ تک
دهرا طویلا ثم ملك بعده	یہ بادشاہ زندہ رہا، پھر عمالیق کا دوسرا بادشاہ

---

[1] کتاب المعارف صفحہ ۱۰۱- صفحہ ۵ تاریخ یعقوبی جلد اوّل ص ۲۱۱، لیڈن

ملک اخر من العمالقة یقال لہ الریان بن الولید وھو فرعون یوسف

ہوا جسکو لوگ ریان بن ولید کہتے تھے، حضرت یوسفؑ کا معاصر فرعون یہی ہی،

جزئیاتِ بیان اور نام گو صحیح نہ ہون لیکن اصل واقعہ ثابت ہے، اور کیا عجب کہ یہ عربی نام اصلی نامون کے ترجمہ ہون، اسی قسم کا بیان اور تاریخون مین بھی ہے، معجم یاقوت مین ہے،

وقیل ان فراعنة مصر کانوا من العمالیق وکانت منھم فرعون ابراھیم وفرعون یوسف ... وفرعون موسیٰ (؟)

کہا گیا ہے کہ مصر کے فرعون عمالیق مین سے تھے، ان ہی مین حضرت ابراہیمؑ کا فرعون .... اور حضرت یوسفؑ کا فرعون ..... اور حضرت موسیٰؑ کا فرعون ہے،

مورخ طبری کی روایت ہے،:-

وانہ ملک علی مصر اخاہ سنان بن علوان وھو اول الفراعنة وانہ کان ملک مصر حین قدمھا ابراھیم خلیل الرحمان (۲-۲-ج ۱)

اس نے مصر پر اپنے بھائی علوان بن سان کو بادشاہ بنایا، یہ مصر کا پہلا فرعون تھا، حضرت ابراہیمؑ جب مصر گئے تو یہی فرعون تھا،

اس معاصرت کی تائید دیگر ذرائع سے بھی ہوتی ہے جس کا بیان آگے آئیگا،

مورخ ابن خلدون کی تحقیق[1] ہے،

ان بعض ملوک القبط استنصر ملک العمالقة لعھدہ ... فجاء مصلہ وملک مصر،

قبط (قدیم باشندگانِ مصر) کے بعض سلاطین نے اپنے زمانہ کے شاہِ عمالیق سے مدد مانگی، وہ آیا اور اس نے مصر پر قبضہ کر لیا

[1] تاریخ ابن خلدون جلد ۲ - مصر ۱۲۰،

اہل مصر کا بیان

مسیح سے دو ہزار برس پہلے مصر پر ایک اجنبی قوم نے قبضہ کیا، اس کا نام اہل مصر سوس (چرواہے) اور ہیک سوس (چرواہے بادشاہ) بتاتے ہین، یہ چرواہے بادشاہ کون تھے؟ عرب! جو اکثر شتر بانی سے جہان بانی تک پہنچے ہین! اور اس وقت بھی انکو یہی لقب دیا گیا! لیکن کیا کیا جائے کہ چرواہا ہونا نہ صرف عرب کا بلکہ تمام امم سامیہ کا قومی و ملکی پیشہ ہے اور اس کی تحریری شہادت آج سے دو ہزار برس پیشتر کی ہمارے پاس موجود ہے، یہانتک کہ پیشوایان امم سامیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہین،[1]

بہرحال ان ہی عرب چرواہون کی نسبت اہل مصر کا اعتراف ہے کہ مسیح سے دو ہزار برس پیشتر مصر پر حکمران تھے، مصر کا قدیم مورخ اسکندریہ کا مانیتھو ہے جس نے مسیح سے ۲۶۰ برس پیشتر یونانی بین مصر کی تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو مفقود ہے لیکن اس کی جستہ جستہ عبارتین بعد کی یونانی اللسان مصنفین کے یہان منقول ہین جنمین سے ایک دیہودی مورخ یوسیفوس بھی ہے،

یوسیفوس نے ایک خاص رسالہ اُن یونانیون کے رد مین لکھا ہے، جو یہودیون کی قدامت عہد و مجد کے منکر تھے، اور اسی سلسلہ مین غیر یہودی مورخین کی شہادتین نقل کی ہین، جن مین سے اسکندریہ کا یہ مانیتھو بھی ہے، مانیتھو نے ہیک سوس کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ہم اسکا یہان اقتباس نقل کرتے ہین:-

---

[1] فلسفۂ یہودیت، یوسیفوس ذکر موسیٰ بمدین پیر توراۃ دیکھو، حدیث الخضر مین ہے کہ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہر نبی نے بکریان چرائین اور مین نے بھی چرائی ہین، اسی لیے حضرت موسیٰ نے بکریان چرانے سے آپ کی ذلت و تحقیر کا پہلو نکالتے ہین ان کو یوسیفوس پڑھنا چاہئے تھا، اور اپنی مذہبی کتاب توراۃ مین دیکھنا چاہیے تھا کہ ابراہیمؑ اسحاقؑ، یعقوبؑ اور موسیٰؑ کا کیا پیشہ تھا؟

Marfat.com

ایک ہمارا بادشاہ طیماؤس نامی تھا، اس کے عہد مین یہ ہوا، لیکن ہم نہین جانتے کہ کیونکر ہوا، خدا ہم پر خفا تھا؛ ایک عجیب طریقہ سے شریر الخلقت لوگ "اطراف مشرق" سے چلے آئے، وہ اس قدر بہادر تھے کہ وہ ہمارے ملک مین گھس گئے، نہایت آسانی سے بزور مسخر کر لیا گو اُن سے ہماری ایک قسمت آزما جنگ ہوئی، جب انھون نے ہمارے سردارون کو گرفتار کر لیا جنھون نے اپنی طاقت سے ہم پر حکومت کی تھی تو ہمارے شہرون کو جلا دیا، ہمارے دیوتاؤن کے ہیکلون کو برباد کر دیا . . . . . آخر وہ حاکم بن بیٹھے، اور اپنا ایک بادشاہ بنایا جس کا نام "سلاطیس" تھا . . . . . سلاطیس نے مصر زیرین دونون سے خراج وصول کیا، اور مناسب مقامات پر دستے متعین کئے، خصوصاً مشرقی حصون کی حفاظت اہلِ اسیریا کے مقابلہ مین پیش بینی کے لئے بہت کرتے تھے جو اس زمانہ مین قوی ترین قوت تھی . . . . سلاطیس نے ۱۹ برس حکومت کی، پھر ایک دوسرا بادشاہ ہوا جس کا "بیون" نام تھا، اور یہ ۴۴ برس زندہ رہا، بعد ازین ۳۶ برس، جینے کے لئے "ابونیس" بادشاہ ہوا اور پھر جینیاس" نے۔ ۵ برس اور ایک مہینہ تک حکومت کی، اور ان سب کے آخر مین "اسیس" بادشاہ ہوا، ۴۹ برس دو مہینے اس کی بادشاہی کا زمانہ ہے،

اس تمام قوم کا نام ہائیک سوس رکھا گیا تھا، یعنی "چرواہے بادشاہ" کیونکہ ہائیک کے معنی مقدس زبان مین بادشاہ" کے ہین، اور سوس" عام زبان مین چرواہے کو کہتے ہین اور ان دونون لفظون سے مل کر ہائیک سوس بنا ہے، لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ عرب تھے" ۵۱۱ برس یہ مصر پر قابض رہے[1]،

ان عرب حملہ آورون کے نام و لقب کے متعلق ایک بات یہان قابلِ ذکر ہے عرب کی

[1] Josephan Against Book Loc. 14 Vol VI

Marfat.com

صحیح روایات مین فاتح مصر کا نام "شداد" ظاہر کیا گیا ہے، مانیتھو نے "سلاط" لکھا ہے[1]، حقیقت مین یہ دونون لفظ معنی ایک ہی ہین، "شداد کے معنی" قوی" اور "جابر" کے ہین اور "سلاط" بھی عربی زبانون مین یہی معنی رکھتا ہے، جس سے عربی زبان مین "سلطان"، "سلطنۃ" اور "سلطہ" نکلے ہین،

"نیکو" کو اگر ہم "شیخ" کا محرف نہ کہین جو امیر بدو کا خاص لقب ہے، تو اس کو خاص مصری لفظ تسلیم کرتے ہین، جیسا کہ مانیتھو نے بتایا ہے، لیکن سوس کا لفظ تو خاص عربی ہے، سوس کے اصل معنی نگرانی و انتظام کے ہین، اسی مناسبت سے چرواہے کو بھی "سوس" ابتدا کہتے ہون گے، جس سے منتقل ہو کر گلہ بانی سے جہان بانی کے لیے عربی مین یہ لفظ مستعمل ہوا، اسی مادہ سے سیاست کا لفظ اب عام طور سے اس معنی مین برتتے ہین، (سیاست کا اصل مادہ لغت مین بھی سوس ہے) یعنی اول یعنی گلہ بانی و چوپانی کا اثر صرف ایک لفظ مین ہمارے ہان باقی ہے، یعنی "سیس" خادم اسپ، عجب نہین کہ عبری مین یہین سے لفظ "صوص" 75 = D گھوڑے کے لئے مستعمل ہوا ہو، تیسرے بادشاہ کا نام "ابرنیس" بھی عربی وضع کا ہے، آخری نام "اسیس" وہی نام ہے جس کو ہم عزیز کہتے ہین اور اب تک مرلے مصر کا لقب مانتے ہین، ایک عجیب بات یہ ہے کہ قرآن مجید مین حضرت یوسفؑ کے قصہ مین "عزیز" ہی کا لفظ ہم پاتے ہین،

قرائن تورات تورات مین حضرت ابراہیمؑ کا جب پہلی بار ظہور ہوتا ہے تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ عراق سے مصر تک کی زمینون مین سفر کرتے ہوئے ملتے ہین اور اپنی بیوی سارا کو جو رشتہ کی بہن بھی تھین، اپنی بہن ظاہر کرتے ہین، اور فرعون مصر قرابت کی وجہ سے [illegible] جب اصل واقعہ ظاہر ہوجاتا ہے تو وہ خود اپنی بیٹی "ہاجرہ" کو کنیزگی مین [illegible]

[1] سلاطیس اور اس جو سلاطیس کے آخری اجزا ہین مذکر نام کے آخر مین یونانی اور لطین مین زائد کر دیئے جاتے ہین، یہ واقعہ کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھین، تورات مین نہین مگر یہودی روایات مین [illegible]

واقعات سے نسبی تعلق کا اشارہ نہیں ملتا؟

ڈیڑھ سو برس کے بعد اتفاقاً حضرت یوسفؑ مصر تشریف لیجاتے ہیں، اور باوجود اس کے کہ اُن کا عبرانی ہونا ظاہر ہو جاتا ہے، اور اہلِ مصر عبرانیوں کو ذلیل جانتے ہیں، اور ان کے ساتھ کھانا نا روا سمجھتے ہیں[1]، فرعونِ مصر یوسفؑ کی عزت کرتا ہے، ان کو اپنا نائب السلطنت مقرر کرتا ہے[2]، یوسفؑ کے پدر بزرگوار حضرت یعقوبؑ اور اُن کے خاندان کے مصر آنے پر فرعون اور ارکانِ سلطنت خوشی کا اظہار کرتے ہیں[3]، اور ان کے مرنے سے نہایت رنجیدہ ہوتے ہیں[4]؛ اور سب سے عجیب یہ کہ حضرت یوسفؑ اپنے خاندان کو تاکید کرتے ہیں، کہ فرعون اگر پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو یہ جواب دینا کہ "ہم چرواہے ہیں" اور چوپانی ہمارا آبائی پیشہ ہے[5]، پھر خود توراۃ کا یہ عجیب تر بیان کہ "مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے تھے"[6] اور یقیناً یہ سیاسی نفرت تھی، ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ چرواہے بادشاہوں کا دور تاریخی ہے، اور حضرت یوسفؑ اور بنی اسرائیل کا قیام انہی معزز چرواہے بادشاہوں کے عہد میں ہوا، جیسا کہ مورخینِ عرب کا بھی بیان ہے، اور یہ بھی اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان عبرانی اور مصر کے خاص شاہی خاندانوں میں ضرور کوئی خاص قومی تعلق تھا، جس کا اظہار کنایۃً حضرت یوسفؑ باوجود اس علم کے کہ مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے ہیں "چوپانی کے ذریعہ سے کراتے ہیں، کیونکہ جیسا کہ اوپر گذر چکا اہلِ مصر اس پردیسی حکمران خاندان کو تحقیراً "شاسو" یعنی چوپان کہتے تھے۔

چند صدیوں کے بعد بنی اسرائیل کا مصر میں ہمارے معاصب ہونا ہمارے نزدیک

---

[1] توراۃ تکوین باب ۴۳ - ۳۲ [2] توراۃ تکوین باب ۴۱ - ۴۰ - ۴۲ - [3] توراۃ تکوین باب ۴۵ - ۱۰ [4] توراۃ تکوین باب ۵۰ - ۳ - ۱۱ [5] توراۃ تکوین باب ۴۶ - ۳۲ نیز باب ۴۷ - ۳ [6] توراۃ تکوین باب ۴۶ - ۳۴۔

اس کی توجیہ یہ ہے کہ جب اہل مصر یعنی بنو حام سے سابق حکمران یعنی بنو سام کو مصر سے نکال دیا، اور ان کی حکومت کا مصر میں خاتمہ ہو گیا تو بنو اسرائیل جو بنو سام کی ایک شاخ تھے اور بعہد حکومت سابقہ مصر میں نہایت طاقتور بن گئے تھے، ان کو سیاسی وجوہ سے کمزور کر دینا چاہا، تورات میں اس موقع پر حسب ذیل عبارت ہے:۔

لیکن اسرائیل کی اولاد برومند ہوئی اور بہت بڑھی اور فراوان ہوئی، اور بہت زور پیدا کیا، اور وہ زمین ان سے معمور ہوئی، تب مصر میں ایک نیا بادشاہ جو یوسف کو نہ جانتا تھا پیدا ہوا، اور اس نے اپنے لوگوں سے کہا دیکھو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور زور آور ہیں، اور ہم ان کے ساتھ دانستہ انتظام کریں تاکہ نہ ہو کہ جب وے اور زیادہ ہوں، اور جنگ پڑے تو ہمارے دشمنوں سے مل جائیں اور ہم سے لڑیں اور ہم کو نکال دیں[1]،

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ مصر میں بنی اسرائیل کا معاملہ بالکل سیاسی تھا، قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، فرعون حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی نسبت کہتا ہے:۔

ان ھٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ — یقیناً یہ دونوں جادوگر ہیں جو چاہتے ہیں کہ

ان یُّخْرِجٰکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ — تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں،

تورات کے اس فقرہ کا کہ تب مصر میں ایک نیا بادشاہ ہوا جو یوسف کو نہ جانتا تھا ہم یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ تب ایک نئی بادشاہی قائم ہوئی جو بنی اسرائیل سے جو سابق سامی حکومت کی ایک شاخ تھی، نفرت رکھتی تھی

ہمارے خیال مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ تاریخ نے عرب سامیہ کی حکومت مصر کی جو مدت قرار دی ہے، یہ تقریباً وہی ہے جو ابراہیمؑ سے لیکر (جو ابتدائے حکومت کا زمانہ ہم فرض کرتے ہیں)

[1] سفر خروج باب اوّل ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ۹ ۔ ۱۰ ۔ ۱۱

حضرت موسیٰ سے کچھ پہلے تک (جو اخیام کا زمانہ ہے) توراۃ نے قرار دی ہے، یعنی تقریباً ۵۲۵ برس. کیونکہ بنی اسرائیل کی سکونت مصر کا زمانہ، جو حضرت یوسفؑ سے حضرت موسیٰؑ تک ممتد ہے توراۃ نے ۴۳۰ بتایا ہے[1]، اس پر حضرت ابراہیمؑ سے حضرت یوسفؑ تک کا زمانہ اور اضافہ کرو، یہ چار پشتین ہین جن کے لیے ۱۰۰ برس فرض کیا جا سکتا ہے، مجموعہ ۵۳۰ ہوتا ہے، اور مانیتھو نے اس حکومت کا زمانہ ۵۱۱ بتایا ہے، چند سال جو توراۃ مین فاضل ہین، یہ وہ ہین کہ دوسری وطنی حکومت مصر مین قائم ہوئی جس کے چند سالہ مظالم سہہ کر بنی اسرائیل مصر سے نکلے،

بنی اسرائیل اور عرب سامیہ کے باہمی تعلق مصر کا نہ صرف توراۃ کے ان فقرون سے ثبوت ملتا ہے بلکہ مصر اور عرب دونون کی تاریخون سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، یعقوبی کی عبارت ہم نے پہلے بھی نقل کی ہے، اور پھر نقل کرتے ہین،

ثم ملك بعده ملك اخر من العمالقة يقال له الريان بن الوليد وهو فرعون يوسف ... ثم ملك فرعون موسىٰ وهو الوليد ابن المصعب،	اس کے بعد عمالقہ مین سے ایک اور بادشاہ ہوا جس کا نام ریان بن ولید تھا، وہ حضرت یوسفؑ کا فرعون ہے، پھر حضرت موسیٰؑ کا فرعون بادشاہ ہوا جس کا نام ولید ابن مصعب ہے،

لیکن ایک بڑی غلطی ان روایات مین یہ ہے کہ فرعون موسیٰ کو بھی عمالیق مین شمار کیا گیا ہے، حالانکہ حضرت موسیٰؑ سے پہلے ہی ان کا اخراج ہو چکا تھا،

اور ہمارے نزدیک یہ غلط بحث ہے، اور مانیتھو کے بیان تاریخ مصر مین دوسرا غلط مبحث ہے، وہ عربون کو اور بنی اسرائیل کو گویا ایک ہی سمجھتا ہے، اور ظاہر ہے کہ بابر کا: می ایک قبیلہ کے باہمی

[1] خروج ۱۲-۴۰ سے تاریخ یعقوبی جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ لیڈن،

Marfat.com

اندازون کے فصل وصل کو کیا جانتا ہے؟ ہندوستان مین تمام یورپین انگریز ہین، یورپ مین ترک ہر مسلمان کا نام ہے، ایشیا مین عرب اور مسلمان ایک تھے، مانیتھو کہتا ہے:-

مصر کے بادشاہ . . . نے ان چرواہون کو مفتوح کر لیا، اور درحقیقت ان کو مصر کے اطراف سے نکال دیا، لیکن وہ اور اس نام ایک زمین مین نظر بند کر دیئے گئے جس کی وسعت دس ہزار ایکڑ تھی . . . . . پھر اس شرط پر کہ وہ مصر چھوڑ دین گے، رہا کر دیئے گئے . . . . . اور انھون نے اپنا راستہ صحرا کی طرف شام کا لیا، اور چونکہ وہ اسیریا سے ڈرتے تھے اس لئے اس ملک مین جس کو یہودیہ کہتے ہین . . . . . ایک شہر بنا لیا، جس کو یروشلیم کہتے ہین[1]

مانیتھو نے یہان متعدد غلطیان کی ہین، اولاً دو واقعون کو باہم ملایا، عرب سامیہ کی جلاوطنی، اور بنی اسرائیل کی قید، دونون کو ایک ہی خاندان سے متعلق سمجھا، ثانیاً یہ کہ بنی اسرائیل عمالیق سے خوف زدہ تھے، نہ کہ اسیریا سے، سوم یہ کہ بنی اسرائیل نے دریا کا راستہ اختیار کیا تھا، نہ کہ صحرا کا،

تورات کے بیانات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امم سامیہ مین سے عربون کے تعلقات مصر کے ساتھ سب سے زیادہ تھے، اسماعیلی عربون کی مان "ہاجرہ" مصر کی تھین[2]، خود حضرت اسماعیلؑ کی مان کے سوا بیوی بھی مصریہ تھین[3]، عربون کے قافلے برابر مصر کو آتے جاتے تھے[4]، خود حضرت یوسفؑ کو وہان اس تک جس نے پہنچایا، وہ[5] عرب ہی تھے، حضرت یوسفؑ کے عہد مین جب مصر اور اس کے آس پاس کے ملکون مین قحط پڑا، تو یمن سے جو عام روایت کے رو سے عاد و عمالیق کا وطن تھا، یہان کی شاہزادی کے مصر سے غلہ طلب کیا تھا[6]، واقعہ اس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس کو مسلمان علماء آثار نے ابتدائی صدی مین مین مین پایا تھا[7]،

---

[1] Against Boock sect 14 [2] تکوین ۱۶-۱۳ [3] ایضاً ۲۱-۲۱ [4] ایضاً ۳۷-۲۵، ۳۹-۱ [5] تکوین ۳۹-۲۹، [6] ایضاً ۴۲-۳ [7] اس کتبہ کی اصل عبارت کو ہمدانی نے اکلیل مین نقل کیا ہے، حمیری عبارت کا عربی ترجمہ مقدمہ مین گذر چکا ہے،

Marfat.com

اس کتبہ سے نہ صرف توراۃ کے اس فقرہ کی تائید ہوتی ہے کہ "تمام زمین مین قحط پڑا" بلکہ ان عربون مین جو یمن مین تھے اور اُن سامی عربون مین جو اس وقت چرواہے بادشاہون کے ماتحت مصر مین تھے، باہم تعلقات کا اظہار ہوتا ہے،

تحقیقات جدیدہ | مانیشو نے جو کچھ لکھا ہے ایچپیالوجسٹ (عالم مصریات یعنی آثار مصریہ کے ماہرین اس پر کچھ اضافہ نہین کرتے، وہ صرف اس کی شرح کرتے ہین، آثار سے ثابت کرتے ہین، ا۔۔۔۔۔۔ کہ ہیک سوس سامی عرب تھے، بعض اس سے بھی آگے بڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ خود مصری اصلاً شاید سامی عرب ہین[1]،

"ہائیک سوس" کے عرب ہونے کی نسبت سب سے پہلی شہادت ایک مستند جرمن مورخ ہیرن کی پیش کرتے ہین، مورخ موصوف لکھتا ہے :-

"اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف جہات سے مصر مین یہ قبائل حملہ آور تھے لیکن وہ جو مشرق سے آئے تھے یعنی عرب سب سے زیادہ زبردست تھے یہ مصر دیرین تک دوڑ پڑے"[2]

آگے چل کر لکھتا ہے :-

"اُن کی لمبی داڑھی، لمبے کپڑے ہر چیز اُن کے عرب ہونے کو ظاہر کرتی ہے"[3]

جارج رالنسن (G. Rawlinson) جو اوکسفورڈ یونیورسٹی مین تاریخ قدیم کا پروفیسر تھا، اور مصر کی تاریخ قدیم کا مصنف ہے لکھتا ہے :-

مصر جب پانچ سلطنتون مین بٹ گیا تھا اس کے ضعف نے شمالی مشرق سے باہر کے حملہ آورون کو طمع دلایا۔۔۔۔ ۲۰۸۰ ق م مین یا اس کے کسی قدر بعد ایک طاقتور دشمن شمال مشرق سے مصر زیرین مین داخل ہو گیا، یہ ممفس کی حکومت کے برباد کرتے اور ملک کے حصہ زیرین واقع طول البلد ۳۹۔۰ پر قبضہ کرنے مین کامیاب ہو گیا، یہ حملہ آور ہائیک سوس

[1] تاریخ مصر قدیم، مصنفہ جی، رالنسن جلد ۱ صفحہ ۹۸ [2] جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ [3] تاریخ مصر قدیم، مصنفہ جی، رالنسن ج ۲ ص ۱۱۸

Marfat.com

یا چرواہے بادشاہ تھے جو شام یا عرب کے صحرا نورد اور بدوی لوگ[1] تھے،

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہے،

مصریون کے دوسرے دشمن اس جانب مین شاشو تھے، جو شاید ہیک سوس ہین، اور بظاہر عرب معلوم ہوتے ہین[2]

ایک جرمن فاضل بروگش ہنرخ (Brugsch-einrich) نے مصر کی تاریخ صرف کتبات و آثار کی بنا پر لکھی ہے، اس کی کتاب کا ترجمہ انگریزی مین ہوگیا ہے، تاریخ مذکور مین فاضل موصوف کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہائیک سوس یقیناً سامی تھے، مصر کی زبان مین قدیم "یائیک" بادشاہ اور "سوس" چوپان اور اہل بادیہ کو کہتے ہین[3]، اہل عرب کی اس روایت کو بھی اس نے تائید اً نقل کیا ہے کہ شداد بن عاد نے مصر پر حملہ کیا تھا[4]

برٹش میوزیم لندن مین جو مجموعات مصریہ (Egyptian collection) ہین، ۱۹۰۹ء مین ایک ان کا دلیل نامہ (Guide) لکھا گیا ہے، جو معلومات تازہ کا خلاصہ ہے، ہائیک سوس کے متعلق اس مین حسب ذیل تحقیق ہے[5]،

تیرھوین خاندان حکومت کے زوال کے بعد نسبتہً فوراً ہی مصر زیرین (ڈلٹا) اور شمالی اطراف مصر متصل سامی بدوی قبائل نے آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا، جن کے سردارون کا نام بہ روایت یوسیفوس (المتوفی ۹۳ء) ہائیک سوس، یا چرواہے بادشاہ تھا، لفظ "ہائیک سوس" دو مصری لفظون سے ماخوذ ہے "ہیکو" اور "شاشو" یعنی "شیخ" یا حاکم قبائل بادیہ صحراے مشرقی و شام وغیرہ،

Percy Smith ایک انگریز مورخ صاحب جو ایک چھوٹی سی لیکن مستند تاریخ کے مصنف ہین فاتح عربون کی شجاعانہ قوت سے بہ ہم ہو کر لکھتے ہین[6]:

---

[1] تاریخ مصر قدیم، مصنفہ جی رالنس ج ۱ ص ۲۷۶ [2] ایضاً ص ۱۱۱ [3] ایضاً ص ۲۴۷ [4] ایضاً ص ۲۶۶ [5] تاریخ مصر قدیم مصنفہ جی رالنس ص ۲۲۴ [6] ایضاً ص ۲

دمین عرب، جہان کے بادیہ نشین قبائل جو تاریخ کے قدیم ترین عہد سے گلہ بان اور غارت گرین، اور اب تک ہمارے زمانہ تک بھی وہ ایسے ہی ہین، ان مصرین داخل ہونے والی قومون کی ماں تھی، جنھون نے نہایت سختی سے قدیم مصریون کو ستایا..... ان کا نام "ہائیک سوس" تھا، یا چرواہے بادشاہ،

اس عصر جدید مین مسلمان مورخین مین عمالقہ" یا عرب سامیہ اور "ہائیک سوس" کے ایک ہونے کا خیال سب سے پہلے ایک مصری مسلمان عالم، علامہ رفاعہ بک طہادی کو پیدا ہوا، جن کی ذات مصر کے دور انقلاب علمی کا پہلا نتیجہ اور معلومات مغربی و مشرقی کے پیوند کا پہلا ثمر تھا، ان کی تاریخ مصر بنام "انوار توفیق الجلیل" ۱۲۸۵ھ مین آج سے تقریباً پچاس برس پہلے شائع ہوئی ہے، اس مین اس موقع کی عبارت یہ ہے:-

وولتهم تسمى دولة الهقصوص واشتهر وا بالتواريخ باسم الملوك الرعاة وفى كتب التواريخ الاسرائيلية يقال لهم العمالقة[1]	ان کی سلطنت کا نام ہیک سوس کی یہ بادشاہ چرواہے بادشاہون کے نام سے مشہور ہین، اسلامی تاریخون مین ان کا نام عمالقہ ہے،

[1] انوار توفیق الجلیل فی اخبار مصر، ص ۱۶ مرتبہ مصر ۱۲۸۵ھ

جمہور کی اس آواز متفق مین کہ ہائیک سوس تمامی عرب تھے، کبھی کبھی ایک دھیمی آواز بھی سنائی دیتی ہے کہ وہ تورانی یا منگولین تھے، آج سے ۸۰ برس پیشتر مسٹر روسی لینی (Rosellini) نے یہ خیال ظاہر کیا تھا، اس مدعی کے پاس اس دعوی کی صرف یہ دلیل ہے کہ سوائس (Scios) جو "ہیک سوس" کا جز ہے، اور ایک تورانی قوم کے یونانی نام سیتینس (Scythians) مین بعض حروف کی تمسخر انگیز لفظی مناسبت ہے، جرمن عالم ہیرن نے اس کی تردید مین کہا ہے:-

Marfat.com

"ہائیک سوس جو مصر کے ایک بڑے حصہ پر مصر کے ۱۶-۱ ور، اخاندان حکومت مین قابض ہو گئے تھے، مسٹر روسی لینی کا اور میرا اس پر اتفاق ہو کہ وہ بادیہ نشین تھے، کیونکہ آثار مین جو ان کی تصویر دکھائی گئی ہے وہ گلّہ ن اور چوپایون کے جھنڈ کے ساتھ ہے، اس سے یہ طبعی طور پر سمجھا ہے کہ وہ حدود مصر کے بدوی قبائل تھے،

مین یقین کرتا ہون کہ ان مین عرب قوم کو مین اپنے مخصوص خصوصیات مین ڈاڑھی، لمبے کپڑے اور کھلے رنگ مین پاتا ہون، اور جو ایک ایسی رائے ہو جس کی قوت کے ساتھ شہادت (خود ناقل، روایت) یوسیفوس نے دی ہے، مسٹر روسی لینی ان کو سیتھینس فرض کرتے ہین، سیتھینس سے مقصود شاید ایشیائے وسطی کے تورانی بدوی قبائل ہین، لیکن ان کے ذکر کردہ بیان سے ..... علاوہ ازین کوئی چیز ایسی نہین ہے جو یہ دکھا سکے کہ ان قبائل نے اس قدر بعید زمانہ مین کوئی مہم بہ غرض فتح اس قدر بعید فاصلہ کے لیے اختیار کی ہو،

مسٹر روسی لینی کی دلیل صرف لفظی تشریح پر مبنی ہے جس کی بنا پر ان کو نظر آتا ہے کہ مصری نام سائس (Scios) سیتھینس (Scythens) ہے، جس کے معنی برباد کنندہ کے ہین، مین اس مسئلہ کے اندر پڑنے کی جرأت نہین کر سکتا، لیکن مین اپنے اعتراف و بیان مین بھی ترمیم نہین کر سکتا،[1]

پچاس ساٹھ برس کے عرصہ مین اس دھمی آواز مین اور بھی صعف آگیا ہے، آج سے دس بارہ برس پہلے ایک کتاب لکھی گئی ہے، جس مین یہ تسلیم ہے کہ نہ تو رانی نسل بلکہ سامی عرب بھی اس مین شریک تھی،

[1] جلد ۲ ص ۵۰۴،

Marfat.com

اس مین معتدبہ حد تک شک ہو کہ ہائیک سوس کس قومیت سے تعلق رکھتے تھے، وہ بعض صرف کنعانی، عرب اور دوسرے سامی قبائل سمجھے گئے ہین، لیکن حبیتی (ایک تورانی قبیلہ) بھی ان کے ساتھ شریک معلوم ہوتے ہین، اور ان کے لیڈر تورانی معلوم ہوتے ہین، اس فیصلہ کی بنا پر کہ آخری سلاطین ہیک سوس کے جو دو مجسمے ابھی حال مین ملے ہین وہ بالکل تورانی شکل کے ہین[1]

بعض اشخاص کی مشابہت شکل سے بغیر کسی تاریخی اور اثری دلیل کے قومیت کا فیصلہ عجیب ہے، اور اسی لئے یہ آواز ہمیشہ بالکل غیر مسموع رہی ہے، تازہ ترین خیال جو برٹش میوزیم ایجپشین گائڈ (دلیل نامۂ آثار مصریہ اور انسائیکلوپیڈیا طبع یازدہم، مضمون (ایجپٹ) کو پڑھ کر متفقاً تسلیم شدہ نظر آتا ہے، یہی ہے کہ ہیک سوس "متحدہ سامی" تھے،

اور حقیقت یہ ہے کہ ہیک سوس کے عرب ہونے پر اس قدر پیہم دلائل موجود ہین جن کا استخفاف تحکم ہے، تم ان پر ایک بار اور مجموعاً نظر ڈال لو،

۱- عربون کا بیان کہ انھون نے زمانۂ قدیم مین مصر پر حکومت کی،

۲- قدیم اہل مصر کا اعتراف کہ عرب یہان حاکمانہ داخل ہوئے، لفظی

۳- ہیک سوس کے بادشاہ اول کے نام کا عرب کے ذکر کردہ فاتح مصر سے مطابقت معنوی

۴- سلاطین ہیک سوس کے نام کا عربی اللفظ یا سامی الماخذ ہونا،

۵- آثار مین ان کے مجسمہ کا عربی شکل و لباس مین ہونا،

۶- عرب و مصر کے قدیم تعلقات،

۷- ہیک سوس کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہین ان کا بعینہٖ عربون مین موجود ہونا،

---

[1] سوال کے انگ صفحہ ۱۷- ۱۹،

۸۔ تورات کے قرائن و اشارات،

۹۔ علمائے آثار کی تائید.

۱۰۔ یوسیفوس وغیرہ کے قدیم بیانات کی بنا پر اکثر یورپین مورخین کا اُن کے عرب ہونے کی تصدیق کرنا،

۱۱۔ ان تمام مباحث و مطارحات کے بعد سب سے آخری قطعی اور فیصلہ کن شہادت خود اس قوم کی نقل کرتے ہین جس نے شاسو کو اپنے ملک سے نکالا کہ وہ خود "شاسو" کو کیا سمجھتے تھے، مصر کا قدیم بادشاہ عمسیس سویم اپنے ایک کتبہ مین اپنی ایک فتح کی نسبت لکھتا ہے :-

مین نے ساعیر کو جو شاسو کے قبائل مین ہین برباد کردیا"

ساعیر سے مقصود اہل ساعیر ہین، جو شمالی عرب مین ایک کوہستانی مقام ہے، اور جہان ادومی عربون نے ایک حکومت قائم کی تھی، تورات مین کوہ سعیر کا نہایت کثرت سے ذکر ہے،

Marfat.com

عرب سامیہ

اسیریا، ایران، فنیقیہ، قرطاجنہ، کریٹ اور یونان مین،

عرب سامیۂ اولیٰ کا ان ممالک مین گذر، یا یہان کسی حکومت کی تاسیس ایک تعجب انگیز واقعہ ہے، لیکن غیر معقول نہین، ۱۲۰۰ ق م مین بابل کی جگہ اسی ملک مین اسیریا کی حکومت قائم ہوئی، ایران اس وقت تک کوئی مستقل ملک نہ تھا، اسیریا اور بابل کا ایک جزء تھا، فنیقی (فنیشین) شام و فلسطین کے سواحل بحر ابیض پر آباد تھے، تورات مین ان کو آرامی کہا گیا ہے، یہ دنیا کی سب سے پہلی تاجر اور ایشیا سے یورپ کا سفر کرنے والی قوم سمجھی جاتی ہے، اور یہی قوم ہے جس نے قدیم یورپ مین تہذیب کی روشنی پیدا کی، اس نے ایک طرف افریقہ کی زمین شور مین کار تہیج تمدن کی تخم ریزی کی، اور دوسری طرف یورپ کے برفستان (یونان) مین تہذیب و تمدن کی آگ روشن کی،

ان مباحث کی نسبت تفصیلاً بحث و اثبات تو طول کلام ہے، چند مستند کتابون کے حوالہ سے ضروری نتائج پر ہم اکتفا کرتے ہین،

اسیریا اسیریا کے متعلق سب سے آخری بحث مین ثابت ہو چکا ہے کہ وہ سامی قوم تھی[1] اور یہ معلوم ہے کہ وہ خلیج فارس کے سواحل عرب سے ٹھیک اسی راستہ سے بابل آئی تھی، جس راستہ سے اس سے پہلے، ہین عادیا امم سامیۂ اولیٰ کا ادھر گذر ہوا تھا، اس بنا پر حقیقتاً ہین اسیرین

[1] سائنٹفک ریویو امریکہ جلد ۱۹۱۴ء ۲ ص ۱۰۵ جرمن امریکانی کی تاریخ بابل جلد ۲ تذکرۂ اسیریا،

Marfat.com

نسلاً عرب تھے، اور اسیریا کی اگلی تاریخون مین اس کے دلائل ہر جگہ ملین گے،

ایران | ایران کی قدیم روایات مین مذکور ہے کہ جمشید کے بعد ضحاک نامی ایک عرب نے (خاندان ضحاک سمجھنا چاہیے) ہزار برس تک ایران پر حکومت کی[1]،

ہمارے مورخین کہتے ہین کہ ضحاک یمن کے ایک بادشاہ کا نام تھا[2]، لیکن تاریخی اور اگلی طور پر اس زمانۂ قدیم مین یمن کا براہِ راست ایران پر حملہ اور حکومت معلوم نہین، اس کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ یمن سے سواحلِ خلیجِ عرب سے ہوکر اسیریا مین جو عرب خاندان حکمران تھا، وہ ایران پر حملہ آور ہوا اور ایک مدت تک اس پر حکومت کی، ایران کا بابل و اسیریا کی محکومی مین میڈیا کے عروج (۶۰۰ ق م) تک رہنا اب ایک مسلّم واقعہ سمجھا جاتا ہے،

اسیریا کا دورِ وجود ۱۸۰۰ ق م اور زمانۂ عروج ۱۲۰۰ ق م سے ۶۰۰ ق م تک ہے

فنیقیہ | فنیقی سواحلِ بحر ابیض پر آباد تھے، تائر ان کے دار الحکومت کا نام تھا، اور ایشیا سے لیکر یورپ تک تجارتِ قدیم کے مالک تھے، عبرانی نام ان کا آرامی ہے، عاد ارم کے ذکر مین معلوم ہو چکا ہے کہ بنو ارم کا مسکن عرب تھا، یہ تو اہلِ عرب کا دعویٰ ہے، لیکن خود ان آرامیون کا بیان ہے کہ وہ اس مقام پر بحرین کے پاس سے آئے ہین جو عرب کا ایک ساحلی قطعہ ہے، اور جس کا پہلا نام تائر تھا، آثار کے رو سے بھی یہ تصدیق ہوتی ہے کہ ان کی زبان، مذہب اور رسوم تمام تر سامی ہین، اسی بنا پر اہلِ فنیشیا کے تمام متکار نامے اہلِ عرب کی طرف راجع ہوتے ہین،

قرطاجنہ | جہان اب تونس آباد ہے، انہی فنیشین یا آرامی عربون کی آبادی تھی جس کو عام طور سے اب کارتھیج کہتے ہین، ان آرامی عربون نے یہان ایک عظیم الشان حکومت کی

[1] فردوسی ذکر ضحاک تازی [2] تاریخ طبری ج ۱ ص ۸۹ مصر [3] ان بیانات کے لئے دیکھو سموال بے انگ صفحہ ۷،

Marfat.com

بنیاد ڈالی، جس سے دولۃ الکبری کی حکومت بھی لرز گئی، ہنیبال وغیرہ اسی خاک کے فرزند تھے، رومیوں سے متعدد معرکے ہوئے اور آخر ان ہی کے ہاتھ سے اسی سرزمین پر برباد ہو گئے،

یونان و کریٹ یورپ کا سب سے پہلا متمدن ملک یونان ہے، اور یونان کا تمدن بھی علوم وسطیٰ فنیشیا سے ماخوذ ہے، اور یہیں سے اس کی ترقی کا باب شروع ہوتا ہے، اس واقعہ سے اس مسئلہ پر روشنی پڑ سکتی ہے کہ عربی اور یونانی میں کیوں لوازم اور اشیائے تجارت کے بہت سے نام مشترک ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ دلچسپ یہ مسئلہ ہے کہ عربوں کی براہِ راست آبادی یورپ کے شہر یونان و کریٹ میں تھی، پلینی ایک یونانی جغرافیہ نویس اہلِ معین واقع یمن کے ذکر میں لکھتا ہے کہ معین کے لوگ اپنے کو مینوس شاہ کے خاندان سے بتاتے ہیں، ایک دوسرا یونانی مصنف اسٹرابو جزیرہ یوبیا (مملکت یونانی کا ایک جزیرہ) کے قدیم باشندوں کی نسبت لکھتا ہے کہ یہاں پہلی آبادی ایک "عرب" نوآبادی تھی جو قیدموس کے ساتھ یونان میں[1] تھی،

ہم ان فقروں کا ماحصل اتنا سمجھتے ہیں کہ عرب تاجر قدیم زمانہ میں یونان تک پہنچ چکے تھے، اور وہاں اپنی کوئی تجارتی نوآبادی بھی قائم کر لی تھی،

---

[1] پلینی اور اسٹرابو کے لیے دیکھو فارسٹر ج ۲ ص ۱۷۰ - ۷۵،

Marfat.com

عاد اور قرآن

گذشتہ صفحات پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا ہوگا کہ عاد کوئی محدود اور مختصر قبیلہ نہ تھا، بلکہ وہ ایک عظیم الشان قوم تھی، جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی، ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اس کے زور و قوت کا تماشا گاہ تھا، بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں اس کے دستِ صنعت کا نتیجہ تھیں، اس بنا پر عرب کے لئے اس قوم سے زیادہ عبرت و بصیرت کا کوئی دوسرا نمونہ نہ تھا، اسی لئے قرآن مجید نے عرب کی اس عظیم الشان قوم کی داستان بار بار دہرائی ہے:

اب تک تاریخِ قدیم اور تحقیقاتِ جدیدہ کے رو سے اس قوم کے حالات کا جو مرقع پیش کیا گیا ہے، اب آؤ دیکھیں کہ قرآن کی تصویر کیا اس سے الگ ہے،

ا معلوم ہو چکا کہ عاد ارم بن سام کی نسل سے تھے، قرآن بھی یہی کہتا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ، (فجر)	تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد ارم کے ساتھ کیا کیا؟ جو اونچی اونچی عمارتوں کے بانی تھے جن کی نظیر دنیا میں نہیں پیدا کی گئی،

بعض داستان گو مفسرین نے "ارم" سے ایک عجیب الخلقت باغ مراد لیا ہے جس کی سونے چاندی کی اینٹیں تھیں، اور لعل و گوہر کی پچی کاری تھی، عاد کے بادشاہ شداد نے اس کو بہشت کے مقابلہ میں بنوایا تھا، لیکن یہ دانشمند یہ نہ سمجھے کہ اس حالت میں عاد اور ارم میں باہمی نحوی تعلق کیا ہوگا؟ مشہور قرارۃ میں یہ بدل مبدل منہ ہیں، شاید وہ مضاف

Marfat.com

(مضاف الیہ کی ترکیب قرار دیتے ہون، لیکن اس حالت مین قرأۃ شاذہ کے لزوم کے علاوہ قانیہ جس کا نظم قرآن مقتضی ہے باطل ہوتا ہے، **ابن خلدون** نے اس موضوع پر ایک محقق بحث مقدمہ مین لکھی ہے، اس موقع پر وہ قابلِ مطالعہ ہے،

۲- ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ عاد امم سامیہ کے ہم معنی یا تقریباً ہم معنی ہین، نیز یہ کہ وہ ایک عظیم الشان حکمران قوم تھی، قرآنِ پاک با علانِ عام اس کی تصدیق کرتا ہے،

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ، (اعراف)

عاد کے لوگ یاد کرو، خدا کے اس احسان کو کہ اس نے قوم نوح کی تباہی کے بعد تمکو خلافت (حکومت) عطا کی،

قوم نوح کے بعد عرب اور اطراف عرب مین معلوم ہے کہ نوح کے بیٹے سام ہی کی نسل (امم سامیہ) نے ترقی کی تھی،

۳- عاد کی عظمت و جلالت اور تفوق سیاسی کے مفصل بیانات گذر چکے ہین، ان کو دعویٰ تھا کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم السجدہ) "ہم سے بڑا روے زمین پر آج کون ہے؟" ان کے پیغمبر نے کہا وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (ھود) "عجب نہین کہ خدا اپنی خلافت تم سے لیکر کسی دوسری قوم کو عطا کر دے"

۴- عاد بڑی عمارتون کے بانی تھے، قرآنِ مجید نے اس واقعہ کو متعدد مقامات پر دہرایا ہے، اور اسی لیے وہ اس قوم کو ذَاتِ الْعِمَادِ "(ستونون والے) کا خطاب دیتا ہے،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ، (الفجر)

تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے اس عاد ارم کیساتھ کیا کیا، جو بڑی بڑی عمارتون والا تھا، جس کی نظیر دنیا مین نہین پیدا کی گئی،

Marfat.com

دوسری جگہ حضرت ہودؑ کی زبانی ارشاد ہے،

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ (شعراء)	اے عاد والو! تم ہر بلند مقام پر بے فائدہ یادگار اور کاریگری کے مکان بناتے ہو، شاید تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے،

ان ہی عمارات باقیہ کی طرف خطاب کرکے قرآن کہتا ہے :-

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (عنکبوت)	اور عاد و ثمود کو ہلاک کیا، اور ان کے گھروں کے کچھ حصے تمہارے سامنے ہیں

دوسری جگہ کہتا ہے،

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسَاكِنُهُمْ (احقاف)	عاد کا یہ حال ہوا کہ اُن کے مکانوں کے سوا اب کچھ نظر نہیں آتا،

عاد کا مقام عام روایات میں یمن بتایا گیا ہے، امم سامیہ کے مسکن کے بیان میں کسی خاص مقام کی تعیین نہیں کی گئی ہے، صرف جزیرہ نمائے عرب تک محدود کیا گیا ہے، لیکن قرآن نے ایک موقع پر کہا ہے،

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ، اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ،	برادرِ عاد کو یاد کر جب احقاف میں اس نے اپنی قوم کو ڈرایا،

"احقاف" صحرائے ریگستان کو کہتے ہیں، یہ صحرا جنوبی اور شمالی عرب میں دونوں طرف واقع ہے اس بنا پر پیغمبر عاد کے مقام بعثت کو جنوبی صحرا (یمن) کے ساتھ تخصیص کا کوئی سبب نہیں ہے،

قوموں کی ملکی محرومی اور سیاسی بدبختی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن کے اخلاق

Marfat.com

وصفاتِ عالیہ کا پایہ کس حد تک پست ہوگیا ہے، عاد کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر ممالک مین گر جانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس حد تک گر چکے تھے کہ جہان پہنچکر خدا کا غضب قومون پر بھڑکتا ہے، اور ان کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بابل، اسیریا، فنیشیا، قرطاجنہ، یونان، روما، فارس قدیم سب اسی کلیہ کے جزئیات ہین، سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ، وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا[1]

ایسے موقع پر خدا کا یہ قانون بھی ہے کہ قوم مین وہ کسی روحانی مصلحِ اعظم یعنی خود پیغمبر یا نائب پیغمبر (علماء و مصلحین) کو پیدا کرتا ہے، جو قوم کو عبرت دلاتا ہے، اس کے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرنا چاہتا ہے، اُس کو صلاح و ہدیٰ کی دعوت دیتا ہے، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا[2]

لیکن تمام قومون کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ کبھی بدبختی کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ ایک جماعت قلیل کے سوا، عموماً اس کی آواز ہر طبقہ مین غیر مسموع ہوتی ہے، اور جو سنتے ہین وہ سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ عامل نہین، اور نتائج صرف عمل پر موقوف ہین، اس وقت خدا کا غضب تلوار مین چمک کر، آسمان سے گرج کر، یا زمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہے، اور دوسری قوم کے لئے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہے،

بعثتِ ہود | اب وہ وقت آگیا کہ اس عظیم الشان اور عظیم الجبروت قوم کو جس نے اپنی زور و قوت سے دنیا کو ہلا دیا تھا، آخری دعوت دی جائے، آخران ہی مین ہودؑ مبعوث ہوئے جنھون نے ان کو خدا کی آواز سنائی، پیغمبر نے کہا،

---

[1] ترجمہ:- خدا کا قانون گذشتہ قومون میں بھی یہی تھا، اور خدا کے قانون مین تبدیلی نہ پاؤگے [2] ترجمہ:- ہم کسی قوم کو اس وقت تک مبتلائے عذاب نہین کرتے ہین، جب تک کہ ان مین پیغمبر نہ بھیج لین،

Marfat.com

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا، قَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ، قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ
سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ، اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ، اَوَعَجِبْتُمْ
اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى
رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا
اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ
نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً
فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
رِجْسٌ وَّغَضَبٌ، اَتُجَادِلُوْنَنِيْ

اے میری قوم! خدا کو پوج، اس کے سوا تمھارے
کوئی دوسرا خدا نہیں، کیا ڈرتے نہیں تم کافر
بلند طبقہ جو کافر تھا اور ماننے والوں سے بولا ہم تمکو حماقت
میں مبتلا پاتے ہیں اور تم کو جھوٹ بولنے والوں
میں پاتے ہیں، بولا اے قوم مجھ کو حماقت سے کچھ علاقہ نہیں
حماقت نہیں، بلکہ میں پروردگار عالم کی
رسول ہوں، پہنچاتا ہوں پروردگار کے پیغام تم کو اور میں
اور میں درحقیقت تمھارا خیر خواہ ہوں
نصیحت
تم کو تعجب ہوا کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے
تم میں سے ایک شخص پر آئی، تاکہ تم کو متنبہ کرے
یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اس نے تم کو قوم
نوح کے بعد خلافت (حکومت) دی اور تم
کو خلق میں وسعت عطا کی، خدا کی نعمتوں کو
یاد کرو، کہ فلاح پاؤ،
کافروں نے جواب دیا، کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے
کہ ہم ایک خدا کو پوجیں، اور جن کو ہمارے بزرگ پوجتے
تھے، ان کو چھوڑ دیں، جس عذاب کا تم دعویٰ کرتے
ہو اگر سچے ہو تو لے آؤ،
پیغمبر نے کہا، تمھارے پروردگار کا عذاب و غصہ
تم پر آگیا، کیا تم مجھ سے ان چند ناموں میں جھگڑتے

Marfat.com

فِيْ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ
اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ
فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ، (اعراف)
فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا
قُوَّةً، اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ
خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً، وَكَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ، (حٰمٓ السجدۃ)
وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ، اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ
بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ،
قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ، قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ
وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ
اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ، (احقاف)
وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا، قَالَ يٰقَوْمِ

ہو، جن کو تم نے اور تمھارے بزرگون نے رکھ لیا ہے،
خدا نے اس کے لیے کوئی دلیل نہین اتاری، عذاب کا
انتظار کرو مین بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہون،
لیکن عاد نے بلا استحقاق، زمین مین غرور کیا، اور کہا
کون مجھ سے طاقت مین بڑا ہے، کیا وہ یہ بھی نہ
سمجھے کہ جس خدا نے ان کو بنایا وہ طاقت
مین ان سے زیادہ بڑا ہے اور وہ ہماری
نشانیون کے منکر تھے،
عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اس نے اپنی
قوم کو صحراے ریگستان مین متنبہ کیا خدا کی
عبرتناک دھمکیان اس کے سامنے اور اس کے پیچھے تھین،
اس نے کہا، اس ایک خدا کے سوا اور کسی کو نہ پوجو،
مین ڈرتا ہون کہ تم پر کوئی بڑا عذاب نہ آئے،
انھون نے کہا، اے ہود تو اس لیے ہمارے پاس آیا
کہ ہم کو اپنے دیوتاؤن سے مرتد کر دے، جس عذاب
کا دعویٰ کرتے ہو، اگر سچے ہو تو لے آؤ، اس نے
کہا کہ اس کا علم خدا کے پاس ہے کہ عذاب کب آئیگا،
جو پیغام لیکر مین بھیجا گیا ہون وہ صرف تم کو پہنچا
عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے

Marfat.com

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ. يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ
فَطَرَنِيْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا
تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ. قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا
بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ
قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ
اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا
بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا
اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ، مِنْ دُوْنِهٖ
فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ
مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، فَاِنْ
تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ
بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى

کہا، میرے بھائیو! خدا کو پوجو، اس کے سوا تمھارے
کوئی خدا نہین، دوسرے خداون کا نام تمھارا صرف
افترا ہی، بھائیو! اس وعظ و نصیحت کا کوئی معاوضہ
مین تم سے نہین چاہتا، میرا معاوضہ اس پر لازم ہے
جس نے مجھکو پیدا کیا تم نہین سمجھتے ہو؟ بھائیو!
خدا سے اپنے گناہون کی معافی مانگو اسکی طرف رجوع
کرو، تو وہ آسمان کو تم پر برستا ہوا بھیجیگا، اور تمھارے
زور و قوت مین ترقی دیگا، گنہگار بنکر منھ نہ پھیرو!
بھائیون نے کہا ہود! تم ہماری پاس کوئی دلیل نہ لائے
صرف تمھارے کہنے سے تو ہم اپنے خداؤن کو چھوڑنے والے نہین
ہود نے کہا، مین خدا کو گواہ ٹھہراتا ہون، اور تم بھی گواہ رہنا
مین جسکو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، خدا کے سوا اس سے
پاک ہون، تم سب مل کر میرے لئے سازش کرو پھر
مجھے مہلت نہ دو، مین نے خدا پر بھروسہ کیا ہی جو میرا
اور تمھارا دونون کا پروردگار ہی، کوئی چلنے والا نہین
جس کی پیشانی اس کے ہاتھ مین نہین، میرا پروردگار
صحیح راستہ پر ہی، اگر تم انکار کرو تو مین پیغام لیکر بھیجا
گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا، خدا تمھارے سوا اوروں
کو حکومت بخشے گا، تم اس کا کچھ نہین بگاڑ سکتے

Marfat.com

كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (ھود)

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ

أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ إِنِّي لَكُمْ

رَسُولٌ أَمِينٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ

وَأَطِيعُونِ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ

بِمَا تَعْلَمُونَ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ وَجَنَّاتٍ

وَعُيُونٍ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ

تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ إِنْ هَذَا إِلَّا خُلُقُ

الْأَوَّلِينَ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ فَكَذَّبُوهُ

فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ

میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔

عاد نے پیغمبروں کو جھوٹا کہا جب ان سے ان کے بھائی ہود

نے کہا کیا تم پرہیز نہیں کرتے میں تمہارا امین پیغمبر ہوں پس خدا

سے ڈرو اور میری بات مانو میں اس کے لئے تم سے کوئی

معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ پروردگار عالم کو دینا

ہے کیا تم ہر بلند مقام پر بیہودہ یادگار نشانی اور

بڑی بڑی کاریگری کی عمارتیں بناتے ہو شاید تم ہمیشہ اور

جب کسی کو پکڑتے تو جابر بن کر پکڑتے ڈرو اللہ سے اور میری

بات مانو ڈرو اس سے جس نے تمہاری مدد کی ان نعمتوں سے

جن کو تم خود اچھی طرح جانتے ہو چوپایوں سے

اولاد سے باغوں سے چشموں سے مجھکو ڈر ہے کہ تم پر کوئی

بڑا عذاب نہ آئے۔

جھٹلانے والوں نے جواب میں کہا تو تم نصیحت کرو یا

نہ کرو ہم مانیں گے نہیں یہ ہمارے اگلے زمانہ والوں کی

بناوٹ ہے ہم پر عذاب نہیں کیا ان لوگوں نے پیغمبر

کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو برباد کیا اس واقعہ میں

عبرت کی نشانی ہے یہ لوگ اکثر ایماندار نہ تھے

الغرض یہ آیات اس امر کی شاہد ہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام جو ہمیشہ ہر قوم کی تباہی

۱- **مغرور قوت**، عاد کو اپنی قوتِ بازو پر ناز تھی، اور اسی طرح ہر قوم جو مجد و تفوق پر تلی ہوئی ہے، اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بھی اپنی قوت پر مغرور رہتی ہے،

متکبرین عاد نے کہا اے ہود ہمیں کس سے ڈراتے ہو،

مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً — قوت و زور میں ہم سے کون بڑا ہے؟

حضرت ہودؑ نے کہا تمہاری قوت مسلّم لیکن اگر صلاح و تقویٰ کی دعوت قبول کرو گے،

یَزِدْکُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِکُمْ، — تو خدا تمہاری قوت کو اور قوت بخشے گا۔

لیکن وہ نہ سمجھے!

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ — کیا وہ نہ سمجھے کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا

هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً، — وہ ان سے کہیں زیادہ قوی ہے،

اُن کو نہ صرف اپنی فوجی و سیاسی قوت پر ناز تھا بلکہ اپنی زراعتی و تمدنی ترقی کی کثرت اور اپنے باغوں کی بہتات پر بھی ناز تھا جو اس عہد کی سب سے بڑی دولت تھی،

حضرت ہودؑ نے کہا کہ یہ تکبر کی باتیں چھوڑ دو اور اختیار کرو،

وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّکُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ — اور اس خدا کا خیال کرو جس نے تم کو وہ چیزیں دیں

اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ — جن کو تم جانتے ہو، مویشی، اولاد، باغ اور چشمے

اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (اعراف ۹)

(اعراف - ۹)

۲- **ظلم و جور**، قوم کی حاکمانہ طاقت کو کمزوروں کے لئے سب سے زیادہ زہر قاتل، ظلم اور جور و ستم ہے، اور قوموں کی تاریخ اس حقیقت پر بہترین شاہد ہے، اور اپنے تابعین کو اکثر قومیں پھرتے تھے، لیکن ان اخلاق کے قوموں کو پھرتے تھے، جیسا کہ ان کے عاد و ثمود سے ہر ظلم

Marfat.com

اکڑتے پھرتے ہین، اور معصوم قومون کو چھیڑ چھیڑ کر فنا کرتے رہے ہین

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ، — لیکن عاد نے زمین مین بلا استحقاق غرور کیا، اور کہا کہ کون ہم سے زور و قوت مین بڑا ہے،

عاد کی اس جباری و ستمگری کا ثبوت مصر کی مفتوح اقوام کی زبان سے بھی ملتا ہے،

"خدا ہم سے ناراض تھا، ایک عجیب طریقہ سے اطراف مشرق سے شریر المخلقت لوگ چلے آئے، وہ اس قدر قوی تھے کہ ہمارے ملک مین گھس گئے اور بزور نہایت آسانی سے اس کو مسخر کر لیا ... جب انھون نے ہمارے سردارون کو گرفتار کر لیا .... ہمارے شہرون کو جلا دیا، ہمارے دیوتاؤن کے مندر گرا دیئے، اور تمام باشندون کیساتھ وحشیانہ طریقہ سے سلوک کیا، اور نہ صرف یہ بلکہ بعض کو ہتھیارون سے مار ڈالا، اور انکی بیوی بچون کو غلام بنایا"[1]

۳۔ سب سے آخری چیز جو انتہائے بربادیِ عالم ہے، خدائے وحدہ کا انکار، اور معبودانِ باطل کی پرستش ہے۔ ہودؑ نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (اعراف) — بھائیو! خدا کو پوجو، اس کے سوا کوئی خدا نہین کیا پرہیزگار نہین بنتے،

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ، (ھود) — بھائیو! خدا کو پوجو، اس کے سوا کوئی خدا نہین دوسرے خداؤن کا نام تمھارا افترا ہے،

جواب وہی ملا جو اکثر ملتا ہے،

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ — اے ہود تم ہمارے پاس کوئی حجت نہین لائے اور تمھارے کہنے سے تو ہم اپنے دیوتاؤن کو چھوڑنے والے

[1] یوسیفوس کی تاریخ بحوالہ سابق

Marfat.com

مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ (ھود)

نہین، اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہین،

ہود نے اب خدا کا آخری پیغام پہنچایا،

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ

اگر اعراض کیا تو مین تم کو جو پیغام دیکر بھیجا گیا تھا پہنچا چکا، خدا تمھارے سوا کسی اور کو حکومت دیگا،

آخر وہ دن آگیا جب سنتِ الٰہی نے اپنی زمین کے لئے ایک دوسری قوم کا انتخاب کیا، اور اس شریر قوم کو احقاف کے باہر تلوار سے اور احقاف کے اندر ہوا اور ریگ کے طوفان سے برباد کردیا کہ یہ سب اس کے ہتھیار ہین، اس کا ہاتھ انسانون کے ہاتھ مین بھی ویسا ہی کام کرتا ہے جس طرح ہوا، پانی اور آگ مین،

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهُ لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝

ہم نے ان پر منحوس دنون مین باد صرصر بھیجا تاکہ ہم ان کو عذاب ذلت کا اسی زندگی مین مزہ چکھائین اور عذاب آخرت سب سے زیادہ ذلت والا ہے،

جب ان کو باد صرصر کا عذاب ایک بادل کی صورت مین جس کا رخ ان وادیون کی طرف تھا نظر آیا بولے یہ ہم کو سیراب کرنیوالا بادل ہی نہین بلکہ یہ وہ ہی جس کی لئے گنہگار تم کو جلدی تھی، یہ ہوا ہی جس مین دردناک عذاب ہی اپنے خدا کے حکم سے

لیکن عاد تو وہ تند باد صرصر سے برباد کردیئے گئے، خدا نے جڑ کاٹنے والی سات راتین اور آٹھ دن تک

Marfat.com

اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى	ان پر اس ہوا کو لگا دیا، تم دیکھتی تو اس ہوا میں اُس
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ، فَهَلْ	قوم کو افتادہ، جیسے وہ کھوکھلے درخت کی جڑ رکھے،
تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ، (الحاقہ)	کیا اب ان میں کوئی تم کو زندہ نظر آتا ہے،
وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ	اور عاد میں عبرتیں ہیں، جب ہم نے بے فائدہ بخش
مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ	ہوا کو بھیجا جو ایسی تھی کہ جس شے پر اُس کا گذر ہوا تا
كَالرَّمِيْمِ (ذاریات - ۲)	اس کو بوسیدہ ہڈی کی طرح کر چھوڑتی،

اور ملکوں میں پانی کا دریا ہے جس میں کبھی کبھی طوفان آتا ہے، **عرب** اور افریقہ میں ریگستان کا دریا ہے، کوسوں تک ریگستان ہے، **احقاف** وہ عظیم الشان ریگستان ہے جو سیکڑوں میل تک وسیع ہے، اور اب اس کو الربع الخالی کہتے ہیں، اس میں جب تیز ہوا چلتی ہے زندگی دشوار ہو جاتی ہے، ریگ کے پہاڑ کے پہاڑ ہوا پر اڑتے پھرتے ہیں اور جہاں وہ تھمتے ہیں اس کو دبا کر دفن کر دیتے ہیں، قافلہ کا قافلہ گاؤں کا گاؤں اس کے نیچے دب کر موت سے پہلے مدفون ہو جاتا ہے، پھر اتفاق سے جب یہاں سے ریگ ہٹتی ہے تو ہڈیوں کا تودہ نظر آتا ہے، ایک انگریز سیاح جس نے اس طوفانِ سموم کا **عرب** میں نمونہ دیکھا ہے، اُس کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے

"دوپہر تھی، جنوب کی طرف سے دفعتہً لوُ کے جھونکے آنے لگے، ہوا کی تیزی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی..... میرے عرب رفیقوں نے اپنے چہروں کو کپڑے سے لپیٹ لیا، اور اونٹوں کو مار مار کر تیز کرنے لگے، لیکن اونٹ بار بار بیٹھ جانے کی کوشش کرتے تھے، میں نے رفیقوں سے واقعہ دریافت کیا، لیکن نہایت گھبراہٹ کے ساتھ صرف یہ کہا کہ سامنے کے خیمے میں اگر پہنچ گئے تو جان بچ جائیگی، اس اثنا میں ہوا اور زیادہ تند و تیز ہو گئی، گرمی کی یہ شدت ہو گئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے دوزخ اتر آئی ہے، بالآخر کوشش کر کے ہم خیمے

Marfat.com

تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک عورت مٹی لیئے ہوئے ملی، ہمارے اونٹ ہوا کے رُخ سے منھ پھیر کر ناک کو ریت میں گاڑ کر مردے کی طرح پڑ گئے،

ہم بھی خیمہ میں جا کر منھ لپیٹ کر اوندھے پڑ گئے۔ تاریکی اتنی شدید تھی کہ رات معلوم ہوتی تھی، دس منٹ تک تقریباً یہی حالت رہی، پھر ہوا اور گرمی میں تخفیف ہوئی۔ جب ہم اٹھے تو ہمارے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔

تنبیہ حضرت ہودؑ کو عام طور سے "عابر" سمجھا جاتا ہے جو ازروے توراۃ تمام عبرانیین کا باپ تھا۔ بظاہر ہم اس انکار کی کوئی وجہ نہیں سمجھ سکتے، گو نصرانی مصنفین جو اباے توراۃ کا [illegible] ہیں لیکن اپنی مخالفت میں پہاڑ کو ذرہ ماننے پر بھی آمادہ نہیں، بدل و جان اس انکار کے مؤید ہیں۔

عدن کے پاس ماداتابہ کا ایک کتبہ ملا ہے اس میں ہود کا نام بھی مذکور ہے،

عام طور سے مشہور ہے کہ حضرموت کے دامن کوہ میں حضرت ہودؑ کی قبر شریف ہے، دور دراز تک لوگ اس کی زیارت کرانے جاتے رہتے ہیں،

قوم عاد کی نسبت عام طور سے نہایت لغو باتیں مشہور ہیں، مثلاً یہ کہ ان کا قد کئی گز کا ہوتا تھا۔ یہ شبہہ اس لیئے ہوا کہ قرآن نے ان کو ذاتِ العِمادِ (ستونوں والے) کہا ہے، اس سے وہ سمجھے کہ ان کا قد ستونوں کی طرح تھا، حالانکہ "ستونوں والے" سے مقصود "عمارتوں والے" ہیں،

دوسری جگہ قرآن میں ان کی نسبت ہے،

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً — خدا نے تم کو خلق میں زیادتی بخشی ہے،

بَصْطَةً — کے معنی زور و قوت کے ہیں، یعنی خدا نے تمھارے بدن میں زور و قوت بخشا تھا، دوسری جگہ حضرت طالوتؑ کی نسبت مستعمل ہوا ہے وَزَادَهُ بَصْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ

الجسمہ، اس سے یہ معنی کون سمجھ سکتا ہے کہ طالوت بڑے قد آور تھے، بلکہ یہ مقصود ہے کہ صاحب قوت تھے، یہ بھی عام طور پر مشہور ہے کہ عذاب کے بعد قوم عاد مین پھر کوئی زندہ نہ بچا یہ غلط خیال قرآن کی ان آیتون سے سمجھ گیا ہے،

فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰٓی اِلَّا مَسٰکِنُهُمْ (احقاف)

وہ اس طرح ہوگئے کہ ان کے گھرون کے سوا کچھ نظر نہین آتا

فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْ بَاقِیَةٍ، (الحاقہ)

اس ہوا مین یہ قوم اس طرح افتادہ تھی جیسے کھوکھلے درخت کی جڑ ہو کیا ان مین سے اب کوئی زندہ نظر آتا ہے

لیکن یہ تو زمانہ نزول قرآن کا حال بیان کیا گیا ہے، اس سے دو ہزار برس پہلے کا حال کیا تھا، خود قرآن کہتا ہے،

فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا (اعراف - ۹)

ہم نے ہود کو اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی، اور جنھون نے ہماری نشانیون کی تکذیب کی ان کی جڑ کاٹ دی

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ،

اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی اور ان ہم نے انکو بڑے عذاب سے نجات دی،

اور تیسری جگہ قرآن نے تفصیل کر دی ہے، اور ان ہلاک ہونے والون کو "عاد اولیٰ" کہا ہے،

وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَنِ الْاُوْلٰی (نجم)

اور اس خدا نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا،

اس آیت سے خود بخود یہ سمجھنا چاہیئے کہ نجات پانے والون کا عاد ثانیہ نام ہے ابن ہشام کلبی نے "عاد اولیٰ و عاد ثانیہ" کے حال مین ایک کتاب لکھی تھی، لیکن اب کہان ملتی ہے،

Marfat.com

اندرونِ عرب

یہ اُن قبائل کی سرگذشت تھی جو ملک سے باہر جا کر آباد ہوئے، خود اندرونِ ملک مین بھی بہت سی قومین رہ گئی تھین، جنمین ثمود سب سے زیادہ مشہور، اور جن کی ترقی کا زمانہ عاد اولیٰ کے بعد ہے، امم سامیہ کا جو حصہ باہر سے شکست کھا کر پھر عرب واپس آیا[1] اُس نے ڈیڑھ سو برس یہان بھی اپنے عروج کو قائم رکھا، اس کی صحیح مثال مسلمانون کی ہے، فتنۂ تاتار کے بعد بھی کئی سو برس تک سارے جیتے رہے لیکن ان کی روح اسی دن مر چکی تھی،

بہرحال خواہ باہر سے منہزم ہو کر واپس آکر یا خود عرب مین رہ کر جن قبائل نے اندرونِ ملک مین حکومتین قائم کین وہ یہ ہین،

حضرموت سے سواحل خلیجِ فارس کے طول مین عراق تک عادثانیہ، عرب مین حجاز سے حدود سینا تک ثمود یمامہ مین طسم و جدیس، یمن مین اہلِ معین،

۱۔ عادثانیہ یا عادِ عرب

اس سے پہلے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ہودؑ نے مع اپنے متبعین و صالحین عاد کے عذاب سے نجات پائی، روایاتِ عرب مین ہے کہ وہ عذاب سے پہلے عاد کی آبادی سے نکل کر حجاز چلے گئے تھے، بہرحال ان مین لقمان نام ایک نیک بادشاہ ہوا، اس کی عمر کئی سو برس کی بیان کی گئی ہے

[1] ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۰۔ یقال انھم لما قتلوا الی جزیرۃ العرب لحقوا بحضرموت فنبھا بنو جاد

Marfat.com

اور یہ کچھ عجب نہین، تمام قدیم قومون کی ابتدائی تاریخ اسی قسم کے طویل العمر بادشاہون سے شروع ہوتی ہے، عام طور سے اب اس قسم کی روایات کے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ اُس شخص کے خاندان مین حکومت کئی سو برس تک رہی اور مجازاً بجائے خاندان کے خود اس کا شخصی نام خاندان قرار دیا گیا، اس بنا پر لقمان کی عمر سے خاندان کی عمر مراد لینی چاہیے،

حضرت لقمانؑ یہ لقمان کون تھا؟ روایات عرب مین ایک شخص لقمان مشہور ہے، جس کو لوگ اب عموماً حکیم لقمان کہتے ہین، اس کی طرف حکایات و تمثیلاتِ حکیمانہ کثرت سے منسوب ہین، قرآن مین بھی لقمان کا تذکرہ ہے، اور اس کے بعض نصائح کا حوالہ ہے، ہم ان دونون کو ایک ہی سمجھتے ہین، اور اس اتحاد کی ہمارے پاس ایک قدیم شہادت بھی موجود ہے، مشہور مورخ **ابن اسحاق** المتوفی ۱۵۱ھ جس کی سیرت آج آنحضرت صلعم کے حالات مین قدیم ترین تصنیف ہے، اور تصنیفات موجودہ کی بنا پر عرب قدیم کا سب سے پہلا مورخ ہے کتاب **التیجان** مین جو مخصوص عرب قدیم کی تاریخ ہے، روایت کرتا ہے،

قال وهب فلما مات شداد بن عاد صار الملك الى اخيه لقمان بن عاد وكان اعطى الله لقمان ما لم يعط غيره من الناس في زمانه اعطاه ثلاثمائة رجل كان طويلا لا يقارب اهل زمانه	وہب (ایک مشہور راوی) نے کہا کہ شداد بن عاد جب مر گیا تو حکومت اسکے بھائی لقمان بن عاد کو ملی خدا نے عاد کو وہ کچھ دے رکھا تھا، جو کسی دوسرے کو اُس زمانہ مین نہین دیا تھا اُس کو حواس تین سو آدمیون کے برابر خدا نے دیے تھے، اور اپنے معاصرین مین سب سے زیادہ وہ بلند قامت تھا، ابن وہب نے کہا کہ حضرت ابن
قال ابن وهب قال ابن عباس كان لقمان بن عاد بن الملطاط	عباسؓ نے فرمایا کہ لقمان بن عاد، بن ملطاط ابن سلک بن وائل بن حمیر، (نسب نامہ صحیح

Marfat.com

بن السلک بن وائل بن حمیر بنیا سنین، نبی بلا کتاب تھا،

غیر مرسل[1]

عالم لوگ غلطی سے لقمان عاد اور لقمان حکیم کو ایک سمجھتے ہین، عرب کے افسانہ گو کہتے ہین کہ لقمان حکیم افریقی الاصل تھا، اور ایک غلام کی حیثیت سے عرب مین آیا تھا، بعض علماے یورپ حکیم لقمان اور ایسپ نام ایک یونان حکیم کو ایک قرار دیتے ہین، اس اتحاد کی جو دلیل وہ پیش کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ان دونون کی طرف جو حکایات و تمثیلات منسوب ہین، وہ تقریباً ایک ہی قسم کے ہین، لیکن یہ ایک تعجب انگیز استدلال ہے، کسی دو تصنیف کے مطالب کا اتحاد، اُن کے مصنفین کے اتحاد شخصیت کو اگر مستلزم ہے تو افسوس ہے کہ اس جرم مین ہم کو سینکڑون تاریخی اشخاص کے مٹ جانے کا افسوس ہوگا، اس کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ قدیم عرب حکماے یونان سے کب واقف تھے؟ عرب کا ایک شاعر جاہلی سلمیٰ بن ربیعہ کہتا ہے،

اھلکن طسماً بعدہٗ غذی بھم وذاجدن حوادث زمانہ نے قبیلہ طسم کو اور اس کے بعد ذاجدن

واھلک جاش دہرہا حی لقمان والقرون شاہ یمن کو اور اہل جاش دہر کے اور قبیلہ لقمان کو مٹا دیا،

اس دوسرے شعر سے نہ صرف لقمان کا عرب ہونا ظاہر ہوتا ہے بلکہ ایک قبیلہ کا مالک یمن کا باشندہ اور عظمت و شوکت مین "سبا" کا مقابل، اور یہ تمام باتین لقمانِ عاد پر صادق آتی ہین،

عرب مین لقمان نہایت مشہور تھا، اس کا صحیفۂ حکمت خود عرب مین موجود تھا، اور لوگ اس کو پڑھتے تھے،[2]

عاد کا ایک کتبہ جو ۱۸۳۵ء مین ملا تھا اس مین چند حسب ذیل فقرے ہین :-

ہم پر وہ بادشاہ حکومت کرتے ہین جو کمینہ خیالات سے بہت دور، اور شریرون کو سزا

[1] کتاب الیتیمان قلمی موجودہ کتب خانہ بانکی پور ص ۲۷ ابن ہشام ذکر سوید و بعیت عقبہ،

دینے والے تھے، اور ہود کی شریعت کے مطابق ہمارے واسطے پیدا ہوتے تھے، اچھے فیصلے
ایک کتاب مین لکھے جاتے تھے،

کیا ہم ان آخری الفاظ سے جو کاغذ پر نہین پتھر پر لکھے پائے گئے ہین، یہ نتیجہ نہین نکال سکتے
ہین کہ صحیفہ لقمان لقمان کے "اچھے فیصلے ایک کتاب مین لکھے ہوئے" تھے،
اس نیکدل بادشاہ کا جو ہود کی شریعت کا متبع تھا، قرآن نے بھی ذکر کیا ہے، اور اس کی
نیکی اور دانائی کی شہادت دی ہے،

لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ	بیشک ہم نے لقمان کو دانائی دی کہ خدا کا
وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ	شکر ادا کر جو خدا کا شکر ادا کرتا ہے اسکا نفع خود اسی کو
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ	ملتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو خدا بے پروا اور حمد کیا گیا ہے
وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ	یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے
يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ	کہا فرزند من! خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک
لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ، وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ	بڑے ظلم کی بات ہے (خدا کہتا ہے کہ) ہم نے
بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ	انسان کو حکم دیا ہے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرین
وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ	اسکی ماں نے اس کو پیٹ مین رکھا، کمزوری پر کمزوری
وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ، وَاِنْ جَاهَدٰكَ	دودھ کے اندر اسکا دودھ چھڑانا ہے اے انسان میرا اور اپنے
عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ	ماں باپ کا شکر گذار ہو، بازگشت میری طرف ہے
عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا	والدین تجھکو میرے شرک پر مجبور کرین تو ان کا کہنا نہ
مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ	ماننا لیکن دنیا مین نیکی کے ساتھ ان کے ساتھ
ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ	رہنا، اور ان لوگون کا پیرو نہ بن جو میری طرف رجوع

Marfat.com

تَعْمَلُوْنَ، يٰبُنَيَّ اِنْهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ
اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ
لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ، يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَا
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَا
عَلٰى مَا اَصَابَكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ
الْاُمُوْرِ، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّا
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ، وَاقْصِدْ
فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ

(تمت)

کرتے ہین، پھر میری طرف بازگشت تمھاری ہے
تو تم کو بتاؤن گا جو تم کیا کرتے تھے، فرزند من اگر
رائی کے دانہ برابر بھی کوئی چیز ہوگی اور وہ کسی چٹان کے
اندر یا آسمان مین یا زمین مین ہوگی تو وہ بھی خدا
لے آئیگا، خدا بے شبہہ باریک بین اور خبر رکھنے والا ہے،
فرزند من! نماز پابندی سے پڑھا کر، اور نیک بات کی
لوگون کو ہدایت کر اور بری بات سے روکا کر اور جو
مصیبت آئے اُس پر صبر کیا کر، یہ بڑی باتین ہین
سے منھ لوگون کے نہ پھیرا کر، اور زمین مین اترا کر
یقین رکھ کہ خدا مغرور اور فخار کو پیار نہین کرتا، اور اپنی
چال مین میانہ روی اختیار کر، اپنی آواز کچھ نیچی کر کہ
بدترین آوازون گدھون کی آواز ہے (جو زور سے چیختے ہین)

عاد ثانیہ کی تاریخ اثری

عاد ثانیہ کے متعلق کوئی مزید تاریخی یا اثری حال نہین معلوم، اب تک اس قوم کا صرف ایک کتبہ حصن غراب (واقع قریب عدن) کے کھنڈرون مین ۱۸۳۴ء مین ملا ہے، اس کی دو سطرین ہم نے اوپر نقل کی ہین، یہ کتبہ ایک منہدم عمارت مین پتھر پر کندہ تھا، ایک انگریز افسر جس کا نام ولسٹڈ (WELLE STED) تھا ان کتبون کا مکتشف ہے، اور یہ سب سے پہلا عربی کتبہ ہے جو یورپ نے عرب کی سرزمین مین دریافت کیا، اس کتبہ کی زبان اور خط جنوبی عربی ہے، جس کو متاخرین غلطی سے حمیری کہتے ہین، اور اب اسی نام سے مشہور ہے کتبہ کی اصل حمیری عبارت الگ صفحہ پر ہے، اس کا اردو ترجمہ بہ ترتیب سطر یہ ہے[1]،

[1] اصل کتبہ اور اس کا اصل و ترجمہ اولاً ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل مین چھپا تھا، لیکن ہم نے فارسٹر سے نقل کیا ہے،

Marfat.com

۱- ہم مدت تک اس وسیع قصر مین رہے، ہماری حالت بدنصیبی اور ادبار سے دور تھی،

۲- ہماری نہرون مین دریا کا پانی امنڈا آتا تھا، سمندر موجین مارتا ہوا ہمارے قلعہ کی دیوارون سے غضبناک ہوکر ٹکرین مارتا تھا۔ ہمارے چشمے خوش آیند آواز سے بہتے تھے،

(۳) بلند کھجورون کے اوپر جن کے باغبان خشک چھوہارے ہماری وادیون کے چھوہارون کی زمینون مین لگاتے تھے، اور خشک چاول بوتے تھے، (۹)

(۴) ہم پہاڑی بکرون کا اور جوان خرگوشون کا شکار پنجرون اور جالون سے کرتے تھے اور مچھلیون کو،

(۵) بہلا بہلا کر باہر نکال لیتے تھے، اور ہم آہستہ آہستہ خرامان خرامان، رنگ برنگ کے کے ریشم کے کپڑے اور کاہی سبز مختلف الالوان جامہ پہنکر، چلا کرتے تھے، اور ہم پر وہ بادشاہ حکومت کرتے تھے جو کمینہ خیالات سے بہت دور، اور شریرون کو سزا دینے والے تھے، ہود کی شریعت کے مطابق،

(۶) اچھے فیصلے ایک کتاب مین لکھے جاتے تھے اور ہم معجزات کا یقین رکھتے تھے، قیامت کے راز اور فتنون کے راز پر ایمان تھا،

(۷) رہزن (دشمن) گھس آئے اور وہ ہمارے ساتھ کچھ جھگڑا کرتے، مگر ہم نے گھوڑون کو پویہ ڈال دیا، اور ہمارے کریم نوجوان سخت اور نوکدار نیزون کو لے کر آگے بڑھے،

(۸) ہمارے خاندان کے مغرور بہادر مرد اور عورتین گھوڑون پر لڑ رہی تھی، جنکی گردنین لمبی تھین اور جو چمکدار کمیت رنگ کے تھے،

(۹) ہماری تلوارین بدستور دشمنون کو زخمی کر رہی تھین اور چھید رہی تھین، یہانتک کہ اُن کے قلب پر حملہ کرکے انکو مفتوح اور بالکل پست کردیا، جو بدترین نوع انسان مین تھے،

مقدمہ مین بیان ہو چکا ہے کہ یہی کتبہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ مین بھی بعض مسلمان علماے آثار نے پڑھا تھا، اور اس وقت ان کا ترجمہ یہ کیا گیا تھا،

غنینا زمانا فی عراصۃ ذی القصر بعیشٍ رخی غیر ذی ضنک کالنذر
یفیض علینا البحر بالمد زاخرًا وانہارھا بالماء منزعۃ تجری
خلال نخیل باسقاتٍ ....بالقسب المجزع والتمر؟
ونصطاد صید البر بالخیل والقنا وطورا نصید النون من لجۃ البحر
ونرفل فی الخز الممر قحمتارۃ وفی القز احیانا وفی الحلل الحفر
یلینا ملوک یبعدون عن الخنا شدید علی اھل الخیانۃ والغدر
یقیم لنا من دین ھود شرائعًا ونؤمن بالآیات والبعث والنشر
اذا ما عدو حل ارضًا بدیرنا بدرنا جمیعًا بالشقۃ السمر
نحامی علی اولادنا ونسائنا علی الشھب والکمت المعقد والشقر
نقارح من یبغی علینا بغیرۃ باسیافنا حتی یؤبن بالدبر

اس کتبہ سے نہ صرف عادثانیہ کے بعض حالات پر روشنی پڑتی ہے، بلکہ متعدد حیثیات سے یہ قرآن کی تائید کرتا ہے، اول یہ کہ ہود کی تاریخی شخصیت ثابت ہی، ثانیاً یہ کہ بقایاے عاد صرف متبعین ہود تھے، ثالثاً یہ کہ عاد ذات العماد اور عمارتون کے بانی تھے، رابعاً یہ کہ وہ حقیقۃً جیسا کہ قرآن نے کہا ہے، بڑے بڑے باغ، چشمے، آل واولاد، اور چوپایون کے مالک تھے،

اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، (شعراء) خدا نے تمھارے مواشی، اولاد، باغ اور چشمون سے مدد کی،

یونانی تاریخ وجغرافیہ مین عادثانیہ کا نام مدین کے شمالی ومشرقی جانب نظر آتا ہے

Marfat.com

اُن کا نام یونانی تلفظ مین عادائٹ (Gadikitae) لیا گیا ہے[1] مسلمان بھی عاد کے اس مسکن سے واقف تھے، لیکن عربون کے عام روایات کے مطابق یمن مین اس کی سکونت بھی یونانی جغرافیہ سے ثابت ہی، بطلیموس جنوبی عرب کے قبائل مین عادریبٹا (Adrebbeta) اور عادائٹ (Gadikitae) کا ذکر کرتا ہے[2] ہم پہلے نام کو عاد ارم اور دوسرے کو عاد سمجھتے ہین، بطلیموس دوسری صدی عیسوی مین تھا، اس بنا پر عاد کا وجود اس زمانہ تک مسلّم ہے،

عدن | یمن و حضرموت کے حدود پر عدن نام ایک مشہور شہر واقع ہے، اور اب تک اسی نام سے مشہور ہی اور آجکل انگریزی مقبوضات مین داخل ہے لفظ عدن کی حقیقت پر تھوڑی دیر غور کر لینا چاہیئے،

عہد قدیم مین عموماً سامی مذاق یہ رہا ہے کہ شہر کا نام بعینہ بانی شہر کے نام پر رکھتے تھے، عرب کے شہر رقیم، سبا، حضرموت، عمان، مدین، اور فرحویلہ، تیما، وغیرہ کے اسی قسم کے نام ہین، بنا پر اگر یمن کے قدیم شہر "عدن" کو جس کے قریب وہ تمام عمارات واقع ہین جن کو عرب عادیات کہتے ہین، اور تاریخ جس کے قریب عاد کی آبادی کا نشان بتاتی ہے، اگر ہم "عادیین" کا مخفف سمجھین تو کیون غلط ہوگا؟ عادیین کی جمعیت پر اعتراض نہ کرو کہ قبیلہ کے نام کے پہلے بنو (فرزندان) کا اضافہ کرنا شمالی عرب کی زبان ہے، عموماً قدیم طریقہ یہی ہے کہ پدر قبیلہ کے نام کی جمعیت سے قبیلہ کا نام پیدا کر لیتے ہین، مثلاً لودیم، مصرایم، جراہیم وغیرہ، عربی مین جمع مکسر مین اب تک یہ قاعدہ جاری ہے، مثلاً منذر سے مناذرہ، غسان سے غساسنہ، ارقم سے ارامہ، فارسی عدن کو عدنان سے نسبت دیتا ہے، حالانکہ عدنان کو یمن سے کوئی تعلق نہین ہے، اس کا مسکن تو عرب کا شمالی حصہ تھا[3]

---

[1] Goldmines of midian [2] یاقوت وادی القریٰ [3] Bewan. ch. Arabia جلد ۲ ص ۳۰۴،

Marfat.com

نیوبھر (NEWBHER) اٹھارہوین صدی کا ایک یورپین سیاح عدن کو (جسکے
دوان[1] کے ساتھ تطبیق دیتا ہے، لیکن شاید نیوبھر کو حرقیال کے اس درس کی خبر نہین. جسمین عدن
اور دوان ایک ساتھ واقع ہین[2]،

یمن و حضرموت کے احقاف مین جس کو جوف بھی کہتے ہین ہالوے اور گلازر و دیگر ماہر اثریات نے
سینکڑون کتبات پائے ہین، لیکن جس مقام مین پائے گئے ہین اُس کا نام شہر معین معلوم ہوا ہے، اس لئے
ان کتبات کو معینی اور یہان کی اثری تاریخ کو اہلِ معین نام ایک مجہول الاصل قوم کی طرف منسوب
کرتے ہین، لیکن چونکہ موقع اور مقام وہی ہے، جہان عرب عاذنانیہ کی آبادی بیان کرتے ہین، اور
کتبات کی تاریخ بھی حسب رائے علماے جرمن ۱۶۰ ۔ ۱۷ سوق م تک پہنچتی ہے[3]، اس لئے
بہتر ہوتا کہ معین کے باشندون کی قومیت عاد ثانیہ قرار دی جاتی، لیکن اب اہلِ معین کی اصطلاح
پھیل چکی ہے تو اتباع لازم ہے،

۲- ثمود

عاد کے بعد شہرت اور سیاسی جانشینی ثمود کو حاصل ہوئی،

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ — ثمود یاد کرو کہ خدا نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا

"ثمود" کی لفظی تحقیق شاید عربی مین صحیح نہ مل سکے، ثمد" عربی مین "آب قلیل" کو کہتے ہین، لیکن
اس سے کوئی خاص مناسبت نہین معلوم ہوتی، عبری مین ایک لفظ تامید ..... جس کے
معنی دائم اور خالد کے ہین، عربی کی "ث" اور عبری کی "ت" ایک چیز ہے، عبری مین "ث"
نہین ہے، اس لئے اکثر وہ الفاظ جو عربی مین ث سے ہین، عبری مین "ت" ہین، اس بنا پر ثمود کے

[1] یسیاہ ۲۱ - ۱۳ [2] حزقیال ۲۷ - ۲۰ - ۲۳ [3] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، "عرب"

Marfat.com

معنی تمام سامی زبان مین وہی ہون گے جو عربی مین غالہ کے معنی ہین اور بہت سے قبائلِ عرب کے نام ہین

اس سے پہلے عاد کے حالات مین تم نے پڑھا ہوگا کہ وہ عرب جنوبی و مشرقی کے جو سواحل خلیج فارس کے ساتھ ساتھ حدودِ عراق تک وسیع ہے، مالک تھے، ثمود اس کے مقابل عرب مغربی و شمالی پر قابض تھے جس کا نام اُس زمانہ مین وادی القریٰ تھا، وادی القریٰ اس لئے کہتے تھے کہ اُس عہد قدیم مین یہ وادی چھوٹی چھوٹی آبادیون سے جا بجا آباد تھی، ان آبادیون کے سنگی کھنڈر اور آثار، جغرافیین اسلام نے دیکھے تھے[1]، اور اب بھی باقی ہین، قرآن نے سورۂ فجر مین وادی سے اسی وادی القریٰ کو مراد لیا ہے

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر) اور ثمود جو وادی (قریٰ) مین پتھر تراشا کرتے تھے (بغرض تعمیر)

ثمود کے ملک کا دارالحکومت حجر تھا، یہ شہر اس قدیم راستہ پر واقع ہے، جو حجاز سے شام کو جاتا ہے، اسی راستہ پر ثمود کا ایک دوسرا مقام "فج الناقہ" ہے، جس کو یونانیون نے بہ تلفظ Hegra لکھا ہے، لیکن اصلی شہر حجر ہی تھا، اب عموماً اس شہر کو مدائن صالح کہتے ہین،

قوم ثمود کے سیاسی حالات بالکل نہین معلوم، صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی، فن تعمیر مین عاد کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا، پہاڑون کو کاٹ کر مکان بنانا، پتھرون کے عمارات و مقابر تیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا، یہ یادگارین اب تک باقی ہین، ان پر ارامی و ثمودی خط مین کتبے منقوش ہین، لیکن ان مین سے اکثر ارامی کتبات نبطی اقوام کے ہین[2]، جنھون نے مسیح کے قبل و بعد اسی مقام پر حکومت کی ہے،

قرآن مجید نے اُن کی عظمت تعمیر کا متعدد آیات مین ذکر کیا ہے،

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر) اور ثمود جو وادی مین (بغرض تعمیر) پتھر تراشا کرتے تھے،

---

[1] دیکھو معجم یاقوت لفظ وادی القریٰ ص ۶۳۶ ED BEYRITAMICA. VOL. 24 P636. ED 11.

[2] انسائکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۱ ص ۶۳۶،

وَبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا، (اعراف-۱۰)	اور (صالح نے کہا اے لوگو!) خدا نے تم کو زمین میں جگہ دی جس کے میدانوں میں تم قصر محل اور پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بناتے ہو
وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ (شعراء)	اور پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بناتے ہو،

یہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ اس قوم کا زمانہ ترقی عاد سے متاخر ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس قوم کا نام اسیریا اور یونان میں نہایت صراحت کے ساتھ ملتا ہے، قرآن کی حسب ذیل آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے،

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ، (اعراف-۱۰)	یاد کرو جب خدا نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا (یا حکومت عطا کی)

اور اس ترقی کی انتہا حضرت موسیٰؑ سے پہلے ہو جاتی ہے، کیونکہ شمالی عرب کے نام بڑے بڑے قبائل کے سیاسی تعلقات کی بنا پر تورات میں مذکور ہیں، لیکن اس فہرست میں ثمود کا نام نظر نہیں آتا، قرآن سے بھی یہی اشارہ مفہوم ہوتا ہے، ایک مومن موسیٰ اہل فرعون سے کہتا ہے،

يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ، (مومن-۴)	بھائیو! مجھ کو ڈر ہے کہ دوسری قوموں کی طرح نوح کی قوم، عاد اور ثمود کی طرح تم پر بھی عذاب آئے،

اور یہ زمانہ تقریباً ۱۸۰۰ ق م سے ۱۶۰۰ ق م تک کا ہے، حضرت موسیٰؑ سے پہلے اس قوم کی بربادی عام کی ایک اور دلیل یہ ہے، کہ اس عہد میں ٹھیک اس جگہ پر جہاں اس قوم کو آباد ہونا چاہئے، اہل مدین غالب نظر آتے ہیں، یہ حقیقت سفر خروج کے ہر مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہے،

Marfat.com

صالح ثمود کے پیغمبر کا نام صالح تھا،

قوم کی آخری زندگی مین جو مرض عام پیدا ہوتا ہے ثمود بھی اُس سے مستثنیٰ نہ تھے، خدائے واحد کی پرستش چھوڑ کر انھون نے ستارون کے مادّی ہیکلون کے سامنے سر جھکایا، حسب سنت الٰہی ایک پیغمبر صالحؑ نام مبعوث ہوا، توراۃ مین ارم کے بھائی ارفخشد کے ایک بیٹے کا نام سالح ہے، جو تمام اولاد ابراہیم اور عرب یقطانی کا باپ[1] ہے، نصرانی پادری جو بزرگان توراۃ کی تاریخی ہستی کے اثبات کے لئے کسی کوشش سے دریغ نہین کرتے، روایات عرب اور قصص قرآن کا نام عام طور سے اُن کی زبان مین افسانہ ہے، لیکن اگر خود اُن کو ضرورت پڑے تو وہ تاریخ کی لمبی چوڑی شہادت ہی، کہتے ہین کہ "صالح" اور "سالح" ایک ہی شخص تھے، تاریخ اگر اجازت دے تو ہمین اس اتحاد کی تسلیم مین کوئی عذر نہین، خدا کے پیغمبر نے خدا کی دعوت دی، لیکن بدبخت قوم نے قبول نہ کیا، پیغمبر نے کہا یہ اونٹنی ایک نشان ہے، زمین مین اس کو چرنے دو، چشمہ کا پانی ایک دن یہ پیے گی، اور ایک دن تم پینا، اگر اس اونٹنی کو صدمہ پہنچا تو وہ خدا کے عذاب کا دن ہوگا، آبادی مین مومنون اور کافرون کی دو جماعتین تھین، مومنون نے صالحؑ کی دعوت کو لبیک کہا، کافرون کی جماعت مین سے زورآدمیون نے سازش کی کہ صالح اور اس کے متبعین پر شبخون مارین، انھون نے اونٹنی کی کونچ کاٹ ڈالی کہ یہ مرجائے، خدا کا عذاب پُرشور زلزلہ کی صورت نمودار ہوا، فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا، قرآن مجید مین یہ تمام قصہ نہایت تفصیل سے مذکور ہوا ہے،

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا	ثمود کے پاس ہم نے ان کے بھائی (ہم قوم) صالح
قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ	کو پیغمبر بنا کر بھیجا، اس نے کہا کہ بھائیو! خدا کو پوجو

[1] تکوین ۱۰-۲۴ تا ۲۵

goldmine tp
278

Marfat.com

قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ، وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا، فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ، قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ، اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ، قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ، فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

اس کے سوا تمھارا کوئی دوسرا خدا نہیں، تمھارے
پاس خدا کی دلیل آچکی، یہ خدا کی اونٹنی تمھارے لئے
نشانی ہے، اس کو خدا کی زمین میں چرنے دو، اسکو
کچھ ایذا نہ پہنچاؤ ورنہ تم کو دردناک عذاب آلیگا،
اور یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اس نے عاد کے
بعد تم کو خلافت بخشی، اور ملک میں تم کو ٹھکانا دیا
کہ جس کے میدانوں میں تم محل اور پہاڑوں کو تراش
کر مکان بناتے ہو، خدا کی نعمتوں کو
یاد کرو، اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو،
اس کی قوم کے مغرور سرداروں نے ان کمزوروں سے
جن کی قوم میں مومن تھے، پوچھا، کیا تم صالح کو
یقین رکھتے ہو کہ صالح اپنے خدا کی طرف سے بھیجا گیا
ہے، انھوں نے جواب دیا کہ بیشک صالح جو پیغام لیکر
بھیجا گیا ہے اس پر ہم کو ایمان ہے،
مغروروں نے کہا تم جس پر ایمان لائے ہو ہم کو اس
سے انکار ہے، پھر انھوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ
اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، اور صالح سے
کہا اے صالح اگر تم پیغمبر واقع میں ہو تو
عذاب لے آنے کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو

Marfat.com

جٰثِمِيْنَ، فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ
لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ
لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ

(اعراف - ۱۰)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ، اِذْ قَالَ
لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ، اِنِّيْ
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اَطِيْعُوْنِ، وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ، فِيْ
جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ
طَلْعُهَا هَضِيْمٌ، وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ
الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ، وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ
الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ
لَا يُصْلِحُوْنَ،
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ،
مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، فَاْتِ بِاٰيَةٍ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قَالَ هٰذِهٖ

پس زلزلہ نے اُن کو پکڑ لیا، اور وہ اپنی جگہ
پر اوندھے رہ گئے، صالح نے اُنکی جانب سے منھ پھیر
اور کہا بھائیو! مین اپنے خداوند کا پیغام یقیناً پہنچا چکا
اور تمھاری خیر خواہی کر چکا، لیکن تم اپنے خیر خواہوں کو
ثمود نے پیغمبرون کی تکذیب کی، جب اُن کے بھائی
صالح نے کہا، کیا تم پرہیزگار نہین بنتے ہین تمھارے
رسول امین ہون، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو
اور مین اس کام سے تم سے کوئی معاوضہ بھی نہین چاہتا
میرا معاوضہ پروردگار عالم پر ہے، کیا جو نعمت
تم کو یہان حاصل ہے اسی مین تم باطمینان تمام
چھوڑ دیئے جاؤ گے، ان باغون، چشمون، اور کھیتون
اور ان چھوہارے کے درختون مین جن کے
خوشے نرم ہین، اور پہاڑون کو کاٹ کر تم بڑی بڑی
عمارتین بناتے ہو، پس خدا سے ڈرو اور میری
بات مانو، اور ان کی نہ سنو جو حد سے گذر گئے ہین
جو ملک مین فساد پھیلاتے ہین صلح نہین
انھون نے کہا تم پر جادو کر دیا گیا ہے، تم ہماری
ہی طرح ایک آدمی ہو، کوئی نشانی لاؤ اگر سچے
اس نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے اس کے لئے پینا ہے

Marfat.com

نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ
مَّعْلُومٍ، وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ
عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ، فَعَقَرُوْهَا
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ، فَاَخَذَهُمُ
الْعَذَابُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (شعراء ۸)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ
يَخْتَصِمُوْنَ، قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ
بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا
تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ
قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ
قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ، وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ
تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ
وَلَا يُصْلِحُوْنَ، قَالُوْا تَقَاسَمُوْا
بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ
لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ

اونٹنی ہے ایک حقدار ہے تمہارے لئے ایک حقدار ہے
چھڑ دن کا پینا، اور اسکو
چھیڑو نہیں ورنہ ایک بڑا عذاب تم کو آئیگا،
انھوں نے اس کی کونچ کاٹ ڈالی، پھر نادم
ہوے، پس عذاب نے ان کو آلیا،
یقیناً اس میں اللہ کی نشانی ہے، اور ان
میں سے اکثر مومن نہ تھے، اور خدا تو
غالب اور رحم والا ہے،

اور البتہ ہم نے بھیجا ثمود کے پاس انکے
بھائی صالح کو خدا کو پوجو، تو کیا ان دو فریق ہو
باہم جھگڑنے لگے، صالح نے کہا کہ بھائیو! نیکی
سے پہلے برائی کیوں جلد چاہتے ہو، کیوں خدا
سے مغفرت نہیں چاہتے، شاید تم پر رحم کیا جائے
انھوں نے کہا ہم نے تم سے اور تمھارے ساتھیوں
سے شگون لیا، اس نے کہا تمھارا شگون خدا کے
پاس ہے، بلکہ تم لوگ آزمایش میں ڈالے جاؤ
شہر میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے
تھے اصلاح نہیں، انھوں نے کہا آپس میں خدا کی
قسم کھائیں کہ ہم صالح اور صالح خاندان کے
پر شبخون ماریں، پھر اسکے وارث سے ہم کہہ دینگے کہ

Marfat.com

اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ. فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ. (نمل - ۷)

اس کے خاندان کے قتل ہیں تو شریک بھی نہ تھے،

انھوں نے مخفی تدبیر کی، خدا نے بھی مخفی تدبیر کی اور انھیں

خبر نہیں، پس دیکھو اُن کی مخفی تدبیروں کا کیا انجام

ہوا، ہم نے اُن کو اور ان کی قوم کو سب کو برباد

کر دیا، یہ ہیں ان کے گھر اور مسکن جو اُن کی گنہگاری

کے باعث ویران پڑے ہیں، اس میں جاہلوں

کے لیے بڑی عبرت ہے، اور ایمان والوں کو ہم نے

نجات دی کہ پرہیزگار تھے،

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا (الذاریات ۲)

اور ثمود میں نشانیاں ہیں جب ان سے کہا گیا

کچھ دیر فائدہ اٹھا لو انھوں نے اپنے پروردگار کے

حکم سے سرتابی کی، تو ان کو کڑک نے آلیا اور وہ

دیکھ رہے تھے، پھر نہ کھڑے ہو سکے اور نہ مہلت پا

سکے،

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ (الحاقۃ)

ثمود و عاد نے عذاب کا انکار کیا، لیکن ثمود تو

نافرمانی کے باعث ہلاک کر دیئے گئے،

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ. فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ. ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ. سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ (القمر)

ثمود نے ہماری تنبیہوں کو جھٹلایا اور بولے کہ ہم

میں سے ایک آدمی ہے، اسکی ہم پیروی کریں؟ اس

وقت ہم گمراہ اور مجنون ہوں گے کیا ہم لوگوں

سے چن کر اسی پر وحی آئی ہے؟ وہ جھوٹا اور مغرور

ہے، کل ان کو معلوم ہو جائیگا، کون جھوٹا اور مغرور

Marfat.com

إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ
قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ، فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِي وَنُذُرِ، إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ (قمر)
وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ وَثَمُودَ
فَمَا أَبْقَىٰ، (نجم ۲)
كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا، إِذِ انْبَعَثَ
أَشْقَاهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ
اللَّهِ وَسُقْيَاهَا، فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا
فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ
فَسَوَّاهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا. (شمس ۱)
وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ
هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ
فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ
إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ، قَالُوا يَا صَالِحُ
قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا

تحقیق ہم اونٹنی کو ان کیلئے آزمائش بنا کر بھیجنے ہیں
اے پیغمبر تو بھی ناک اور انتظار میں رہ اور انھیں خبردار
کر دے کہ پانی ان میں بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک پانی
اگلے جو ہے انھوں نے اپنے ساتھی کو بلایا اس نے پکڑا اور
کوچ کو کاٹا پھر میرا عذاب اور میری دھمکی کیسی تھی؟
ہم نے ان پر ایک چیخ بھیجی جس کے اثر سے وہ پامال بھس
اور خدا نے عاد اولیٰ اور ثمود کو ہلاک کر دیا،
اور کچھ رحم نہ کیا،
ثمود نے اپنی سرکشی سے تکذیب کی جب ان میں
سے اپنے بدبخت ترین آدمی کو بھیجا، پیغمبر خدا نے کہا
خدا کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کا خیال رہے
انھوں نے جھٹلایا اور اس کی کوچ کاٹی، خدا نے
ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت ڈالی اور ان کو برابر
ثمود کے پاس ہم نے ان کے بھائی صالح کو
بھیجا، اس نے کہا بھائیو خدا کو پوجو اس کے سوا
تمہارا کوئی خدا نہیں اس نے زمین سے تم کو پیدا کیا
اور زمین ہی میں تم کو آباد کیا، اس سے اپنے گناہوں
کی مغفرت مانگو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو
میرا پروردگار پاس ہی ہے قبول کرتا ہے، انھوں

Marfat.com

أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا
تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ
يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ
بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً
فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ
فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٧٨﴾ وَيَا
قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا
تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا
بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ
فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ
مَكْذُوبٍ ﴿٧٩﴾ (هود - ۷)

صالح ہم کو اس سے پہلے تمہاری ذات سے بڑی توقع تھی
تم کو اسکے پوجنے سے روکتے ہو جسکو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے
صالح نے کہا بھائیو تم سمجھتے ہو اگر خدا کی طرف
سے بین بصیرت پر ہوں اور اس نے اپنی رحمت مجھ کو
اس میں سے کچھ عنایت کیا ہو تو کون میرا پیغام سنانی
میں اسکی نافرمانی کروں تو خدا سے بچانے میں میری
کون مدد کریگا تم صرف میرا نقصان کروگے اور
ہاں اے بھائیو یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے نشان
ہے اسکو خدا کی زمین چرنے دو اور اسکے
ساتھ برائی سے پیش نہ آؤ ایسا نہ ہو کہ تم پر
تم کو عذاب آپکڑے پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تب
اس نے کہا بس تم اپنے گھر میں تین دن اور رہ سہ لو

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین کو عذاب سے ہلاک ہونا

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ
جب ہمارا حکم آپہنچا ہم نے صالح اور جو اسکے ساتھ
آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ
ایمان لائے تھے اپنی رحمت کرکے اور اس دن کی رسوائی
يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ
سے بچالیا بیشک تیرا پروردگار زبردست
الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا
اور غالب ہے اور ظالموں کو چیخ نے آلیا
الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ
اپنے گھر میں سینہ کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی

كَمَا لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ

كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ

(ھود-۶)

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا

الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ

صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا

كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ

آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ)

وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

(النمل-۴)

وہ اُن گھروں میں آباد ہی نہ تھے، ہاں سنو!

اپنے پروردگار کو نہ مانا، ہاں ثمود کے لئے

ہلاکت ہو۔

ثمود کی ہم نے رہنمائی کی، انھوں نے اندھے بنے رہنا

پسند کیا ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی، تب رسوا کرنے والے

عذاب کی لپک نے ان کے اعمال کے سبب

ان کو آلیا، اور ایمان والوں کو ہم نے بچا

بچھی کہ وہ پرہیزگار تھے،

اور ایمان والوں کو ہم نے بچا بچھی

کہ وہ پرہیزگار تھے،

ان بقایائے ثمود کو ثمود ثانیہ کہتے ہیں،

طریقۂ ہلاک کو کہیں خدا نے صرف عذاب کہا ہے، کہیں صاعقہ (بجلی کی کڑک) اور کہیں صیحہ (چیخ) سے ادا کیا ہے، اس سے کوئی خاص طریقۂ عذاب نہیں، مطلق عذاب مراد ہے، جو انسان کے لئے کڑک اور چیخ سب کچھ ہے، بعض مفسرین نے کڑک اور چیخ سے زلزلہ مراد لیا ہے اس بنا پر کڑک اور چیخ کے بجائے یہ آتش فشانی زلزلہ ہوگا، اور جغرافیہ نویسان سابق وحال تسلیم کرتے ہیں کہ ..... ثمود کے مقامات آتش فشاں مادہ سے لبریز ہیں،

عام روایات میں ہے کہ یہ اونٹنی معہ اپنے بچے کے کفار کے طلب پر، حضرت صالحؑ کے ایک معجزہ سے ایک پہاڑ کی چٹان سے پیدا ہوئی تھی لیکن صحیح طریقہ سے یہ روایتیں ثابت نہیں، قرآن مجید نے بھی اپنی تمام تفصیل میں اس خاص طریقۂ پیدائش کا ذکر نہیں کیا، اس بنا پر ہم [illegible]

Marfat.com

قرآن مجید کی آیتون کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم جانوردن پر ظلم کرتی تھی، خدانے ایک اونٹنی کو نشانی بنایا کہ جس دن تم نے اس کو ستایا وہی عذاب کا دن ہوگا ثمود کی ایک پہاری کا نام عربون مین مجانہ مشہور ہی بطلیموس نے اس مقام کو یونانی لفظ مین "بنڈاناٹا" لکھا ہے، اس تسمیہ سے نفس اونٹنی کے واقعہ کا ثبوت قرآن سے ۴۰۰ برس پیشتر ملتا ہے

ثمود ثانیہ یعنی بقایاے ثمود

تاریخ مین ثمود ثانیہ کا نام عاد ثانیہ سے زیادہ روشن نظر آتا ہے، اس کا ایک سبب تو قرب زمانہ ہے اور دوسرا سبب دیگر اقوام قدیمہ سے قرب مکان ہے اسی لیے اُن کا نام ایک طرف تو اسیریا کے کتبون مین نظر آتا ہے[1]، اور دوسری طرف رومیون کی تاریخ مین رومی مسیح سے کچھ پہلے عرب سنگستان پر جو مقام ثمود سے بالکل متصل ہے، اور اس وقت انباط اور ادومی ان اطراف کے ممتاز قبائل تھے قابض تھے،

سرجون یا شرغون ثانی اسیریا کا ایک بادشاہ تھا جس کا زمانہ ۷۲۲ ق م سے ۷۰۵ ق م تک ممتد ہے، اس بادشاہ نے عرب پر فوج کشی کی تھی، جس کا ذکر اُس نے اپنے کتبۂ فتح مین کیا ہے اس کتبہ مین جن عرب محکوم قبائل کا نام مذکور ہے ان مین ثمود کا نام بھی ہے[2]، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثمود در ثانی مین کوئی جدید قوت حاصل نہ کر سکے اور اگر کر سکے تھے تو ذلیل ہو چکی تھی

مورخین یونان و روم مین ڈائیڈورس (۵۰ ق م) پلینی (۷۹ء) اور بطلیموس (۱۴۰ء) نے ثمود کا ذکر کیا ہے[3]، ڈائیڈورس نے ثمود کا تلفظ ثمودینی (Thamudeni) اور بطلیموس نے ثمودیٹی (Thamudiotai) کیا ہے مگر دونون نے جگہ اس کی مقرر کی ہے ٹھیک روایات عرب کے مطابق ہے،

---

[1] Beuan p173 [2] Rojers I/II 146 [3] Gold miners p278 Forster II p126 Augers p17

ثمود کے ذکر مین ایک دوسرے یونانی مصنف اوینرس (Uranius) کی شہادت
ڈاکٹر اسپرنگر نقل کرتے ہین، جو گواہی دیتا ہے کہ ثمود، انباط کے پہلو مین آباد تھے،
رومیون نے جب عرب شمالی پر قبضہ کیا تو ثمود رومیون کی فوج معاون مین داخل ہو گئے تھے
قیصر جسٹینین کے عہد مین جو ۵۲۷ء سے ۵۶۵ء تک ہے، ثمود عرب بھی رومی فوج مین داخل
تھے، ان کے لمبے نیزے اور سواری کے اونٹ مشہور تھے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ثمود کے
کا اکثر حصہ چونکہ اہلِ مدین نے پہلے دبالیا تھا، اور باقی حصہ پر بعد کو انباط قابض ہو گئے تھے اور رومی
انباط کے خلاف عرب پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے تھے، اور اس ارادہ کو انھون نے پورا بھی کیا،
اس تقریب سے عجب نہین کہ انباط کی مخالفت مین ثمود نے رومیون کا ساتھ دیا ہو،

تاہم تعجب ہوگا کہ ثمود کا ذکر توراۃ مین نہین، لیکن توراۃ کی تحریر واقعات کے سنین جاننے کے بعد یہ تعجب رفع ہو جائے گا، توراۃ کی تاریخ بدءِ عالم سے حضرت یعقوب تک بنی ابراہیم تک محدود ہے، اس کے بعد ہجرت مصر کا واقعہ ہے جو تقریباً ۱۶۰۰ ق م مین واقع ہوا ہوگا، اس زمانہ سے تا عہد موسیٰ جو تقریباً ۱۴۵۰ برس کا زمانہ ہے، توراۃ کی کامل خاموشی کا عہد ہے اور از روے تاریخ ثمود کے عروج و زوال کا یہی زمانہ ہے، اس کے بعد توراۃ مین صرف ان غیر اقوام کا ذکر ہے جن سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات تھے اور یہ رتبہ ثمود کی جگہ اب مدین کو حاصل تھا، جو ثمود والی کے جانشین تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ ق م مین اہلِ مدین جب بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کلیتہً برباد ہو گئے تو ثمود ثانیہ نے پھر ایک سنبھالا لگایا، اور یہ وہی زمانہ ہے جس مین شاہ اشور نے شمالی عرب پر حملہ کر کے ثمود سے ۸۰۰ ق م مین خراج وصول کیا، اس کے بعد ظہورِ مسیحؑ سے پہلے انباط نے ثمود کو فتح کر لیا، اس کے بعد جب رومیون نے انباط پر حملہ کیا

Gibbon vol 1 & Hwart P 3 & Goldsmiens P 278

Marfat.com

تو ثمود دشمنوں کے ساتھ ہو گئے اور اسی وجہ سے عبرت کے تاریخ دہر میں نمود کا ذکر کیا،

اسلام جب آیا تو ثمود کا نام و نشان نہ تھا، یہاں قبائل جرہم، دیلی اور یہود اس وقت آباد تھے عجب نہیں کہ انہوں نے خیانت وطنی کی سزا میں ان کو برباد کر دیا ہو۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا (نمل)

جرہم

جرہم جو قبیلہ حجاز میں آباد ہوا تھا، تقریباً ۲۰۰۰ ق م میں جب حضرت اسمٰعیلؑ اس ملک میں آئے تو یہ قبیلہ ان ہی اطراف میں موجود تھا، حضرت اسمٰعیل نے اپنے گھر میں حکم ربی سے بیت اللہ قائم کیا جرہم کی نسبت کیا کہنا تھا اور کس سلسلہ نسب سے اس کو تعلق تھا، بعض ارباب تاریخ کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ نسباً امم سامیہ اولیٰ سے تھا،[۳] اور بعض اس کو قحطان کی نسل سے سمجھتے ہیں، عام مورخین نے دونوں مشہور بیان کو یکجا کر دیا ہے کہ جرہم دو تھے، جرہم اولیٰ اور جرہم ثانیہ، جرہم اولیٰ معاصر عاد تھا، اور وہ امم سامیہ اولیٰ سے تھے اور جرہم ثانیہ قحطان کا بیٹا اور حضرت اسمٰعیلؑ کا پڑوسی اور رشتہ دار تھا، جرہم کا دوسرا بھائی یعرب بن قحطان یمن کا مالک تھا اور جرہم بن قحطان کے حصہ میں حجاز کا ملک دیا گیا تھا،

قحطان اور اس کی بارہ اولاد کا نام بنام توراۃ میں ذکر ہے، جن میں ایک یارح ہے، جسکو یعرب سمجھ لو لیکن جرہم یا اس کا مماثل کوئی نام مذکور نہیں، اس بنا پر بعض نصرانی علماء

---

[۳] فتح الباری لحافظ ابن حجر العسقلانی شرح صحیح بخاری کتاب الانبیاء تاریخ یعقوبی صفحہ ۲۳۰-۲۳۱ فکان ولد جرہم من عابر بن الخوتیون بن قحطان بن عامر ابی الیمن، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرہم قحطان کا بیٹا نہ تھا، بلکہ یعرب کا بھائی تھا۔ مطبوعہ لیڈن جلد ۱،

Marfat.com

یورپ نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ یارح اور جرحم ایک ہی نام ثابت کیا جائے، اس اشتباہ کا سبب یہ ہے کہ عربی و عبرانی اور لاطینی و یونانی زبانیں باہم ملی ہوئی ہیں۔ ح کا مبادلہ ہو جاتا ہے، اور اس بنا پر یورپین تراجم میں جن کا ماخذ لاطینی و یونانی ترجمے ہیں یارح کا تلفظ "جرح" یا جارح ہوا ہے، جس کو تمام اسمائے جرحم فرض کرنا ممکن ہے، لیکن یہ شدید غلطی ہے اولاً یہ کہ توراۃ کے نام عربی میں عبری سے آئے ہیں۔ یونانی یا لاطینی سے نہیں آئے ہیں، اس لئے بہت ظلم ہوتا ہے کہ عربی اور عبرانی میں "ی" اور "ج" کا باہم مبادلہ ہوتا ہے اور یہ غیر مسلّم ہے ثانیاً یہ کہ اگر یارح اور جرحم جرحم ہے تو پھر یعرب کی اصل کیا ہے؟ ثالثاً یہ کہ یعرب اور جرحم ایک ہی نام یارح کے دو مختلف تلفظ ایک ہی ملک اور ایک ہی زبان میں کیونکر پھیلے؟

اکثر یہ کہ عبارتین جرحم کا جو جاہلیت میں نظر آتا ہے، اگر وقت فحطانی عربوں میں کوئی سیاسی جمعیت پیدا ہوئی تو ان کی حکومت کا مرکز یمن تھا، اہم سبا یا اول وثانیہ کی بنا کے بعد ایک ہزار قبل مسیح سے ۱۱۵ء تک حمیر کا زمانہ ہے، اس زمانہ میں جو جرحم کو حمیر نے ایک اور اس ایک کو بھی اکثر مورخین نے تسلیم کر لیا ہے، ملوک حمیر کا پایۂ تخت ظفار رہا ہے، جو حضرموت کے مغرب میں ہے، جہاں حضرموت کا تلفظ ہوتا ہے،

پہلی مضاف کی ت تو ہمیشہ ہا سے بدلتی ہے، ایک ہی مضاف کو تینوں ہوں اور جمیع تانیث سالم میں ہاء ہو جاتی ہے، اور یہاں تاء لیقا کا باقی ہوا ہے، مضاف کے بعد اس کی تکمیل کرنے والا مضاف الیہ ہوا ہے، جو بعد کے مضاف الیہ میں مضاف ہو کر ہوا ہے، اس طرح مضاف الیہ کے مضاف ہونے سے مضاف الیہ کا مضاف الیہ ہوا ہے، اور

اور طغیان کی پاداش مین ہلاک ہو گئے،

اسی جرہم کے گھرانے مین بروایتِ عرب حضرت اسمٰعیلؑ نے شادی کی تھی، لیکن توراۃ مین ہے کہ ان کی ماں نے جو مصریہ تھین، ایک مصری عورت سے اُن کا بیاہ کر دیا تھا، اس اختلاف پر علمائے نصاریٰ کی اکثر انگلیان اٹھی ہین، لیکن اگر انھین یہ معلوم ہوتا کہ اس وقت عرب سامیہ اولیٰ خود مصر قابض تھے، اور اُن کا سلسلۂ تعلق مصر سے جاری تھا تو کبھی اس اختلاف سے ان کو حیرت نہ ہوتی، بیان مذکور کے مطابق یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ امم سامیہ کے خاندان جرہم نام مین شادی ہوئی اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی بیوی مصر سے تعلق رکھتی ہین،

بنی اسماعیلؑ و جرہم اور بنائے کعبہ کی روایت، احادیث و روایاتِ عرب کے علاوہ اشعارِ عرب مین بھی موجود ہے، عرب کا ایک جاہلی نصرانی شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کہتا ہے،

واحلف بالبیت الذی طاف حوله اناس بنوه من قریش وجرهم

یعنی اپنے زمانہ کے قبائلِ عرب مین سے ایک نام "چرمی" (CHARMA i) بتا کر کہتا ہے کہ یہ جرہم کی تحریف ہے،

اسی طرح اسلام مین جرہم کی جمعیت باقی نہ تھی تاہم اُن کے منتشر افراد باقی تھے، علیہ ابن شریہ جرہمی نام ایک شخص اس زمانہ مین مکہ مین موجود تھا جو اسی خاندان جرہم کی طرف تھا، کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر وہ اسلام لایا تھا، حضرت عمرؓ کے عہدِ حکومت تک وہ زندہ رہا، امم قدیمہ کی تاریخ و قصص سے اس کو کامل واقفیت تھی، حضرت عمرؓ حکام شام کی یہ زبانی دستاویز تحریر مین لائے تھے،

۱۔ بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی ۲۔ ۱۲ ۳۔ ۱۲ ۴۔ ۱۲ ۵۔ ۱۲ ۶۔ ۱۲ ۷۔ ۱۲ ۸۔ ۱۲ ۹۔ ۱۲ ۱۰۔ ۱۲ ۱۱۔ ۱۲ ۱۲۔ ۱۲ ۱۳۔ ۱۲ ۱۴۔ ۱۲ ۱۵۔ ۱۲ ۱۶۔ ۱۲ ۱۷۔ ۱۲ ۱۸۔ ۱۲ ۱۹۔ ۱۲ ۲۰۔ ۱۲ ۲۱۔ ۱۲ ۲۲۔ ۱۲ ۲۳۔ ۱۲ ۲۴۔ ۱۲ ۲۵۔ ۱۲ ۲۶۔ ۱۲ ۲۷۔ ۱۲ ۲۸۔ ۱۲ ۲۹۔ ۱۲ ۳۰۔ ۱۲ ۳۱۔ ۱۲ ۳۲۔ ۱۲ ۳۳۔ ۱۲ ۳۴۔ ۱۲ ۳۵۔ ۱۲ ۳۶۔ ۱۲ ۳۷۔ ۱۲ ۳۸۔ ۱۲ ۳۹۔ ۱۲ ۴۰۔ ۱۲ ۴۱۔ ۱۲ ۴۲۔ ۱۲ ۴۳۔ ۱۲ ۴۴۔ ۱۲ ۴۵۔ ۱۲ ۴۶۔ ۱۲ ۴۷۔ ۱۲ ۴۸۔ ۱۲ ۴۹۔ ۱۲ ۵۰۔ ۱۲ ۵۱۔ ۱۲ ۵۲۔ ۱۲ ۵۳۔ ۱۲ ۵۴۔ ۱۲ ۵۵۔ ۱۲ ۵۶۔ ۱۲ ۵۷۔ ۱۲ ۵۸۔ ۱۲ ۵۹۔ ۱۲ ۶۰۔ ۱۲ ۶۱۔ ۱۲ ۶۲۔ ۱۲ ۶۳۔ ۱۲ ۶۴۔ ۱۲ ۶۵۔ ۱۲ ۶۶۔ ۱۲ ۶۷۔ ۱۲ ۶۸۔ ۱۲ ۶۹۔ ۱۲ ۷۰۔ ۱۲ ۷۱۔ ۱۲ ۷۲۔ ۱۲ ۷۳۔ ۱۲ ۷۴۔ ۱۲ ۷۵۔ ۱۲ ۷۶۔ ۱۲ ۷۷۔ ۱۲ ۷۸۔ ۱۲ ۷۹۔ ۱۲ ۸۰۔ ۱۲ ۸۱۔ ۱۲ ۸۲۔ ۱۲ ۸۳۔ ۱۲ ۸۴۔ ۱۲ ۸۵۔ ۱۲ ۸۶۔ ۱۲ ۸۷۔ ۱۲ ۸۸۔ ۱۲ ۸۹۔ ۱۲ ۹۰۔ ۱۲ ۹۱۔ ۱۲ ۹۲۔ ۱۲ ۹۳۔ ۱۲ ۹۴۔ ۱۲ ۹۵۔ ۱۲ ۹۶۔ ۱۲ ۹۷۔ ۱۲ ۹۸۔ ۱۲ ۹۹۔ ۱۲ ۱۰۰۔ ۱۲ ۱۰۱۔ ۱۲ ۱۰۲۔ ۱۲ ۱۰۳۔ ۱۲ ۱۰۴۔ ۱۲ ۱۰۵۔ ۱۲ ۱۰۶۔ ۱۲ ۱۰۷۔ ۱۲ ۱۰۸۔ ۱۲ ۱۰۹۔ ۱۲ ۱۱۰۔ ۱۲ ۱۱۱۔ ۱۲ ۱۱۲۔ ۱۲ ۱۱۳۔ ۱۲ ۱۱۴۔ ۱۲ ۱۱۵۔ ۱۲ ۱۱۶۔ ۱۲ ۱۱۷۔ ۱۲ ۱۱۸۔ ۱۲ ۱۱۹۔ ۱۲ ۱۲۰۔ ۱۲ ۱۲۱۔ ۱۲ ۱۲۲۔ ۱۲ ۱۲۳۔ ۱۲ ۱۲۴۔ ۱۲ ۱۲۵۔ ۱۲ ۱۲۶۔ ۱۲ ۱۲۷۔ ۱۲ ۱۲۸۔ ۱۲ ۱۲۹۔ ۱۲ ۱۳۰۔ ۱۲ ۱۳۱۔ ۱۲ ۱۳۲۔ ۱۲ ۱۳۳۔ ۱۲ ۱۳۴۔ ۱۲ ۱۳۵۔ ۱۲ ۱۳۶۔ ۱۲ ۱۳۷۔ ۱۲ ۱۳۸۔ ۱۲ ۱۳۹۔ ۱۲ ۱۴۰۔ ۱۲ ۱۴۱۔ ۱۲ ۱۴۲۔ ۱۲ ۱۴۳۔ ۱۲ ۱۴۴۔ ۱۲ ۱۴۵۔ ۱۲ ۱۴۶۔ ۱۲ ۱۴۷۔ ۱۲ ۱۴۸۔ ۱۲ ۱۴۹۔ ۱۲ ۱۵۰۔ ۱۲ ۱۵۱۔ ۱۲ ۱۵۲۔ ۱۲ ۱۵۳۔ ۱۲ ۱۵۴۔ ۱۲ ۱۵۵۔ ۱۲ ۱۵۶۔ ۱۲ ۱۵۷۔ ۱۲ ۱۵۸۔ ۱۲ ۱۵۹۔ ۱۲ ۱۶۰۔ ۱۲ ۱۶۱۔ ۱۲ ۱۶۲۔ ۱۲ ۱۶۳۔ ۱۲ ۱۶۴۔ ۱۲ ۱۶۵۔ ۱۲ ۱۶۶۔ ۱۲ ۱۶۷۔ ۱۲ ۱۶۸۔ ۱۲ ۱۶۹۔ ۱۲ ۱۷۰۔ ۱۲ ۱۷۱۔ ۱۲ ۱۷۲۔ ۱۲ ۱۷۳۔ ۱۲ ۱۷۴۔ ۱۲ ۱۷۵۔ ۱۲ ۱۷۶۔ ۱۲ ۱۷۷۔ ۱۲ ۱۷۸۔ ۱۲ ۱۷۹۔ ۱۲ ۱۸۰۔ ۱۲ ۱۸۱۔ ۱۲ ۱۸۲۔ ۱۲ ۱۸۳۔ ۱۲ ۱۸۴۔ ۱۲ ۱۸۵۔ ۱۲ ۱۸۶۔ ۱۲ ۱۸۷۔ ۱۲ ۱۸۸۔ ۱۲ ۱۸۹۔ ۱۲ ۱۹۰۔ ۱۲ ۱۹۱۔ ۱۲ ۱۹۲۔ ۱۲ ۱۹۳۔ ۱۲ ۱۹۴۔ ۱۲ ۱۹۵۔ ۱۲ ۱۹۶۔ ۱۲ ۱۹۷۔ ۱۲ ۱۹۸۔ ۱۲ ۱۹۹۔ ۱۲ ۲۰۰۔ ۱۲ ۲۰۱۔ ۱۲ ۲۰۲۔ ۱۲ ۲۰۳۔ ۱۲ ۲۰۴۔ ۱۲ ۲۰۵۔ ۱۲ ۲۰۶۔ ۱۲ ۲۰۷۔ ۱۲ ۲۰۸۔ ۱۲ ۲۰۹۔ ۱۲ ۲۱۰۔ ۱۲ ۲۱۱۔ ۱۲ ۲۱۲۔ ۱۲ ۲۱۳۔ ۱۲ ۲۱۴۔ ۱۲ ۲۱۵۔ ۱۲ ۲۱۶۔ ۱۲ ۲۱۷۔ ۱۲ ۲۱۸۔ ۱۲ ۲۱۹۔ ۱۲ ۲۲۰۔ ۱۲ ۲۲۱۔ ۱۲ ۲۲۲۔ ۱۲ ۲۲۳۔ ۱۲ ۲۲۴۔ ۱۲ ۲۲۵۔ ۱۲ ۲۲۶۔ ۱۲ ۲۲۷۔ ۱۲ ۲۲۸۔ ۱۲ ۲۲۹۔ ۱۲ ۲۳۰۔ ۱۲ ۲۳۱۔ ۱۲ ۲۳۲۔ ۱۲ ۲۳۳۔ ۱۲ ۲۳۴۔ ۱۲ ۲۳۵۔ ۱۲ ۲۳۶۔ ۱۲ ۲۳۷۔ ۱۲ ۲۳۸۔ ۱۲ ۲۳۹۔ ۱۲ ۲۴۰۔ ۱۲ ۲۴۱۔ ۱۲ ۲۴۲۔ ۱۲ ۲۴۳۔ ۱۲ ۲۴۴۔ ۱۲ ۲۴۵۔ ۱۲ ۲۴۶۔ ۱۲ ۲۴۷۔ ۱۲ ۲۴۸۔ ۱۲ ۲۴۹۔ ۱۲ ۲۵۰۔ ۱۲ ۲۵۱۔ ۱۲ ۲۵۲۔ ۱۲ ۲۵۳۔ ۱۲ ۲۵۴۔ ۱۲ ۲۵۵۔ ۱۲ ۲۵۶۔ ۱۲ ۲۵۷۔ ۱۲ ۲۵۸۔ ۱۲ ۲۵۹۔ ۱۲ ۲۶۰۔ ۱۲ ۲۶۱۔ ۱۲ ۲۶۲۔ ۱۲ ۲۶۳۔ ۱۲ ۲۶۴۔ ۱۲ ۲۶۵۔ ۱۲ ۲۶۶۔ ۱۲ ۲۶۷۔ ۱۲ ۲۶۸۔ ۱۲ ۲۶۹۔ ۱۲ ۲۷۰۔ ۱۲ ۲۷۱۔ ۱۲ ۲۷۲۔ ۱۲ ۲۷۳۔ ۱۲ ۲۷۴۔ ۱۲ ۲۷۵۔ ۱۲ ۲۷۶۔ ۱۲ ۲۷۷۔ ۱۲ ۲۷۸۔ ۱۲ ۲۷۹۔ ۱۲ ۲۸۰۔ ۱۲ ۲۸۱۔ ۱۲ ۲۸۲۔ ۱۲ ۲۸۳۔ ۱۲ ۲۸۴۔ ۱۲ ۲۸۵۔ ۱۲ ۲۸۶۔ ۱۲ ۲۸۷۔ ۱۲ ۲۸۸۔ ۱۲ ۲۸۹۔ ۱۲ ۲۹۰۔ ۱۲ ۲۹۱۔ ۱۲ ۲۹۲۔ ۱۲ ۲۹۳۔ ۱۲ ۲۹۴۔ ۱۲ ۲۹۵۔ ۱۲ ۲۹۶۔ ۱۲ ۲۹۷۔ ۱۲ ۲۹۸۔ ۱۲ ۲۹۹۔ ۱۲ ۳۰۰۔ ۱۲ ۳۰۱۔ ۱۲ ۳۰۲۔ ۱۲ ۳۰۳۔ ۱۲ ۳۰۴۔ ۱۲ ۳۰۵۔ ۱۲ ۳۰۶۔ ۱۲ ۳۰۷۔ ۱۲ ۳۰۸۔ ۱۲ ۳۰۹۔ ۱۲ ۳۱۰۔ ۱۲ ۳۱۱۔ ۱۲ ۳۱۲۔ ۱۲ ۳۱۳۔ ۱۲ ۳۱۴۔ ۱۲ ۳۱۵۔ ۱۲ ۳۱۶۔ ۱۲ ۳۱۷۔ ۱۲ ۳۱۸۔ ۱۲ ۳۱۹۔ ۱۲ ۳۲۰۔ ۱۲ ۳۲۱۔ ۱۲ ۳۲۲۔ ۱۲ ۳۲۳۔ ۱۲ ۳۲۴۔ ۱۲ ۳۲۵۔ ۱۲ ۳۲۶۔ ۱۲ ۳۲۷۔ ۱۲ ۳۲۸۔ ۱۲ ۳۲۹۔ ۱۲ ۳۳۰۔ ۱۲ ۳۳۱۔ ۱۲ ۳۳۲۔ ۱۲ ۳۳۳۔ ۱۲ ۳۳۴۔ ۱۲ ۳۳۵۔ ۱۲ ۳۳۶۔ ۱۲ ۳۳۷۔ ۱۲ ۳۳۸۔ ۱۲ ۳۳۹۔ ۱۲ ۳۴۰۔ ۱۲ ۳۴۱۔ ۱۲ ۳۴۲۔ ۱۲ ۳۴۳۔ ۱۲ ۳۴۴۔ ۱۲ ۳۴۵۔ ۱۲ ۳۴۶۔ ۱۲ ۳۴۷۔ ۱۲ ۳۴۸۔ ۱۲ ۳۴۹۔ ۱۲ ۳۵۰۔ ۱۲ ۳۵۱۔ ۱۲ ۳۵۲۔ ۱۲ ۳۵۳۔ ۱۲ ۳۵۴۔ ۱۲ ۳۵۵۔ ۱۲ ۳۵۶۔ ۱۲ ۳۵۷۔ ۱۲ ۳۵۸۔ ۱۲ ۳۵۹۔ ۱۲ ۳۶۰۔ ۱۲ ۳۶۱۔ ۱۲ ۳۶۲۔ ۱۲ ۳۶۳۔ ۱۲ ۳۶۴۔ ۱۲ ۳۶۵۔ ۱۲ ۳۶۶۔ ۱۲ ۳۶۷۔ ۱۲ ۳۶۸۔ ۱۲ ۳۶۹۔ ۱۲ ۳۷۰۔ ۱۲ ۳۷۱۔ ۱۲ ۳۷۲۔ ۱۲ ۳۷۳۔ ۱۲ ۳۷۴۔ ۱۲ ۳۷۵۔ ۱۲ ۳۷۶۔ ۱۲ ۳۷۷۔ ۱۲ ۳۷۸۔ ۱۲ ۳۷۹۔ ۱۲ ۳۸۰۔ ۱۲ ۳۸۱۔ ۱۲ ۳۸۲۔ ۱۲ ۳۸۳۔ ۱۲ ۳۸۴۔ ۱۲ ۳۸۵۔ ۱۲ ۳۸۶۔ ۱۲ ۳۸۷۔ ۱۲ ۳۸۸۔ ۱۲ ۳۸۹۔ ۱۲ ۳۹۰۔ ۱۲ ۳۹۱۔ ۱۲ ۳۹۲۔ ۱۲ ۳۹۳۔ ۱۲ ۳۹۴۔ ۱۲ ۳۹۵۔ ۱۲ ۳۹۶۔ ۱۲ ۳۹۷۔ ۱۲ ۳۹۸۔ ۱۲ ۳۹۹۔ ۱۲ ۴۰۰۔ ۱۲ ۴۰۱۔ ۱۲ ۴۰۲۔ ۱۲ ۴۰۳۔ ۱۲ ۴۰۴۔ ۱۲ ۴۰۵۔ ۱۲ ۴۰۶۔ ۱۲ ۴۰۷۔ ۱۲ ۴۰۸۔ ۱۲ ۴۰۹۔ ۱۲ ۴۱۰۔ ۱۲ ۴۱۱۔ ۱۲ ۴۱۲۔ ۱۲ ۴۱۳۔ ۱۲ ۴۱۴۔ ۱۲ ۴۱۵۔ ۱۲ ۴۱۶۔ ۱۲ ۴۱۷۔ ۱۲ ۴۱۸۔ ۱۲ ۴۱۹۔ ۱۲ ۴۲۰۔ ۱۲ ۴۲۱۔ ۱۲ ۴۲۲۔ ۱۲ ۴۲۳۔ ۱۲ ۴۲۴۔ ۱۲ ۴۲۵۔ ۱۲ ۴۲۶۔ ۱۲ ۴۲۷۔ ۱۲ ۴۲۸۔ ۱۲ ۴۲۹۔ ۱۲ ۴۳۰۔ ۱۲ ۴۳۱۔ ۱۲ ۴۳۲۔ ۱۲ ۴۳۳۔ ۱۲ ۴۳۴۔ ۱۲ ۴۳۵۔ ۱۲ ۴۳۶۔ ۱۲ ۴۳۷۔ ۱۲ ۴۳۸۔ ۱۲ ۴۳۹۔ ۱۲ ۴۴۰۔ ۱۲ ۴۴۱۔ ۱۲ ۴۴۲۔ ۱۲ ۴۴۳۔ ۱۲ ۴۴۴۔ ۱۲ ۴۴۵۔ ۱۲ ۴۴۶۔ ۱۲ ۴۴۷۔ ۱۲ ۴۴۸۔ ۱۲ ۴۴۹۔ ۱۲ ۴۵۰۔ ۱۲ ۴۵۱۔ ۱۲ ۴۵۲۔ ۱۲ ۴۵۳۔ ۱۲ ۴۵۴۔ ۱۲ ۴۵۵۔ ۱۲ ۴۵۶۔ ۱۲ ۴۵۷۔ ۱۲ ۴۵۸۔ ۱۲ ۴۵۹۔ ۱۲ ۴۶۰۔ ۱۲ ۴۶۱۔ ۱۲ ۴۶۲۔ ۱۲ ۴۶۳۔ ۱۲ ۴۶۴۔ ۱۲ ۴۶۵۔ ۱۲ ۴۶۶۔ ۱۲ ۴۶۷۔ ۱۲ ۴۶۸۔ ۱۲ ۴۶۹۔ ۱۲ ۴۷۰۔ ۱۲ ۴۷۱۔ ۱۲ ۴۷۲۔ ۱۲ ۴۷۳۔ ۱۲ ۴۷۴۔ ۱۲ ۴۷۵۔ ۱۲ ۴۷۶۔ ۱۲ ۴۷۷۔ ۱۲ ۴۷۸۔ ۱۲ ۴۷۹۔ ۱۲ ۴۸۰۔ ۱۲ ۴۸۱۔ ۱۲ ۴۸۲۔ ۱۲ ۴۸۳۔ ۱۲ ۴۸۴۔ ۱۲ ۴۸۵۔ ۱۲ ۴۸۶۔ ۱۲ ۴۸۷۔ ۱۲ ۴۸۸۔ ۱۲ ۴۸۹۔ ۱۲ ۴۹۰۔ ۱۲ ۴۹۱۔ ۱۲ ۴۹۲۔ ۱۲ ۴۹۳۔ ۱۲ ۴۹۴۔ ۱۲ ۴۹۵۔ ۱۲ ۴۹۶۔ ۱۲ ۴۹۷۔ ۱۲ ۴۹۸۔ ۱۲ ۴۹۹۔ ۱۲ ۵۰۰۔ ۱۲ ۵۰۱۔ ۱۲ ۵۰۲۔ ۱۲ ۵۰۳۔ ۱۲ ۵۰۴۔ ۱۲ ۵۰۵۔ ۱۲ ۵۰۶۔ ۱۲ ۵۰۷۔ ۱۲ ۵۰۸۔ ۱۲ ۵۰۹۔ ۱۲ ۵۱۰۔ ۱۲ ۵۱۱۔ ۱۲ ۵۱۲۔ ۱۲ ۵۱۳۔ ۱۲ ۵۱۴۔ ۱۲ ۵۱۵۔ ۱۲ ۵۱۶۔ ۱۲ ۵۱۷۔ ۱۲ ۵۱۸۔ ۱۲ ۵۱۹۔ ۱۲ ۵۲۰۔ ۱۲ ۵۲۱۔ ۱۲ ۵۲۲۔ ۱۲ ۵۲۳۔ ۱۲ ۵۲۴۔ ۱۲ ۵۲۵۔ ۱۲ ۵۲۶۔ ۱۲ ۵۲۷۔ ۱۲ ۵۲۸۔ ۱۲ ۵۲۹۔ ۱۲ ۵۳۰۔ ۱۲ ۵۳۱۔ ۱۲ ۵۳۲۔ ۱۲ ۵۳۳۔ ۱۲ ۵۳۴۔ ۱۲ ۵۳۵۔ ۱۲ ۵۳۶۔ ۱۲ ۵۳۷۔ ۱۲ ۵۳۸۔ ۱۲ ۵۳۹۔ ۱۲ ۵۴۰۔ ۱۲ ۵۴۱۔ ۱۲ ۵۴۲۔ ۱۲ ۵۴۳۔ ۱۲ ۵۴۴۔ ۱۲ ۵۴۵۔ ۱۲ ۵۴۶۔ ۱۲ ۵۴۷۔ ۱۲ ۵۴۸۔ ۱۲ ۵۴۹۔ ۱۲ ۵۵۰۔ ۱۲ ۵۵۱۔ ۱۲ ۵۵۲۔ ۱۲ ۵۵۳۔ ۱۲ ۵۵۴۔ ۱۲ ۵۵۵۔ ۱۲ ۵۵۶۔ ۱۲ ۵۵۷۔ ۱۲ ۵۵۸۔ ۱۲ ۵۵۹۔ ۱۲ ۵۶۰۔ ۱۲ ۵۶۱۔ ۱۲ ۵۶۲۔ ۱۲ ۵۶۳۔ ۱۲ ۵۶۴۔ ۱۲ ۵۶۵۔ ۱۲ ۵۶۶۔ ۱۲ ۵۶۷۔ ۱۲ ۵۶۸۔ ۱۲ ۵۶۹۔ ۱۲ ۵۷۰۔ ۱۲ ۵۷۱۔ ۱۲ ۵۷۲۔ ۱۲ ۵۷۳۔ ۱۲ ۵۷۴۔ ۱۲ ۵۷۵۔ ۱۲ ۵۷۶۔ ۱۲ ۵۷۷۔ ۱۲ ۵۷۸۔ ۱۲ ۵۷۹۔ ۱۲ ۵۸۰۔ ۱۲ ۵۸۱۔ ۱۲ ۵۸۲۔ ۱۲ ۵۸۳۔ ۱۲ ۵۸۴۔ ۱۲ ۵۸۵۔ ۱۲ ۵۸۶۔ ۱۲ ۵۸۷۔ ۱۲ ۵۸۸۔ ۱۲ ۵۸۹۔ ۱۲ ۵۹۰۔ ۱۲ ۵۹۱۔ ۱۲ ۵۹۲۔ ۱۲ ۵۹۳۔ ۱۲ ۵۹۴۔ ۱۲ ۵۹۵۔ ۱۲ ۵۹۶۔ ۱۲ ۵۹۷۔ ۱۲ ۵۹۸۔ ۱۲ ۵۹۹۔ ۱۲ ۶۰۰۔ ۱۲ ۶۰۱۔ ۱۲ ۶۰۲۔ ۱۲ ۶۰۳۔ ۱۲ ۶۰۴۔ ۱۲ ۶۰۵۔ ۱۲ ۶۰۶۔ ۱۲ ۶۰۷۔ ۱۲ ۶۰۸۔ ۱۲ ۶۰۹۔ ۱۲ ۶۱۰۔ ۱۲ ۶۱۱۔ ۱۲ ۶۱۲۔ ۱۲ ۶۱۳۔ ۱۲ ۶۱۴۔ ۱۲ ۶۱۵۔ ۱۲ ۶۱۶۔ ۱۲ ۶۱۷۔ ۱۲ ۶۱۸۔ ۱۲ ۶۱۹۔ ۱۲ ۶۲۰۔ ۱۲ ۶۲۱۔ ۱۲ ۶۲۲۔ ۱۲ ۶۲۳۔ ۱۲ ۶۲۴۔ ۱۲ ۶۲۵۔ ۱۲ ۶۲۶۔ ۱۲ ۶۲۷۔ ۱۲ ۶۲۸۔ ۱۲ ۶۲۹۔ ۱۲ ۶۳۰۔ ۱۲ ۶۳۱۔ ۱۲ ۶۳۲۔ ۱۲ ۶۳۳۔ ۱۲ ۶۳۴۔ ۱۲ ۶۳۵۔ ۱۲ ۶۳۶۔ ۱۲ ۶۳۷۔ ۱۲ ۶۳۸۔ ۱۲ ۶۳۹۔ ۱۲ ۶۴۰۔ ۱۲ ۶۴۱۔ ۱۲ ۶۴۲۔ ۱۲ ۶۴۳۔ ۱۲ ۶۴۴۔ ۱۲ ۶۴۵۔ ۱۲ ۶۴۶۔ ۱۲ ۶۴۷۔ ۱۲ ۶۴۸۔ ۱۲ ۶۴۹۔ ۱۲ ۶۵۰۔ ۱۲ ۶۵۱۔ ۱۲ ۶۵۲۔ ۱۲ ۶۵۳۔ ۱۲ ۶۵۴۔ ۱۲ ۶۵۵۔ ۱۲ ۶۵۶۔ ۱۲ ۶۵۷۔ ۱۲ ۶۵۸۔ ۱۲ ۶۵۹۔ ۱۲ ۶۶۰۔ ۱۲ ۶۶۱۔ ۱۲ ۶۶۲۔ ۱۲ ۶۶۳۔ ۱۲ ۶۶۴۔ ۱۲ ۶۶۵۔ ۱۲ ۶۶۶۔ ۱۲ ۶۶۷۔ ۱۲ ۶۶۸۔ ۱۲ ۶۶۹۔ ۱۲ ۶۷۰۔ ۱۲ ۶۷۱۔ ۱۲ ۶۷۲۔ ۱۲ ۶۷۳۔ ۱۲ ۶۷۴۔ ۱۲ ۶۷۵۔ ۱۲ ۶۷۶۔ ۱۲ ۶۷۷۔ ۱۲ ۶۷۸۔ ۱۲ ۶۷۹۔ ۱۲ ۶۸۰۔ ۱۲ ۶۸۱۔ ۱۲ ۶۸۲۔ ۱۲ ۶۸۳۔ ۱۲ ۶۸۴۔ ۱۲ ۶۸۵۔ ۱۲ ۶۸۶۔ ۱۲ ۶۸۷۔ ۱۲ ۶۸۸۔ ۱۲ ۶۸۹۔ ۱۲ ۶۹۰۔ ۱۲ ۶۹۱۔ ۱۲ ۶۹۲۔ ۱۲ ۶۹۳۔ ۱۲ ۶۹۴۔ ۱۲ ۶۹۵۔ ۱۲ ۶۹۶۔ ۱۲ ۶۹۷۔ ۱۲ ۶۹۸۔ ۱۲ ۶۹۹۔ ۱۲ ۷۰۰۔ ۱۲ ۷۰۱۔ ۱۲ ۷۰۲۔ ۱۲ ۷۰۳۔ ۱۲ ۷۰۴۔ ۱۲ ۷۰۵۔ ۱۲ ۷۰۶۔ ۱۲ ۷۰۷۔ ۱۲ ۷۰۸۔ ۱۲ ۷۰۹۔ ۱۲ ۷۱۰۔ ۱۲ ۷۱۱۔ ۱۲ ۷۱۲۔ ۱۲ ۷۱۳۔ ۱۲ ۷۱۴۔ ۱۲ ۷۱۵۔ ۱۲ ۷۱۶۔ ۱۲ ۷۱۷۔ ۱۲ ۷۱۸۔ ۱۲ ۷۱۹۔ ۱۲ ۷۲۰۔ ۱۲ ۷۲۱۔ ۱۲ ۷۲۲۔ ۱۲ ۷۲۳۔ ۱۲ ۷۲۴۔ ۱۲ ۷۲۵۔ ۱۲ ۷۲۶۔ ۱۲ ۷۲۷۔ ۱۲ ۷۲۸۔ ۱۲ ۷۲۹۔ ۱۲ ۷۳۰۔ ۱۲ ۷۳۱۔ ۱۲ ۷۳۲۔ ۱۲ ۷۳۳۔ ۱۲ ۷۳۴۔ ۱۲ ۷۳۵۔ ۱۲ ۷۳۶۔ ۱۲ ۷۳۷۔ ۱۲ ۷۳۸۔ ۱۲ ۷۳۹۔ ۱۲ ۷۴۰۔ ۱۲ ۷۴۱۔ ۱۲ ۷۴۲۔ ۱۲ ۷۴۳۔ ۱۲ ۷۴۴۔ ۱۲ ۷۴۵۔ ۱۲ ۷۴۶۔ ۱۲ ۷۴۷۔ ۱۲ ۷۴۸۔ ۱۲ ۷۴۹۔ ۱۲ ۷۵۰۔ ۱۲ ۷۵۱۔ ۱۲ ۷۵۲۔ ۱۲ ۷۵۳۔ ۱۲ ۷۵۴۔ ۱۲ ۷۵۵۔ ۱۲ ۷۵۶۔ ۱۲ ۷۵۷۔ ۱۲ ۷۵۸۔ ۱۲ ۷۵۹۔ ۱۲ ۷۶۰۔ ۱۲ ۷۶۱۔ ۱۲ ۷۶۲۔ ۱۲ ۷۶۳۔ ۱۲ ۷۶۴۔ ۱۲ ۷۶۵۔ ۱۲ ۷۶۶۔ ۱۲ ۷۶۷۔ ۱۲ ۷۶۸۔ ۱۲ ۷۶۹۔ ۱۲ ۷۷۰۔ ۱۲ ۷۷۱۔ ۱۲ ۷۷۲۔ ۱۲ ۷۷۳۔ ۱۲ ۷۷۴۔ ۱۲ ۷۷۵۔ ۱۲ ۷۷۶۔ ۱۲ ۷۷۷۔ ۱۲ ۷۷۸۔ ۱۲ ۷۷۹۔ ۱۲ ۷۸۰۔ ۱۲ ۷۸۱۔ ۱۲ ۷۸۲۔ ۱۲ ۷۸۳۔ ۱۲ ۷۸۴۔ ۱۲ ۷۸۵۔ ۱۲ ۷۸۶۔ ۱۲ ۷۸۷۔ ۱۲ ۷۸۸۔ ۱۲ ۷۸۹۔ ۱۲ ۷۹۰۔ ۱۲ ۷۹۱۔ ۱۲ ۷۹۲۔ ۱۲ ۷۹۳۔ ۱۲ ۷۹۴۔ ۱۲ ۷۹۵۔ ۱۲ ۷۹۶۔ ۱۲ ۷۹۷۔ ۱۲ ۷۹۸۔ ۱۲ ۷۹۹۔ ۱۲ ۸۰۰۔ ۱۲ ۸۰۱۔ ۱۲ ۸۰۲۔ ۱۲ ۸۰۳۔ ۱۲ ۸۰۴۔ ۱۲ ۸۰۵۔ ۱۲ ۸۰۶۔ ۱۲ ۸۰۷۔ ۱۲ ۸۰۸۔ ۱۲ ۸۰۹۔ ۱۲ ۸۱۰۔ ۱۲ ۸۱۱۔ ۱۲ ۸۱۲۔ ۱۲ ۸۱۳۔ ۱۲ ۸۱۴۔ ۱۲ ۸۱۵۔ ۱۲ ۸۱۶۔ ۱۲ ۸۱۷۔ ۱۲ ۸۱۸۔ ۱۲ ۸۱۹۔ ۱۲ ۸۲۰۔ ۱۲ ۸۲۱۔ ۱۲ ۸۲۲۔ ۱۲ ۸۲۳۔ ۱۲ ۸۲۴۔ ۱۲ ۸۲۵۔ ۱۲ ۸۲۶۔ ۱۲ ۸۲۷۔ ۱۲ ۸۲۸۔ ۱۲ ۸۲۹۔ ۱۲ ۸۳۰۔ ۱۲ ۸۳۱۔ ۱۲ ۸۳۲۔ ۱۲ ۸۳۳۔ ۱۲ ۸۳۴۔ ۱۲ ۸۳۵۔ ۱۲ ۸۳۶۔ ۱۲ ۸۳۷۔ ۱۲ ۸۳۸۔ ۱۲ ۸۳۹۔ ۱۲ ۸۴۰۔ ۱۲ ۸۴۱۔ ۱۲ ۸۴۲۔ ۱۲ ۸۴۳۔ ۱۲ ۸۴۴۔ ۱۲ ۸۴۵۔ ۱۲ ۸۴۶۔ ۱۲ ۸۴۷۔ ۱۲ ۸۴۸۔ ۱۲ ۸۴۹۔ ۱۲ ۸۵۰۔ ۱۲ ۸۵۱۔ ۱۲ ۸۵۲۔ ۱۲ ۸۵۳۔ ۱۲ ۸۵۴۔ ۱۲ ۸۵۵۔ ۱۲ ۸۵۶۔ ۱۲ ۸۵۷۔ ۱۲ ۸۵۸۔ ۱۲ ۸۵۹۔ ۱۲ ۸۶۰۔ ۱۲ ۸۶۱۔ ۱۲ ۸۶۲۔ ۱۲ ۸۶۳۔ ۱۲ ۸۶۴۔ ۱۲ ۸۶۵۔ ۱۲ ۸۶۶۔ ۱۲ ۸۶۷۔ ۱۲ ۸۶۸۔ ۱۲ ۸۶۹۔ ۱۲ ۸۷۰۔ ۱۲ ۸۷۱۔ ۱۲ ۸۷۲۔ ۱۲ ۸۷۳۔ ۱۲ ۸۷۴۔ ۱۲ ۸۷۵۔ ۱۲ ۸۷۶۔ ۱۲ ۸۷۷۔ ۱۲ ۸۷۸۔ ۱۲ ۸۷۹۔ ۱۲ ۸۸۰۔ ۱۲ ۸۸۱۔ ۱۲ ۸۸۲۔ ۱۲ ۸۸۳۔ ۱۲ ۸۸۴۔ ۱۲ ۸۸۵۔ ۱۲ ۸۸۶۔ ۱۲ ۸۸۷۔ ۱۲ ۸۸۸۔ ۱۲ ۸۸۹۔ ۱۲ ۸۹۰۔ ۱۲ ۸۹۱۔ ۱۲ ۸۹۲۔ ۱۲ ۸۹۳۔ ۱۲ ۸۹۴۔ ۱۲ ۸۹۵۔ ۱۲ ۸۹۶۔ ۱۲ ۸۹۷۔ ۱۲ ۸۹۸۔ ۱۲ ۸۹۹۔ ۱۲ ۹۰۰۔ ۱۲ ۹۰۱۔ ۱۲ ۹۰۲۔ ۱۲ ۹۰۳۔ ۱۲ ۹۰۴۔ ۱۲ ۹۰۵۔ ۱۲ ۹۰۶۔ ۱۲ ۹۰۷۔ ۱۲ ۹۰۸۔ ۱۲ ۹۰۹۔ ۱۲ ۹۱۰۔ ۱۲ ۹۱۱۔ ۱۲ ۹۱۲۔ ۱۲ ۹۱۳۔ ۱۲ ۹۱۴۔ ۱۲ ۹۱۵۔ ۱۲ ۹۱۶۔ ۱۲ ۹۱۷۔ ۱۲ ۹۱۸۔ ۱۲ ۹۱۹۔ ۱۲ ۹۲۰۔ ۱۲ ۹۲۱۔ ۱۲ ۹۲۲۔ ۱۲ ۹۲۳۔ ۱۲ ۹۲۴۔ ۱۲ ۹۲۵۔ ۱۲ ۹۲۶۔ ۱۲ ۹۲۷۔ ۱۲ ۹۲۸۔ ۱۲ ۹۲۹۔ ۱۲ ۹۳۰۔ ۱۲ ۹۳۱۔ ۱۲ ۹۳۲۔ ۱۲ ۹۳۳۔ ۱۲ ۹۳۴۔ ۱۲ ۹۳۵۔ ۱۲ ۹۳۶۔ ۱۲ ۹۳۷۔ ۱۲ ۹۳۸۔ ۱۲ ۹۳۹۔ ۱۲ ۹۴۰۔ ۱۲ ۹۴۱۔ ۱۲ ۹۴۲۔ ۱۲ ۹۴۳۔ ۱۲ ۹۴۴۔ ۱۲ ۹۴۵۔ ۱۲ ۹۴۶۔ ۱۲ ۹۴۷۔ ۱۲ ۹۴۸۔ ۱۲ ۹۴۹۔ ۱۲ ۹۵۰۔ ۱۲ ۹۵۱۔

قبیلۂ جرہم کے حالات مین غالباً تیسری صدی کے ایک مورخ ابراہیم بن سلیمان سنہمی الکوفی نے اخبار جرہم" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی،[1]

۴۔ طسم و جدیس

یہ دونون قبائل یمامہ مین تھے، یہ کلبی کی روایت ہے اور زیادہ مشہور ہے، مورخ ابن خلدون نے ان کو بحرین مین جگہ دی ہے، ہماری تحقیق مین یہ اختلاف صرف لفظی تشابہ سے پیدا ہوا ہے، زمانۂ قدیم مین ان دونون شہرون کا نام "ہجر" تھا،[2] اور صحیح یہ ہے کہ خلیج فارس پر یمامہ، بحرین اور عمان کے نام سے جو شہر آباد ہین، طسم و جدیس کی آبادی ان سب پر مشتمل تھی،[3] یہ عاد کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تھے،[4] سیاسی قوت اولاً طسم کے ہاتھ مین تھی، ایک زمانہ کے بعد "عملیق" نام ایک ظالم بادشاہ تخت نشین ہوا جس نے اپنے شرمناک قواعد سے قبائل جدیس کو برہم کر دیا، آخر جدیس کی ایک خاتون عروس نے قبیلہ کو غیرت دلائی، یہ غیرت آگ بن کر اٹھی، طسم نے شاہ یمن سے مدد مانگی، اس نے آکر جدیس کو شکست دی، آخر قبائل کی باہمی نااتفاقی نے ملک غیرون کے ہاتھ بیچ دیا،[5]

مؤلفِ عروس نے اس شاہ یمن کا نام تبع حسان یا جشان (باختلافِ روایت) لکھا ہے، لیکن یہ یقیناً غلط ہے، ایک طرف تو یہی اربابِ روایت ان قبائل کو اتنا قدیم ٹھہراتے ہین کہ ان کو ارم کی صرف بہ واسطہ اولاد قرار دیتے ہین یعنی ۳۰-۴ ہزار ق م ان کا زمانہ بتاتے ہین، اور یا اس قدر پیچھے کرتے ہین کہ تبابعۂ یمن کا معاصر قرار دیتے ہین جن کا زمانہ ۱۵ ق م سے اوپر نہین، اس بنا پر غالباً تبع

---

[1] کتاب الفہرست طوسی ص ۱۳ کلکتہ [2] دیکھو معجم یاقوت لفظ "حجر" و "ہجر" [3] اخبار الطوال ابوحنیفہ دینوری صفحہ ۱۰ [4] القاموس للفیروز آبادی لفظ طسم [5] یہ واقعات اغانی اور تاریخ عرب کی تمام کتابون مین مذکور ہین۔

یمن سے عام شاہین مراد ہے

یونانیوں نے قبائل عرب میں سے ایک کا نام جولسٹی (STA ز ٥٧ ز) لکھا ہے

اس سے جدیس ہی مراد ہو طسم کا نابود کا بربادی کی عبرت کے لئے اس قدر مشہور ہے کہ عرب

میں طسم کے معنی خود بربادی ہو گئے ہیں، عرب کا ایک جاہلی شاعر سلمیٰ بن ربیعہ کہتا ہے۔

اھلکن طسما و جدیسا ... خلق بعد واحدث ... حوادث زمانہ نے طسم اور اسکے بعد ... و اجدیس شاہ

و اھل جاسم و حلا ... وحی لقمان والقرن ... و اہل جاسم اور اہل مارب اور قبیلہ لقمان کو ... ہلاک کا

اس ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ طسم کا زمانہ سبا و اہل مارب اور عاد ثانیہ (وحی لقمان) سے متقدم تھ

یمامہ کا قدیم نام جو اور لیکن زیادہ تر اپنے قصبہ حکر سے کے نام سے مشہور ہے جس کا نا

قریہ اور حجر مترادف الفاظ ہیں لیکن معنی ایک ہی ہیں، ابن الحائک ہمدانی یمنی جو عر

کا بڑا عالم تھا ان سے واقف تھا وہ کہتا ہے کہ ان دونوں لفظوں کے معنی آبادی کے ہیں، قدیم

زمانہ میں عرب عرصا عربہ آبادی ہو یا بیابان ہر ایک کے لئے قریہ کا لفظ استعمال ہوتا، جو حجر کا بعینہ ترجمہ

یمامہ کا قدیم نام حجر کے لحاظ سے حجر یا قریہ کہنا چاہئے آثار قدیمہ کے نشانات جغرافیہ نویس

اسلام کے وقت تک باقی تھے اور انھوں نے خود ان کو مشاہدہ کیا تھا، نجران اور بحرین کے مابین

ایک پہاڑ کا نام جو شمر ایک قلعہ ہے جو طسم کی طرف منسوب ہے، ایک اور عمارت ایک

ہر دانشہ ہے جس کا نام معنی ہے وہ بھی طسم ہی کی یادگار ہے، ثمود بھی اسی قسم کی ایک

ہے، شریف کی عمارتیں یمامہ میں ایک ... اور ... بچے کہ ایک ... تراش کر

پرتی کی عمارت ہوا کرتی ہے ایک ... اور ... بچے کے نام سے ... اس عمارت کا

... اور بلندی ... ہاتھ کے قریب ہے جس کا نام ایک اور قلعہ یا

... اور یمامہ کا نام طسم ہے ایک ... اور ... طسم ... صفحہ ۱۱۲

Marfat.com

ناے قدیم کی یادگار ہے،

خدا جانے ان آثار کا اب کس قدر حصہ باقی ہے تاہم اگر یہ کل یا ان میں سے بعض تو تم جدتیں کے مصنوعات ہوں تو ان قبائل کی عظمت و تمدن کے دلائل نہایت واضح ہیں،

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ قریہ اور ہجر یمامہ و بحرین کا نام ہے جغرافیہ یمن یا ان کے سواحل پر، اور کبھی یمن کے قرب میں عرب کے دیگر شہروں کا نام لیتے ہیں جن میں سے بعض کا لفظ ان کے بیان اگر (GE Y Y A) گزارے (GE Y Y A) اور دوسرے کا اگریا (E / A Y S) غالباً پہلے اور دوسرے نام کی اصلیت قریہ اور ہجر ہے ہجر، یونانیوں اور رومیوں نے عرب تجارت پیشہ قوموں میں بیان کیے، شہروں کا ذکر کیا ہے، ہندوستان کی تجارت میں خاصۃً ان ہی کو دخل تھا، آج بھی ان مقامات کے عرب اپنے قدیم خصوصیات کے ساتھ قائم ہیں، اور تمام قبائل عرب میں سب سے زیادہ ہندوستان کے ساتھ ان ہی کو تعلقات حاصل ہیں،

ان مقامات پر یونانیوں یا رومیوں نے کبھی حملہ نہیں کیا، سکندر کے بعد سب عراق سلوقی (سلوکس) خاندان قائم ہوا، تو اس نے صرف ایک بار خشکی میں اہل قریہ پر تھوڑی سی فوج کے ساتھ حملہ آوری کی جرأت کی تھی، یمامہ و بحرین کے قدیم قبائل کی بربادی کے بعد ایک مدت تک یہاں ویرانی رہی، تا آنکہ آخر میں اسماعیلی قحطانی عربوں نے ادھر رخ کیا، ربیعہ اسمٰعیل کی ایک شاخ عنزہ بن اسد اور کہلان قحطانی کی بعض اولاد ان نے بحرین پر اور بنو حنیفہ نے یمامہ پر تسلط کیا، اسلام آیا تو بحرین اہل فارس کے قبضہ میں تھا، اور ان کی طرف

لہ ان تمام عمارات و مقامات کے نام معجم میں سوائے حرف ہمزہ کے اسماء دیکھنا چاہیئے، ۲ برٹانیکا طبع ۱۱ جلد ۲۶ ص ۲۰۴ ۳ اخبار الطوال ابو حنیفہ صفحہ ۱۷ - ۱۸ - مصر،

Marfat.com

ایک عرب خاندان نائبِ حکومت تھا، اور یمامہ بدستور بنو حنیفہ کے ہاتھ مین تھا بحرین نے خود اپنی رضا و رغبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین دعوتِ اسلام قبول کی اور یمامہ ایمان لاکر پھر مرتد ہوگیا۔ اور آخر خلافتِ صدیقی مین ایک جنگ عظیم کے بعد وہ مطیع ہوا،

۵- اہلِ معین

جوفِ یمن مین معین نام ایک آبادی تھی، اس کے مشرق مین حضرموت اور جنوب مغرب مین سبا (موجودہ صنعاء) واقع تھا، آجکل علماے آثار مین اس آبادی کو نہایت اہمیت حاصل ہے، ان کو اس آبادی کا سراغ مل چکا ہے، وہان کے کتبے پڑھے گئے ہین، یونانی بیانات سے ان کی تشریح کی گئی ہے، لیکن، یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معین آبادی کا نام تھا، باشندون کا قومی نام کیا تھا، یہ معلوم نہین، اسی بنا پر یہ پتہ نہین لگ سکتا کہ عربون کو اس قوم کے حالات کہان تک معلوم تھے، لیکن تحقیقات جدیدہ نے اس کی جاے وقوع کی جو تعیین کی ہے وہ بعینہٖ عاد ارم کا مقام و مسکن نظر آتا ہے، عام تقلید کی بنا پر ہم بھی ان کو اجمال و ابہام کے ساتھ صرف اہل معین کہتے ہین،

معین کے لفظی معنی "منبعِ آب" اور چشمہ کے ہین، دیگر سامی زبانون مین مثلاً عبری مین یہ لفظ "معیان" ہے، جو نہایت آسانی سے "معان" کی صورت مین بگاڑا جاسکتا ہے، جو اب تک شمالی عرب مین ایک آبادی ہے،

اہلِ معین کا ذکر تحریری حیثیت سے سب سے پہلے آٹھوین صدی ق م مین اسفارِ یہود مین نظر آتا ہے[1]، اس کے ۶۰۰ برس بعد اشتہینس المتوفی ۱۹۳ سنہ ق م ایک یونانی مصنف

[1] تاریخ دوم - ۲۶ - ۷ -

معین کا ذکر کرتا ہے،

(۱) ٹستھینس کے علاوہ اسٹرابون (سنہ ۷۹ء)، پلینی (سنہ ۸۰ء) اور بطلیموس (سنہ ۱۴۰ء) نے بھی معین کا بہ تلفظ (MINAEi MANTAi) اپنے اپنے زمانہ میں ذکر کیا اور تشریح کی کہ اُن کا اصلی مقام حضرموت کے پاس مارب اور قتاب کے درمیان ایک معین نام آبادی ہے، اور ان کے پایۂ تخت کا نام قرن (CHARNAE) ہے،

عرب مورخین کو بھی معین سے واقفیت تھی، لیکن ان کو اس آبادی کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہ تھا، یونانیوں نے جو حالات لکھے ہیں وہ گو یا معلوماتِ عرب پر بہت کچھ اضافہ کرتے ہیں تاہم واقعات کے افشا کے لئے قدرت کو علم الآثار کے ہاتھ کا انتظار تھا،

اب ہم ترتیباً عرب، یونان اور علم الآثار کے بیانات و نتائج کا ذکر کرتے ہیں،

عربوں کو معین کے متعلق صرف اس قدر معلوم تھا کہ یہ ایک مقام یا عمارت کا نام ہے ہمدانی کتاب الاکلیل[1] اور صفۃ جزیرۃ العرب میں جہاں اضلاعِ یمن کا ذکر کرتا ہے کہتا ہے،

محافد الیمن براقش ومعین	یمن کے اضلاع، براقش اور معین ہیں
وهما باسفل جوف المرهب تعا	اور یہ دونوں مرہب کے صحرا سے ریگستانی
بلیان ومعین بین مدینة	کے نیچے واقع ہیں معین شہر ریدان اور
نشان وبین دوب مراقة	وہ دوب شراقہ کے مابین ہے،

یاقوت حموی نے بھی معجم میں ان دونوں مقامات کا ذکر کیا ہے، لفظ معین کے تحت میں لکھتا ہے:-

معین اسم حصین بالیمن وهما	معین یمن میں دو قلعہ کا نام ہے، اور

[1] اکلیل میری نظر سے نہیں گذری، مولر نے اس کا حوالہ دیا ہے، جزیرۃ العرب میرے پیش نظر ہے،

Marfat.com

الازھری معین مدینۃ بالیمن تذکر فی بداتش، براقش کے ذکر مین لکھتا ہے،

ازہری کا بیان ہو کہ معین ایک شہر تھا جس کو براقش مین واقع ہونا کہا جاتا ہے

قال الاصمعی براقش ومعین حصنان بالیمن کان بعض التبابعۃ امر ببناء سلحین فبنی فی ثمانین عاما وبنی براقش ومعین بعساله ایدی صناع سلحین ..... قال ولا تری لسلحین اثر اوھما قائمتان

براقش اور معین یمن مین دو قلعے ہین، بعض شاہان یمن نے قصر سلحین کی تعمیر کا حکم دیا تھا، وہ اسی برس مین بن کر تیار ہوا اور براقش اور معین کا یہ گردن کے ہاتھ کے دھوون سے بنے لیکن دیکھو کہ قصر سلحین کا کوئی نشان نہین اور وہ دونون کھڑے ہین

اس عبارت سے دو باتین ثابت ہوتی ہین، ایک تو یہ کہ یمن کے بادشاہون کی تعمیر ہے، دوم یہ ہے کہ یہ دونون مقامات دوسری صدی ہجری تک موجود تھے، براقش کا ذکر اس کے بعد بھی تاریخ اسلام مین آٹھوین صدی ہجری تک نہایت کثرت سے آتا ہے اور اس وقت یہ ایک آباد شہر تھا،

شعرائے عرب نے بھی ان مقامات کا ذکر کیا ہے، حسب ذیل اشعار کو ہمدانی اور یاقوت دونون نے اکلیل اور معجم مین نقل کیا ہے، فروہ بن مسیک کہتا ہے،

ھل بما حدثت حدثی عطیف و ملکنا براقش دوان اعلی

معین الملک من بین ابینا وانعم اخوتی وبنی ابینا

علقمہ کا شعر ہے،

سنہ تاج العروس والاکلیل، طبع حیدرآباد ج ۱ ص ۱۰۰، طبع کلب سیریز،

Marfat.com

قد استوى براقش معين استوا بملقطة ومنبسط انيق

وحلوا من سعين حين حلوا لعزهم لدى الخم العميق

مالک بن حریم الہمدانی کا یہ شعر صرف یاقوت نے نقل کیا ہے،

وتحمى الطرف ما دامت معين باسفله مقابلة حرادا

یہ دو شعر صرف یاقوت نے نقل کئے ہیں،

ينادى من براقش او معين فاسمع فاترب بنا مليح

وقال الحجرى،

تمتن بالضرو من براقش او هيلان او بالع من السمتين

ابو علقمہ حرازی حمیری کہتا ہے،

براقش ومعين نحن عامرها ونحن اربابها مراح ورثنا

ان شہادتوں سے چند امور ثابت کرنے ہیں، معین ایک آبادی کا نام تھا، مقام جوف میں واقع تھا، اس کا وجود دوسری صدی ہجری تک باقی تھا، یہ شہر کسی زمانہ میں حکومت کا مستقر تھا، براقش اس سے متصل ایک دوسری آبادی تھی، ان دونوں اور شعروں میں البتہ یہ دعوی عجیب ہے کہ یہ سبا اور حمیر کی تعمیر تھی، لیکن یہ تعجب اس لیے رفع ہو جاتا ہے کہ اہل معین کے بعد سبا ہی اس کے مالک بن بیٹھے تھے، بعد کے لوگوں نے ان ہی کو قطعی [illegible] سمجھ لیا۔

معین اور اکتشافات جدیدہ | معین کی تاریخی حقیقت کو واضح کرنے میں جدید تحقیقات

سبا کی دوسری شاخ

سبا کی حکومت جلد دوم

Marfat.com

یمن کے آثار قدیمہ کے انکشافات تمام تر دو ہمن فاضل گلاذر اور ہالوے کے نتائج سعی ہین، ان دونون نے یمن کے لیے ہزار کتبات حاصل کیے، اور اُن کو حل کیا، جن سے سیکڑون سیاسی مذہبی اور تجارتی واقعات کا سراغ لگا، معین، حضرموت، قتاب اور سبا کی حکومتون کی تاریخ، موقع وقوع، بادشاہون کے نام مذہبی رسوم، طرز تمدن کا نشان ملا، ان تمام یمنی حکومتون مین قدیم ترمعین کی حکومت ہے،

معین کا زمانہ | معین کے عہد وجود اور زمانۂ بقا کے متعلق گو کوئی قطعی تاریخی فیصلہ نہین ہو سکتا تاہم آثار کی مدد سے کچھ روشنی پہنچی ہے، بڑی مشکل یہ ہو کہ معین کے کتبات پر عموماً تاریخ ثبت نہین، اس لیے زیادہ تر قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے، جرمن علماے آثار کی رائے ہے، کہ خاندان حکومت ق م سے ۱۰۰ ق م تک موجود تھا، فرنچ ماہرین آثار یات اور برائے نام انگریز واقفین اس کا زمانہ یقینی طور سے ۱۰۰۰ ق م سے شروع کرتے ہین[1] لیکن عجیب تر یہ ہو کہ تازہ ترین انگریزی تحقیق بزعم خود ہم ہین ہم یہ الفاظ پاتے ہین:

"آخر زمانہ کے کتبات کو چھوڑ کر زمانۂ قدیم کے کتبون مین کوئی سنہ یا تاریخ مذکور نہ ہونے کی وجہ سے اور نیز اس لیے کہ کتبات کی تعداد کم ہے، علماء مین زمانۂ تاریخ عرب قبل اسلام کی نسبت بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے ہین، لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کتبات کی تاریخ ۱۵۰۰ ق م تک پہنچتی ہے اور بعضون کا قول ہے کہ صرف ۱۶۰۰ ق م تک پہنچ سکتی ہے، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین عرب مین کم از کم چار متمدن حکومتین (۱) معین (۲) سبا (۳) قتاب اور (۴) حضرموت قائم تھین"[2]

مصنفین انسائیکلوپیڈیا آف اسلام معین کا زمانہ بظاہر اس سے بھی زیادہ قدیم قرار دیتے

[1] دی HUNTINGTON EMPIRE مضمون عرب (تاریخ)

Marfat.com

ہیں، کہتے ہیں :-

اس قدر قدیم کہ ۳۰۰۰ ق م میں قدیم بابل کے کتبات ایک شاہ سمیعوم (جس کا پورا نام سمعوم دانوم ہے) کا ذکر کرتے ہیں جو "معان" یا مشرقی عرب کا بادشاہ تھا۔ اس نظریہ کی نسبت کچھ کہا جا سکتا ہے کہ معان عربی لفظ معین کا سومری تلفظ ہے اور اگر صحیح ہے (جس کی تاریخ غیر معلوم ہے)، جنوبی عربی حکومت معین یا معینان کی بنیاد پڑی جس نے شاید اپنی ابتدا میں تمام جنوبی عرب کو جس میں قتاب اور حضرموت داخل ہیں اپنے آغوش میں لے لیا تھا۔ اور جس میں ایک اور صوبہ ملوخ یا ملوق بھی شامل تھا جس کی نسبت بیان ہے کہ غالباً عرب وسطی اور عرب شمالی و مغربی کا نام تھا۔[1]

ان معلومات پر ذیل واقعات کا اور اضافہ کرنا چاہیئے، ہانیکہ دوسری صدی قبل مسیح ۲۰۰ ق م میں مصر پر قابض تھے تو ان حکمران قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام اہل مصر میں "تامعین" ہیں، جو معین" کی نہایت صاف شکل ہے، نیز معین و اشور کے کتبات باہم اتفاق کی تعلیق ظاہر کرتے ہیں، اشور کے کتبات میں جن کا زمانہ ۱۱۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک ہے معین کا ذکر موجود ہے، ان وجوہ سے جیسا کہ فریچ مورخ توسپ لکھا ہے (۲ ص ۴۰۰) کتابت کم زیادہ سے کچھ بھی نہیں ہو سکتی۔[2]

حکومت سبا کچھ [illegible] کہا جا سکتا ہے [illegible]

یمن کی ایک اور عظیم الشان حکومت کا نام سبا ہے، سبا کا زمانہ بالتحقیق معلوم نہیں، تاہم یہ قوم ۱۰۰۰ ق م سے شروع ہے، اور وہ حکومت آخر وقت تک جمیر کے نام سے قائم رہی، اس بنا پر یہ نام ہے

---

[1] ENCYCLOPEDIA OF ISLAM لفظ عرب VOL I. P. 658

[2] VOL I. P. 450

Marfat.com

کہ معین کا پورا زمانہ یا کم از کم عروج کا زمانہ ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے قبل ہونا چاہیے، تاکہ معین کا زوال وعہد آخر سبا کی عہد اوّل ہو، بعض اشخاص دونون کو معاصر فرض کرتے ہین، لیکن یہ قابل غور امر ہے کہ اس مختصر خطۂ ارض یعنی یمن مین دو عظیم الشان سلطنتین ایک ساتھ کیونکر قائم رہ سکتی ہین،

بہرحال اس عقدہ کے حل کرنے مین ہم انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مضمون نگار "ہوب" مشہور جرمن فاضل ہومل (HOMMEL) کے ساتھ ہین جس نے بدلائل متعدد یہ ثابت کیا ہے کہ معین کا تمام زمانہ یا کم از کم زمانۂ عروج سبا سے پیشتر تھا،

مولر (وائنا) (MULLER VON VIE NA) کی رائے ہو کہ سبا اور معین معاصر تھے، اڈورڈ گلازر (GLASER) کی مشہور رائے ہو جس کی تقلید و تائید وِنکلر (WINC LER) اور راقم سطور (ہومل) نے کی ہے کہ معین کی حکومت کا زمانہ سبا کی حکومت سے اقدم ہو اور نیز (سبا کے) کاہن بادشاہون (مکارب) سے پہلے ہو، اس تھیوری کی بنا پر طبعاً معین کے لئے ایک قدیم زمانہ کم از کم ۱۲۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک مفروض کرنا چاہیے،

حال مین سبا و معین کی ہمعصری کی تائید بعض تائید بعض علمار نے مثلاً ماہر عربیات مارٹن ہارٹمن (MARTIN HARTMANN) اور مورخ اڈورڈ میئر (E. MEYER) کی ہی لیکن پھر بھی ہارٹمن یہ قبول کرتا ہے کہ معین کا زمانہ زرین یقیناً سبا سے مقدم تھا،

مؤیدین معاصرت کا سارا زور اس پر ہے کہ کتبہ معین (گلازر، نمبر ۱۱۵۵، ہالوے نمبر ۵۲۵) مین ذکر ہے کہ معین کے بحری تجارت مصر، عشور اور عبر نہرین کے ساتھ تھی، اور نیز اس مین ایک جنگ کا ذکر ہے جو "مذی" نام ایک قوم اور مصر مین ہوئی تھی، مذی کو یہ میدی یعنی اہل میڈیا (فارس) سمجھتے ہین، جنکی لڑائی مصر کیساتھ ۵۲۵ ق م مین ہوئی تھی،

Marfat.com

ہومل جواب دیتا ہے کہ "ندی" سے اہل مدین، یا منتی، کیون نہ سمجھا جائے جو بادیہ نشینانِ سینا کا نام تھا، اور سب سے عجیب بات اس کتبہ مین ہماری تائید مین یہ ہے کہ اس کتبہ مین عشور (اشور یعنی اسیریا) اور عبر نہرین (مابین النہرین یعنی الجزیرہ) کا ذکر ہے، عشور سے اسیریا مراد ہوگا جس کا توراۃ مین اشور املا ہے، اور سے تاریخ اسیریا کا زوال ۶۰۰ ق م مین ہو چکا تھا، اس بنا پر یقیناً معین کا زمانہ اسیریا سے یعنی ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے بہت پہلے فرض کرنا چاہئے، اس بنا پر معین کا تمام زمانہ سبا سے اقدم ہوگا، یا کم از کم یہ کہ معین کا آخری زمانہ سبا کے ابتدائی زمانہ کے معاصر ہے،

یہ منازعات و مباحث معین کے ابتدائی زمانۂ وجود یا زمانۂ عروج کے متعلق ہین، معین کا آخری زمانہ یونانی شہادتون کی بنا پر سنہ ۱۲۵ ق م تک قائم تھا، اس کے بعد پہلی صدی مسیحی مین بھی معین کے متعلق ایک دو حرف ملتے ہین، لیکن زیادہ تر سبا کی عظمت سے یہ روایات پُر ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معین اس وقت گمنام ہو چکے تھے،

معین اور یونانی مورخین | یونانی مورخین نے اپنی تصنیفات سے نہ صرف اپنی قوم کو زندہ رکھا بلکہ اپنے زمانہ کی تمام قومون کو بھی انھون نے زندہ رکھا ہے،

یونانیون اور عربون مین صرف تاجرانہ تعلقات تھے، مصر چونکہ صدی ق م سے یونانیون کے قبضہ مین تھا، اسکندریہ اس وقت تجارت کا مرکز تھا، اس زمانہ مین معدنیات اور لوبان وغیرہ خوشبودار چیزون کی تجارت خاص عرب تاجرون کی ملکیت تھی، اور اراتستینس (ERATOS) جس کی تاریخ وفات ۱۹۶ ق م ہے، وہ قبائلِ یمن کے ذکر مین لکھتا ہے[1]:

ملک عرب کے انتہائے اختتام پر سمندر کے کنارے اہل مین (MINAEANS) رہتے ہین جن کا خاص شہر قرن (KARNA) ہے، ان کے بعد سبا آتے ہین، جن کا پایۂ تخت

[1] تفصیل کیلئے دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۲۷۸ : ۲ ڈنکر کی تاریخ قدیم ج ۱ ص ۳۱۰ و ۳۱۱،

Marfat.com

عرب جو آگے بڑھکر بحیرۂ مغرب خلیج عقبہ کے ساحل پر آباد ہیں جن کے بادشاہ تمنع میں رہتے ہیں
ان کے مشرق میں بنی اسمٰعیل اور مغرب میں جنکا شہر سبا ہے۔ ان چاروں ممالک میں سے ہر ایک
کی وسعت جغرافیہ نویسوں نے یہ لکھی ہے کہ

ان ملکوں میں ایام گرما میں بارش ہوتی ہے اور یہاں کی زمین میدانوں اور نالوں میں گم ہو جاتی
ہے۔ اور یہ ایک قدرتی چیز ہے کہ تخم ریزی وہاں سال میں دو بار ہوتی ہے۔ حضرموت سے
مالک سبا تک جو راستہ ہے سوداگر معین سے علاقۂ عقبہ تک اونٹوں میں جاتے ہیں
اور یہ مسافت قافلہ سبا اور معین کے شہر دلتمار اور ہیکلون اور شامی عمارتوں سے آراستہ ہیں،

اس بیان سے جو آج سے ۲۰۰۰ برس قبل کی شہادت ہے یہ ظاہر ہے کہ اس وقت یمن میں
چار آباد قطعات تھے جن میں سے ایک معین تھا۔ اسکی وسعت مصر زیریں سے کم نہ تھی، زمین نہایت
زرخیز، سرسبز تھی، ملک سبا جس کا خاص شہر مآرب تھا، موقع وقوع کے لحاظ سے یونانی مورخ کا بیان
ہے کہ اس کے مشرق میں حضرموت، مغرب میں بحانب بحر غرب قنا ب، اور وسط میں معین
اور سبا، معین اور خلیج عقبہ کے درمیان جو یمن سے شام و مصر کا راستہ تھا۔ ۷۰ دن کی مسافت تھی
معین تجارت پیشہ قوم تھی، زیادہ تر خوشبودار لکڑی اور بخورات کی تجارت کرتی تھی، ایک
قدیم جغرافیہ نویس لکھتا ہے:

یہاں سے بحر قلزم تک شمال جاتی ہے۔ جہاں اہل قریہ اور اہل معین اور آس پاس
کے تمام عرب بالاتفاق خوشبودار چیزوں کے بستے اور بخورات لاتے ہیں،
تحقیق کے بیان کے مطابق ان کی زمین کی خاص پیداوار چھوہارے اور انگور تھے لیکن
ان کی دولت کا اصلی سرچشمہ جانوروں کی تجارت تھی،

۱۷۹۵ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا قائم ہونا ۲۰۲-۲۲۳

پلینی کا سالِ وفات ۷۹ء ہے اس وقت تک معین گو زندہ تھے، لیکن سبا کے مقابلہ میں گمنام ہو چکے تھے، جیسا کہ پلینی کا یہ فقرہ ظاہر کرتا ہے:-

سبا تمام قبائلِ عرب میں سب سے زیادہ مشہور ہیں ... وہ سمندر کے اس ساحل سے جس کے

ساحل تک کے مالک ہیں، حضرموت[۱] ان کے ملک کا ایک حصہ ... حضرموت کے پیچھے

الدونی حمیرین معین واقع ہے[۲]

اس فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں معین سبا کے مقابلہ میں گمنام ہو چکے تھے اور اس وقت سبا سمندر کے اس گوشہ سے اس گوشہ تک یعنی خلیج فارس سے بحر احمر تک کے تنہا مالک تھے۔ گو شہر معین کا کچھ نہ کچھ وجود ساتویں صدی ہجری اور آٹھویں صدی عیسوی تک باقی تھا[۳] پلینی نے ایک فرق کی بات یہ لکھی کہ معین اپنا سب مینس شاہ کر بیا تک پہنچاتے ہیں[۴] یہ عمومی شاید یونانیوں کا طبع زاد ہو تاہم اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ معین کا سلسلۂ تجارت یونان کی سرحد تک پہنچ چکا تھا۔

معین کا دائرۂ حکومت | معین کا دائرۂ حکومت کس قدر وسیع تھا، اس سوال کا جواب آسان نہیں تاہم کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی تحدید ہو سکے عرب و یونان کی روایت اور علم الآثار کی تائید کی بنا پر معین حضرموت (حضار موت) کے وسط میں واقع تھا، جس کو آثار نے جنوبی یمن کی حدود میں دیکھا ہے عربوں کے بیانات بھی معین کے لیے اسی مقام کی تعیین کرتے ہیں، ایک عرب مؤرخ کہتا ہے

وہی اجدون ما دامت معین | باسفلت مقابلۃ عمرادا

معین کے خاص دارالحکومت کا نام یونانیوں نے قرنا لکھا ہے، آثار میں بھی قرن

---

[۱] ذکر کی تاریخ قدیم جلد ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳ [۲] معجم البلدان یاقوت ج ۲ ص ۸۵۰ [۳] عرب فارسٹر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ [۴] برٹانیکا مضمون عرب

ہوا پایا گیا ہی، آثار سے قرن کے علاوہ اور بھی بہت سی آبادیون کے نام معلوم ہوے ہین جو معین کے حدود مین واقع تھے، ان مین سے بعض کے نام یہ ہین مثیل، نشق، نشان، حریم اور کمنہ، براقش کا نام اوپر آچکا ہے،

معین کے کھنڈرات اب تک باقی ہین، ان سے ظاہر ہوتا ہی کہ معین کے تمام قلعے اور شہر ایک دائرہ کی صورت مین واقع تھے، معین خود سبا کے قلب مین اس شاہراہ کے دست راست پر جو کی شمالی جانب ہی واقع تھا، روایات عرب مین معین کے ساتھ ساتھ براقش کا ذکر ہوتا ہے، براقش کا محل وقوع معین کی مغربی وجنوبی جانب اور موجودہ صنعا کے قریب جو کوہستانی سلسلہ اس کی مغربی جانب تھا، براقش کا قدیم نام مثیل تھا، اہل معین کا تیسرا قلعہ یا شہر جو شاید یونانیون بیان کردہ قرن یا قرنا ہو، شمالی جوف کے وسط مین معین و براقش کے شمال مین تھا،

یمن کے علاوہ معین کے آثار وخط و زبان کے نمونے شمالی عربیین العلا تک بھی ملتے ہین اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معین کی کوئی نوآبادی یہان بھی قائم تھی، غالباً اس نوآبادی کی غرض یہ ہوگی کہ معین ان تجارتی راستون کی حفاظت کرے، جو ساحل بحر احمر پر عقبہ (ایلانہ) شام و فلسطین اور اسکندریہ کو جاتے تھے،

معین کے ان شمالی آثار سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صرف تجارتی حکومت نہ تھی بلکہ جنگ و فتح مین حصہ لیتی تھی، شمالی معین کا ایک گورنر اپنے آقا کی جنگ سے بخیریت واپسی پر ایک یادگاری لوح پر لکھتا ہے:-

"استار (دیوتا) کے شکرانہ مین اس کی حفاظت پر فرمانروائے جنوب اور فرمانروائے شمال کی

لہ ۲۰۰ - ۱ - HEART TO ME - ۱ - ۲ - ۲ - ۲

باہمی جنگ مین اور مدی اور مصر کی لڑائی مین اور اُن کے بخریت اپنے خاص شہر قرن داپس
پہنچ جاتے ہین ،،

اس کتبہ کا نویسندہ اپنے کو ابی یدع شیخ شامین ،، کا ماتحت ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنا لقب
راشور" اور بالائی ساحلِ بحر کا حاکم بتاتا ہے۔ "تسار" کا ذکر مصری کتبات مین بھی ہے، اس سے
علم ہوتا ہے کہ مصری عربی سرحد پر جہان اب سوئز ہی تسار کوئی سرحدی قلعہ تھا، معین کے ایک
مرے شمالی کتبہ مین حکامِ معین شہر غزہ کا حاکم ہونا بھی اپنے کو بیان کرتے ہین[1]، شہر غزہ شام
سطین کے پاس اب تک موجود ہی، ان بیانات سے معلوم ہوگا کہ معین کی حکومت کہان تک
یع ہو کر شام و مصر اور اشور (اسیریا) تک ممتد تھی ،

معین کے شمالی آثار مین مصران نام ایک آبادی کا نام بھی منقوش ہی، یہ آبادی ثمانیا
ن کے پاس تھی، مصران، عبری کے مصرائم اور عربی کے مصر سے بہت مشابہ ہے، اور
ب تر یہ ہے کہ مصر کی طرح یہان کا حاکم بھی اپنا لقب فرعون رکھتا تھا، اس بنا پر جرمن
رین عموماً یہ نظریہ قبول ہوتا جاتا ہے کہ توراۃ مین جہان جہان مصرائم (مصر) کا ذکر ہے اس سے
دہی شہر مصران ہی، لیکن یہ تھیوری ابھی بہت سے اعتراضات کا مورد ہے[2]،

ہم نے آغاز فصل مین لکھا ہے کہ ۸۰۰ ق م مین بنی اسرائیل نے "معین" کا ذکر کیا ہے،
ثمانہ مین عزیاہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا، عزیاہ اس زمانہ مین عربون سے لڑا تھا، اس لڑائی
بہ تنیم مین اس طرح مذکور ہے ،

اور خدا نے اس کو مدد دی کہ اہلِ فلسطین پر اور اُن عربون پر جو جرزاہل مین رہتے تھے اور

[1] بیانات بالا کیلئے دیکھو Yuarts of Humanorigens p. 37

[2] Jonze. 40

Marfat.com

معینون پر اس کو غالب کیا، (تاریخ دوم ۲۶-۷)

یہ جنگ معینین کے شمالی مقبوضات مین جو فلسطین سے متصل تھے، واقع ہوئی ہوگی، اس شہادت سے جو ۸۰۰ برس ق م کی ہے، چند نتائج مستنبط ہوتے ہین، اوّلاً یہ کہ جیسا کہ آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ معین کی نوآبادی شمالی عرب مین بھی تھی، اس واقعہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، ثانیاً یہ کہ ۸۰۰ برس ق م معین کی ابتدائی قوت کا زمانہ نہین ہے جیسا کہ فرنچ علمائے آثار نے قرار دیا ہے، بلکہ ابتدائے ضعف کا زمانہ ہی، جیسا کہ جرمن علما کی رائے ہی، اس کی ترقی کا زمانہ اس کے زمانۂ شکست سے بہت اوپر فرض کرنا چاہیے، ثالثاً یہ کہ معین اصل مین ایک فاتح قوم تھی، اگر ۲۰۰ ق م سے ۲۰۰ء تک یونان کے جغرافیہ نویسون نے اس کا ذکر صرف ایک تاجر قوم کی حیثیت سے کیا ہے تو وہ اس بات کا ثبوت ہی کہ اس کی سیاسی عظمت اس سے بہت پہلے مفقود ہو چکی تھی اور اس زمانہ مین وہ صرف ایک تجارت پیشہ قوم ہو کر رہ گئی تھی،

شاہان معین خاندان معین مین کتنے بادشاہ گزرے اور ان کے کیا نام تھے؟ اس کا جواب نہ خود روایات عربیہ مین ہی اور نہ مورخین یونان کے بیانات مین اس کے لئے دنیا کو صرف علمائے آثار کا ممنون ہونا چاہیے، انھون نے معین کے تقریباً ۵۰ بادشاہون کے نام دریافت کئے ہین، جن مین سے ۲۰ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہین، نامون کی فہرست حسب ذیل ہے

۱- ایل صادق	ابی یدع یاثع	وقہ ایل صادق
وقہ ایل یاثع	وقہ ایل ریام	ابی کریب یاثع
ابی یفع یاثر	عُضم صادق	عمی یدع نائط
عُضم ریام	ابی یفع یاتوش	۴- ابی یفع ریام
۲- ابی یفع یاثع	۳- ابی یفع وقہ	ہونا عشت

Marfat.com

ابی یدع	۶- شیخ اہل ریام	۷- ابی یدع
خانی کریب	تبع کریب	حفنم
حفن یاشع		

یہ کل ۲۳ نام ہین جو عمارات اور مقبرون کے کتبون سے جمع کئے گئے ہین[1]، یہ تعداد زمانۂ حکومت کے لحاظ سے بہت کم ہی، اور ظاہر ہے کہ متعدد نام ایسے ہون گے جن کے نام کے کتبے ہم کو نہین ملے، اور بہت سے ایسے ہون گے جن کے نام کے کتبے سرے سے نہ ہون گے اس لئے زمانۂ حکومت کی وسعت کے مطابق کم از کم دس بارہ نام اور فرض کئے جا سکتے ہین، کل ۳۵ نام ہوتے ہین، حمزہ اصفہانی نے ۲۶ تابعۂ یمن کی مدتِ حکومت ایک ہزار برس لکھی ہے، لیکن یہ مدت ۲۶ بادشاہون کے زمانۂ حکومت کے لئے بہت زیادہ ہے، کیونکہ زیادہ سے زیادہ ہر ایک کا زمانہ اوسطاً ۲۰ برس سے زیادہ مفروض نہین ہو سکتا، اگر ایک طرف ان مین بہت سے ۵۰ برس کے ہون گے تو دوسری طرف بہت سے ۱۰ برس کے ہون گے، اس لئے زیادہ سے زیادہ اوسط ۲۰ برس ہم فرض کرتے ہین،

اس فرض کی بنا پر ۳۵ بادشاہون کے لئے ۷۰۰ برس کا زمانہ ہونا چاہئے، یہ زمانہ اگر ۷۰۰ ق م سے شمار کیا جائے جو ین مین عاد کی خاتمۂ حکومت کا زمانہ ہے تو ۱۰۰ ق م پر آکر یہ ۷۰۰ کی مدت ختم ہوتی ہے اور یہ ٹھیک وہ زمانہ ہے جب توراۃ کے رو سے قصۂ سلیمان و سبا (۱۰۱۲ ق م) کی ابتدا ہو رہی ہے،

گلازر (Glaser) اور ہومل (Homme l) جو جرمنی کے محققین علماے آثار ہین، وہ معین کا عہدِ حکومت ۱۵۰۰ ق م سے ۹۰۰ ق م تک متعین کرتے ہین، جس کے

[1] ان نامون کی فہرست کے لئے دیکھو Huart Jome I. P. 56

بعد اُن کا بیان ہے کہ سبا نے شمال عرب سے آکر معین کو فتح کر لیا۔ ہم نے معین کی ابتدا عاد کے خاتمہ سے لیکر (۱۷۰۰ ق م) سبا کی ابتدا تک (۱۰۰۰) جو قرار دی ہے اس سے بغیر کسی تکلف کے یمن کی ایک مسلسل تاریخ قائم ہو جاتی ہے اور یہ فرض محققین آثار سے زیادہ دور بھی نہین واقع ہوتا معین کی زبان، خط اور دیوتا کے نام سبا سے مختلف ہین، اور کسی قدر بابل سے مشابہ ہین، اس نتیجہ سے معین کی قومیت کا راز فاش ہوتا ہے کہ وہ عرب سامیہ اوّل کے بقایائے یادگار تھے،

۴۔ بنی لحیان

منجملہ عرب بائدہ کے رواۃ عرب بنی لحیان نام ایک قبیلہ کا ذکر کرتے ہین، بنی لحیان کی نسبت وہ صرف اس قدر جانتے ہین کہ یہ جرہم کی ایک شاخ تھی، ابن خلدون نے بھی اسی قدر لکھا ہے،[1] آجکل شمالی عرب کے شہر العلا مین چند کتبات سبائی اور نبطی کتبون کے پہلو بہ پہلو ملے ہین جن سے نہ صرف "بنو لحیان" کا وجود ثابت ہوتا ہے، بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شمالی عرب مین حدود شام مین اور خصوصاً العلا کے اطراف مین آباد تھے، خط لحیانی جنوبی عرب کے خط معینی کے مشابہ ہے، بلکہ ان ہی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے،

علماے آثار بنو لحیان کی سیاسی قوت کا زمانہ شمالی عرب مین معین و سبا کے انحطاط (۳۰۰ ق م) اور انباط کے ارتقا (۱۰۰ ق م) کے درمیان مین قرار دیتے ہین، لحیانی کتبات کے مضامین کچھ زیادہ واضح طور سے پڑھے نہین جا سکے ہین، لیکن اس خیال کی ہر طرح تائید ہوتی ہے کہ فارس و مصر کے فاتحانہ تعلقات کے عہد (۵۰۰ ق م) کے ہین، اس بنا پر اس زمانہ مین ہیروڈوٹس (۴۵۰ ق م) نے فارس و مصر کے تعلق سے جن عربون کا ذکر کیا ہے، خیال

[1] برٹانیکا مضمون عرب یازدہم ۔ تاریخ ابن خلدون جلد ۲ مصر ۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱ ص ۳۹۲

کیا جاتا ہے کہ وہ یہی "بنی لحیان" ہین[1]،

بنی لحیان کا مسکن حکومت فارس و مصر کے درمیان واقع تھا ہیرڈوٹس بیان کرتا ہی کہ یہ عرب ہر سال ہزارون وزن (؟) بخورات شاہ فارس کو نذر دیتے ہین، لیکن یہ نذر غلامی و عبودیت کی قیمت نہ تھی، بلکہ دوستانہ ہدیہ تھا، کیونکہ مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "ان عربون کو اب تک کوئی مفتوح نہ کر سکا"

۵۲۵ ق م مین قمبیز شاہ فارس نے جب مصر پر حملہ کرنا چاہا تو صحرائے سینا کے بے آب و شوار گذار میدان بغیر ان عربون کی اعانت کے قطع کرنا محال تھا، شاہ فارس نے ان عربون کے پاس ایک سفارت بھیجی کہ وہ اس کی مدد کرین اور اس ریگستان مین اس کی فوج کے لیے پانی کا انتظام کرین، شاہ عرب نے امداد کا وعدہ کیا، اور پتھر سے انگلی پہاڑ کر خون نکالا جو مستحکم وعدہ کی عربون مین نشانی تھی، اونٹون کی کھالون مین پانی بھر کر اس ریگستان کو چشمہ پر آب بنا دیا[2]،

بطلیمی نے پہلی صدی عیسوی مین خلیج ایلانہ (عقبہ) کے پاس ایلانیین نام ایک قوم کا ذکر کیا ہی[3] بعض لوگ اس کو لحیانیین سمجھتے ہین[4]،

لیکن ہماری رائے مین وہ ایلانیین ہی، اور اس کی شہادت یہ ہی کہ اس خلیج کا نام "ایلہ" اور ایلانہ نہایت قدیم ہی، اور اسی نام سے یہود کے صحیفون اور یونان کے جغرافیون مین اس کا ذکر ہے، حالانکہ اس کے بعد اور اس کے پہلے بنو لحیان کا وجود بھی نہ تھا،

بنو لحیان عرب کے ایک اور قبیلہ کا بھی نام ہی جو اسمٰعیلی قبائل کی شاخ ہذیل ابن کنانہ کی فرع ہی، یہ

ظہور اسلام مین نجد کے قریب آباد تھی، مسلمانون کو ان کے ساتھ ایک معرکہ بھی پیش آیا تھا،

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۳ ص ۵۷۵ ۔ [2] ہیرڈوٹس باب ۳ فقرہ ۸۰ ۔ [3] Golden
[4] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۶۷۴

مجہول قبائلِ سبا

ان قبائلِ مذکورہ کے علاوہ اور بہت سے قدیم قبائل بائدہ کے نام منقول ہیں، لیکن نام کے سوا اور کچھ نہیں معلوم، مثلاً عبل، عبس اولیٰ، اقیم، ارقم، وبار وغیرہم، جاہلی شاعر نابغہ جو اسلام سے کچھ پہلے گذرا ہے، ایک قصیدہ میں عرب کے قبائلِ بائدہ کا بہ تفصیل ذکر کرتا ہے[1]:

الم تر وارما ولا عاد ا — افناهم الليل والنهار
والمنترضت بعدهم — ثمود بما جنى فيهم قدار
وجاسم بعدهم وسطم — قد اوحشت منهم الديار
وحل بالحي من جديس — يوم من الشر مستطار
وسردهر على صحار — فهلكت جهرة صحار
ومتعت بعدهم وبار — ولا صحار ولا وبار
بادوا وخلوا سوم دار — فاستوطنت بعدهم نزار
لان لهم سودد وحلم — وخجدة شانها وقار
اخنت عليهم صروف دهر — له على اهله هشار

[1] حمزہ اصفہانی، کلکتہ ص ۱۱۱،

Marfat.com

طبقۂ ثانیہ

بنو قحطان

(تعداد ۲۵ قوم)

قحطان قبائلِ یمن کا جدِ اعلیٰ تھا، عبرانی توراۃ مین قحطان کے بجائے یقطان مذکور ہی، (تکوین ۱۰-۲۵) توراۃ کے یونانی تراجم مین "ی" یا "کو "جیم" سے بدل کر جقطان استعمال کیا گیا ہی، قحطان، یقطان، اور جقطان تینون ایک ہی نام کے مختلف تلفظ ہین، یہ نظریہ گو پہلے علمائے نصرانیت مین مسلّم نہ تھا، لیکن اب یہ عام طور سے قبول کیا جا رہا ہے، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا مین جو زمانۂ حال کی مستحکم ترین سند ہے، اس اتحاد کو تسلیم کیا گیا ہے[1]، ریورنڈ فارسٹر جنھون نے انیسوین صدی کے وسط مین عرب کا جغرافیۂ تاریخی لکھا ہے، وہ اس اتحاد کے لئے نہایت بیقرار ہین کہ توراۃ کے یقطان کی تاریخی شخصیت کی تصدیق عرب کے قحطان کے سوا کسی اور صورت مین نظر نہین آتی، انہی اسباب سے ہم دیکھتے ہین کہ توراۃ کے مشرقی تراجم مین یقطان کی بجائے اب عام طور سے قحطان لکھا جاتا ہے،

قحطان و یقطان کے اتحادِ مسمّٰی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ توراۃ مین جن اولاد کا ذکر ہے، اصولِ تطابقِ اسماء کی بنا پر ان کا مسکن یمن ثابت ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہین آگے آتی ہے توراۃ نے اُن کی جائے سکونت "مسا سے صفار پور کے پہاڑ تک" بتائی ہے،

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۲۸۴ طبع ۹ ج افصل ۲۔

Marfat.com

(تکوین ۱۰-۳۱) مسا اور صفار دونون مقام مجہول ہین. صفار سے اب عموماً ظفار واقع یمن مراد لیا جاتا ہے. مسا سے اگر حجاز مراد لیا جائے[1]. (کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کے ایک بیٹے کا نام مسا تھا) تو مطلب یہ ہوگا کہ حجاز سے یمن تک بنو قحطان آباد تھے. اور یہ بیان عربون کی روایت کے بالکل مطابق ہے.

توراۃ مین ہے کہ قحطان کے تیرہ بیٹے تھے. الموداد. شلف. حضرموت. یرح. ہدورام. اوزال. دقلاہ. عوبال. ابی مال. اوفیر. حویلہ. یوباب. یارح. حضارموت. شبا. (تکوین ۱۰-۳۰)

عرب رواۃ یارح. حضارموت اور شبا کے سوا کسی اور سے واقف نہین. لیکن یورپ کی مذہبی جماعت نہایت اہتمام و کوشش سے ان مین سے ہر ایک کا وطن و مسکن عرب کے ایک ایک گوشہ مین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکال رہی ہے. ان کی تحقیقات کا نتیجہ حسب ذیل ہے. گو ان کی صحت قطعی نہین.

الموداد

الموداد اور ان کی اولاد نے مشرقی عرب کے سواحل بحر فارس پر اقامت کی. کیونکہ بطلیموس نے الومائیٹ (Omanites) نام ایک عرب قدیم کو جو الموداد کے نام سے مطابق ہے یہین جگہ دی ہے.

شلف

بنو شلف حجاز مین مدینہ اور کوہ دامس کے مابین آباد تھے بطلیموس نے سلفی نام بیان ایک قوم کا ذکر کیا ہے جو عبرانی نام کی یونانی شکل ہے.

ہدورام

ہدورام کی اولاد نے بھی یمن کے اقتیار کی. ہدرمؤت (Hadramaut) نام ایک

[1] اسی کی تائید مین صحف انبیاء عرب حسب بیان توراۃ دیکھو.

Marfat.com

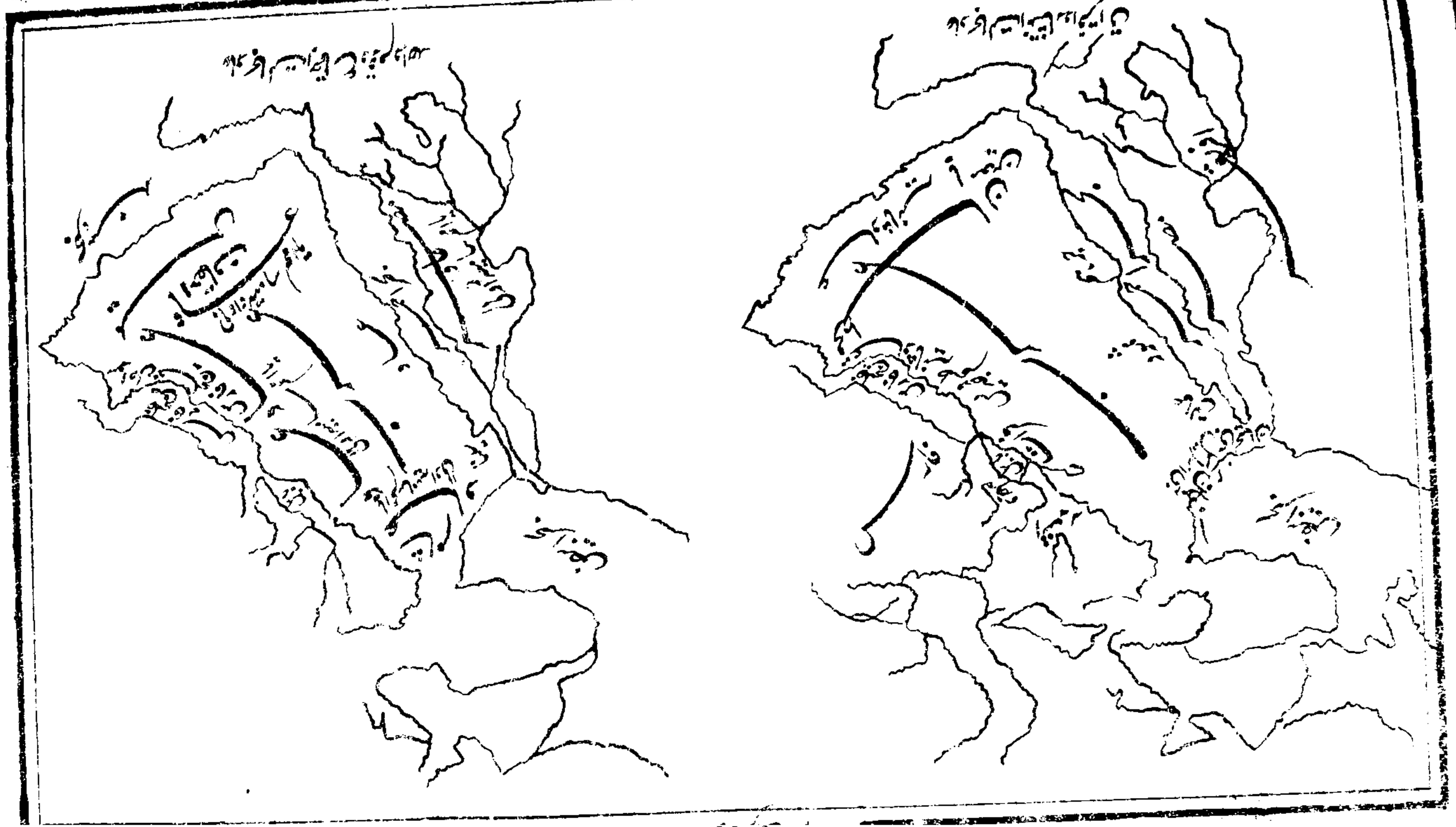

Marfat.com

Marfat.com

آبادی کا ابو الفدا نے ذکر کیا ہے، (اصل نام حضرمہ ہی، ان ناواقفون کو ح کے تلفظ نے د صوکا دیا ہے، جو یورپین زبانون مین عربی کے "د" اور "ض" دونون کا کام دیتا ہے، جغرافیۂ ابو الفدا کے یورپین ترجمہ مین حضرمہ کو Hadramma) لکھا ہوگا)

اوزال

وسط یمن مین اس مقام پر آباد ہوئے جہان اب صنعا آباد ہے، ان ہی کے نام سے یمن مین "اوزال" ایک مشہور شہر تھا، یہ شہر حضرت مسیحؑ سے چھ سات سو برس پہلے تجارت کی ایک بڑی منڈی تھی، یہان سے فولاد، تیز باف اور مسالہ لایا کرتے تھے (حوقیال، ۲۷-۱۹) یہود اب تک موجودہ شہر صنعا، کو جو قدیم اوزال کی جگہ چھٹی صدی عیسوی مین آباد ہوا ہے، اوزال ہی کہتے ہین،

وقلاہ

یمن مین ایک مقام کا نام "وقلاہ" ہے، شاید وہ حمیری وقلا کی عربی شکل ہو،

عوبال

عرب مین اس خاندان کا نشان نہین ملتا، شاید کہ وہ افریقہ (ایتھوپیا) چلا گیا ہو،

ابی مائل

بعض اشخاص کے بیان کردہ آثار کے مطابق مسکن بنی سالف اور حجاز کے مابین اس کی اقامت ظاہر ہوتی ہے،

اوفر

بنو اوفر یمن کے سواحل پر جاگزین ہوئے، ان ہی کے نام سے اس مقام کو اوفر کہتے تھے، یہ یمن کا قدیم بندرگاہ تھا، حضرت سلیمانؑ کے جہاز یہان آکر لنگر انداز ہوا کرتے تھے،

Marfat.com

اور اُن کے لیے یہان سے سونا لادکر لے جایا کرتے تھے (سلاطین ۹-۲۸) اوفر کے سونے کا تمام اسفار یہود مین بہ کثرت ذکر ہے۔[1]

حویلہ

اس کی اولاد یمن مین شمال کی جانب آباد ہوئی جہان اُن کے نام سے شہر حویلہ آباد ہوا،

یوباب

یوباب کو یونانی مین جواب کہین گے یمن کے جنوب مین جوبارئی Joba ... کو بطلیموس نے جگہ دی ہے، شاید یہ وہی ہو،[2]

یارح، حضرموت اور سبا کے متعلق کسی قدر زیادہ حالات ہم کو لکھنے ہین اس لئے ان کے لیے مستقل عنوانون کی ضرورت ہی،

---

[1] ایام دوم ۸-۱۸، و ۹-۱۰-۱۰-۱۱- ایام اول ۲۹-۴ سفر ایوب ۲۲-۲۴ و ۲۸-۱۶ زبور ۴۵-۹ اسعیا ۱۳-۱۲- [2] ان تمام بیانات کے لئے دیکھو فارسٹر ج ۱ فصل ۲-

Marfat.com

یارح یا یعرب

یارح عبرانی ہے، عرب اس کو یعرب کہتے ہین، السنۂ قدیمہ مین اس قسم کا تغیر لہجہ نہایت عام ہے، یہودی رواۃ عرب تمام قبائلِ یمن کو تنہا اسی یعرب کی اولاد قرار دیتے ہین، یہان تک کہ شبا کو بھی یعرب ہی کا بیٹا سمجھتے ہین، اور یہی رائے ہمارے ہان متفقاً تمام علمائے ادب و انساب کی ہے، اس غلطی کا سرِ بنیاد صرف عبید بن شریہ وغیرہ یہود یمن کے عام افسانے ہین، تورات مین قحطان و اولاد قحطان کے تحریری حالات و انساب موجود ہین، جن کا رتبہ بہرحال یہودیون کی زبانی کہانیون سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے،

روایاتِ عرب کے رو سے یعرب، یمن کا سب سے پہلا بادشاہ ہی، یا یون سمجھو کہ تمام بنو قحطان مین نسلِ یعرب پہلی حکمران جماعت ہی، یہ بھی کہتے ہین کہ دعائے شاہانہ جو اسلام سے پہلے جاہلیت مین جاری تھی یعنی اَبَیْتَ اللَّعْنَ وَاَنْعِمْ صَبَاحًا سب سے پہلے اسی کو دی گئی، یہ بھی مشہور ہے کہ عربی زبان کا سب سے پہلا متکلم فصیح یہی تھا، حسان بن ثابتؓ (مشہور شاعر صحابی) فرماتے ہین،

تعلمتم من منطق ایشنی یعرب ... اَبَیْنا، فصرتم معربین ذی نفر

وکنتم قدیمًا لکم غیر منعمۃ ... کلام، وکنتم کالبھائم فی الحفر

یہان تک تو غنیمت ہی، اگے چل کر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ "عربی" اور "عرب" کا نام بلکہ وجود اسی "یعرب" سے ماخوذ ہے، ہماری رائے مین یہ دعویٰ صرف لفظ "یعرب" اور "عرب"

Marfat.com

کی مناسبت لفظی پر مبنی ہے، بلکہ یعرب کی فصیح اللسانی کا دعویٰ بھی عجب نہین کہ اسی نام کی معنوی مناسبت کا نتیجہ ہو کہ "یعرب" اور "اعراب" ہم مادہ ہین، اور "اعراب" کے معنی عربی زبان مین صفائی کے ساتھ اظہار مطلب کے ہین،

توراۃ مین یعرب کی اولاد کا حال مذکور نہین، رواۃ عرب یشجب نام اس کے ایک بیٹے کا ذکر کرتے ہین، اور سبا کو توراۃ کے برخلاف یعرب (یارح) کے بھائی کے بجائے، یعرب کا پوتا اور یشجب کا بیٹا کہتے ہین، لیکن ظاہر ہے کہ ان دونون ماخذون مین معتبر ترکون ہی؟ یہ بھی روایت ہے کہ یعرب خود مین کا فرمانروا ہوا، اور اپنے بھائی جرہم کو حجاز کا حاکم بنایا، توراۃ مین یعرب کے تمام بھائیون کے نام مذکور ہین ان مین جرہم کسی کا نام نہین، جرہم البتہ ایک الگ قبیلہ تھا، جس کا ذکر ہم "امم سامیہ" کے عنوان مین مفصل کر آئے ہین،

مصنفِ جغرافیۂ عرب ریورنڈ فلبی سٹر اور ان کی گمراہ کن پیروی مین مصنف "خطباتِ احمدیہ" نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یارح، یعرب اور جرہم ایک ہی نام ہے، یارح اور یعرب کا اتحاد تو ظاہر ہے لیکن یارح اور جرہم مین باہم کیا تعلق ہے؟ یہ غلطی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ یونانی تلفظ مین جس کی تمام السنۂ یورپ مین تقلید ہے، "ی" "ج" سے بدل کر "یرح" کا "جرح" ہو گیا ہے، اس بنا پر ایک یورپین کی نگاہ مین اگر "جرح" اور جرہم ایک نظر آتے تو تعجب نہین، لیکن، ایک عرب نژاد مسلمان کو کیونکر دھوکا ہوا؟ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جرہم خاص سامی التلفظ نام ہے، یونانی نہین، کیونکہ قدیم کے متعلق عربون کے معلومات براہ راست یہودیون سے ماخوذ ہین جن کی زبان عبرانی تھی، اور یا خود اُن کے یہ بھی مروّجہ روایات ہین، اور ان دونون کے لحاظ سے "ی" اور "ج" کا مبادلہ غیر مسلّم ہے، یہ مبادلہ سامی (عبری و عربی) اور غیر سامی (یونانی و لاطینی) زبانون کے مابین ہوتا ورنہ خود سامی زبانون کے اندر اس قسم کا مبادلہ کبھی نہین ہوتا،

Marfat.com

یعرب اور نسل یعرب اور اس کی حکومت کے متعلق کچھ نہین معلوم، روایاتِ عرب مین غلطی سے سبا کو یعرب کی فرع تسلیم کرکے تمام قبائلِ سبا اور حکومتہاے سبا کو قبائل یعرب اور حکومتہاے یعرب کہتے ہین، لیکن ہم بحوالۂ توراۃ ابھی ثابت کرچکے ہین کہ سبا اور یعرب دونون قحطان کی الگ الگ اور مستقل شاخین ہین، اہلِ معین کا دورِ حکومت جیسا کہ گذرا سترہوین صدی ق م سے شروع ہوتا ہے، اور ایم سابیہ اولیٰ (عاد وغیرہ) جو یمن پر قابض تھے، اُن کی تباہی ۱۹۰۰ ق م مین ہوئی ہے، تاکیا درمیانی زمانہ بنو یعرب کا فرض کیا جائے ؟

Marfat.com

حصارِ موت یا حضرموت

عبری زبان مین "ض" نہین ہے، اس لئے حضرموت کا تلفظ اُن مین حضرموت یا حصارموت ہے، یاوت الف ہے، حضرموت کی اولاد نے جس قطعۂ عرب کو اپنا مسکن بنایا وہ حضرموت کے نام سے آج تک مشہور ہے، حضرموت عرب کے انتہائی جنوب مین بحرِ عرب کے ساحل پر یمن کے مشرق مین واقع ہے، بنو حضرموت کی ایک مستقل حکومت تھی جس کا ذکر یونانیون نے جا بجا کیا ہے، مسلمان مورخین بھی اس دورِ حکومت سے واقف تھے، علم الآثار نے بھی یہان کے متعدد بادشاہون کے نام دریافت کئے ہین، یونانی زبانون مین با ہمہ "ح" اور A اور Ch "ض" اور S اور T اور S مین مبادلہ ہوجاتا ہے، اس لئے حضرموت کا تلفظ یونانی مین مختلف طرق سے ہوا ہے، سینٹ جیروم نے Asar اور بطلیموس نے Ch اور پلینی نے Atramitae Chatra- month motilae ilae Chatramotilae کیا ہے،

عرب مورخین نے حضرموت کی گو مفصل تاریخ نہین بیان نہین کی ہے، لیکن اتنا اُن کو معلوم تھا کہ سبا کی طرح اس خاندان مین بھی متعدد بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہین، ان کا لقب عیاہل ہوتا تھا، مورخینِ عرب کا بیان ہے کان فیھم ملوك تقارب ملوك التبابعة فی علوالصیت وبناھة الذکر یعنی شانِ حضرموت، شہرت اور ناموری مین تبابعۂ یمن کے ہم درجہ تھے، ابن خلدون نے تاریخ مین بعض بادشاہون کا ذکر کیا ہے، نشوان بن سعید حمیری نے بھی ان کا نام لیا

لہ نامۂ ادبیان ۔ ۲ قصیدۂ حمیریہ قلمی کتب خانہ بانکی پور

Marfat.com

وعیاهل من حضرموت من بنی ... اجمادوی الاشباوآل صباح
والعزمن جدن وابنا مرة ... وبنی شبیب والاولی بناح
وبنی الهزیل وآل فهد منهم ... من کل حش بالمندی سلاح

فرزندانِ حضرموت زیادہ تر لڑائیون مین برباد ہوگئے اور جو بچے انھون نے اپنے کو قبیلہ کندہ مین منضم کردیا، ابن خلدون کی عبارت ہے:۔

قد ذهب اکثرهم واندرج باقیهم ... اکثر لوگ فنا ہوگئے جو بچے وہ قبیلہ کندہ مین
فی کندة وصادوا فی عدادهم[1] ... مخلط ہوگئے اور ان کو شمار ان ہی مین ہوگیا

بنی حضرموت چونکہ بحر عرب کے ساحل پر آباد تھے جو تقریباً جنوبی ہندوستان کے سامنے ہے، اس لئے ہندوستان کی بحری تجارت کے یہ عہد قدیم سے مالک تھے، ہندوستان کا تمام بیوپار اُن ہی کی توسط سے انجام پاتا تھا، جہازرانی مین ان کو خاص دستگاہ حاصل تھی، اسلام کے بعد اُن کی یہ قوت اور زیادہ نمایان ہوگئی، جزائر ہند، جاوہ، سماطرہ اور تمام سواحلِ ہند مین اُن کی نوآبادیان قائم ہین، دکن کی فوجی طاقت مین حیدرآباد اور مرہٹون کے زمانہ تک ان کا عنصر ایک جزو اہم تھا، ان سواحل جزائر مین اشاعت اسلام کی خدمت بھی اُن ہی حضرموتی عربون کے ہاتھون سے انجام پائی ہے،

حضرموت اور توراۃ حضرموت اُن خوش نصیب عرب قبائل مین ہے جن کا نام توراۃ مین مذکور ہے، لیکن افسوس ہے کہ یہ خوش نصیبی نام کی حیثیت سے صرف ایک ہی بار نصیب ہوتی ہے، یعنی قحطان کے بیٹون کے سلسلہ مین، لیکن حضرموت کے بندرگاہ قانہ یا قانع کا نام تجارت کی مناسبت سے مذکور ہے، حزقیال ۲۷-۲۲ مین ہے "حاران اور قانہ اور عدن، سبا کے تاجر

[1] ابن خلدون ج ۲ ص

اسیریا . . . . . تیرے بیوپاری تھے ! قانہ کا بندرگاہ کتبات مین بھی مذکور ہے،

حضرموت اور یونان | یونان نے بھی بحری تجارت اور ہندوستانی بیوپار کے تعلق سے ان کا ذکر کیا ہے،

اراٹوسٹھینیس (Eratosthenes) المتوفی ۱۹۶ ق م بیان کرتا ہے کہ مین کے آخر مین مشرق کی طرف حضرموت (Chatramitæ) ہے، اس کے دار الحکومت کا نام سبا تھا (Sabbatha) ہے، سباتھا کا اصلی تلفظ "شبوہ" ہے، جو اب تک حضرموت کی ایک مشہور آبادی ہے، یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے، "حضرموت لبان ترنجبین پیدا کرتا ہے لیکن ہر قسم کے میوے بھی دہان وافر اور جانور بھی بکثرت ہوتے ہین، حضرموت سے سبا کا ملک ۴ روز کی مسافت پر ہے . . . . حضرموت . . . . اور شبا نہایت دولتمند شہر ہیا وہ مذہبی اور شاہی عمارات سے آراستہ ہین"

پلینی (۷۹ء) کہتا ہے "سبا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہے، جس کا خاص شہر سباتھا (شبوہ) اس شہر مین ۶۰ ہیکل ہیں، . . . . . یہان سے بخورات جمع کرکے سباتھا لائے جاتے ہین، اس وقت تک یہ خرید نہین کئے جاسکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہے، جب تک کاہن سباتھا کے دیوتا کے لئے ایک عشر (دسوان حصہ) ان سے نکال نہین لیتا"

ایک یونانی مورخ لکھتا ہے کہ "حضرموت مین بادشاہ وراثتہً نہین ہوتا، بلکہ شرفاے ملک کے گھر مین بادشاہ کے انتخاب کے بعد جو پہلا بچہ پیدا ہوتا ہے وہی ولی عہد قرار پاتا ہے"

تھیوفراسٹینس (Theophrastus) جو تاریخ طبیعی کا مصنف ہے، بیان کرتا ہے کہ لوبان وعود وغیرہ بخورات سبا اور حضرموت کے عرب اضلاع مین پیدا ہوتے ہین، . . . یہ تمام ملک سبا کے متعلق ہے، تھیوفراسٹینس کا زمانہ ۳۱۲ ق م ہے، اس سے معلوم ہوتا

Dunker's History of Antiquity vol I PP 310 to 313

Heeren's Historical researches guilt. vol P 351

Marfat.com

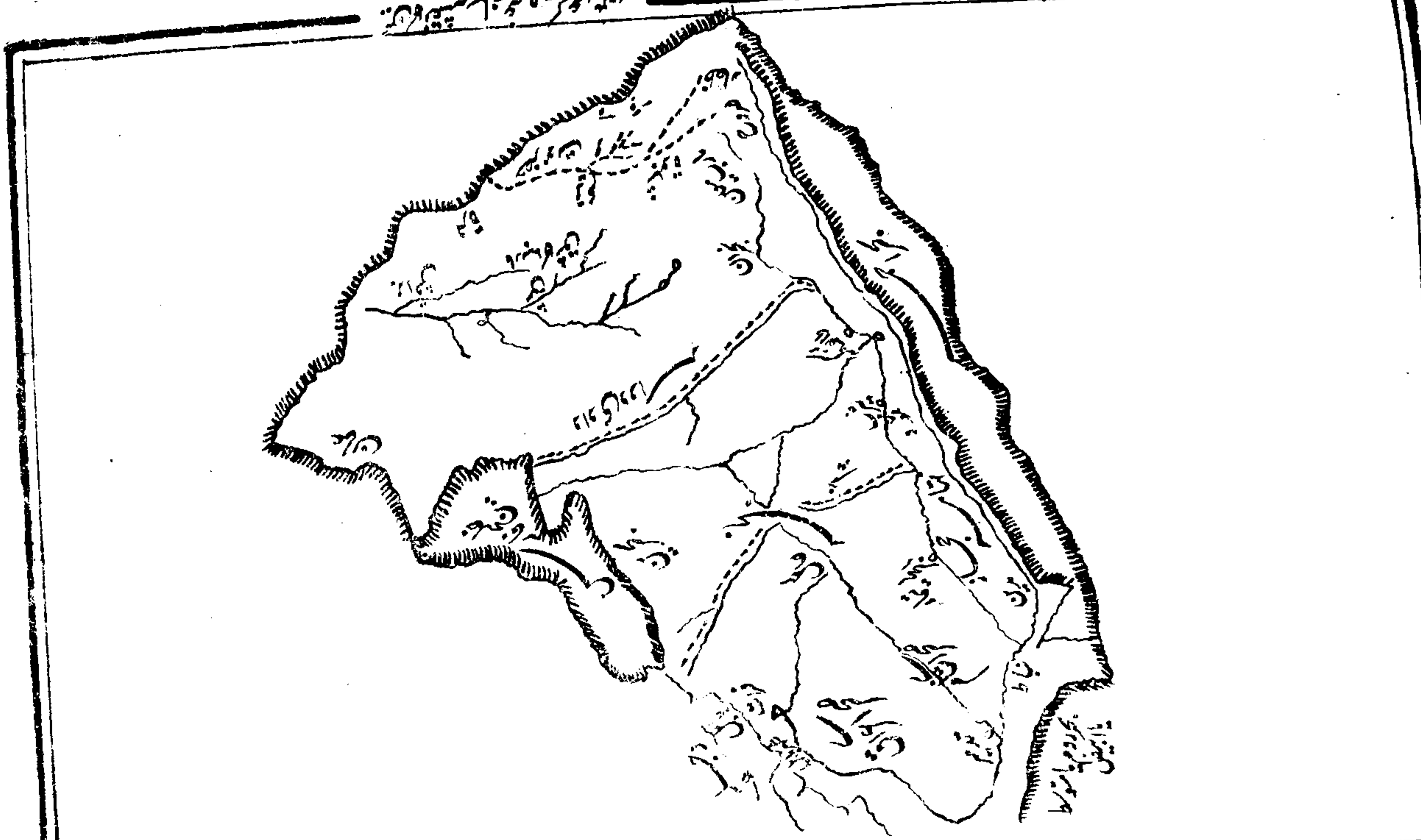

Marfat.com

کہ اس عہد قدیم مین بھی حضرموت، سبا سے آزاد نہ تھا،

حضرموت اور آثار قدیمہ

حضرموت کے آثار کی تحقیق بہت کم ہوئی ہی، ۱۹۱۳ء تک جو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اوّل کے طبع کی تاریخ ہے حضرموت کے پایۂ تخت شبوہ مین سینکڑون کتبات ایسے موجود تھے، جو پڑھے نہین گئے تھے،[1] تاہم جو آثار دریافت ہوچکے ہین، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرموت کا تعلق نہایت قدیم زمانہ سے معین کے ساتھ تھا، بلکہ حضرموت کا خاندان معین کے ساتھ نسبی تعلق بھی رکھتا تھا، اور قانہ کا بندرگاہ اور ملک کا ایک بڑا حصہ ایک حد تک اس کے ماتحت تھا، ایک طویل خاموشی بعد حضرموت کا نام سبا کی ماتحتی مین نظر آتا ہے،[2]

سبا کا زمانہ نو سو یا دس سو ق م سے ۱۱۵ء ق م تک فرض کیا گیا ہے، اس دور مین بھی حضرموت کی حکومت کا ذکر جنگ و صلح کے تعلق سے آتا ہے، شاہانِ سبا کے خطابِ شاہی کے ساتھ "شاہ حضرموت" کا لقب بھی نظر آتا ہے، سواحلِ یمن کی دوسری جانب ملک حبش ہے، اہل حبش بھی حقیقت مین سبائی عرب تھے، انھون نے اپنی نوآبادی زمانہ قدیم مین اپنے وطن کی دوسری مقابل جانب مین قائم کی تھی، اس زمانہ مین رفتہ رفتہ وہ بھی سواحلِ حضرموت پر واپس آرہے تھے، تقریباً ۳۰۰ء مین بالآخر حضرموت پر انھون نے استیلا حاصل کرلیا،[3]

حضرموت کے بادشاہون کے جو نام کتبات و نقوش مین پڑھے گئے ہین، ان مین سے ہم کو صرف دو معلوم ہین "صدوق ایل" اور "معدی کرب" معدی کرب، صدوق ایل کا پوتا تھا، اور معین کے بادشاہ ابی یدع یاثع کا چچا اور معاصر،

---

[1] Heeren, s Historical researches ofthe Afric ol
Anciy vol p 351
Encyclo p of Islam vol 1
Histoire. L. Arabe e Tome 1 P. 49

حضرموت اور اسلام

سنہ ۹ھ مین حجازو نجد سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن مین
حضرت علیؓ معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو جو اصالاً یمنی تھے دعوت اسلام کی غرض سے یمن بھیجا
ایک ہی سال کے اندر اندر تمام ملک مسلمان تھا، اسی سال زیاد بن ولید خزرجی یمان عامل مقرر
ہو کر آئے، عہد اسلام مین حضرموت کا آخری بادشاہ شرحبیل، وائل بن حجر تھا، حضرموت کی زبان حجاز کی
زبان سے مختلف تھی، شاہان عالم کے سلسلہ مین وائل کو عربی مین جو خط لکھا گیا تھا، وہ حضرموتی الفاظ
کی آمیزش کیساتھ تھا۔

من محمد رسول اللہ الی الاقیال العباهلة، والاریواع المشا
بیب
..... فی البتعة الممقورة الاعلباط، ولاحناك وانطوا لشبحة
وفی السیوب الخمس ومن زنامم بکم فاصفعوه مائة واستوفوه
عاما ومن زنامم ثیب فضرجوه بالاضامیم ولاتو...
..فی الدین،

سبا

یہ امم قحطانیہ کی سب سے مشہور شاخ ہی، ایک طرف روایاتِ عرب، حکایاتِ یونان اور آثار قدیمہ ہین، دوسری طرف قرآنِ مجید، توراۃ، زبور اور انجیل ہیں اس کی شہرت و رفعت کی داستانین اور واقعات موجود ہین، جنوبی، وشمالی عرب جو تمدن کے گہوارے تھے اس کی حکومت کے مرکز ہین، لیکن اس کی حکومت کو حقیقی وسعت واقتدار جنوبی عرب مین حاصل تھا، معین کی حکومت اب برسرِ زوال تھی، یمن مین معین کے قلعون کے چارون طرف سبا نے اپنے قلعے قائم کر لیے تھے،

نام | توراۃ مین شبا ایک جدّ قبیلہ کا نام ہے، عرب روایت کے مطابق اس جدّ قبیلہ کا نام عمر یا عبد شمس اور لقب سبا تھا، محققین جدید بھی زیادہ تر اس کو لقب خیال کرتے ہین، لغویین عرب کی رائے ہی کہ "یہ سبی" سے مشتق ہے، جس کے معنی غلام بنانے کے ہین، چونکہ عبد شمس بہت بڑا فاتح تھا، اور اس نے بہت سے لوگون کو گرفتار کرکے غلام بنایا اس لئے اس کا لقب سبا قرار پایا، تحقیق جدید یہ ہے کہ "سبی" اور سبا" اُس معنی سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم تجارت" ہی، کتبات مین عموماً "سبا" کا مادہ تجارتی سفر کے معنی مین مستعمل ہوا ہے، عربی زبان مین یہ اب تک شراب کی تجارت اور خرید و فروخت اور اس کے لئے سفر کے معنی مین مستعمل ہے، سبا چونکہ تاجر قوم تھی اس لئے اس لقب سے مشہور ہوئی،

سلہ کی Encyclo. Bret. Vol 23 p 965

زمانہ

سبا کا زمانۂ عروج کب سے شروع ہوتا ہے، روایات عرب مین براہ راست اس کا کوئی ذکر نہین، لیکن تمام مورخین اور اہلِ نسب نے عبد شمس سبا کو قحطان کا پوتا لکھا ہے، اور اس کی حکومت کا زمانہ ۴۸۴ برس بتاتے ہین[1]، اس کے بعد اس کا جانشین اُن کی تصریح کے مطابق حمیر ہوتا ہے، بہ قاعدۂ عام عبد شمس سے اگر عبد شمس کا خاندان مراد لیا جائے تو قحطان کی تیسری پشت سے جو کم از کم ۲۵۰۰ ق م مین ہوگی، اس کا زمانہ شروع ہوکر ۴۸۰ برس کے بعد ۲۰۰۰ کے پس و پیش مین ختم ہو جائے گا حالانکہ سبا اور حضرت سلیمانؑ (۹۵۰ ق م) کی معاصرت قرآن مجید، اسفارِ یہود اور انجیل سے اس کے ایک ہزار برس کے بعد بھی ثابت ہی،

اسفار یہود مین سبا کا حکومت کی حیثیت سے ذکر سب سے پہلے حضرت داؤدؑ کی زبور مین نظر آتا ہے[2]، اس سے ثابت ہوتا ہے ۱۰۰۰ ق م سے پہلے عہدِ عروج شروع ہو چکا تھا، اسیریا کی کتبات مین ۸۵۴ ق م مین اسکا ایک بادشاہ ابیریا کو خراج دیتا ہے، یہ سبا کی ترقی کا درمیانی زمانہ ہے، آخر مین ولادتِ مسیح کے پس و پیش یونانی تاریخون مین بھی اس کا ذکر ہے، اس سے سبا کا آخری زمانہ ظاہر ہوتا ہے،

یمن کی تمام قدیم حکومتون مین سے سبا کے آثار و کتبات سب سے زیادہ ملے ہین، یہ کتبے اکثر مورخ ہین، لیکن بعض واقعات، اشارات اور خود کتبات کے حوالون کی مدد سے علماء آثار نے زمانہ کی تحدید کرنی چاہی ہے، یہ متفق طور سے ثابت ہے کہ ارزوے کتبات ۱۱۵۰ ق م سبا کی آخری تاریخ ہے، ابتدائی تاریخ کی نسبت بھی یہ متفق ہے کہ وہ نوین صدی ق م سے پیچھے نہین ہے، اور بعضون کی رائے ہے کہ انیسوین صدی ق م سے پیچھے نہین ہے، ہماری رائے

[1] مروج الذہب مسعودی، جلد ۱ ص ۱۹۳ مصر سنہ زبور داؤد ۷۲ - ۱۰، ۱۵

Enc. Brit. Vol. 22. p. 264

ہے کہ چونکہ حضرت داؤدؑ کی زبور مین جس کا زمانۂ تصنیف دسوین صدی ق م کا وسط حصہ ہے، شاہانِ سبا کا ذکر صریح موجود ہے، اس لئے سبا کا ابتدائی زمانۂ عروج ۱۱۰۰ ق م سے کسی حال مین کم نہین ہوسکتا،

دائرۂ حکومت | سبا کا اصلی مرکزِ حکومت جنوب عرب مین یمن کا مشرقی حصہ تھا، اس کا دارالحکومت شہر مارب تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس کا دائرہ مغرب مین حضرموت تک وسیع ہوگیا تھا، اور چونکہ یہ ایک تاجر قوم تھی اس لئے بہت سے بحری اور تجارتی راستون پر بھی اس کو قبضہ کرنا پڑا تھا، اسی سلسلہ مین شمالی عرب مین سبا کی حکومت نظر آتی ہے، اور افریقہ مین بھی اُس کے آثار ملتے ہین، حبشہ مین اذینہ کا ضلع سبا کے ماتحت تھا، اس ضلع پر "معافر" کے لقب سے ایک سبائی گورنر حکومت کرتا تھا، یمن سے براہِ حجاز شام تک جو قدیم تجارتی راستہ تھا، یہ بھی اُن ہی کے قبضہ مین اس وقت نظر آتا ہے، اور اس پر جابجا ان کی نوآبادیان قائم معلوم ہوتی ہین، غالباً ان مقامات پر سبا کا قبضہ واسٹلارزین یا آٹھوین صدی مین اہلِ معین کے مقتوح ہونیکے بعد ہوا ہوگا،

اسیریا کے بادشاہ سرجون کے ایک کتبہ مین جو ۷۱۵ ق م کا ہے، شمالی عرب کے چند قبائل کا ذکر ہے، ان مین ایک کا نام "یثمر سبائی" ہے، یہ سرجون کو خراج دیتا ہے، سرجون کا یمن تک آثار سے ثابت نہین ہے، اس لئے لامحالہ خود سبا کا گذر وہان تک ہوا ہوگا، اس واقعہ سے سبا کی حکومت کا رقبہ شمالی عرب مین عراق تک ثابت ہوتا ہے اور سبا کی حکومت کا ان اطراف مین سراغ بھی ملتا ہے، سفر ایوب ۱-۱۵ مین ہے کہ سبا نے اور اہلِ اسیریا نے حضرت ایوبؑ کے غلام اور جانور لوٹ لئے" ۶-۱۹ مین ہے کہ "سبا کے سانھی تیمار کے سوداگرون کا انتظار کرتے ہین" "تیما"

---

۱ Encyclo. Bret. vol 23 p 468

۲ " " " " " "

شام کے پاس شمالی عرب مین ایک شہر ہے، اس آیت سے سبا اور شام کے تعلقات ظاہر ہوتے ہین، دیگر اسفار یہود مین بھی سبا کا بہ کثرت ذکر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک شام و فلسطین ومدین کے آس پاس بھی سبا کی نوآبادیان تھین،

سبا اور اس کی شاخون مین امتیاز

عام عرب مورخین نے حمیر کو سبا کا بلاواسطہ جانشین فرض کیا ہے، اور ان تمام ملوکِ یمن کو جو اس سلسلہ مین اوّل سے آخر تک گذرے ہین، ان کو حمیر بن سبا اور ملوکِ حمیر بن سبا سمجھتے ہین، اس بنا پر مستقلاً خاص سبا کے نام سے کسی زمانہ مین بھی ان کے اصول کے مطابق کوئی حکومت نہ تھی، لیکن تصریح قرآن کے یہ بالکل مخالف ہے، اس نے حمیر کے بلاتوسط حکومتِ سبا کا صاف و صریح نام لیا ہے، اور تمام عبرانی، یونانی اور اشوری شہادات قرآن کے ساتھ ہین، عبرانی صحائف جن کا زمانہ آخر ۱۰۰ ق م ہے، حکومتِ یمن کا ہمیشہ سبا کے نام سے ذکر کرتے ہین، یونانی مورخین نے ۲۰ ق م سے پہلے حمیر کا نام نہین لیا ہے، آثار مین ۱۱۵ ق م کے بعد حمیر خاندان کا وجود نظر آتا ہے،

مورخین عرب نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہے کہ حمیری بانی حکومت سے حمیر بن سبا تک جتنے آبائے نسب تھے ان سب کو بادشاہ قرار دے کر وہین سے حمیری حکومت قائم کر دی، حالانکہ یہ ضرور نہین کہ ایک فرزند قبیلہ جو اتفاق سے ایک سلطنت کا بانی ہو جائے اس سے لیکر خود پدر قبیلہ تک اس سلطنت کی نسبت مسلسل ہو، ابوالعباس سفاح عباسی حکومت کا بانی ہے لیکن اس خاندان کے پدرِ اوّل حضرت عباسؓ اس سے پانچ چھ پشت پہلے ہین، اس بنا پر نسب عباسی کی ابتدا بیشک حضرت عباسؓ سے کی جائے گی، لیکن ظاہر ہے کہ حکومت عباسی کی ابتدا حضرت عباسؓ سے نہین، بلکہ سفاح سے کی جائے گی، اس طرح نسب حمیری کی ابتدا حمیر بن سبا سے ہو، لیکن حکومت حمیری اس کے سینکڑون برس بعد قائم ہوئی اور نسب خاندانی

Marfat.com

کے لحاظ سے صحیح طور پر اس کو حمیری کہا گیا، لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ خود حمیر بن سبا نے اس کی بنیاد بھی ڈالی، امیر معاویہ اور ان کے جانشینون کی حکومت کا نام اُموی ہے، لیکن کیا اس کا یہ مفہوم ہے کہ خود اُمیہ اس کا بانی بھی تھا،

سبا کو چھوڑ کر سبا کی متفرق شاخون مین جو بادشاہ گذرے ہین، ان کے نام و تعداد و حالات کسی قدر زیادہ روشن ہین، اس بنا پر ان کا زمانہ ۱۱ یا ۱۲ سو سو زیادہ نہین، اس زمانہ کی انتہائی حد معلوم ہی یعنی تقریباً ۱۰۰ سنہ ق م جو ظہور اسلام کا زمانہ ہے اس حساب سے ان کی ابتدائے تفرق ۱۱۰۰ سنہ ق م یا علی العموم پہلی صدی ق م ہونا چاہیئے، اور یہ وہی زمانہ ہے جس کو گلاز وغیرہ نے ابتدائے حمیر و انتہائے سبا کے لئے از روے آثار مقرر کیا ہے، اس بنا پر اس زمانۂ تفرق و تفرع سے پہلے فرزندانِ سبا کا جو مشترک زمانہ تھا، حکومت سبا سے وہی عہد مراد ہے

زمان رواینِ سبا | حکومت سبا کا نام تحریری حیثیت سے سب سے پہلے ۱۰۰۰ سنہ ق م مین حضرت داؤدؑ کے عہد مین نظر آتا ہے، اس زمانۂ بعید العہد مین بھی سبا کی دولت و حشمت ہمسایہ بادشاہون کی نگاہون مین قابلِ رشک تھی، حضرت داؤدؑ زبور مین کہتے ہین،

الٰہی! اپنے بادشاہ کو اپنا فیصلہ عطا کر اور بادشاہ کے بیٹے کو راستی ... شبا اور سبا کے بادشاہ اس کو ندیں دین گے ..... اور شبا کا سونا اس کو پیش کیا جائیگا [1]

بادشاہ (داؤدؑ) کی دعا قبول ہوئی، اور بادشاہ کے بیٹے (سلیمانؑ) کی بارگاہ مین سبا کے بادشاہ نے نذدی، اور سبا کا سونا اس کے سامنے پیش کیا، سنہ ۹۵۰ ق م مین جو تقریباً حضرت سلیمانؑ کا عہد ہے، از روے قرآن و توراۃ، سبا پر ایک عورت حکمران تھی، رواۃ عرب اس عورت کا نام بلقیس بتاتے ہین، لیکن بلقیس کا جو زمانہ وہ قرار دیتے ہین، وہ صحیح نہین، مفصل بحث آگے آئے گی،

سرجون یا شرغون شاہ اسیریا کے عہد مین جس کا زمانہ سنہ ۷۲۱ ق م و سنہ ۷۰۵ ق م ہے،

[1] گرزا اصفہانی نے ملوک عثمان اور مناذرہ کے زمانون کو جمع کرو، اور حمیر کے زمانہ کی تعدیل کر کے دیکھو
[1] زبور ۷۲ - ۱ - ۱۵

Marfat.com

ملک سبا پر شعمر نام کا بادشاہ تھا، سرجون نے اپنے ایک یادگاری کتبہ پر لکھا ہے کہ "اُس کو ۔۔۔ ثمود ۔۔۔ ثمیہ ملکہ عرب (عربیہ) اور شعمر سبائی نے خراج دیا" یہ متفق ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہی کہ سرجون یمن تک نہین پہنچا، اس لئے ظاہر ہے کہ خود سبا حدود اسیریا تک پہنچ گئے تھے، اس کی تائید سفر ایوب سے بھی ہوتی ہے، جس مین کلدان (اسیریا) اور سبا کو باہم متحد اشمالی عرب کے حدود مین ظاہر کیا گیا ہے،

شعمر سبا کے متعدد بادشاہون کا نام ہے، ان ہی مین سے ایک وہ شعمر بھی ہے، جس نے سبا کے دارالحکومت مارب مین سدعرم کی بنیاد ڈالی،

عرب مورخین نے چونکہ سبا اور حمیر مین کوئی تفریق نہین کی ہے، اس لئے سلسلہ حمیر سے الگ انھون نے کسی بادشاہ کا ذکر نہین کیا، البتہ حمیر کے انھون نے دو ٹکڑے کئے ہین، ملوک حمیر اور تبابعۂ حمیر، ملوک وہ ہین جو صرف یمن مین حکمران تھے، تبابعہ وہ ہین جن کے ماتحت یمن و حضرموت دونون تھے، ان کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلا تبع، حارث الرائش ہے، ملوک حمیر کی تعداد ان کے بان بہت کم ہے، بلکہ بعضون نے تو اس طبقہ کو بالکل حذف کر دیا ہے، وہ حمیر بن سبا کے بعد فوراً بلا واسطہ یا بچند واسطہ حارث رائش کا نام لے لیتے ہین، حالانکہ حمیر اور حارث کے درمیان کم از ایک ہزار برس کا فصل ہے، جس کی رخنہ پڑی صرف مخصوص مورخین نے کی ہے، لیکن وہ باہ اس قدر مختلف ہین کہ نتیجۃً اُن سب کی بے اعتباری ظاہر ہوتی ہے، اس بے اعتباری کی بڑی دلیل یہ ہے کہ بجز چند ناموں کے ان مین سے کوئی نام سبائی اسمار کے طرز کا نہین ہے، حالانکہ ناموں کے اسلوب و طرز کو قومیت کی تعیین مین بہت بڑا دخل ہے، بہرحال مثالاً مختلف مستند روایات سے یہ درمیانی نام پیش ہین،

لہ تاریخ اہل راجرس امریکانی جلد ۲ صفحہ ۱۶۷،

نشوان بن سعید حمیری	قلقشندی	ابو الفداء	ابن خلدون	مسعودی
سبا	سبا	سبا	سبا	سبا
حمیر	حمیر	حمیر	حمیر	حمیر
الہمیسع	الہمیسع	وائل	وائل	کہلان
ایمن	ابین	الکسک	الکسک	ابو مالک
زہیر	زہیر	یعفر	یعفر	جبار بن غالب
عریب	عریب	ذوریاش	نعمان	حارث الرائش
الغوث	قطن	فہمان	ذوریاش	.
وائل	الغوث	اشمح	اشمح	.
عبد شمس	وائل	شداد	حارث الرائش	.
زہیر الصغار	عبد شمس	لقمان	.	.
ذویقدم	ندعہ حمیر اصغر	ذوسدد	.	.
ذوانس	شدد	الحارث الرائش	.	.
عمرو	الحارث الرائش	.	.	.
الملطاط	.	.	.	.
انقلیص	.	.	.	.
سدد	.	.	.	.
الحارث الرائش	.	.	.	.

غالباً اسی اختلاف و اختلاط کی بنا پر حمزہ اصفہانی نے حمیر بن سبا اور حارث الرائش کے

Marfat.com

درمیان کے نام چھوڑ دیئے ہین، اور مجملاً لکھا ہے کہ حمیر بن سبا انتہاے عمر کو پہنچکر مرگیا، اس کی نسل اس کے بعد وراثۃً حکومت کرتی رہی، اور اُن کے خاندان سے نکل کر یمن کی مملکت دوسرون کو نہین ملی، یہان تک کہ صدیان گذر گئین۔ اور حکومتِ حارث الرائش کے ہاتھ مین آئی، یہ پہلا تبع ہے، حارث سے پہلے حکومتِ یمن، سبا اور حضرموت دو ٹکڑون پر منقسم تھی، کل اہل یمن ایک بادشاہ پر متفق نہ تھے، لیکن حارث الرائش جب بادشاہ ہوا تو سب اس پر متفق ہو گئے اور اس کے تابع بنے، اس لیے اس کا نام تبع پڑا ..... حمیر بن سبا اور حارث الرائش کے درمیان پندرہ پشتین ہین[1]،

اس عبارت مین آخری فقرہ کے علاوہ اور سب نہایت محتاط و قابلِ قبول باتین ہین تبابعہ زیادہ سے زیادہ ۱۱۵ ق م سے شروع ہوتے ہین، اس بنا پر اگر بقول صحیح، سبا کی اور بقول عرب ملوکِ حمیر بن سبا کی ابتدا کم از کم ... ۱۱ ق م سے یعنی زمانۂ داؤد سے ہو تو تبابعۂ حمیر سے پہلے ملوکِ حمیر یا سبا کے لیے .. ۹ برس رہتے ہین، اگر ایک ایک بادشاہ کا اوسط زمانہ ۲۵ برس بھی فرض کیا جائے تو کم از کم اس عرصہ مین ۳۶ پشتین ہون گی، اس لیے حمیر بن سبا کے معنی صرف یہ لینے چاہئین کہ حمیر جو سبا کی اولاد در اولاد مین تھا، اور جو تقریباً ۱۱۵ ق م مین دولتِ حمیریہ کا بانی ہوا، اس حمیر اور حارث رائش کے درمیان ۱۵ پشتین ہونا ممکن ہے،

بہرحال رواۃِ عرب نے تبابعۂ حمیر سے پہلے کے جو نام ملوکِ حمیر کے نام سے بتائے ہین، وہ بہت کچھ محتاجِ نقد و تصحیح ہین،

آثار و کتبات نے تاریخ یمن کا جو حصہ روشن کیا ہے نوشتہاے یونان و روما کی مدد سے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت اشارۂ قرآن کے مطابق حکومتِ یمن کے دو مستقل دور، دو مستقل نامون سے ہین، سبا اور حمیر، سبا کی انتہا معلوم و متفق ہے کہ وہ

[1] حمزہ اصفہانی ص ۱۰۸ کلکتہ

Marfat.com

سنہ ۱۱۵ ق م ہے، اور یہی سال حمیر کی ابتدا کا ہے، سبا کی ابتدا ہم نے بوجوہ سابقہ الذکر (دیکھو سالکارنامہ) سنہ ۱۲۰۰ ق م سے کی ہے، اس بنا پر حمیر سے پہلے حقیقی سبا کی تاریخ ۱۰۸۵ برس پر مشتمل ہوگی، جس مین کم از کم ۴۵ سے ۵۰ بادشاہون تک کی پشتین گذرنی چاہئین "

مکارب سبا، باعتبار کتابت، دورِ سبا کے دو طبقے نظر آتے ہین، پہلے طبقہ مین شاہانِ سبا کا لقب مکارب سبا، لکھا ہوا ملتا ہے، اس وقت ان کا مرکزی شہر یا قلعہ "صرواح" تھا، مکارب دو لفظون سے مرکب معلوم ہوتا ہے "مکا" اور "رب"، مکا کے معنی مذہبی کے ہین، اور رب "بڑے کو اور بادشاہ کو کہتے ہین"، مکا کے معنی "مذہبی بادشاہ یا" کاہن بادشاہ کے ہین" الغرض مکارب سبا حکومتِ سبا کے ابتدائی کاہن بادشاہون کا لقب تھا، صرواح جو ان کاہن بادشاہون کا دارالحکومت تھا، اس کے آثار ابتک مارت اور صنعار کے درمیان مین باقی ہین صرواح سے عرب بھی واقف تھے، عمرو بن نعمان بن سعد بن خولان کہتا ہے،

ابونا الذی کانت بصرواح دارہ	وفی جبلی نعمان عز تمکنا
ہمارا باپ تھا جس کا مسکن صرواح تھا	اور نعمان کے دو پہاڑون مین عز تمکن تھی

شاعر جابلی علقمہ کہتا ہے،

من یامن الحدثان بعد	ملوک صرواح ومارب
صرواح اور مارب کے بادشاہون کے بعد	اب کون حوادث سے محفوظ رہ سکتا ہے

ابو علکم مرانی قصورِ یمن کے ذکر مین کہتا ہے،

براقش ومعین نحن عامرها	ونحن ارباب صرواح وقتا
براقش ومعین کے آباد کرنے والے ہم ہین	اور ہم ہین مالک (سبا) صرواح اور وقتا

Encyclop. Brit. Vol. 26 p. 264 ۱

Marfat.com

ان شعرون مین چند نہایت کارآمد تاریخی اشارے ہین، علقمہ صراح اور مارب دودار الحکومتون کے بادشاہون کا ذکر کرتا ہے، اور یعینہ یہی جدید تحقیق ہے، ابو علکم اپنے شعر مین بجائے "ملاک" یا "حکام" اور اس وزن کے الفاظ کے "ارباب صراح" کہتا ہے، جس سے "مکارب صراح" کی بو آتی ہے،

مکارب سبا کا زمانہ از روے کتبات ۹۰۰ ق م سے اور زبور کی شہادت تحریری کے رو سے ۱۱۰۰ ق م سے شروع ہوتا ہے، لیکن احتیاطاً ہم ۱۲۰۰ ق م سے شروع کرتے ہین، اور اس کا اختتام ۵۵۰ ق م مین ہو جاتا ہے، ۶۵۰ سال (حسب کتبات) یا ۷۵۰ سال (حسب احتیاط) کے لئے بادشاہون کی ایک کثیر تعداد چاہیئے، لیکن افسوس کہ ہم کو صرف ۱۰ مکارب سبا کے نام کتبات سے ملے ہین، اور وہ بھی کل ایک ہی باپ کے بیٹون اور پوتون کی چار پشتین ہین، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کو مکارب سبا کی بہت کم تعداد معلوم ہے، ملکہ سبا جس کا ذکر اسفار یہود (تنبیم) ہین، قرآن مجید مین اور انجیل مین موجود ہے، اس کو اسی طبقہ مین ۹۵۰ ق م مین ہونا چاہیئے، لیکن جو نام معلوم ہوئے ہین وہ زیادہ سے زیادہ ۸۰۰ ق م سے شروع ہو سکتے ہین، اس بنا پر اس ملکہ کے حالات سے اب تک علم الآثار بیخبر ہے[1]،

مکارب سبا کے جو نام اب تک دریافت ہوئے ہین حسب ذیل ہین[2]، جن مین بجز آخر کے کہ اس کے متعلق ہم کو علم نہین، ہر ایک کو دوسرے سے نسبی تعلقات ہین، الفاظ کے فصل کے نقطے اصل سبائی خط کی مطابقت ہے،

---

[1] مکارب سبا کے معلومات جدید کے لئے دیکھو ENCYCLOP. BYET. VOL 11 P 264

[2] یہ فہرست ہم نے ہالوے (M. J. Halevy) کے شائع کردہ اصل کتاب سبائی خطوط عبری (Journal Asiatique) ماہ دسمبر ۱۸۷۴ء میں پیرس مین چھپے ہین، الفاظ کے فصل کے لئے ہوارتھ (Huarth) ۵۶ P. Omcl. سے کی ہے،

Marfat.com

۱۔ ذمر علی، مکارب، سبا،

۲۔ کرب، ایل، وتار، بن، ذمر علی ،، متحد خاندان، ذمر علی، وتار، بن کرب ایل بین

۳۔ سمہی علی، ینوف، بن، ذمر علی ،، متفرق نام

۴۔ شیع امرین، بن سمہی علی، ینوف ،، ۱۱۔ یدع ایل، ذبی، مکارب، سبا

۵۔ یدع ایل ذرّح، بن سمہی علی، ینوف ،، شجرۂ خاندانِ مکارب

۶۔ شیع امر، وتار، بن سمہی علی، ینوف ،، ذمر علی مکارب سبا

کرب ایل وتار — سمہی علی ینوف

۷۔ کرب ایل، بین، بن شیع امر، وتار، ،، شیع امرین — شیع امر وتار — یدع ایل ذرّح

۸۔ یدع ایل، بین، بن شیع امر، وتار ،، بدع ایل بین — سمہی علی ینوف — کرب ایل بین

۹۔ سمہی علی، ینوف، بن شیع امر، وتار، ،، ذمر علی وتار

ملوک سبا شاہانِ سبا کا زمانہ ۷۰۰ سے ق م تک مقرر آتا ہے، اس عہد مین ان کا لقب ملک سبا منقوش ملتا ہے، ان کا دار الحکومت شہر "مارب" تھا، یہ شہر یمن کے مشرق مین واقع تھا، اور اس کا دوسرا نام شہر سبا تھا، مارب کے قصر شاہی کا نام "سلحین" تھا، سکون مین جائے ضرب "بیت سلحین وحضر ملاّ (قلعہ سلحین اور شہر مارب) منقوش ملتا ہے، مارب تو مشہور مقام ہے، لیکن سلحین بھی غیر معروف نہین جاہلی شاعر علقمہ کہتا ہے،

وقصر سلحین قد عفاہ ربّ الزمان الذی یبنی

اور سلحین کا قصر جس کو حوادثِ زمانہ نے مٹا دیا ہے،

یہی شاعر دوسری جگہ کہتا ہے،

اوما تبین وکل شئی للبلیٰ سلحین خاویۃ کان لم تعمر

کیا تو نہین دیکھتی کہ ہر چیز فنا کے لئے ہے، سلحین اب ایسا ویران ہے گویا کہ کبھی آباد نہ تھا

Marfat.com

ابو علقمہ مرانی کہتا ہے،

وقصر سلحین علاہ وشیدہ	لھلان والد نا احب یکھلان
سلحین کا قصر جس کو ہمارے باپ	کھلان نے بنایا تھا۔

سنہ ۵۵۰ ق م سے سنہ ۱۱۵ ق م تک ۴۳۵ برس ہوتے ہین، جو تقریباً اس عربی روایت کے مطابق ہے کہ "سبا نے ۴۸۰ برس حکومت کی ہے" اس زمانہ مدید کے لئے، ملوک سبا کے نام ہم کو ملے ہین، جو تقریباً مفروضہ مدتِ زمانہ کے برابر ہین، اور وہ نام یہ ہین

سمہی علی، ذرح، ملک، سبا،	
کرب ایل، بن سمہی علی، ذرح، ملک سبا	ذمر علی، ذرح، ملک سبا
الیشرح، بن سمہی علی، ذرح، ملک سبا	نشاکریب یوہمین ملک سبا
سمہی علی بن الیشرح، بن سمہی علی، 〃	وتبر دم، یوہمین، ملک سبا
شیع، امر، ملک، سبا،	یکرب ملک وتار، ملک سبا
کرب ایل، وتار، بن شیعم، امر، 〃	یارم، ایمن، ملک سبا
یدع ایل، بین، شیع، امر، 〃	تبع شرحبیل، ملک سبا
وہب ایل، یاحوذ، ملک سبا	فرع ینہب، ملک سبا
کرب ایل اوتار، یوہنعم، بن وہب ایل 〃	
یوہمین، بن وہب ایل، ملک سبا	

متحد خاندان

ان ناموں کے علاوہ کتبات مین بہت سے اور نام بھی پڑھے ہین، لیکن ان کے ساتھ آئے القاب شاہی نہین ہے، ممکن ہے کہ امرائے سبا ہون، فرع ینہب کا نام سب سے آ

لہ مروج الذہب مسعودی جلد ۱ ص ۱۹۲ مصر،

Marfat.com

قرار دیا گیا ہے کہ ایک کتبہ مین "الیشرح ملک سباذوریدان .... بن فرع نہب ملک سبا" مذکور ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرع نہب "ملک سبا" کے لقب سے آخری شخص تھا، اس کا بیٹا "ملک سباذوریدان" کے نام سے تیسرے طبقہ کا بانی ہی،

سبا کی تقسیم و تنظیم

ملکتِ سبا کی حقیقت سمجھنے کے لیے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ مملکتِ یمن کس اصول پر منقسم تھی، اور امرا کی ترتیب و تنظیم کیونکر تھی؟ ایک قلعہ ہوتا تھا، قلعہ کے آس پاس گاؤن کی صورت مین مختلف چھوٹی چھوٹی آبادیان ہوتی تھین، اُن ہی کے مجموعہ کو مخفد کہتے تھے، قلعہ داران گاؤن کا حاکم ہوتا تھا، اس کا لقب اُس کے قلعہ کے انتساب و اضافت سے رکھا جاتا تھا، مثلاً ذوغمدان، ذوثعلبان، ذوبینین، ذویمنی زبان مین کلمۂ اضافت ہی، اور اس کے معنی آقا کے ہوتے ہین، اسی لئے حجازی عربی مین اس کے معنی "صاحب و مالک" کے ہین، اور بغیر اضافت مستعمل نہین ہوتا، اس "ذو" کی جمع "اذواء" (قلعہ داران) ہے،

یہ قلعے یا مخافد، مل کر ایک مخلاف" کے تابع ہوتے تھے، جس کو صوبہ کا ہم معنی سمجھنا چاہیے، حاکمِ مخلاف کا لقب "قیل" تھا، اس کی جمع اقیال ہے، اور عام طور سے مشہور ہے کہ "اقیال" یمن کے بادشاہون کو کہتے ہین، مخفد اور مخلاف کی یہ تقسیم عہدِ اسلام مین بھی باقی رکھی گئی تھی، دولت عباسیہ کے زمانہ مین یمن مین ۸۴ مخلاف تھے، یہ تمام اقیال ایک بادشاہ کے ماتحت ہوتے تھے جس کا نام باختلافِ عہد مکارب سبا، اور ملک سبا تھا،

ان اذواء، اقیال اور ملوک مین امن و اطمینان اور نظام کی زندگی بہت کم قائم رہتی تھی، قوی ضعیف کے ماتحت ہوتے تھے، جو "ذو" یا "قیل" قوی ہو جاتا ہے، وہی بادشاہ بن بیٹھتا تھا، عموماً بادشاہ کسی قلعہ مین سکونت کرتا تھا، اس قلعہ کی طرف نسبت بھی القاب شاہی کا جزو ہوتی تھی، مثلاً ملک سبا قلعہ ریدان مین رہتا تھا، اس کا لقبِ شاہی "ملک سباذوریدان" تھا،

Marfat.com

سبا کے تمدنی و تجارتی حالات

حکومتین دو قسم کی ہوتی ہین، صلح پسند اور فاتح، بابل، اسیریا اور مصر کی حکومتین فاتح تھین، اُن کے آثار و کتبات فتوحات کی یادگارون سے پُر ہین، لیکن سبا کی حکومت بالکل صلح پسند تھی، سبا کے جتنے کتبات میری نظر سے گذرے ہین جن کی تعداد ۴۰۰۰ سے کم نہ ہوگی، وہ تمام تر یا مقابر کی لوحین ہین، عمارتون کے یادگاری پتھر ہین، یا دیوتاؤن کے ہیکل و مذبح پر نذر و شکر کے پیش نامے ہین،

ہم نے پہلے بتایا ہے کہ سبا ایک تاجر قوم تھی جس کی صحیح مثال موجودہ تاریخ مین برطانی حکومت ہے، عرب مین کثرت سے سونے اور جواہر کی کانین تھین، اور اب بھی ہین، ہمدانی نے ان کانون کا ایک ایک کرکے نام گنایا ہے[1]، ڈاکٹر اسپرنگر نے ان بیانات کو اپنے جغرافیۂ عرب قدیم مین یکجا کیا ہے، خدیو مصر کے اشارہ سے برٹن نام ایک انگریز عرب کے شہرہ آفاق معدنیات کا پتہ لگانے کو بھیجا گیا تھا، حضرموت اور یمن کا ملک خوشبودار چیزون کی پیداوار کے لئے طبعی طور سے مخصوص ہے، اس زمانہ مین تمام دنیا مین دیوتاؤن کی عام پرستش کی جاتی تھی، ان کے لئے بڑے بڑے ہیکل بنائے جاتے تھے، ان ہیکلون مین شب و روز خوشبودار لکڑیان جلائی جاتی تھین، اس لئے قدیم زمانہ مین ہر ملک مین اُن کی بڑی مانگ تھی، عمان و بحرین مین موتیون کے خزانے ہین، اور یمن کے سواحل ہندوستان و حبش کی پیداوار کی منڈی تھے، یہ تمام تجارتی اشیا اس عہد مین سباہی کی وساطت سے بحر احمر کے راستہ سے یا حجاز کی راہ سے شام، فینشیا، اور مصر کو جاتی تھین اور یہان سے تمام یورپ مین پھیلتی تھین،

توراۃ سبا کی دولت و عظمت کے بیانات سے پُر ہے، سب سے پہلے حضرت داؤد کہتے ہین، (زبور ۷۲)

[1] صفۃ جزیرۃ العرب ص ۲۵۰ لیڈن،

Marfat.com

شبا اور سبا کے بادشاہ اُس کو نذرین دینگے، اور . . . شبا کا سونا اُس کو پیش کیا جائیگا "

حضرت سلیمانؑ کے دربار مین سبا کی ملکہ آتی ہے،

وہ بہت فوج اور تزک و احتشام کے ساتھ یروشلیم مین داخل ہوئی، بہت سے اونٹون پر خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا، اور بیش قیمت جواہر لدے تھے . . . ملکہ نے ۱۲۰ قنطار سونا اور بہت سی خوشبوئین، اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیے، ملکہ نے جیسی خوشبوئین دین ایسی پھر کبھی نہ ملین "

(تاریخِ ایام)

اشعیاء نبیؑ کی پیشین گوئی ہے،

"مِدیان اور عیفا کے اونٹون کی کثرت تجھ کو ڈھانپ لیگی، سبا کے سب لوگ سونا اور لوبان لائینگے " (۶۰-۶)

حزقیال نبی کہتے ہین:-

جمہور آدمیون کے ساتھ سبا والے بیابان (عرب) سے آئے، جن کے ہاتھون مین کنگن اور سرون پر خوبصورت تاج " (۲۳-۴۲)

سبا، اور عماتیرے تاجر ہین وہ عمدہ خوشبو، جواہر اور سونا تیرے بازارون مین بیچتے ہین، حران، تعانہ اور عدن (یہ تینون یمن کے شہر ہین) تیرے تاجر ہین، سبا اور توراد اور کلماد تیرے سوداگر " (۲۷-۱۴)

اشعیاؑ کی پیشین گوئی ہے،

"اونٹون کی قطارین (اے یروشلیم) تجھ پر چھا جائین گی، مدین اور عیفا کی اونٹنیان تمام سبا سے سونا، اور لوبان لے کر آئین گی " (۶۰-۶)

یرمیاہ نبی بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہین، کہ خدا کہتا ہے جب تمہارے اعمال صحیح نہین تو ہیکلون مین سبا کا لوبان میرے سامنے کیون پیش کرتے ہو " (۶-۶۰)

Marfat.com

چوتھی صدی ق م سے پہلی صدی ق م تک یونانی مصر کے حکمران تھے، ان کے عہد مین مصر کا دارالحکومت اسکندریہ" تمام مشرقی اور مغربی تاجرون کا مرکز تھا، سبا اس عہد کی سب سے بڑی قوم تھی، اس بنا پر دیگر عرب قبائل کی بہ نسبت وہ سبا سے زیادہ واقف تھے ارا لوستھینس (Eratosthenes) سنہ ۱۹۴ ق م) بیان کرتا ہے،

عرب کی انتہائی جنوبی سمندر (بحر ہند و عرب) پہلو مین ..... سبا کے لوگ ہین جن کا دارالحکومت مارب (Mariaba) ہے .... یہ قطعۂ ملک مصر زیرین سے بڑا ہے، گرمیون مین بارش ہوتی ہی، اور دریا جاری ہوتے ہین، جو میدانون اور تالابون مین جاکر خشک ہو جاتے ہین، اسی سبب سے زمین اس قدر سرسبز و شاداب ہی کہ تخم ریزی دہان سال مین دو بار ہوتی ہے،

حضرموت سے سبا کے ملک تک، ۴۰ روز کا راستہ ہی، اور معین سے سوداگر، دن مین ایلہ (عقبہ) پہنچتے ہین، حضرموت، معین اور سبا کے ملک خوش و خرم ہین اور ہیکلون اور شاہی عمارتون سے آراستہ ہین،

یونانی مورخ اگاتھرشیڈس (Agatharchides) جس کی تصنیف سنہ ۱۴۰ ق م) کا زمانہ دوسری صدی ق م ہے، بیان کرتا ہے:

سباءو آبادان (Sabaeans) مین رہتے ہین، جہان بہت اچھے اچھے بیشمار میوے ہوتے ہین، زمین جو سمندر کے متصل ہی اس مین بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہین، جو دیکھنے مین نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین، اندرونِ ملک مین بکثرات دارچینی اور کھوبا وغیرہ کے نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین، اور ان درختون سے نہایت شیرین خوشبو پھیلا کرتی ہے، درختون کے اقسام کی کثرت تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہے، جو خوشبو اس مین سے اٹھتی ہے وہ جنت کی خوشبو سے کم نہین،

Marfat.com

اور جس کی تعریف لفظون مین ادا نہین ہو سکتی، جو اشخاص اس زمین سے دور، ساحل پر سے بھی گذرتے ہین وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہین، ان مسالون کو وہان کاٹتے نہین، اور کاٹ کر ان کا انبار نہین لگاتے، لیکن چونکہ شگفتہ اور تازہ رہتے ہین، اس لیے جو شخص اس ساحل سے گذرتا ہے، آبِ حیات کا گویا لطف اُٹھاتا ہے" یہ تشبیہ بھی اس کی قوت و لطافت کے لحاظ سے ناقص ہے۔

"سبا مین حکومت وراثتہً منتقل ہوتی ہے، اس کا بڑا شہر مارب ہے جو ایک پہاڑ پر واقع ہے، (جبل اہلق) بادشاہ اسی شہر مین رہتا ہے، جو لوگون کو فیصلہ دیتا ہے، لیکن اس کو کبھی اس کی اجازت نہین کہ وہ اپنا قصر چھوڑ کر نکل سکے، اگر وہ اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ حکم مذہبی کے مطابق سنگسار کر دیا جاتا ہے"

سبا مین تمام دنیا مین سب سے زیادہ دولتمند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہے، نیز کے سبب سے کسی نے ان کو فتح نہین کیا ہے، اسی لیے خصوصاً ان کے دار الحکومت مین سونے چاندی کے برتن ہین، تخت اور پیشگاہین ہین جن کے ستون زرنگار اور نقرئی و طلائی نقش نگار سے آراستہ ہین۔ ایوان اور دالانے زر و جواہر سے منقش ہین، اس قسم کے زیب و زینت پر نہایت مزمنی اور محنت وہ صرف کرتے ہین"

مشہور مورخ آرٹیمیدورس (Artemidorus) جو سبا کے عہد آخر مین تھا لکھتا ہے۔

"سبا کا بادشاہ اور اس کا ایوان مارب مین ہے، جو ایک پُر فضا پہاڑ پر واقع ہے، (جبل اہلق) وہان ہمیشہ (مسرت) مین واقع ہے، میوون کی کثرت کے سبب لوگ مست اور سرشار ہو گئے ہین، خوشبودار درختون کی جڑون مین لیٹے پڑے رہتے ہین، جلانے کی لکڑی کے بدلے دار چینی اور

Marfat.com

خوشبودار لکڑی جلاتے ہین، کچھ لوگون کا پیشہ زراعت ہے، اور کچھ ملکی اور غیر ملکی مالون کی تجارت کرتے ہین، یہ مال اپنے مقابل کے حبشی ساحل سے لائے جاتے ہین، جہان سبا کے لوگ چمڑے کی کشتیون مین بیٹھ کر دریا کے پار چلے جاتے ہین، قرب وجوار کے قبائل سبا سے تجارتی اسباب خریدتے ہین اور اپنے مالون کو دیتے ہین اور اسی طرح دست بدست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہین [1]

سبا کی عمارتین | ہم نے پہلے بتایا ہے کہ سبا ایک صلح پسند اور امن و مسرت کی حکومت تھی، اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے اپنی قوت کا زیادہ تر حصہ اسلحہ کی بجائے عمارتون پر صرف کیا، یونانی مورخین کے بیان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، ان مین سے بعض عمارتین عہد اسلام تک باقی تھین، مسلمان مورخین نے خود دیکھا اور اپنی کتابون مین ان کے حالات لکھے ہین، ہمدانی نے اکلیل کا ایک باب صرف ان عمارتون کے لئے مخصوص کیا ہے، سبا کے اب تک جو کتبات ملے ہین، وہ زیادہ تر ان ہی عمارتون کی یادگاری لوحین ہین، نشوان بن سعید حمیری نے قصیدۂ حمیریہ مین تقریباً ۲۵ عمارات شاہانہ کا ذکر کیا ہے، یورپین سیاح بھی ان عمارات کے کھنڈرون کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہین، قصر سلحین جو قیامگاہ شاہی تھا، اس کا نشان بھی ابتک موجود ہے،

سدمارب | اسی سلسلۂ عمارات مین ایک چیز بند آب ہے، جس کو عرب حجاز سدّ، اور عرب عرم کہتے ہین، عرب کے ملک مین کوئی دائمی دریا نہین، صرف سلسلۂ کوہستان ہے پانی برسا ہے جو کہ ریگستانون مین خشک ہوجاتا ہے، اور ضائع جاتا ہے، زراعت کے مصرف مین نہین آتا، سبا نے مناسب موقعون پر پہاڑون اور وادیون کے بیچ مین بڑے بڑے بند باندھے تھے کہ پانی رک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے مصرف مین آئے، مملکت سبا مین

[1] تمام بیانات تاریخ قدیم کے مستند ترین ماخذ Damascius (دمشقی) کی تاریخ قدیم سے ماخوذ ہین جلد ۱ ص ۳۱۰-۳۱۲

Marfat.com

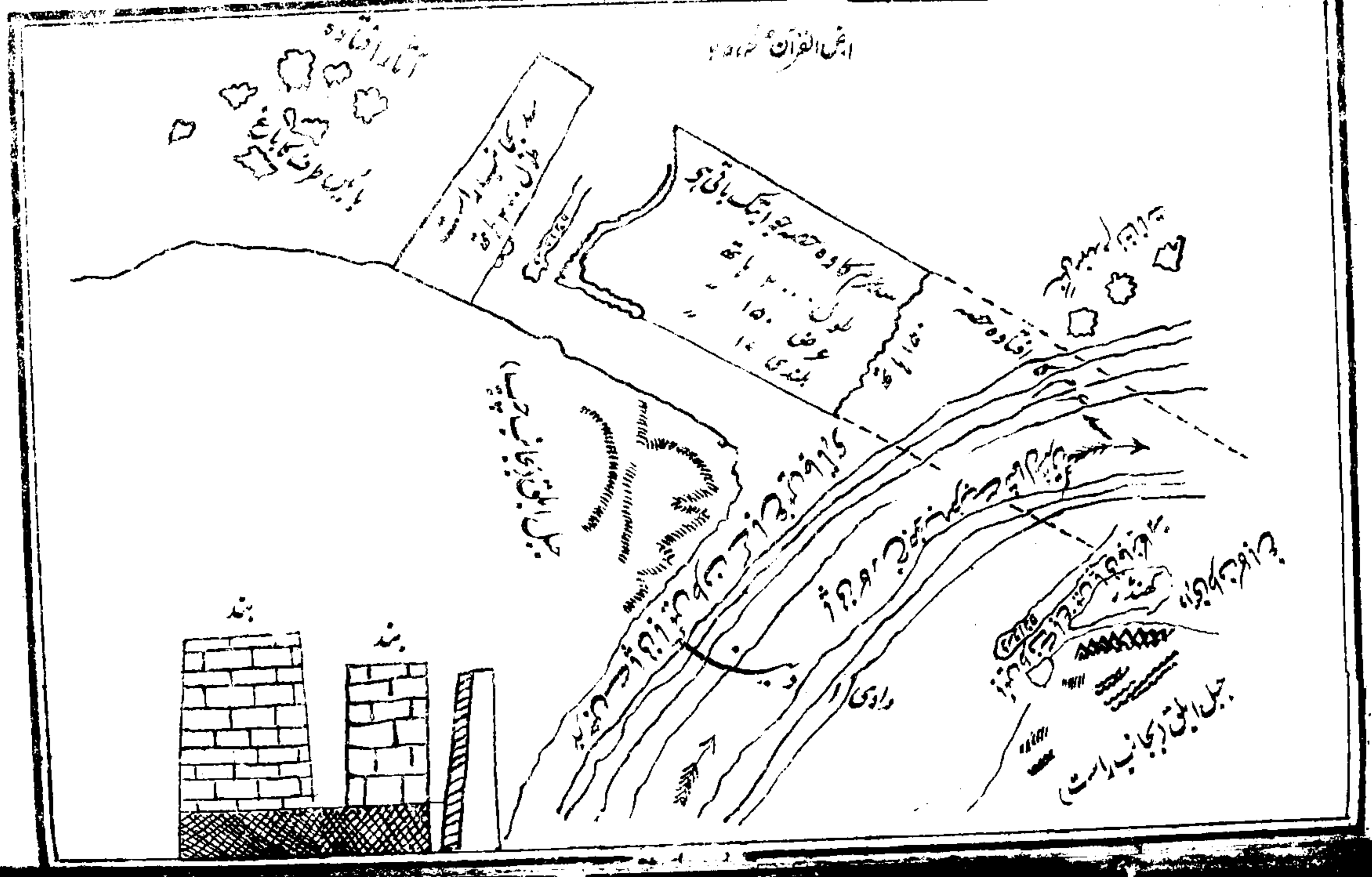

Marfat.com

قسم کے سینکڑون بند تھے، ان مین سب سے زیادہ مشہور سدّ مارب تھا، جو خود دارالحکومت کے
مدّ مقابل واقع تھا،

شہر مارب کے جنوب مین داہنے بائین دو پہاڑ ہین، جن کا نام کوہ اَتنَن ہے، درمیان پہاڑون کے
بیچ مین وادی اذینہ ہے، پہاڑون سے اور نیز اِدھر اُدھر سے پانی جمع ہو کر وادی اذینہ مین ایک دریا
جاری ہوجاتا ہے، بانے ان دونون پہاڑون کے بیچ مین تقریباً ۱۷۰ قدم مین سدّ مارب کی تعمیر
تھی، یہ بند تقریباً ۱۵۰ فیٹ لمبی اور ۱۵۰ فیٹ چوڑی ایک دیوار ہے، اس کا اکثر حصہ تو اب
منہدم ہے، تاہم اس کی ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہے، ارنادؔ ایک یورپین سیاح نے اس
کے موجودہ حالات پر ایک مضمون فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل مین لکھا ہے اور اس کا نقشہ
نقشہ نہایت عمدگی سے تیار کیا، اس دیوار پر جابجا کتبات ہین، وہ بھی پڑھے گئے ہین،

عام مسلمان مورخین چونکہ ہر قدیم عمارت کو "بناے سلیمانی" کہنے کے عادی ہین، اس لئے
اس سدّ کا بانی وہ بلقیس بلکہ بعض ہرم سلیمانی قرار دیتے ہین، لیکن سدّ مارب کے بقیہ حصہ پر جو کتبات
ہین، ان مین بانیون مین سبائیون کے نام بھی خوش قسمتی سے باقی رہ گئے، ان مین سے شیع امرین
ابن ہمعلی یہوف مکارب سبا، سمعلی یہوف بن ذمر علی مکارب سبا، کریب ایل بین بن شیع امر مکارب
سبا، ذمر علی ذرح ملک سبا، اور یدعؔ ایل ذبار کے نام پڑھے گئے ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ یہ سدّ ایک زمانہ دراز مین مختلف سلاطین یمن کے عہد مین تعمیر ہوا ہے، اس کا پہلا بانی شیع امر
تھا جو آٹھوین صدی ق م مین تھا، اس سدّ مین اوپر نیچے بہت سی کھڑکیان تھین اور نیچے تک
کی کھڑکیان حسب ضرورت کھولی اور بند کی جاتی تھین، سدّ کے داہنے بائین مشرق و مغرب مین
دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر چپہ در چپہ دائین بائین کی زمینون کو سیراب کرتا تھا،
اس سدّ کے حالات ہمارے مفسرین نے جو بیان کئے ہین بعینہٖ ارناؔد کے بیان سے اس کی تصدیق

ملہ تفسیر آیت مذکور طبری اور بغوی مین دیکھو،

Marfat.com

ذہن نشین ہو جائے گی،

جنتین عن یمین وشمال اس نقشہ کے مطابق سبا سے جنوب و شمال سے چپ و راست دونون جانب اس ریگستانی اور شور ملک کے اندر ۲۰ میل مربع مین سینکڑون کوس تک بہشت زار تیار ہو گئی تھی جس مین انواع و اقسام کے میوہ دار اور خوشبودار درخت تھے، ان کی خوشبو دور تک پھیلی رہتی تھی،

جنت سبا اور قرآن مجید قرآن مجید ان آیات مین ان ہی باغون کی طرف اشارہ کرتا ہے،

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ (سبا ۲)

سبا کے لوگون کے لیے خود ان کے گھر مین قدرت خدا کی ایک عجیب نشانی موجود تھی، دو باغون کا سلسلہ داہنے بائین سبا کے لوگو اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ اور شکر کرو، شہر پاکیزہ اور پروردگار بخشنے والا،

ہمارے پاس اس جنت زار کے قصے عربون کی روایت سے کئی سو سال بعد کے موجود ہین، لیکن خود ہمارے دشمنون کے سفینون مین اس کی معاصرانہ شہادتین جو محفوظ ہین انکو ایک دفعہ پھر پڑھو،

اراٹوستھینس (Eratosthenes) (جو ۱۹۴ ق م مین سبا کا معاصر تھا لکھتا ہے[1]

"..... سبا کے لوگ ہین جن کا دارالحکومت شہر مارب ہے ..... یہ قطعہ ملک مصر زیرین سے بڑا ہے، گرمیون مین بارش ہوتی ہے، اور دریا جاری ہوتے ہین، جو میدانون اور نالون مین خشک ہو جاتے ہین، اس سبب سے زمین اس قدر سرسبز و شاداب ہے کہ تخم ریزی دو بار سال مین دوبار ہوتی ہے ..... سبا کا ملک خوش و خرم ہے"

اگاتھارشیدس (Agatharchides) جو ۱۴۵ ق م مین سبا کے زمانہ عروج

[1] فرینچ ایشیاٹک سوسائٹی کا رسالہ ۱۸۴۸ء

Marfat.com

تمایان کرتا ہے،

"سبا کے حصہ سرسبز آباد (سد، گھاٹی) مین رہتے ہین جہان بہت اچھے اچھے بیشمار میوے ہوتے ہین، دیا کے کرائے جو زمین ہے اس مین نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہین، جو دیکھنے مین نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین، اندرونِ ملک مین بکرات، دارچینی، اور چھدیلے کے نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین، اور ان درختون سے نہایت شیرین بو پھیلا کرتی ہے، درختون کے اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہے، جو خوشبو اس مین سے اڑتی ہے وہ جنت کی خوشبو سے کم نہین، اور جس کی تعریف لفظون مین ادا نہین ہو سکتی، خواشخاص زمین دور ساحل سے گذرتے ہین وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہین . . . . وہ گویا آبِ حیات کا لطف اٹھاتے ہین، اور یہ تشبیہ بھی اس کی قوت و لطافت کے مقابل مین ناقص ہے"[1]

آرنی میدوس (Artemidorus) جو سبا کے عہد آخر مین تھا، لکھتا ہے:

"سبا کا بادشاہ اور اس کا یوان مارب مین ہے، جو ایک پرخمار پہاڑ پر عیش و مسرت (زنانہ خوشحالی) مین واقع ہے"[2]

خدائے پاک اس کے بعد فرماتا ہے:

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

(لیکن) انھون نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر بند (توڑکر اس) سیلاب کو بھیجا،

یہ سیلاب آیا اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہین، لیکن اس عصر تاریکی مین جب ہر غیر معاصرانہ روایت قابلِ شک و اشتباہ ہو، خدائے قرآن نے اپنے کلام معجز کی صداقت کا نیا سامان پیدا کر دیا، یعنی اس بند کے ٹوٹنے سے متعلق مین، واقعہ سیلاب کے مشرح حالات کا کتبہ جو ایک عیسائی فاتح مین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، مل گیا ہے، یہ عیسائی فاتح وہی ہے جو اپنے ہاتھیون کے بل پر کعبہ کو ڈھانے نکلا تھا، لیکن آج اسی دشمن کعبہ کا سنگی ہاتھ کعبہ مکرمہ کی کتاب مقدس کی تصدیق کے لئے بلند ہے،[1]

---

[1] ان عبارتون کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے [2] تفصیل اصحاب فیل مین دیکھو ۱۲

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ، (سبا-۲)

اور اُن اصلی میووں کے باغوں کے بدلہ معمولی پھلوں یعنی پیلو جھاڑ اور کچھ بیری کے باغ دیدیئے، یہ ان کے کفران کی سزا ہے، ہم کفرانِ نعمت کرنے والوں ہی کو سزا دیتے ہیں،

قرآن مجید جب نازل ہو رہا تھا تو اس سزا کو جو ان درختوں کی شکل میں نمودار ہوئی تھی، یمن کا ہر باشندہ بچشم خود معائنہ کر رہا تھا، لیکن ۷۰ برس کے بعد ہی برے العین ہر سیاح کو نظر آرہی تھی واجھا فی المتوفی ۳۳۰ھ جس کی صداقت بیانی کے نہ صرف سیاحین یورپ بلکہ ایڈین (ارکیالوجسٹ) بھی معترف ہیں، درخود چوتھی صدی کے اوائل میں شہادت دیتی پیش کرتا ہے کہ ان باغوں کی جگہ یہاں ہلوک درخط اتنے ہیں کہ گنے اور نہیں،

سبائی آبادیاں

تم نے سبا کے دائرۂ حکومت کے تحت میں لکھا ہے کہ یمن کے علاوہ حبشہ اور شمالی عرب میں بھی سبائی آبادیاں تھیں، توراۃ و اسفار میں متفرق خاندانوں کے نام بتائے گئے ہیں سبا بن یقطان (قحطان) باشندۂ یمن، سبا بن ۔ ۔ ۔ ۔ بن ابراہیمؑ برادر زادۂ مدین باشندہ عرب شمال سبا بن کوش بن حام باشندۂ حبش، (تکوین)

تورات کے اصول کی بنا پر کہ توراۃ کے قبائل و اقوام کا مقسم صرف جغرافی نسب ہے، ان تینوں متفرق النسب سبا کے یہ معنی ہیں کہ سبائی جغرافی مرکز یا بادیاں یمن یمن، حبشہ اور شمالی عرب میں، یمن میں سبا کا جو دوام قدیم تاریخ اثبات نہیں روایات عرب تاریخ اقوام قدیمہ ان سب کی شہادت قاطعہ موجود ہے، دیگر اطراف ملک میں بھی ان کا وجود داخل تحقیق نہیں ہے، شمال عرب میں بطرف شام و عراق توراۃ کے متعدد فقروں میں ان کا وجود عارضی روایت قدیم زمانہ سے مذکور ہے اور ان کا بار بار ذکر اوپر گذر چکا ہے، دوسرے سبا کا

Marfat.com

دائرۂ حکومت اور سبا کی دولت و عظمت) یونانی مورخین نے بھی ان اطراف مین ان کا ہونا بیان کیا ہو

اگاتارسیدوس (۱۸۵ ق م) کہتا ہے کہ "سب سے پہلے بطی (جن کا مسکن عراق و شام کے درمیان تھا) اور سبائی جو شام کے اوپر واقع ہین، عرب سعید پر قابض ہوئے ہین" ایک اور یونانی مورخ بیان کرتا ہو[1]

"یہان سے اس شہر تک ایک سڑک جاتی ہی جس کا نام بیڈ (رقیم) ہے، جہان اہل قریا[2] معین اور وہ تمام عرب اس کے قریب رہتے ہین، جو لبانی ملک (عرب) سے بخورات لاتے ہین"

یہ پہلے گذر چکا ہے کہ اسیریا کے آثار مین بھی شیخ امرسبائی کا ساتوین صدی ق م مین اسیریا سے مغلوب ہونا مذکور ہے، معلوم ہے کہ اہل اسیریا کبھی یمن نہین آئے، اس لئے یہ بالکل واضح ہو کہ خود سبا یہان تک پہنچ گئے تھے، جیسا کہ سفر ایوب (۱- ۱۵ و ۲- ۱۹) سے بھی ثابت ہے

حبشہ مین اہل سبا کا وجود عہد قدیم سے تھا، حبشہ، یمن کے بالمقابل سواحل پر واقع ہو، یہ سواحل تاریخ کی ابتدا سے اس وقت یمنی دستہ نوتی عرب کے جولانگاہ ہین، بعض کتابات سے معلوم ہوا ہے کہ سبا کا ایک گورنر معافر کے لقب سے حبشہ مین رہتا تھا[3] خود حبش بھی اپنے کو سبا کی اولاد کہتے ہین[4]، ایک یونانی مورخ کی شہادت بھی جو سبا کا معاصر تھا پہلے گذر چکی ہو کہ سبا سواحل حبشہ مین بھی تجارت کا مرکز رکھتے ہین"

ملکۂ سبا توراۃ (تنبیم) انجیل اور قرآن مین سبا کی ایک شہزادی کا ذکر ہے، جو حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ مین آئی تھی، یہ سبا کی شہزادی بہ زبان توراۃ کس سبا کے خاندان سے تھی؟ یا بہ زبان تاریخ سبا کی کس آبادی سے آئی تھی؟ توراۃ مین صرف "سبا کی شہزادی" کا لفظ بلا تعین خاندان و بلدت ترکوم مین ہے کہ "اس کا ملک (فلسطین کے) مشرق مین ہے"[5] انجیل مین ہے کہ وہ فلسطین کے

[1] گولڈ مائنس آف مڈین، ص ۲۲۴ [2] حوالہ مذکور ص ۱۷، [3] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۳ ص ۵۵۵ [4] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۲۰۰ [5] تاریخ ملوک ایام ۲ باب ۹ [6] جوئش انسائیکلوپیڈیا مضمون سبا،

جنوب سے آئی تھی، یوسیفوس اسرائیلی کی تاریخ مین ہے کہ [illegible] کی شہزادی تھی، اہل حبش اس کو حبشی سمجھتے ہین[1]، جس کے یہ معنی ہین کہ وہ کوشی خاندان کی تھی، قرآن نے بھی تعیین خاندان وجہت نہین کی ہے، لیکن تمام مفسرین ومورخین اس کو عرب تحمیر اور باشندہ یمن سمجھتے ہین، آجکل کہ اثریات کا زمانہ ہے، آثار کہ ہین کی نسبت کا کوئی کلیہ نہین ملتا ہے، اور شمال عرب مین متصل عراق تین چار قدیم حکمران عورتون کے نام ملے ہین، ملکہ سبا کا اس حصہ آبادی سے جانا ممکن خیال کیا جاتا ہے[2]،

جن قدیم تحریرون مین ملکہ سبا کا ذکر ہے اُن مین سے صرف تین مین تعیین جہت ہے، یوسیفوس ترگوم اور انجیل، یوسیفوس کا بیان کہ وہ مصر کی شہزادی تھی متفقاً غلط ہے، بقیہ بیانات مین کہ وہ مشرق جنوب یا حبشہ کی تھی، ہمارے نزدیک کوئی فرق نہین کہ یہ سب سبا کے متعلقات تھے، تاہم اصل مرکز کے لحاظ سے وہ یمن ہی کی کہی جائے گی، (یعنی جنوب عرب کی) جیسا کہ انجیل کی شہادت اور روایاتِ عرب کا تواتر ہے،

اہلِ حبش جو ملکہ سبا کو حبشہ کی بتاتے ہین اور اب تک حبشہ کو شاہی خاندان تفاخراً اسی ملکہ سبا کی اولاد یقین کرتا ہے، اُس کا نام ان کی زبان مین ماکدہ ہے، یمن کے عرب یہود اس کا نام بلقیس مشہور تھا، اور اسرائیلیات کے ذریعہ یہی نام مسلمان مورخین اور اہلِ تفسیر مین مقبول ہے، لیکن لفظی دلالت کے لحاظ سے یہ عربی ہین بلکہ یونانی الاصل نام معلوم ہوتا ہے بعض روایاتِ تفسیر مین بلقیس کو پیدا کہا گیا ہے، یعنی اس کی ماں (بلقمہ) ایک ہی تھی، لیکن یہ روایتین بالکل نحو اور موضوع ہین، "بلقمہ" کو ممکن ہے کہ یمن کی مشہور دیبی "الملقہ" سے کچھ

---

[1] متی ۱۲-۴۲۔ لوقا ۱۱-۳۱ [2] جلد ۱ ذکر سلیمان [3] جوئش انسائیکلوپیڈیا۔ مضمون سبا۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱ ص ۴۷۲،

نسبت ہو، اسی طرح اہلِ تاریخ کا ملکۂ سبا (بلقیس) کو بنت شرجیل لکھنا بھی غلط ہے، شرجیل حمیر کا بادشاہ اور حضرت سلیمانؑ سے تقریباً ڈیڑھ ہزار برس بعد تھا،

ملکۂ سبا اور قرآن مجید سبا کا نام قرآن مجید مین دوبار آیا ہے، اوّل حضرت سلیمانؑ کے قصہ مین ملکۂ سبا کے نام سے، اور دوسری بار سیلِ عرم کے ذکر مین، سیلِ عرم کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے، ملکۂ سبا کا قصہ سورۂ نمل مین مذکور ہے،

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِينَ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاْذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا

سلیمانؑ نے پرندون کا جائزہ لیا، پھر کہا مجھکو کیا ہوگیا ہے کہ مین نے ہُدہُد کو نہین دیکھا یا وہ موجود نہین ہین اُسکو سخت سزا دونگا یا ذبح کردونگا یا کوئی صاف دلیل لائے، سلیمانؑ تھوڑی دیر ٹھہرے کہ ہدہد آگیا ہوا، مجھکو وہ معلوم ہوا جو آپ کو نہین معلوم، سبا سے ایک سچی خبر لے کر مین آیا ہون مین نے ایک عورت کو دیکھا جو سبا پر حکومت کرتی ہی، اسکو ہر سے عنایت کیگئی ہی، اسکا ایک بڑا تخت ہی، مین نے اس عورت کو اور اسکی رعایا کو خدا کو چھوڑکر آفتاب کے سجدہ کرتے پایا، شیطان نے اُن کے اعمال اُنکی نگاہ مین اچھے کرکے دکھائے ہین، صحیح راستہ سے اُن کو باز رکھی ہی، وہ راہ نہین پاتے کہ خدا کو سجدہ کرین جو آسمانون اور زمین کی چھپی ہوئی چیز کو باہر نکالتا ہے، اور جو تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو سب جانتا ہی، خدا جس کے سوا کوئی خدا نہین وہی بڑے تخت کا مالک ہے، سلیمانؑ نے کہا ہم دیکھتے ہین کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹا ہی، میرا خط لے جا

Marfat.com

فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝
قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝
إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝
أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَتْ يَا
أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي ۖ مَا كُنتُ
قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝ قَالُوا نَحْنُ
أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ ۙ وَالْأَمْرُ
إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝
قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً
أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ
وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم
بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝
فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ
فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم ۖ بَلْ أَنتُم
بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ
بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا
أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝
قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا

اُن کے پاس ڈال دے پھر اُن سے الگ ہٹ رہ دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں،
ملکہ نے خط پاکر درباریوں سے کہا میرے نام ایک نامہ مقدس
ایا ہی یہ نامہ سلیمان کے پاس آیا ہی عبارت یہ ہے مہربان
اور رحم والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں، مجھ سے سرکشی
نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ، ملکہ نے کہا اے
سردارو! اس معاملہ میں اپنی رائے دو، تمہاری حاضری کے
بغیر میں کسی بات کا فیصلہ کرنے والی نہیں ہوں، سرداروں
نے کہا ہم زور و قوت والے ہیں باقی فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے دیکھ کیا حکم
ملکہ نے کہا بادشاہ جب کسی آبادی میں داخل ہو جاتے ہیں
تو اس کو ویران کر ڈالتے ہیں، اور وہاں کے معزز ترین
باشندوں کو ذلیل بنا ڈالتے ہیں، اور اسی طرح کیا کرتے
ہیں، میں اُن کے پاس ہدیہ بھیجتی ہوں، پھر
دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں،
قاصد جب سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا اس
حقیر مال و دولت سے تم میری مدد کرتے ہو، خدا نے جو کچھ مجھے
دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم کو اس نے دیا ہے، تم اپنے اس تحفہ
پر شادان ہو، سو اپنا تحفہ واپس جاؤ ہم اب لشکر لیکر اُن کے
مقابلہ کو جائیں گے، وہ ایسے ذلیل کرکے انکو نکال باہر کرینگے
سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کون اس کا تخت

Marfat.com

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ
مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ
مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝
قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ
فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۚ
وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝
قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ
اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا
جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ
كَاَنَّهٗ هُوَ ۭ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا
وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝
قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ
حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ
صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۭ قَالَتْ رَبِّ
اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ

میرے پاس اٹھا لائیگا، ایک تنومند جن نے کہا مین اس سے
پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھین مین وہ تخت لے آتا ہون مین
اس تخت کے اٹھا لانے کی قوت رکھتا ہون، اور امانت کے ساتھ نگلا،
جسکو خط کا علم تھا اس نے کہا کہ پلک مارنے سے پہلے مین اٹھا
لاتا ہون سلیمان نے جب تخت اپنے پاس رکھا دیکھا،
کہا یہ خدا کے فضل سے ہوا تاکہ وہ مجھے آزمائے
کہ مین شکر کرتا ہون کہ ناشکری کرتا ہون، اور
جو شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے، اور جو ناشکری
کرے تو خدا بے پروا اور بزرگ ہے،
سلیمان نے حکم دیا کہ تخت کا روپ بدل دو، وہ دیکھے
یا وہ راہ پانے والون مین سے ہوتی ہے جب آئی تو
اس سے کہا گیا کہ تیرا تخت کیا اسی قسم کا ہے؟ جواب دیا
گویا وہی ہے، اور اس سے پہلے ہم کو علم دیا جا چکا تھا،
مسلمان ہو چکے تھے، ملکہ کو غیر خدا کی پرستش نے
حق سے روک رکھا تھا، اور وہ کافر قوم سے تھی،
ملکہ سے کہا گیا کہ محل کے اندر چل، جب اس نے محل کو دیکھا
سمجھی کہ گہرا پانی ہے، دونون پنڈلیان کھول دین سلیمان نے
کہا یہ تو شیشہ کا سمان ہے ملکہ نے کہا، خدایا مین اپنی جان
پر ظلم کرتی رہی، سلیمان کے ساتھ مین بھی خدا کی

Marfat.com

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (نمل) جو تمام دنیا کا پروردگار ہے اطاعت گذار ہوئی،

بعینہٖ یہی قصہ اسفار یہود مین بھی مذکور ہے، گو تفصیل و اجمال مین کسی قدر اختلاف ہو سب سے پہلے تکوین کے سفر ایام اور سفر ملوک مین یہ قصہ مذکور ہوا ہے، اور یہ دونون اسفار بیانِ واقعہ مین حرف حرف متفق ہین،

"جب سلیمان کا شہرہ سبا کی ملکہ تک پہنچا تو مشکل سوالون سے وہ اس کو آزمانے آئی، اور بڑی فوج اور شان و شوکت کے ساتھ یروشلیم مین داخل ہوئی، بہت سے اونٹون پر خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا اور بیش قیمت جواہر لدے تھے، وہ سلیمان کے پاس آکر ٹھہری اور جو کچھ اسکے دل مین تھا اس کی بابت اس سے گفتگو کی، سلیمان نے اس کے تمام سوالون کا جواب دیا سلیمان سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی جو جواب نہ دیتا،

سبا کی ملکہ نے جب سلیمان کی دانشمندی، اور اس کے گھر کو جو اس نے بنایا تھا اور اس کے دسترخوان کے کھانون کو اور اس کے نوکرون کی نشست و برخاست کے طور کو اور ان کی پوشاک اور اس کے ساقیون کو اور اس سیڑھی کو جس سے وہ خداوند کے مسکن پر چڑھتا تھا (یہ ملوک کی آیت ہے، ایام مین اس کے بجائے یہ ہے "اور قربانیون کو جو وہ خداوند کے مسکن مین چڑھایا کرتا تھا") دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے، اس نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے تیری دانش اور تیرے کامون کی نسبت اپنے ملک مین جو سنا تھا وہ تحقیق جانچی، لیکن جب تک اپنی آنکھون سے نہین دیکھا تھا، باور نہین آتا، لیکن جو دیکھا اس کا آدھا بھی نہین سنا تھا،

مبارک ہین تیرے لوگ! اور مبارک ہین تیرے نوکر! جو ہمیشہ تیرے حضور کھڑے رہتے ہین اور تیری حکمت کی باتین سنتے ہین، خداوند تیرا خدا مبارک ہو، جو تجھ سے راضی

Marfat.com

اور جس نے تجھ کو اسرائیل کے تخت پر بٹھایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو ابد تک پیار کرتا ہے اور تجھ کو بادشاہ بنایا کہ تو عدل و انصاف کرے،

ملکہ نے ۱۲۰ قنطار سونا، اور بہت سی خوشبوئین اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے ملکہ نے جیسی خوشبوئین پیش کین ایسی پھر کبھی نہ ملین... سلیمان نے سبا کی ملکہ کو جو کچھ اُس نے مانگا اُس سے زیادہ تحفہ دیا" اور ملکہ اپنے ملازمون سمیت اپنی مملکت کو پھر گئی" (۲ سفر ایام باب ۹ و ۲ ملوک باب ۱۰)

ترگوم (دوم براسترا) مین جو توراۃ اور تلمیم کا ارامی ترجمہ، بلکہ آرامی زبان مین اُن کی تفسیر ہے بہ قصہ زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے، گو بعض نہایت لغو باتون کی بھی اس مین آمیزش ہے، ترگوم کی روایت کا لفظی ترجمہ یہ ہے :-

("سلیمان عرقِ انگور پیکر جب نشا مین آتے تھے تو تمام بادشاہون کے سامنے اپنے غلامون کو بٹھاتے تھے، اور اُس وقت دنیا کی تمام زندہ مخلوقون کو حکم دیتے تھے کہ ان کے سامنے ناچین) ایک دن سلیمان نے دیکھا کہ ہدہد غائب ہے (سلیمان نے حکم دیا کہ وہ حاضر کیا جائے) جب ہدہد آیا تو اس نے بیان کیا کہ (تین مہینہ سے وہ ادھر اُدھر اڑ رہا تھا کہ کوئی ایسا ملک ملے جو ابتک حضور کے ماتحت نہین ہے، آخر مشرق مین ایک ملک ملا جس پر سبا کی ملکہ حکومت کرتی ہے (اس ملک کی خاک سونے سے زیادہ بیش قیمت ہے، وہان چاندی کوڑی کی طرح گلیون مین پڑی پھرتی ہے، درخت و ہر بدۂ خلقت سے ایسے ہی ہین، پانی وہان جنت سے آتا ہے اور دہین سے بن کر جا آتے ہین جن کو لوگ پیتے ہین) اس ملک کے دار الحکومت کا نام "قیطور" ہے پھر ہدہد نے یہ رائے دی کہ وہ اڑ کر اس ملک کو پھر جائیگا، اور وہان کی ملکہ کو اپنے ساتھ لائے گا، سلیمان نے یہ تجویز پسند کی) اور خط لکھ کر ہدہد کے بازو مین باندھ دیا گیا، ہدہد شام کے وقت جب وہ آفتاب کی عبادت کو جا رہی تھی) پہنچا (یہ خط ملکہ کے حوالہ کیا) ملکہ نے خط

Marfat.com

پڑھکر جس مین یہ دھمکی تھی کہ فوراً میری بارگاہ مین حاضر ہو، ورنہ اس کی فوج (جو جانورون، پرندون، درختون اور رات کے دیوتاؤن کی ہے) اس سے لڑنے کو آئیگی"؛ (ملکہ بہت خوف زدہ ہوئی اور اس نے بوڑھون کی) اور سردارون کی مجلس مین مشورہ کیا، لیکن یہ لوگ سلیمان سے بالکل واقف تھے، تاہم ملکہ نے اپنے جہازون کو بیش قیمت تحفون، گران بہا جواہر اور موتیون سے بار کر کے اور ۵۰۰ ایک ہی ساعت کی پیدائش اور ایک ہی قد وقامت اور ایک ہی شکل وصورت اور ایک ہی حریر سرخ کے لباس مین غلام اور لونڈیان) تحفہ بھیجین، (خط کے جواب مین لکھا کہ اگرچہ "قسطور" اور یروشلیم کے درمیان عموماً، برس کا راستہ ہے تاہم وہ تین برس مین وہان پہنچے گی) (سلیمان نے اپنی دوہ مین ملکہ سے ملنے کو ایک نوجوان کو جو صبح کی طرح خوبصورت تھا بھیجا) (ملکہ جب یروشلیم پہنچی)، تو ایک شیشہ کے محل مین اس سے سلیمان نے ملاقات کی، ملکہ نے یہ سمجھ کر کہ بادشاہ پانی مین بیٹھا ہے، پنڈلیون سے کپڑا اٹھایا، سلیمان مسکرائے اور دیکھ کر کہ اس کے پاؤن مین بال ہین، بولے کہ شکل تو ایک عورت کی، لیکن بال مردون کی طرح، پاؤن کے بال مردون کی زینت ہین، لیکن عورتون کیلیے عیب، ملکہ سبا نے سلیمان سے بہت سی پہیلیان پوچھین (تفصیل مین نے چھوڑ دی ہے) سلیمان نے سب کے ٹھیک جواب دیئے"

اس عبارت کے جو فقرے گھیر دیے گئے ہین وہ قرآن مین نہین ہین، اس سے ظاہر ہوگا کہ جو گذشتہ کتابون کی تصحیح وتلخیص کے لئے آیا تھا یہ خدمت اس نے کس حد تک انجام دی، علاوہ ازین ترگوم نے اس واقعہ کو جس طرز عبارت مین ادا کیا ہے وہ بالکل ایک کم پایہ انسان معمولی افسانہ کی حیثیت رکھتا ہے، برخلاف اس کے قرآن کا طرز ادا ایک شاہانہ پیغمبر ایک تبلیغ دانش وحکمت، ایک روحانی جبروت واقتدار کے اظہار پر مبنی ہے، قرآن کا ترگوم کی واضح غلطیون سے کہ سبا کا ملک مشرق مین ہے، اس کا پایۂ تخت قیطور تھا

ناپائدی کوڑی کی طرح بڑی رہتی تھی، دونون ملکون مین سات برس کی مسافت ہی، پاک ہے،
سب سے بڑی بات یہ ہی کہ قصون کی غرض وغایت مین زمین وآسمان کا فرق ہی، ترگوم کی بنا پر ملکہ
کی طلب، صرف شاہانہ ملک گیری کی ہوس پر مبنی ہے، لیکن قرآن کے لحاظ سے یہ طلب وعوائی اللہ
کا شرک، قمع کفر اور اصلاحِ نفوسِ انسانی ہے،

ایک اور بات بھی قابلِ لحاظ ہے، ترگوم کے مطابق حضرت سلیمانؑ سبا سے واقف نہ تھے،
جہت وحیرت زائی کا سبب سبا کی دولت وحشمت کا مبالغہ آمیز بیان تھا،
لیکن وحیِ قرآنی نے اس حیرت وتعجب کا سبب اسی طرح بیان کیا ہے،

مُتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِيْنٍ ۝ إِنِّي وَجَدْتُ	اور ہدہد نے کہا مین سبا سے ایک تحقیق خبر لیکر آیا ہون، مین نے پایا کہ
اَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ	ایک عورت اُن پر بادشاہ ہی جسکو ہر چیز دیگئی ہی، اُسکا ایک بڑا
هَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا	ہی مین نے سجدہ اُسکی قوم کو آفتاب کو سجدہ کرتے پایا، نہ خدا
دُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ	کو، شیطان اُن کے کامون کو اُن کی نظر مین اچھا کرکے
مُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ	دکھاتا ہے، پھر اُن کو راہ سے روک دیا،

من شکوک کا ازالہ ۱- ترگوم اور قرآن مجید دونون مین قصہ کی ابتدا ہُدہُد سے ہوتی ہے، ہمارے
ن تمام مفسرین نے اس ہُدہُد سے یہی معروف مرغ مراد لیا ہے، لیکن اس زمانہ کے بعض "فطرت
ست" کہتے ہین کہ مرغ کا بولنا اور اُس کی بولی سے مفہوم کا سمجھنا خلافِ عقل ہے، اس لئے ہُدہُد
ی انسان کا نام ہوگا اور اُس زمانہ مین عموماً یہ نام رکھا جاتا تھا، ہم کو اس دعوی کی صداقت سے
نکار نہین کہ ہدہد آدمی کے نام ہوتے تھے، خود حضرت سلیمانؑ کے عہد مین مدین کے شہزادہ کا نام
ہُدہُد تھا، (سلاطین) اور ریاستِ عرب مین ملکہ کے باپ یا بھائی کا نام بھی ہُدہُد مذکور ہے، لیکن
قرآن کے لفظ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ (پرندون کا جائزہ لیا) کا کیا جواب ہوگا؟ میری رائے مین اب

Marfat.com

جبکہ جانورون کی غاقلیت کا مسئلہ مسلّم ہوتا جاتا ہے، بندرون کی بولیون کی ابجد تیار کی جارہی ہی، تو ہُدہُد کے بولنے پر تعجب کیون ہو۔ "طیر" کے معنی فوج کے لینا جیسا کہ مولوی چراغ علی نے لیا ہے، اُسی طرح بے ثبوت ہے، جس طرح سرسید کا سورۂ فیل کی تفسیر مین "طیر" سے فالِ بد لینا، اور اگر پرندون کا بولنا اب بھی کھٹکتا ہے تو فرض کرلو کہ نامہ برکبوترون کی طرح تربیت یافتہ نامہ بر ہدہد ہوگا، اور اُس کے بولنے سے مقصود اس مضمون کا خط اُس کے پاس ہونا سمجھ لو، جیسا کہ خود اسی موقع پر قرآن مجید مین ہی کہ حضرت سلیمانؑ نے خط دے کر اُس کو ملکۂ سبا کے پاس بھیجا، اسی طرح پہلے بھی خط لیکر آیا ہوگا

۲۔ دوسری چیز قابلِ بحث ملکۂ سبا کا تخت ہو جس کی نسبت قرآنِ مجید مین مذکور ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اس کو اپنے دربار مین اٹھوا منگوایا، اور اُس مین کچھ ردّ و بدل کرکے ملکہ سے پوچھا کہ "تم یہ تخت پہچانتی ہو؟ تمہارا ہے؟" روایاتِ تفسیر مین مذکور ہے کہ یہ تخت طلائی اور جواہرات سے مرصّع تھا، یہودیون کے اسفار (تلمود) مین سبا کے تخت کا مطلق ذکر نہین لیکن یہ مذکور ہے کہ ملکۂ سبا، حضرت سلیمانؑ کی خدمت مین بہت سے جواہرات، سونا اور دیگر تحائف لائی جس سے حضرت سلیمانؑ نے ایک ہاتھی دانت کا مرصع و جواہر نگار تخت بنوایا" (۲۔ ایام باب ۹۔) ممکن ہے کہ یہ اُسی سبائی تخت کے متفرق اجزاء کا ذکر ہو، ترگوم استر مین بھی اس تخت کے متعلق بہت سے عجیب و غریب واقعات مذکور ہین،

تاریخی شہادت سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ سبا مین اس قسم کی صنعتکاری کا رواج عام تھا، اگاتھرشیدس ایک یونانی مورخ جو اسلام سے ۸۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا شہادت دیتا ہے کہ

"سبا تمام دنیا مین سب سے زیادہ دولت مند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت لایا جاتا ہے، لُبد کے سبب سے کسی نے ان کو فتح نہین کیا ہے، اس لیے خصوصاً ان کے پایہ تخت

Marfat.com

ہن طلائی ونقرئی ظروف، تخت اور دہلیزہین جنکے پائے زرنگار اور نقرئی و طلائی نقش ونگار سے آراستہ ہین۔ پیشگاہ، اور دروازے زر و جواہر سے منقش ہین، اور اس قسم کی زیب و زینت پر وہ نہایت ہنرمندی اور محنت صرف کرتے ہین،

اس تحریری بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ مملکتِ سبا مین اس قسم کی چیزون کا خاص طور سے اہتمام تھا، ممکن ہے کہ اس بیان سے ۲۰۰ برس پہلے ملکہ سبا کا تخت بھی اسی قسم کا ہو،

۳۔ ایک سوال یہ ہے کہ یہ تخت کس غرض سے بنایا تھا؟ اور حضرت سلیمانؑ کے دربار مین کیون لایا گیا تھا؟ عام جواب یہ ہے کہ ملکہ کے بیٹھنے کا تخت تھا ہی تھا، جو یمن مین بحفاظت مقفل کمرون مین تھا، جہان سے اظہار معجزہ کے لیے پل کے پل مین حضرت سلیمانؑ نے اپنے ملک شام مین اٹھا منگوایا، ہم کو اس سے اختلاف ہے، ہماری راے یہ ہے کہ ملکہ سبا نے تحفہ کے طور پر حضرت سلیمانؑ کے لیے اپنے ملک کی صنعت کاری کی ایک چیز تیار کرائی تھی، اور چونکہ یہ تحفہ تھا ضرور ہے کہ ملکہ اپنے ساتھ شام لائی ہوگی، تحفہ کا ثبوت اس ملتا ہے کہ قرآن نے سبا کی پہلی سفارت مین تحفہ کا ذکر کیا اور نسلیم مین بھی سبا کے تحائف کا ذکر ہے،

قرآن مجید مین مذکور ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے ایک درباری نے جو کتاب سے واقف تھا، عرض کی کہ مین نگاہ پلٹنے سے پہلے، ملکہ کا تخت اٹھا لاتا ہون، نگاہ پلٹنے سے پہلے تخت اٹھا لانے سے مقصود جیسا کہ ہماری زبان مین سرعت اور جلدی سمجھا جا سکتا ہے اسی طرح عربی زبان مین بھی قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ سے یہی سمجھنا چاہیے، بعض تابعین اور مفسرین کہا ہے کہ اس لفظ کے یہی معنی لیے ہین اور یہ کہنا تو درحقیقت محاوراتِ زبان سے نادانی کا ثبوت ہے کہ واقعاً نگاہ کے پلٹنے کے ساتھ کام کا ہو جانا مقصود ہے،

۴۔ اس قصہ کے متعلق چوتھی بحث یہ ہے کہ قرآن مجید کے ان الفاظ مین کہ وہ تخت جس کے

پاس کتاب کا علم تھا بولا کہ مین تخت کو نگاہ پلٹنے سے پہلے لا دون گا، کتاب کے علم (عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ) سے کیا مقصود ہے؟ عام مفسرین توراۃ مراد لیتے ہین یا اسم اعظم، لیکن ظاہر ہے کہ توراۃ کے علم سے تخت کا جلد اور بسرعت لے آنا کیا مناسبت رکھتا ہے؟ اسم اعظم کا یہودی تخیل کہ وہ جادو منتر کی طرح کوئی سریع التاثیر مخفی لفظ ہے جسکے تکلم کیساتھ ہر کام ہو جائے، اسلام مین نہین، البتہ بعض اسماے الٰہیہ کیساتھ دعاے مستجاب سے انکار نہین مگر اس کے لئے تو خود پیغمبر وقت سب سے زیادہ موزون ہونا چاہئے،

ایک مدعی علم کلام جدید نے "کتاب" سے رجسٹر اور دفتر مراد لیا ہے، یعنی بعض درباری جو حضرت سلیمانؑ کے سرکاری دفتر اور رجسٹر سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ یہ تخت کہان رکھا ہے انھون نے کہا کہ مین ابھی اٹھا لاتا ہون، لیکن اس عہد مین انیسوین صدی کی طرح باقاعدہ دفتر اور رجسٹر کا دعوی ایک مضحکہ خیز امر ہے، میری راے یہ ہے کہ کتاب سے خط مراد ہے، لفظ کتاب اسی قصہ مین اس سے پہلے دوبار اسی معنی مین قرآن مجید مین آچکا ہے،

اِذْهَبْ بِكِتَابِيْ هٰذَا، (نمل ۲۰) میری یہ کتاب (خط) لے جا،

اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيْمٌ، میرے پاس ایک کتاب (خط) آئی ہے،

اس کے علاوہ لفظ کتاب کا بمعنی خط، عربی مین عام طور سے استعمال ہے، بلکہ فصحا اس کے سوا خط کے لئے کوئی دوسرا لفظ استعمال نہین کرتے، میری تاویل کے مطابق آیت کا مقصود یہ ہے کہ درباریون مین سے ملکۂ سبا کے مضمونِ خط کا جس کو علم تھا کہ وہ بطور تحفہ اپنے ساتھ ایک تخت لائی ہے، اُس نے کہا مین ابھی لاتا ہون.

۵- قرآن مجید مین ہے کہ ملکہ حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پر اسلام لائی، اور پیغمبرانہ جاہ و جلال دیکھکر بے اختیار پکار اٹھی، اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ. لیکن بظاہر تبسم سے اس کی تائید نہین ہوتی

Marfat.com

لیکن نبیم مین ملکہ کے یہ فقرے" خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہے، اور جس نے تجھ کو اسرائیل کے تخت پر بیٹھایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو ابد تک پیار کرتا ہے اور تجھ کو بادشاہ بنایا کہ عدل و انصاف کرے" کیا اُس کے ایمانِ قلب کو نہین ظاہر کرتے؟ مسیحی احباب تو قرآن کی تائید پر مجبور ہین، کیونکہ انجیل کا یہ درس اُنکو یاد ہوگا،

جنوب کی ملکہ قیصلہ کے دن اس نسل کے ساتھ کھڑی ہوگی، اور ملامت کریگی کہ وہ زمین کے انتہائی حصہ سے سلیمان کی حکمت سننے آئی، اور دیکھو کہ یہان سلیمان سے بڑا ہے، (یعنی مسیح) متی ۱۲-۲ ۴۔

سبا کا مذہب، قرآن مجید نے بتایا ہے سبا کا مذہب آفتاب پرستی تھا،

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (نمل)

مین نے سبا کی ملکہ اور اُس کی قوم کو خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے پایا،

نبیم اس ذکر سے خاموش ہی، لیکن ترگوم سے تصدیق ہوتی ہے، ترگوم کا فقرہ یہ ہے" جب کہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جارہی تھی" یونانی مورخ تھیو فراسٹینس (۳۱۲ ق م) جو اسلام سے تقریباً ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، بخور ات کے ذکر مین لکھتا ہے" یہ ملک سبا سے متعلق ہے، جو بخورات کی ملکیت کی بڑی حفاظت کرتے ہین، ان بخورات کا ڈھیر آفتاب کے ہیکل مین جو اس قوم مین نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے، لایا جاتا ہے[۲]

روایات عرب سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے، بانی قبیلۂ سبا کا لقب عبد شمس" مشہور ہے جس کے معنی پرستار آفتاب کے ہین، اکتشافاتِ اثریہ نے اس مسئلہ کو اظہر من الشمس بنا دیا ہے جس کی

---

[۱] جوئش انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۱ ص ۲۳۶ [۲] ہیرن کی ہسٹاریکل ریسرچز جلد ۱ صفحہ ۳۵۱

[۳] ملوک الارض حمزہ اصفہانی صفحہ ۷۰ کلکتہ

Marfat.com

تفصیل" ادیان" مین آئے گی، مجمل یہ ہے کہ سبا کے متعدد دیوتاؤن مین سے ایک "شمس" بھی تھا، جس کی تمام جنوبِ عرب مین پرستش کی جاتی تھی[1]. مسلمانون نے ابتدائی صدیون مین (۲ یا ۳) یمن کی ایک عمارت کا کتبہ پڑھا تھا جو حمیری (حمیری) زبان مین تھا، اس مین یہ عبارت منقوش تھی: "بسم اللہ ھذا ما بناہ شمر یرعش لیسدۃ الشمس" شمر یرعش نے سورج دیبی کے لئے یہ بنایا،[2]

سبا کا تفرق و انتشار

ہم نے اوپر کہین بتایا ہے کہ سبا کے مقبوضات تین حصون مین منقسم تھے، حبش، یمن اور شمالی عرب، ۱۱۵ھ ق م مین یہ شیرازے بکھر گئے، حبش پر اکسومی خاندان (اصحاب الفیل) قبضہ کر بیٹھا، شمالی عرب مین اسماعیلی عربون نے جزذج کیا، یمن مین حمیر نے ظہور کیا، اور بقیہ قبائل تمام ملک مین تتر بتر ہو گئے،

لیکن سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ اس پراگندگی، تفرق و انتشار کا کیا سبب ہوا؟ روایات نامعتبرہ، حکایاتِ تفسیر اور افسانہائے عرب کا منشا یہ ہے کہ سیلِ عرم کے خوف سے جس کی خبر کاہنون کے ذریعہ سے پہلے مل چکی تھی، قبائل، یمن سے نکل کر دیگر اقطاعِ ملک مین چلے گئے لیکن اولاً تو کاہنون کی پیشین گوئی ایک لغو امر ہے، ثانیاً سیل تو صرف شہر مارب مین آنے والا تھا، تمام یمن مین نہ آنے والا تھا اور نہ آیا، اس لئے یہ سبب تو ترک مارب کا ہو سکتا ہے ترکِ یمن کا نہین،

اصل یہ ہے کہ سبا کی دولت و ثروت کا اساس صرف تجارت تھی، یمن ایک طرف سواحلِ ہندوستان کے مقابل واقع ہے، اور دوسری طرف سواحلِ افریقہ کے، سونا، بیش قیمت پتھر، مسالہ، خوشبوئین، ہاتھی دانت، یہ چیزین حبش اور ہندوستان سے ٹھیک

---

[1] سائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱ صفحہ ۹۷۳، [2] ملوک الارض حمزہ

Marfat.com

یمن مین اکر آتی تھین، یمن سے سبا ونٹون پر لاد کر بحر احمر کے کنارے خشکی خشکی حجاز سے گذر کر شام و مصر لاتے تھے. قرآن مجید نے اسی راستہ کو "امام مبین" (کھلا راستہ) اور اسی سفر کا نام "رحلۃ الشتاء والصیف" رکھا ہے، جس کو قریش نے جاری کیا تھا، ان تجارتی کاروانون کی آمد و رفت کے سبب سے یمن سے شام تک آبادیون کی ایک قطار قائم تھی، جہان بیخوف و خطر سفر ہو سکتا تھا، چوتھی صدی ق م کے اواخر مین یونانیون نے اور پہلی صدی ق م مین رومیون نے علی الاتصال شام و مصر پر قبضہ کیا. یہ عربون کے بار بار حملون سے خوف زدہ رہتے تھے. عرب اس تجارت کو صرف اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے، اس لئے غیر قومون کی اپنے ملک سے گذرنے نہین دیتے تھے، انباط اور حمیر کے واقعات پڑھو کہ اس کے لئے کیا کیا خونریزیان ہوئین، اور یونانی و رومی ان دشوار گذار پہاڑون اور ریگستانون کو بہ آسانی طے بھی نہین کر سکتے تھے، لاجرم انھون نے ہندوستان و افریقہ کی تجارت کو بری راستہ سے بحری راستہ کی طرف منتقل کر دیا، اور تمام مال کشتیون کے ذریعہ بحر احمر کی راہ مصر و شام کے سواحل پر اترنے لگا. اس طریق سفر نے یمن سے شام تک خاک اڑا دی، اور سبا کی تمام نوآبادیان بے نشان ہو کر رہ گئین،

دیکھو! مفسرین کے علی الرغم قرآن مجید ان واقعات کی کیونکر حرف حرف تصدیق کرتا ہے،

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ	بے شبہہ سبا کے لیے خود اپنے گھر مین نشانیان تھین، اور
جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ، كُلُوا مِنْ	باغون (کا سلسلہ) داہنے بائین اپنے پروردگار کی روزی
رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ	کھاؤ، اور اس کا شکر کرو، ستھرا شہر ہے، اور معاف کرنے
طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ، فَأَعْرَضُوا	والا مالک، انھون نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر بند
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ	(توڑ کر) سیلاب بھیجا، اور ان کے دونون باغون کے

Marfat.com

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ
وَاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ
جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا، وَهَلْ نُجٰزِيْٓ
اِلَّا الْكَفُوْرَ، وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ
الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً
وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ، سِيْرُوْا
فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ، فَقَالُوْا
رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ
كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ،

یکائے بدمزہ پھلون اور پیلو، اور کچھ بیری کے جھاڑ
پیدا کر دیئے، یہ اُن کی ناشکر گذاری کی جزا تھی اور
ہم تو صرف ناشکر گذارون ہی کو یہ جزا دیتے ہین،
اور ہم نے اُن کے (ملک) اور برکت والی آبادیون،
(شام) کے درمیان بہت سی کھلی آبادیان قائم کردی
تھین، اور ان مین سفر کی منزلین مقرر کی تھین، چلو
ان آبادیون کی منزلون مین دن رات، بے خوف
وخطر، انھون نے کہا کہ خدا نے ہمارا سفر لمبا بنادیا
خدا ہمارے سفر کو دور کردے) انھون نے خود اپنی جان
پر آپ ظلم کیا تو ہم نے ان کو کہانی بنادیا، اور پارہ پارہ
کردیا، حقیقۃً اس مین عبرت کی نشانیان ہین،
شکر گذار اور صابر بندون کے لیے،

(سبا - ۲ -)

دیکھو! ان آیتون مین وہابیون کا ایک تو سیلابِ عرم کا ذکر ہے، جو مسکنِ سبا یعنی شہر مارب مین خدا نے بھیجا، اس سیلاب کے اثر سے تم کہتے ہو تمام قوم متزلزل ہوگئی، لیکن خدا کہتا ہے کہ سیلاب بھیج کر بند توڑ دیا جس سے صرف اُن کے باغ ویران ہوگئے دوسری بات یہ ہے کہ تجارت کی جو براہ اُن آبادیان اور راہین قائم تھین، وہ اجڑ گئین، تم کہتے ہو کہ اس کا کوئی اثر نہ ہوا لیکن خدا فرماتا ہے، کہ یہی وہ عذاب تھا جس سے وہ مٹ کر قصہ کہانی بن گئے اور ان کی قومیت کا شیرازہ پارہ پارہ ہوگیا۔

قرآن کی صداقت پر ایک قرآن کا منکر (مولر) شہادت دیتا ہے کہ سبا کی بربادی سیلاب

Marfat.com

نہین ہوئی جیسا کہ روایت عرب کا بیان ہے، بلکہ تجارتی راہون کے بدلنے سے ہوئی ہے۔
جس طرح کہ قرآن نے بوضاحت تمام بیان کیا ہے[1]،

یونکہلان کیا قحطانی ہین؟ عام علماے انساب، سبا کے دو بیٹے قرار دیتے ہین، حمیر اور کہلان، حمیر کو تمامتر یمن کا مالک قرار دیتے ہین، اور کہلان کو اطراف وحدود کی پاسبانی سپرد کرتے ہین، یونکہلان کا سالار خاندان خواب دیکھتا ہے، یا کسی کاہن سے اس کو معلوم ہوتا ہے کہ سدِ مارب ٹوٹے گا، اور سبا برباد ہون گے۔ اس بنا پر وہ یمن چھوڑکر حجاز، نجد، بحرین، عمان یمامہ، مدینہ، عراق اور شام مین نکل جاتے ہین، ان مین سے مشہور شاخون کی جو متفرق صوبون مین جاکر آباد ہو گئے حسب ذیل تفصیل ہے،

یمن	ہمدان، اشعر
نجد	کندہ، تضاعہ
حجاز	خزاعہ (مکہ) اوس اور خزرج (مدینہ)
عمان	ازد،
شام	عاملہ، غسان،
عراق	لخم، جذام

لیکن ہمارے نزدیک ہمدان واشعر اور بعض دیگر قبائل کا قحطانی الاصل ہونا مشکوک ہے، تضاعہ، خزاعہ اور لخم کو تو عموماً محققینِ انساب نے اسماعیلی وعدنانی کہا ہے، خزاعہ (اسلم) کو حدیث صحیح مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسمٰعیل کہا[2]، اوس وخزرج کا اسمٰعیلی النسب ہونا بھی بخاری کی روایت سے ثابت ہے[3]، اور خود اوس وخزرج کو بھی اس کا دعویٰ تھا، کندہ کے شاعر

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ مضمون سبا، [2] صحیح بخاری باب المناقب [3] باب واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا

خود اپنے کو معد (بنی اسمٰعیل) کہتے ہین، غسّان کا بھی اسماعیلی ہونا شعرائے عرب کے کلام سے ثابت ہے، اصل یہ ہے کہ عام علمائے انساب کو صرف تین سلسلے معلوم تھے، عرب بائدہ، قحطانی یا اور اسماعیلی نبی ارہ (عدنان) اس بنا پر جب کسی قبیلہ کی نسبت یہ ثابت ہو جاتا تھا کہ وہ بائدہ اور عدنانی نہین ہے، تو لامحالہ اس کو قحطانی فرض کر لیتے تھے، حالانکہ توراۃ اور تاریخ کے رو سے عرب مین اور بہت سلسلے ثابت ہین،

قحطانی اور اسماعیلی خاندانون مین تمیز کرنا نہایت آسان ہے، جنوبی عرب عموماً بنو قحطان کا مسکن ہے، اور شمالی بنو اسماعیل کا، بنو قحطان کی زبان سبائی و حمیری ہے، بنو اسماعیل کی عدنانی اور نابتی، اوّل کا خط تحریر مسند ہے، اور ثانی کا نابتی، دونون کے نام کا طریقہ، مذہبی تخیل، اور دیوتا کے نام بالکل مختلف ہین،

اس نکتہ کے سمجھنے کے بعد یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ بعض علمائے انساب و حدیث خود قحطان کو اسماعیلی کیون کہتے ہین؟ امام بخاری کا میلانِ طبع بھی ادھر ہی نظر آتا ہے، چنانچہ صحیح مین انھون نے "باب قصۃ الیمن الی بنی اسماعیل" ایک مستقل باب باندھا ہے، علمائے انساب مین زبیر بن بکار کی، اور ابن اسحاق کی بھی یہی روایت ہے، علامہ ابن حجر بھی فتح الباری مین اسی پہلو کو راجح قرار دیتے ہین[1] اس مبالغہ مین اصل حقیقت صرف یہ ہے کہ بعض قحطانی شاخین اسماعیلی ہین، اور یمن مین سکونت کے باعث یا کسی اور سبب سے ان کو قحطانی فرض کر لیا گیا ہے[2]

[1] فتح الباری جلد ۶ ص ۵۱۰ و ۵۱۱ جامع ترمذی تفسیر سورۂ سبا، ترمذی مین ایک مرفوع حدیث ہے کہ نوفل، غسّان، عاملہ، ازد، اشعر، حمیر، کندہ مذحج اور انمار، سبا کے خاندان سے ہین، یہ حدیث غریب و حسن ہے،

Marfat.com

حمیر یا

سبا کا طبقۂ ثالثہ و رابعہ

(۱۱۵ ق م - ۶۲۵)

قوم تبع و اصحاب الاخدود

ملک یمن کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہ مغربی و مشرقی دو حصّون پر منقسم ہے، قطعۂ مشرقی جو اندرونی ملک سے ملحق ہے، مملکتِ سبا ہے، قطعۂ مغربی جو ایک طرف بحرِ عرب اور دوسری طرف بحرِ احمر کو چھوتا ہے حمیر کی مملکت ہی،

اس سے تم نے سمجھا ہوگا کہ بحری تجارتوں نے سبا کو مٹا کر حمیر کو کس حد تک چمکا دیا ہوگا، یہی سبب ہے کہ یمن کی حکومت مشرق سے منتقل ہو کر مغرب کو چلی آئی، اور حمیر جو مغربی قبیلہ تھا، اس نے قوتِ مزید حاصل کر لی، نا چار مشرقی قبائل رزق و معاش کی تلاش میں کچھ مغرب کو اُٹھ آئے، کچھ یمامہ بحرین حجاز، عراق اور شام کو چلے گئے، یہ بھی سمجھ لو کہ حمیر سبا سے کوئی الگ شے نہیں ہے، صرف خاندان اور موقعِ حکومت کا فرق ہے، زبان، مذہب اور طریق تمدّن تمام چیزیں ایک ہیں، اسی لیے خود حمیر کے کتبات میں بھی بجائے حمیر کے سبا ہی مذکور ہے، البتہ مورخینِ یونان نے سنہ ۲۰ ق م میں اور اہلِ حبشہ نے چوتھی صدی عیسوی میں اپنے کتبہ میں ان کو حمیر کہا ہے،

لفظ حمیر علمائے انساب کہتے ہیں کہ حمیر سبا کے جانشین فرزند کا نام تھا، اور اس لیے سبا کی تمام

تاریخ مین وہ بجاے سبا کے ہر جگہ حمیر بولتے ہین، لیکن اب تک جو کتبات ملے ہین، اور جن مین سے اکثر کی بعینہ عبارتین میری نظر سے گذری ہین، ان مین لفظ حمیر کہین نظر نہین آیا، خود حمیر کے سلاطین اپنے آپ کو "ملک سبا وذوریدان" لکھتے ہین، ہان اہلِ حبش کے بعض کتبات مین "حمیر اور" ارض حمیر" البتہ کہین کہین ملتا ہے، حمیر عربی اور حبشی مین "حمر" سے مشتق ہوگا، جس کے معنی سُرخ کے ہین، اور محاورہ مین گورے رنگ کو احمر کہتے ہین اس مقابل اسود ہے، عرب "سیاہ وسپید" کی جگہ "اسود الا حمر" بولتے ہین، چونکہ عرب اہلِ حبش کو اسود اور اسودان کہتے ہین، اس کے مقابل مین حبش عربون کو "حمیر" یعنی گورے رنگ کے آدمی کہتے ہون گے، ابرہہ یمن کا حبشی فاتح اپنے ایک کتبہ[1] مین لکھتا ہے کہ "بادشاہ حبشی حمیری فوج لے کر آیا" موجودہ محاورۂ ہند مین اس کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ کالی گوری دونون پلٹنین آئین"

السنۂ سامیہ اور آثار عرب کے ایک مشہور ماہر (ہالوے) نے اپنے سلسلۂ مضامین "مطالعۂ زبان سبا" مین جو فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی[2] مین شائع ہوا ہی، اس موضوع پر ایک نہایت عجیب بحث لکھی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہی کہ بربناے کتبات، شاہان سبا وحمیر کا آئین تحریر یہ تھا کہ وہ کتبات مین عموماً لفظ ملک (شاہ) کے بعد قلعۂ حکومت کا، اس کے بعد اپنے شہر حکومت کا (یا علی العکس) ذکر کرتے تھے، اس بناپر جب ہم کو شاہِ اذینہ حبشی کے کتبہ مین ملک حمیر وریدان وسبا وسلحین لکھا نظر آتا ہے، تو ہم صاف کہدینگے کہ سبا وسلحین مین جو تعلق ہے، یعنی پہلا شہر ہے، اور دوسرا قلعہ یہی تعلق حمیر اور ریدان مین بھی ہے، اس بناپر حمیر قوم کا نام نہین، بلکہ قلعۂ شاہی کا نام تھا، اور رفتہ رفتہ اس نے حکومت کا، اور پھر تمام قوم کا نام اختیار کرلیا،

---

[1] جہان جہان ہم نے اس باب مین کتبات کے حوالے دیتے ہین وہ فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل ۱۸۷۳ء کے مضامین "مطالعۂ زبانِ سبا" سے التقاط ہین [2] دیکھو اصحاب الفیل ۳ مئی و جون ۱۸۷۳ء پیرس،

Marfat.com

لیکن ہم کو متعدد وجوہ سے اس تحقیق سے انکار ہی،

(۱) اس تاریخ کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ سامی قومون مین شخص کے نام پر ملک کے نام رکھنے کا رواج عام تھا، لیکن ملک کے نام پر قوم کا نام کبھی نہین رکھا گیا، اس کی متعدد مثالین اوپر گذر چکی ہین، اور خود یہان بھی دیکھ لو، سبا ایک قوم کا اصل مین نام ہے جس کو ہالوے صاحب بھی اس مضمون مین تسلیم کرتے ہین، بلکہ یہی ثابت کرنا چاہتے ہین، لیکن چونکہ اس قوم کا پایہ تخت شہر مارب تھا، اس بناپر خود شہر مارب کو سبا کہنے لگے جیسا کہ اذینہ کے مذکورۂ بالا کتبہ مین بھی موجود ہے،

(۲) قاعدہ یہ ہے کہ لفظ مذکور اگر کسی مقام کا نام ہوتا ہے تو اُس کے پہلے، لفظ "ذو" (مالک) یا لفظ "حضر" (شہر) یا لفظ "بیت" (قلعہ) آتا ہے، مثلاً خود صاحب ممدوح کے شائع کردہ کتبات مین دیکھو "ذوریدان ذوسلحین" کہ یہ دونون مقامات کے نام ہین" حضرموت و بیت ابین"، یعنی شہر عدن و قلعہ سلحین و شہر مارب، لیکن اس قسم کا استعمال لفظ حمیر کے ساتھ کہین نظر نہین آتا، اذینہ کے جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہے اُس کی عبارت بھی یون ہے "بحوس[1] حمیر ذوریدان وذوسلحین"، دیکھو کہ اس مین بوضاحت تمام مقام اور قوم کے نام مین فرق نظر آتا ہے،

(۳) اب تک کتبات مین جس قدر شہرون اور قلعون کے نام ملے ہین وہ تمام عربی جغرافیون مین مذکور ہین، لیکن حمیر کا بحیثیت قلعہ یا شہر کا کہین ذکر نہین ہی،

مملکت حمیر تمہید مین معلوم ہو چکا ہے کہ حمیر مغربی یمن مین بحر احمر و بحر عرب کے متصل آباد تھے، اس وقت اس خاندان پر "ذو" (امیر) حکومت کرتے تھے، قلعۂ ریدان ان کا مسکن تھا، اور اس بناپر خطاب امارت "ذوریدان" تھا، یہ قلعہ شہر ظفار کے متصل تھا، جو شہر صنعا کے قریب واقع ہے، اور جدید حکومت کا پایۂ تخت تھا، ابو علکم مرانی اسی ریدان کے ذکر مین کہتا ہی:-

[1] بحوس حبشی لفظ ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہین، اسی لفظ کو معرب کرکے عرب یحاشی کہتے تھے،

Marfat.com

وفی ظفار بنت ابا وٴنا غرفاً	فی کوکبان وقصر الملک ریدانا
ہمارے بزرگون نے ظفار مین عمارتین تعمیر کین	نیز کوکبان مین اور "قصر شاہی ریدان" تھا

سبا کی تباہی وتفرق کے بعد حمیر نے مارب تک اپنی حکومت کو وسعت دی، اس وقت اُن کا لقب شاہی "ملک سبا وذریدان" نظر آتا ہے، ایک مدت کے بعد اُن کے القاب مین "شاہ حضرموت" کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے، پھر تمام یمن، نجد اور تہامہ کی بادشاہی، القاب مین نظر آتی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح رفتہ رفتہ اُن کی حکومت کا رقبہ وسیع ہوتا جاتا ہے، آخر ۵۲۵ء مین آخری حمیر بادشاہ ذونواس اکسومی حبشیون سے شکست کھاتا ہے، اور تقریباً ۷۰ برس کے لئے ملک اُن کے ہاتھ مین چلا جاتا ہے، اس کے بعد ایرانی آتے ہین، اور اُن کے چند سال کے بعد تہامہ کی گھاٹیون سے خورشید اسلام یمن مین طلوع ہوتا ہے، اور ایک دن مین تمام یمن اس نور سے منور ہو جاتا ہے،

حمیر کا زمانہ سبا کے خاندان حمیر کا زمانہ کب سے شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟ اس کا جواب فرض وتخمین کی بجائے کسی قدر واقعیت سے دیا جا سکتا ہے، سبا سے حمیر کے پچھلے کتبات مین مہود بن ابہد کے نام سے ایک غیر معلوم تاریخ کے سنین کا استعمال کیا گیا ہے، ۳۸۵ھ، ۵۷۳ھ، ۵۸۲ھ، ۶۴۰ھ، ۶۵۷ھ، ۶۵۸ھ، ۶۶۹ھ مختلف کتبات کے سنین ہین، اُن مین سے ۶۴۰ھ کے کتبہ مین حبش کے حملۂ یمن اور ذونواس کی موت کا ذکر ہے، یہ واقعہ عرب روایات اور رومی بیانات کے مطابق ۵۲۵ء کا ہے، اس بنا پر یہ بالکل بدیہی ہے کہ ۵۲۵ء، ۶۴۰ حمیری کے مطابق ہے اور اس لئے سنہ حمیری کی ابتدا ۱۱۵ھ ق م قرار پائے گی،

یہ تحقیق بالوے کی ہے، لیکن اس مسئلہ مین میری راے ایک اور ہی ہالوے

سلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا جلد ۲۳ ص ۵۵۶

Marfat.com

کی اس تحقیق سے یہ تو البتہ ثابت ہوتا ہے کہ حمیری سنہ کی ابتدا ۱۱۵ سنہ ق م سے ہوئی ہے لیکن یہ نہین ثابت ہوتا کہ حمیری خاندان (یعنی "ملک سبا و ذو ریدان" کی بھی ابتدا اسی سنہ سے شروع ہوتی ہے، کتبات مین ایک کتبہ کی عبارت یہ ہے "الیشرح یحضب ذیئل ہین شاہان سبا و ریدان زندان فرع نہب شاہ سبا" رومی تاریخ مین ایک حملۂ یمن کا ذکر ہے جو ۲۰ سنہ ق م مین الیشرح شاہِ مارب (سبا) پر کیا گیا تھا[1] الیشرح اس عہد مین ذو (چچا اور بھتیجا) کا نام تھا، الیشرح یحضب اور الیشرح یکمل، مین رومی تاریخ کا الیشرح، الیشرح یکمل کو فرض کرتا ہون، کتبۂ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ الیشرح یحضب، سبا، و ریدان کا پہلا بادشاہ تھا، رومی تاریخ سے الیشرح یکمل کا زمانہ ۲۰ سنہ ق م معلوم ہوتا ہے، اس بنا پر حمیری خاندان کی ابتدا پہلی صدی کے اوسط سے پہلے نہین جاتی، مہود بن ابہد جس کے نام کی طرف حمیری سنہ کی نسبت ہے، عجب نہین کہ سبا کے سیاسی انقلاب کے بعد حمیر کا پہلا کاہن ہو، بابل مین یہ قاعدہ تھا کہ سنہ کی ابتدا سلاطین کے بجائے کاہنون سے کی جاتی تھی، یہی اصول سنہ نویسی حمیر مین بھی نظر آتا ہے[2]

بہرحال اگر میری رائے درست ہے، جس کی دوسرے واقعات سے بھی تصدیق ہو چکی ہے تو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ سبائے حمیر کی تاریخ پہلی صدی ق م کے اوسط سے شروع ہوتی ہے، ذو نواس کی موت پر ۵۲۵ء مین ختم ہوتی ہے، اور اس بنا پر حمیر کی کل مدتِ حکومت تقریباً ۵۵۰ برس قرار پائے گی، مورخینِ یونان نے حمیر کا سنہ ۲۰ ق م مین پہلی بار ذکر کیا ہے،

حمیر کے طبقات | حمیری حکومت کے ۵۵۰ برس حمیر کی مسلسل تاریخ نہین ہے، پہلی صدی کے نام سے تیسری صدی کے اواخر تک حمیر کا طبقۂ اوّل، یا سبا کا طبقۂ ثالث فرمانروائی کرتا رہا، دوسرا طبقہ تیسری صدی عیسوی کے اواخر سے شروع ہوتا ہے، اور ابھی چند ہی بادشاہ گذرے

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲۳ ص ۹۵۶ [2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱ صفحہ ۳۷۷

ہین کہ اکسومی حبشی چوتھی صدی کے اوسط مین یمن گھس آتے ہین، چند سال کے بعد حمیران حبشیون کو نکال کر پھر وطنی حکومت کی بنیاد ڈالتے ہین، یہ طبقہ ۵۲۵ء تک جبکہ آخری بار اہل حبش فاتحانہ داخل ہوتے ہین، قائم رہتا ہے،

سبائے حمیر کے ان دونون طبقات مین متعدد فرق و امتیازات ہین، دور اوّل کے سلاطین کا لقب "ملکِ سبا و ذریدان" ہے، دور ثانی مین یہ سلاطین "ملک سبا و ریدان و حضرموت" کا لقب اختیار کرتے ہین، اور پھر جب کوئی نیا قطعۂ ملک فتوحات مین شامل ہوتا ہے، تو لقب شاہی مین اُتنا ہی اور اضافہ ہوجاتا ہے، ان القاب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دور اوّل مین حمیر کا رقبۂ حکومت صرف یمن تک محدود تھا، دور ثانی مین حضرموت تک وسیع ہوجاتا ہے، عرب مؤرخین کے بیان سے بھی اِن طبقات کی تصدیق ہوتی ہے،

واول من ملك اولاد قحطان حمير بن سبا فبقي مليكا حتى مات هرما وتوارث ولده الملك بعده فلم يعدهم الملك حتى مضت قرون وصار الملك الى الحارث وهو تبع الاول فمن ملك من قبل الرئش ملكان ملك بسبا وملك بحضرموت فكان لم يجتمع اليمانيون كلهم عليهم الى ان ملك الرائش فاجتمعوا عليه وتبعوه فسمّي تبعا۔[1]	فرزندانِ قحطان مین سے پہلے، جو پہلے بادشاہ ہوا وہ حمیر ابن سبا ہے، یہ آخر وقت تک بادشاہ رہا، تا آنکہ بڈھا مرگیا، پھر حکومت اس کی نسل مین در اثنۃ جاری رہی کے ہاتھ سے نہین نکلی تا آنکہ چند صدیان گذر گئین، پھر حارث الحمن بادشاہ ہوا، جو پہلا تبع ہے، اس سے پہلے دو بادشاہ ہوتے ایک سبا مین اور ایک حضرموت مین، تمام یمنی ایک اطاعت پر متفق نہین ہوتے تھے، لیکن جب یہ بادشاہ ہوا تو اس کی بادشاہی پر سب متفق ہوگئے اور اس کی کرلی اس لیے اس کا لقب تبع ہوا،

[1] حمزہ اصفہانی ص ۱۰۸ کلکتہ

Marfat.com

ایک اور فرق عظیم ان دونون طبقون مین یہ ہے کہ پہلا طبقہ عموماً ستارہ پرست ہے، ان کے تمام کتبات، ستارون، دیوتاؤن اور ہیکلون کے نامون اور یادگارون سے مملو ہین، دوسرے دور مین سلاطین حمیر بعض عیسائی اور اکثر یہودی المذہب ہین، اس لئے ان کے کتبات مین بجائے دیوتاؤن کے رحمان کا نام نظر آتا ہے،[1]

شاہان حمیر

ابھی جو عبارت حمزہ اصفہانی کی تم نے پڑھی، اس سے سمجھا ہوگا کہ جارث الرائش سے پہلے کے شاہانِ حمیر کی جماعت سبائے حمیر کا طبقۂ اوّل ہے، اور حارث الرائش سے آخر تک طبقۂ ثانیہ ہے، شاہانِ طبقۂ اوّل کے جو نام عربی تاریخون مین مذکور ہین، باہم نہایت مختلط، مختلف اور متعرض ہین، اور حقیقت یہ ہے کہ اذا تعارضا تساقطا کے رو سے اُن مین سے کسی مین بھی صحت کا شائبہ نہین ہے، ان نامون کی تفصیل ہم سبا کے ذکر مین کر چکے ہین، مختلف مورخین کے بیانات ایک بار پڑھ لو، اور دیکھو کہ ان نامون کو طبقۂ ثانیہ مین خود مورخین عرب نے جو نام لکھے ہین، اور جو ایک حد تک صحیح ہین اور جو کتبات مین نام ملے ہین ان دونون سے زبان، جنسیت، مشارکت و یگانگی طریقۂ اسمیت مین کوئی مناسبت ہے؟

مورخینِ عرب کے طبقۂ اوّل حمیر کے نام	مورخین عرب کے طبقۂ دوم حمیر کے نام	کتبات کے سبائی حمیری نام
حمیر	ناشر نعیم	فرع ینہب
الہمیسع	شمر یرعش ابو کرب	الیشرح یحضب
ایمن	ابو مالک	الیشرح یحمل
زہیر	الاقرن	یثیل ہین
عریب	کلیکرب	کرب ایل یوتنعم
الغوث	اسعد ابو کرب	ذمر علی ذرح

[1] برٹانیکا، مضمون سبا و حمزہ اصفہانی فضل حمیر، عبد کلال عیسائی تھا، ذونواس وغیرہ یہودی تھے،

Marfat.com

مورخین عرب کے طبقۂ اوّل حمیر کے نام	مورخین عرب کے طبقہ دوم کے نام	کتبات کے سبائی حمیری نام
وائل	عبید کلال	شمر یہر عش
عبد شمس	مرثد بن عبید	ملک یکرب یومنعم
زہیر الضواء	ولیعہ بن[1] مرثد	ابو کرب اسعد
ذولیقرم		معدی کرب
ذوانس		مرثد اللات
عمرو		ملک اِمر
الملطاط		سہمی کرب
القلیص		تبع کرب
سدد[2]		یفرع بینعم

اس مقابلہ سے تم نے سمجھا ہوگا کہ سبا اور حمیر کے اصلی نام کی صحیح ہیئت کیا ہوتی ہے، اور ان میں کس قسم کے جوڑ بند ہوتے ہیں، یہی سبب ہے کہ اکثر محققینِ تاریخِ عرب نے طبقۂ ثانی سے پہلے کے نام چھوڑ دیئے ہیں، حمزہ اصفہانی جو عربی زبان میں تاریخ قدیم کا بہترین و محقق ترین ماخذ ہے، حارث الرائش سے پہلے کے سلاطین کا مطلق نام نہیں لیتا، کہتا ہے،

واول من ملک من اولاد قحطان	فرزندانِ قحطان میں سے حمیر بن سبا پہلا بادشاہ ہوا اور
حمیر بن سبا فبقی ملکا الی ان	آخر تک بادشاہ رہا، تا آنکہ بڈھا ہو کر مر گیا اس کی نسل میں
هرم او توارث ولده الملک بعده	وراثۃً حکومت قائم رہی، اور یمن کی حکومت اسی نسل

[1] یہ نام حمیر کے محقق ترین ماخذ نشوان بن سعید الحمیری کے قصیدۂ حمیریہ سے ماخوذ ہیں [2] حمزہ اصفہانی فصل حمیر سے کتبات شائع کردہ ہالوے اور فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی بمطابق ۱۸۷۰ء

Marfat.com

فلم یعدھم ملک الیمن حتی مضت	مین باقی رہی، یہان تک کہ چند صدیان گذر گئین،
قرون وصار الملک الی الحارث[1]	اور حارث بادشاہ ہوا،

حارث سے پہلے کی یہی چند مجہول صدیان حمیر کا طبقۂ اوّل ہی،

شاہانِ حمیر اور اُن کے طبقات کی نسبت ہم نے جو کچھ لکھا، اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ حمیر کے طبقۂ ثانیہ مین، اکسومی (سبائی) حبش کی ایک قلیل الزمانہ حکومت کی خلیج بھی حائل ہے، عرب مورخین کو عموماً گو اس کی واقفیت نہین، لیکن شاہانِ حمیر کی کامل فہرست جو وہ پیش کرتے ہین طبقۂ ثانی کے بیچ مین یعنی حارث الرائش اور ناشر نعیم کے درمیان نامون کے رنگ و بو پہچاننے والون کو صاف حبشی یا کم از کم غیر عربی و حمیری رنگ و اثر چند نامون مین نظر آئے گا،

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف ۱- حمیر	نام	۱۰- ذُریقدم	مشکوک نام
۲- الہمیسع	مصنوعی نام	۱۱- ذوالنس	〃
۳- الف- ایمن	صحیح، لیکن نام کا صرف ایک حرف ہے	۱۲- عمرو	〃
۴- زہیر	مصنوعی	۱۳- الملطاط	مصنوعی
۵- عیب	مصنوعی نام	۱۴- التقلیص	〃
۶- الغوث،	〃	۱۵- سدد	〃
۷- وائل	ایک خاندان شاہی کا نبوائل نام ملتا ہے	۱۶- الحارث الرائش	صحیح نام
۸- عبد شمس	صحیح نام	ب- ۱- ابرہۃ ذوالمنار	حبشی نام ابرہۃ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے
۹- زہیر الصوار	مشکوک نام	۲- افریقس بن ابرہہ	غیر عربی نام افریقس کے معنی شاذ افریقی یعنی حبشی ہون،

[1] تاریخ حمزہ اصفہانی ص ۱۰۱ کلکتہ،

Marfat.com

نام	کیفیت	نام	کیفیت
۳- العبد ذوالازعار	مشکوک	۱۰- عمرو بن تبع	مشکوک
۴- ہداد بن شرحبیل	ایک حبشی بادشاہ کا نام	۱۱- عبد کلال	صحیح
۵- بلقیس بنت ہداد	غیر عربی، شاید یونانی،	۱۲- تبع بن حسان	مشکوک
ج-۱- ناشر نعم	صحیح نام	۱۳- مرثد بن عبید	صحیح
۲- شمر یرعش	〃	۱۴- ولیعہ بن مرثد	〃
۳- ابو مالک،	〃	۱۵- ابرہہ بن الصباح	حبشی
۴- الاقرن بن ابی مالک	مشکوک	۱۶- صہبان بن محرث،	مشکوک
۵- ذوحیشان بن الاقرن	〃	۱۷- حسان بن عمرو،	〃
۶- تبع بن الاقرن	〃	۱۸- ذوشناتر	صحیح
۷- کلی کرب بن تبع	صحیح	۱۹- ذونواس	〃
۸- اسعد ابو کرب	〃	۲۰- ذوجدن	〃
۹- حسان بن تبع	مشکوک		

اس طویل فہرست میں قائمۂ "الف" طبقۂ اوّل حمیر کی ہے لیکن تمام نام اس کے صحیح نہیں ہیں، قائمۂ "ب" ایک مختصر حبشی دور کی ہے سب نام بھی غیر صحیح ہیں لیکن حیثیت کے لحاظ سے شائبہ ہے، قائمۂ "ج" طبقۂ دوم حمیر کی ہے، تقرب زمانہ کے سبب اس کے اکثر نام صحیح اور محفوظ ہیں

طبقۂ اوّل کے صحیح نام اور زمانے

شاہانِ حمیر کے صحیح نام وہ ہیں جو اب تک پتھر اور چاندی کے حرفوں میں یمن کے ویرانوں اور سکوں میں لکھے ملے ہیں، اور جن کو بہتوں نے پڑھا ہے، اور ہر شخص جا کر پڑھ سکتا ہے، ہم نے اوپر بتایا، کہ طبقۂ ثانی کے بعض کتبوں پر تاریخیں بھی ہیں جن کا حل ہو چکا ہے، بعض سلاطین کے نام رومیوں کے سیاسی و تجارتی تعلق سے یونانی اور رومی

Marfat.com

تاریخون مین محفوظ ہین، اور قیاصرۂ روم کی معاصرت سے انکی تاریخ معلوم ہے،

اس رومی تعلق سے طبقۂ اوّل حمیرین سے (جس کا لقب شاہی "ملک سبا وذوریدان" ہے) دو بادشاہون کی تاریخ معلوم ہے، کرب ایل (CHARIBAEL) اور الیشرح یعفر (SAROS) کتبہ مین الیشرح یحضب اور الیشرح یحمل، دو چچا بھتیجون کے نام ملتے ہین، رومیون الیشرح ان مین سے جو ہودہ سنہ ق م مین موجود تھا، "کرب ایل شاہ سبا و ریدان" کو بریلیس مؤرخ (سنہ۸۰ء) نے پہلی صدی عیسوی کے اوسط مین ذکر کیا ہے، کتبون مین الیشرح اور کرب ایل اور انکے باپ اور بیٹون کے نام بھی ملے ہین جو ظاہر ہے کہ ترتیب مین اس کے آگے ہون گے، بقیہ نام قیاساً اوپر نیچے ترتیب دیئے گئے ہین، سب سے پہلا نام الیشرح یحضب قرار دیا جاتا ہے کہ کتبہ ذیل کی رو سے "ملک سبا و ریدان" کے لقب سے یہ پہلا شخص نظر آتا ہے،

"الیشرح یحضب و بیٹیل بین شاہان سبا و ریدان، ابن فرع نہیب شاہ سبا"[1]

الیشرح شاہ سبا و ریدان ہے، اس سے پہلے اس کا باپ شاہ سبا ہی، طبقۂ اوّل یعنی شاہان "سبا و ریدان" کے نام حسب ذیل ہین،[2]

۱	الیشرح یحضب، ملک سبا و ذو ریدان، بن فرع نہیب ملک سبا	۵۰-۳۰۰ ق م (فرضاً)
۲	بیٹیل بین، ملک سبا و ذو ریدان فرع نہیب ملک سبا،	ایک خاندان ۳۰-۲۰۰ ق م
۳	الیشرح یحمل ملک سبا و ذو ریدان، بن بیٹیل بین،	۲۰-۶۱ (تقریباً)
۴	ذمر علی بین، ملک سبا و ذو ریدان،	۱-۳۰۰ ۶ (فرضاً)
۵	کرب ایل وتار یہنعم، ملک سبا و ذو ریدان بن ذمر علی،	ایک خاندان ۳۰۰-۷۰۰ (تقریباً)

[1] الوے فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۴ء مضمون مطالعۂ زبانِ حمیر ۱۲ [2] یہ فہرست ہوارتہ کی تاریخ فصل سوم اور کتبات شائع کردہ موسیو ہالوے و فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۴ء سے ماخوذ و ملتقط ہے،

Marfat.com

۶	ہلک اِمر، ملک سبا وذوریدان، بن کرب ایل،		۶۸۰-۶۰ (فرضاً)	
۷	ذمر علی، خدح، ملک سبا وذوریدان، بن کرب ایل،		۶۸۰-۶۰ (فرضاً)	
۸	یفرع نعیم، ملک سبا وذوریدان		۶۱۲۰-۱۰۰	〃
۹	ہوفعشت اشوع، ملک سبا وذوریدان، ابن فرع نعیم	مکتبہ میں ایکساتھ ان کا نام ہے	ایک خاندان ۱۲۰-۱۴۰ ؁	〃
۱۰	یشدوائین، فرزندان ہوفعشت،		۱۴۰-۶۱۶۰	〃
۱۱	وہب ایل بجز، ملک سبا وذوریدان،		۱۴۰-۶۱۹۰	〃
۱۲	یعزنوفان یہصدق، ملک سبا وذوریدان،	متفرق نام	۱۹۰-۶۲۲۰	〃
۱۳	یاسرہیصدق، ملک سبا وذوریدان،		۱۲۰-۲۴۰	〃
۴	ذمر علی یہبر، ملک سبا وذوریدان،		۱۴۰-۲۷۰	〃
۵	یاسریونعیم، ملک سبا وذوریدان،		۱۷۰-۶۸۰ (تقریباً)	

طبقۂ اوّل کے حالات سیاسی

اس عہد میں یمن کو دو ہمسایہ حکومتوں سے تعلقات تھے، اکسومی حبش جو سبائی الاصل تھے، اور جو مقابل کے ساحل افریقہ پر آباد تھے، اور رومی جو مصر و شام پر حکومت کرتے تھے، اور بحری راستہ سے ہندوستان کا مال تجارت لیکر سواحلِ یمن پر گذرتے تھے اور خود اہلِ یمن سے بھی تجارتی تعلق رکھتے تھے،

رومیوں میں بھی یہودیوں کی طرح سبا کی دولت و ثروت کی اس قدر شہرت ہوگئی تھی کہ رومن لٹریچر میں سبا کی دولت ضرب المثل بنگئی، شعرا، اُن کی دولت کی تمثیل دیتے تھے، رفتہ رفتہ طمع و حرص نے کام و دہن میں لذت اور دست و پا میں حرکت پیدا کی، سنہ ۲ ق م میں ایلیس گالوس (Aelius Gallus) نے جو رومیوں کی طرف سے مصر کا گورنر تھا، قیصر اغسطس (Augustus) کے حکم سے یمن پر حملہ کی تیاری کی، انباط جو شمالی عرب میں اُن کے زیر اثر تھے

Marfat.com

اعانت کے لیے آمادہ کیے گئے، اور بظاہر وہ بھی آمادہ نظر آئے، شاہ انباط کا وزیر سلوس یا ثالث عرب کے بے نشان کوہ و بیابان مین رہبر بنا، آخر صحرا و کوہستانِ حجاز طے کرکے یمن مین داخل ہوا، الیشرح جو اس وقت یمان کا بادشاہ تھا حملہ کی تاب نہ لاسکا، اور قلعہ بند ہوگیا، رومی کئی روز تک محاصرہ کئے پڑے رہے لیکن پانی کی کمیابی سے خود حملہ آور فوج کے پاؤن اکھڑ گئے، اور نجران و حجاز ہوکر، ۶ دن کے بعد بحالِ تباہ و زار مصر واپس آئی،

یورپین اس مختصر اور عاجلانہ مہم کو بہت جی لگاکر بیان کرتے ہین، کوئی فوج کے راستہ کا نشان بتاتا ہے، کوئی محرف نامون کی تصحیح کرتا ہے، کوئی اس کا جغرافیہ تیار کرتا ہے، کوئی اس مہم کی ناکامیابی کا سبب انباط کی خیانت ٹھہراتا ہے، کوئی راستہ کی دشوار گذاری کا عذر تراشتا ہے، ڈاکٹر اسپرنگر اور ریورنڈ فارسٹر[1] اس کہانی کے مشہور قصہ گو ہین، بہرحال رومیون کی اس ناکامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر انھون نے ادھر آنکھ اٹھاکر بھی نہین دیکھا،

اکسومی حبش اس بنا پر کہ حمیر تمام تر سبا پر قابض ہوگئے ان سے جلتے تھے، حبشی کتبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی سے انھون نے یمن پر حملہ شروع کیا، اور یہ حملہ مسلسل قائم رہا، کبھی فاتح ہوکر بڑھے، اور کبھی مفتوح ہوکر پیچھے ہٹے، آخر حضرموت اور دیگر ساحلی مقامات پر موقع کی فرصت پاکر جم گئے، شمر یہرعش نے (جس کو عرب حارث الرائش اور شمر یرعش دو شخص سمجھتے ہین) ان سے جنگ کی ہوگی، اور ان سے یہ مقامات چھینے ہون گے، کیونکہ وہ یمن اور حضرموت دونون کا پہلا بادشاہ ہوا، اور اپنا لقب اس لیے اس نے تبع اختیار کیا جس کے معنی حبشی زبان مین سلطان کے ہین، اور شاید اسی لیے قومی ہیرو کے لحاظ سے عرب اس کو زیادہ وقعت دیتے ہین، شمر یرعش کے بعد ایک مدت تک پتہ کی کڑی نہین ملتی جس سے قیاس ہوتا ہے کہ نالائق جانشین ہوتے گئے، اسی بنا پر اکسومیون نے پھر دوبارہ حملہ کیا اور حمیر کو شکست دی، تقریباً ۳۴۰ء سے

[1] فارسٹر مصنف آلیس گالوس کی عرب پر مہم جلد ۲،

Marfat.com

۳۷۸ء تک یہ مدعی فرمانروائی رہے[1]، گو وطنی رؤسا بھی اپنی جگہ پر ماتحت کی حیثیت سے قائم رہے
۳۷۸ء مین ملک یکرب یسان کو نکال کر یمن و حضرموت پر دوبارہ حقیقی حکومت قائم کی، یہ حکومت
۵۲۵ء تک باقی رہی، ۵۲۵ء مین اکسومیون نے دوبارہ حملہ کرکے ان کو برباد کردیا،
۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک جو اکسومی خاندان قائم کیا گیا ہے، اس کی صحت کی متعدد دلیلین
ہین، اولاً یہ کہ اکسوم کے کتبہ مین اس کا بہ تفصیل ذکر کیا گیا ہے، شاہ اذینہ اور اس کے جانشین جو
۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک اکسوم مین بادشاہ تھے، اپنے کو "ملک اکسوم و حمیر و ریدان و سبا و زیلع" کہتے ہین، حمیری کتبات مین اس عہد کے نام بلقب شاہی نہین ملتے، عربی تاریخون مین
اس عہد کے سلاطین حمیر کے جو نام ملتے ہین ثمر یرعش اور ملک یکرب مذکور ہین، وہ حبشی التلفظ ہین
خود عرب مورخین بیان کرتے ہین کہ ثمر یرعش کے بعد اس بنا پر حمیر طبقہ دوم، یعنی "ملوکِ سبا و ریدان
حضرموت" کی ترتیب یہ ہے کہ اولاً دو حمیری بادشاہ ہین، پھر چند حبشی ہین، ان کے بعد پھر سلسلہ
حمیری ہے،

طبقۂ ثانیہ یا تابعہ	طبقۂ ثانیہ یعنی وہ سلاطین جن کا لقب "ملک سبا و ریدان و حضرموت" ہے

عرب ان کو تبع کہتے ہین اور اسی کی جمع تبابعہ ہے،

لفظ تبع	لفظ تبع لغو مین عرب کے نزدیک تبع یا تبعیت سے مشتق ہے،

فملك الملك الى الحلم ثالث الرائش	حمیر کے بعد یمن کی حکومت ثالث الرائش
وهو تبع الاول فمن ملك	(ثمر یرعش) کو ملی، یہی پہلا تبع ہے، اس سے
اليمن قبل الرائش، ملكان	پہلے دو بادشاہ یمن مین ہوتے تھے،
ملك بسبا وملك بحضرموت	ایک سبا مین اور دوسرا حضرموت مین،

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مضمون "سبا" و "ایتھوپیا" و "اکسوم"۔

Marfat.com

فکان لا یجتمع الیمانیون علیهم الی ان ملک الرائش فاجتمعوا علیه و تبعوه نسمی تبعا، (حمزہ ص ۱۰۸)

تمام یمنی ایک بادشاہ پر متفق نہ تھے جب رائش بادشاہ ہوا تو سب اُسکی بادشاہی پر متفق ہو گئے، اور اس کی بیعت اختیار کی، اس لئے اس کا لقب تبع ہوا،

ممکن ہے کہ تبع عربی لفظ بمعنی "متبوع" ہو یعنی "جس کی لوگ پیروی اور اطاعت کریں" لیکن بہ تحقیق حدیدیہ حبشی لفظ ہے، حبشی مین اس کے معنی قادر، جبار اور صاحب قوت کے ہین، حکومت اسلام مین ٹھیک اسی معنی مین لفظ سلطان "(قوت و غلبہ) رواج پایا ہے، اس لفظ کے غیر عربی ہونے کی تائید علاوہ اس کے کہ حبشی زبان مین یہ لفظ موجود ہے، یہ ہے کہ عربی زبان مین اس وزن پر کوئی لفظ واحد اور بمعنی مفعول نہین آیا، "رکع" و "سجد" وغیر الفاظ ہین تو جمع ہین، مبالغہ کا یہ وزن ہے تو وہ معنی مفعول نہین پیدا کرتا، اور سب سے آخر اس کے غیر عربی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عجمی ناموں کی طرح اس پر الف لام نہین آتا، اگر یہ عربی صفت کا صیغہ ہوتا تو مانع الف ولام کیا ہے، لیکن یہ کہنا بھی صحیح نہین کہ یہ صرف حبشی لفظ ہے، کتبات مین ملوک معین و سبا کے عہد مین یعنی کم از کم ہزار سال قبل مسیح مین لفظ تبع نظر آتا ہے، ایک بادشاہ معین کا نام "تبع کرب بن تبع ایل" مذکور ہے، ایک سبائی کتبہ مین "تبع شرحبیل ملک سبا" منقوش دیکھا ہے، دوسرے کتبہ مین "تبع کرب" بلا لقب شاہی نظر سے گذرا ہے[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی معنی مین یہ لفظ اصالۃً سبائی و حمیری ہے،

قرآن اور تبع قرآن مجید نے قوم تبع کا دو بار ذکر کیا ہے، دونون بار قوت و زور اور حیرت عظمت کی طرف اس سے اشارہ کیا ہے، پہلی آیت مین صرف جبار قومون مین اس کا بھی نام ہے، دوسری

[1] یہ تینون مضمون عرب عاربہ کے شائع کردہ کتبات مین جنکا حوالہ پہلے گذر چکا ہے،

Marfat.com

آیت مین قریش کی طرف روے خطاب ہو کہ ان کو اپنی کس قوت پر ناز ہے؟ تبع اور ان سے پہلے کی قومین کیا ان سے زیادہ توانا، اور زور مند نہ تھین، ان کا کیا انجام ہوا؟

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ وَّأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ (ق-۱)

اس سے پہلے نوح کی قوم، اہل رس ثمود عاد فرعون برادران لوط، اہل ایکہ اور تبع کی قوم نے جھٹلایا،

(۲) أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ، وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ، إِنَّهُمْ كَانُوا

یہ قریش بہتر ہین یا تبع کی قوم اور جو قومین ان سے پہلے گذریں ہم نے ان کو برباد کیا کہ وہ مجرم تھے،

ان آیات کے موقع استعمال سے واضح ہوتا ہے کہ تبع کے معنی متبوع سے زیادہ بلیغ و قادر و توانا کے ہین، تبابعہ کے تاریخی و مذہبی اور دیگر حالات سے حسب ذیل فصول مین بحث کی جاتی ہے،

تبابعہ کی تعداد عام مورخین اور ان کی تبعیت مین عام مفسرین لکھتے ہین کہ صرف تین تبع گذرے ہین، تبع اکبر، تبع اوسط، اور تبع اصغر، تبع اکبر کا نام الحارث الرائش ہی، تبع اوسط اسعد ابوکرب کا لقب تھا، اور تبع اصغر، تبع بن حسان تھا، اس کے مقابلہ مین خود حمیری مصنفین کی روایت ہے کہ تاریخ یمن مین ستر تبع گذرے ہین، شارح قصیدۂ حمیریہ اور نشوان بن سعید الحمیری مصنف شمس العلوم نے روایت کے علاوہ اشعار سے اس کی تائید پیش کی ہے[1] لیکن اس سے مقصد شام عام سلاطین یمن ہون گے، کیونکہ لفظ تبع جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہے معین سبا اور حمیر، ہر نظر آتا ہے، ورنہ تنہا اس طبقہ مین تو یہ تعداد کھپنی مشکل ہے، جن عام مورخین نے صرف تین تبع کا ذکر کیا ہے شاید انھون نے صرف مشہور ترین تبابعہ کے نام پر کفایت کی ہو،

[1] دیکھو شمس العلوم مین لفظ تبع اور شرح قصیدۂ حمیریہ، کتبخانۂ بانکی پور،

Marfat.com

تبابعہ کے نام اور زمانے تبابعہ جو ملوکِ سبا و ریدان و حضرموت ہیں، عرب ان کے نام سے دیگر تمام گذشتہ خاندانوں سے زیادہ واقف ہیں، اور صحت کیساتھ ان کے نام اور ان کی باہمی ترتیب بیان کرتے ہیں، اور پھر خوش قسمتی سے کتبات ہیں ان میں سے اکثر اشخاص کے نامون کیساتھ سنہ حمیری منقوش ہے اس کی اعانت سے غیر معلوم تاریخ کا استنباط بھی بقرائن آسان ہے،

مورخین عرب کے مطابق نام	مدت حکومت	کتبات کے مطابق نام	مدت حکومت
یاسر ینعم بن شرحبیل	۸۵ برس	یاسر ینعم	۶۲۷-۶۲۰ ع
شمر یرعش	۴۳	شمر یرعش	۶۲۸۰-۶۳۱۵ ع
ابومالک	۵۵	ابومالک ؟	۶۳۱۵-۶۳۴۰ ع
الاقرن بن ابی مالک	۵۳	×	۶۳۴۰-۶۳۵۵ ع
ذوجبشان بن الاقرن	۷۰	×	۶۵۵-۶۳۷۴ ع
کلیکرب	۳۵	ملک یکرب یہمین	۶۳۷۵-۶۳۷۸ ع
عمرو بن کلیکرب	۶۳	ذارائد یزین ملک یکرب	۶۳۷۸-۴۰۰ ع
اسعد ابوکرب بن کلیکرب	۴۰	ابوکرب اسعد بن ملک یکرب	۴۰۰-۴۶۵ ع
حسان بن تبع	×	شرحبیل یعفر بن ابوکرب	۴۴۵-۴۶۵ ع
عبدکلال بن شتوب	۴۷	عبد کلیل	۴۵۵-۴۵۵ ع
×	×	شرحبیل نیوف	۴۸۰-۴۹۰ ع
مرثد بن عبدکلال	۴۱	مرثد ولات نیوف	۴۸۰-۴۹۰ ع
×	×	معدیکرب یہمم	×
ولیعہ بن مرثد	۳۷	اسعد نیوف بن معدیکرب	۵۱۹-۵۳۶ ع

Marfat.com

مورخین عرب کے مطابق نام	مدت حکومت	کتبات کے مطابق نام	مدت حکومت
ذوشناتر	۲۷	ذوشناتر	۵۲۵ء
ذونواس	۲۰	ذونواس	

تبابعۂ یمن کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیے کہ بروایت عرب بھی اُن مین سے اکثر کے نام محفوظ ہین، اور کتبات اُن کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔ تمر مہر عش اور ملک یکرب کے درمیان کے نام نہین ملتے، اور یہ وہی زمانہ ہے جس مین اہل حبش یمن کی شاہی کا دعوی کرتے ہین، اور شاید صحیح ہو،

ابو مالک پر ہم نے نشان استفہام بنایا ہے، سبب یہ ہے کہ آثار کی بنا پر جن مستشرقین نے ان تبابعہ کی فہرست بنائی ہے، اُن مین یہ نام موجود نہین، لیکن نفس "ابو مالک" نام بدون لقب شاہ کتبات (شائع کردۂ موسیو بالوے) مین موجود ہے، الحارث الرائش جس کے وجود و عظمت کی تمام مورخین عرب متفقاً اطلاع دیتے ہین، حالانکہ یہ فخر حمیر و سبا کے قدیم بادشاہون کو بہت کم نصیب ہے تاہم اس عظیم الشان بادشاہ کے نام کا کوئی کتبہ نہین ملتا، ہماری رائے مین "الحارث الرائش" "تمر عش" کی تصحیف ہے، جو "شمر یہر عش" کے نام کا جزء ہے، اس بنا پر "الحارث الرائش" اور "شمر یرعش" دونون نام ایک ہین،

ہم نے جو زمانہ ترتیب دیا ہے، اُس مین اکثر سنین کتبات مین مذکور ہین، بقیہ استنباط و قیاس ہے، جن سلاطین کے کتبات مین سنین منقوش ملے ہین اور جو اُن کے عہد کے کسی کارنامہ کی تاریخ ہے، وہ حسب ذیل ہین،

۱- یاسر نیم	۲۷۰ء	۲- شمر یہر عش	۲۸۱ء
۳- ملک یکرب یہمن	۳۷۸ء	۴- شرحبیل یعفر	۴۵۱ء
۵- عبد کلیل	۴۵۵ء	۶- شرحبیل	۴۸۰ء

Marfat.com

۹۔ نیوف سنہ ۵۱۰ء | ۸۔ ذونواس سنہ ۵۲۵ء

یہ یاد رہے کہ عیسوی اور حمیری سنہ مین ۱۱۵ برس کا فرق ہے، اگر ان مین پر جو عیسوی مین ۱۱۵ سال کا اضافہ کر دین تو حمیری سنہ نکل آئے گا، عید تکمیل کا سنہ ۵۵۸ء جدول بالا مین ۵۵۸ء ہے، اس بنا پر سنہ حمیری ۵۴۳ سنہ ہوگا،

کتبات مین چند اور نام مجھ کو ملے ہین جن کے پہلے لفظ "بحزف" یعنی "بہ زمانہ" .... منقوش ہے، جس سے خیال ہوتا ہے کہ وہ شاید سلاطین کے نام ہین، لیکن اُن کے بعد لقب شاہی مذکور نہین، اس بنا پر خیالِ راجح یہ ہے کہ وہ حمیری کاہن ہون گے، جن کی نسبت دوستخط اور جن کے عہد و زمانہ کے انتساب سے تعمیرون کے کتبے عہد قدیم مین لکھے جاتے تھے، وہ نام یہ ہین، جو دو الگ خاندانون مین تقسیم ہین،

۱۔ تبع کرب ہشفرن ناعج
۲۔ سمہی کرب تبع کرب
۳۔ عم کرب بن سمہی کرب

۱۔ وہ ذایل بن یقہ ملک کبیر
۲۔ ہنط ایل بن عم آفر،

شہر مارب کے ایک قصر پر "تبع کرب کاہنِ ذات غضرن" بھی منقوش ہے، جس سے دوسرے خیال کی تائید ہوتی ہے، اس غرض سے تاکہ نظر آئے کہ حمیری نام سلاطین و امرا کے علاوہ عام لوگون کے بھی کس طرح ہوتے تھے، ہالوے کے شائع کردہ کتبون سے چند نام نقل کرنا ہم مناسب سمجھتے ہین، ان کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ عام مورخین جو حمیر قبائل کے نام نقل کرتے ہین، وہ کس قدر محتاجِ تنقید ہین،

اسعد یہمن۔ ہدی بن سہل۔ اُسید۔ ارفط۔ کلثیم۔ اسعد تُبّن۔ بداو۔ ثوبایل۔ ابن ایعہ دیمان رباب یاثم۔ انمار بن شمرت۔ مسعود۔ سرع معین۔ سوفان۔ شمر بن قرین۔ عوام۔

عبد شمس بن جشط - اسماء اظلم - ہمر فعشت ذلحسان - شمر یکرب بن وسنک - یفرع - مرثد - عمران - اوس -

داستان حمیر رواۃ عرب تبابعۂ یمن کی نسبت بڑے بڑے عظیم الشان فتوحات اور ملک گیری کے شوروشان کے عجیب عجیب واقعات بیان کرتے ہین ایک تبع اعظم افریقہ کا فاتح ہے شمر یرعش کی تیغ کشور کشا مغرب سے ترکستان تک بلند ہوکر ایک شہر کو ویران کردیتی ہے، اور اس کا نام شمرکند پڑتا ہے، یعنی شمر نے اس کی بیخ و بنیاد کھود ڈالی، ایک تبع چین تک تلوار کی کاٹ دکھاتا چلا جاتا ہے، اور تبت مین اپنی بقیہ فوج چھوڑ دیتا ہے، جہان اب تک عرب آباد ہین، ذوالقرنین جس نے مشرق و مغرب کے ڈانڈے ملا دیئے تھے، اور جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے، وہ یمن کا ایک بادشاہ تھا۔

افریقہ کا بیان ایک حد تک صحیح ہے، اہل حبشہ سے مسلسل جنگ قائم تھی، کبھی فاتح تھے اور کبھی مفتوح، ورنہ ترکستان اور چین کی فوج کشی جس کی ابن خلدون نے بھی کچھ کم ہنسی نہین اڑائی ہے، صرف لفظ کا کھیل ہے "شمرکند" (سمرقند) کے پہلے جز کو شمر یرعش کے پہلے جز سے اتحاد تھا اس لیے وہ سمرقند کا بانی یا مخرب قرار پایا، انھون نے "کند" کو فارسی لفظ "کندن" سے مشتق سمجھا، حالانکہ قدیم ترکستانی زبان مین "کند" شہر کو کہتے ہین. سمرکند، تاشکند، خوکند، یہ سب ترکستانی شہرون کے نام ہین، ترکستان کی زبان پہ زبانہ اسلام فارسی ہوگئی تھی، لیکن شمر یرعش کے زمانہ مین تو فارسی نہ تھی جو "کند" فارسی "کندن" سے ماخوذ ہوتا. چین و تبت کا نگارخانہ بھی، صرف لفظ کا تماشا ہے، عرب تبت کو تبت کہتے ہین، جو تبع کے بالکل قریب قریب ہی، ذوالقرنین کو صرف لفظ "ذو" لگانے سے یمن پہنچا دیا کہ "ذو" یمن مین اکثر امرائے حمیر کے لقب مین آتا ہے، مثلاً ذونواس، ذرعین، ذریدان،

لیکن زمانۂ اسلام کے بعض عرب سیاحون کے یمنی مشاہدات کا کیا جواب ہے؟ ابن حوقل بغدادی (سنہ ۴۰۰ھ) کا بیان ہے کہ اُس کے زمانہ (در روِ قرقند تک شہر کے دروازہ پر) شمریرعش کا حمیری کتبہ ایک لوہے کی تختی پر کندہ موجود تھا، لیکن افسوس کہ سیاحِ موصوف ہی کے زمانۂ قیام مین یہ نادرۂ روزگار شہر مین آگ لگجانے سے جل کر بے نشان ہوگیا، اصل مین یہ قدیم ترکی خط (یغوری) ہوگا، جو حمیری و مسنجی وغیرہ خطوط کے مشابہ ہے، شہرتِ عام کی بنا پر اس کو ہمارے سیاح نے حمیری سمجھ لیا،

اسی طرح مورخ مسعودی کا بیان ہے کہ تبت مین تبع رہ گئے تھے، اور چنانچہ خود اُس نے عربی لباس و وضع مین اشخاص پائے، لیکن چوتھی صدی مین جب مسلمانون کا تمدن تمام دنیا پر چھا رہا تھا، اور عرب تاجر، ہر گوشہ دنیا بان مین گذر رہے تھے، "تبت مین عربی لباس و وضع" کے وجود سے تبع کی فتحِ تبت پر استدلال مسعودی کے فضل و کمال سے کس قدر فروتر ہے! اگر اس قسم کے انقلاباتِ سیاسی حقیقۃً ظہور پذیر ہوتے تو اس عہد کی زندہ قومین ان کے ذکر سے خاموش نہ ہوتین،

اسی طرح کا ایک اور واقعہ قابلِ ذکر ہے، ایران کے کیانی خاندان مین ایک مشہور بادشاہ کیکاؤس گذرا ہے، اُس نے ایران سے ایک دریا (شاید خلیجِ فارس) کو عبور کر کے کشورہا ماوران پر فوج کشی کی لیکن شکست کھائی اور گرفتار ہوگیا، آخر رستم نے آکر کیکاؤس کو رہائی دلائی، کیکاؤس نے چھوٹے ہابیل کی شہزادی سودابہ سے شادی کرلی، یہ وہی سودابہ ہے جس کے مکر و فریب سے گبھرا کر شہزادہ عجم سیاوش توران چلا گیا اور وہان مارا گیا، اور اسی کے جوش و غضب و انتقام نے مدتون تک ایران و توران کو باہم صف آرا رکھا، شاہنامہ مین پوری تفصیل موجود ہے، ثعالبی نے اپنی تاریخ (غرر تاریخ الفرس) مین لکھا ہے، کشورہا ماوران اصل مین کشور حیران سے، یعنی یمن، حیران حمیر کی فارسی جمع ہے، سودابہ،

Marfat.com

صحیح عربی نام سعدی کی تصحیف ہے،

ثعالبی کے علاوہ تمام لغاتِ فارسی مین "مادران" کے معنی یمن ہی کے لکھے ہین، اس بنا پر ہمین ان روایات کے قبول مین کوئی عذر نہین، بشرطیکہ یمن کا خاندان حمیر اور ایران کا خاندان کیانی تاریخی حیثیت سے معاصر ثابت ہو جائے، ورنہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ حقیقۃً ایران کا کوئی اور بادشاہ ہوگا کیکاؤس کی طرف غلطی سے نسبت ہے،

تبابعہ کے تمدنی و سیاسی اور مذہبی حالات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ تبابعہ سے پہلے سبا کے تمام طبقے ستارہ پرست تھے، سب سے بڑا دیوتا ان کا "شمس" اور "المقہ" تھا، المقہ حمیری مین چاند کو کہتے ہین، اس کی مزید تفصیل دوسرے حصہ مین آئے گی، یہان سلسلہ بیان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے کہ اوّلاً کواکب پرستی ان کا مذہب تھا، ۳۳۰ء مین یمن کے مقابل افریقی سواحل پر مصری رومیون کے اثر سے عیسائیت نے پر و بال پیدا کئے، شامی رومیون کے ذریعہ سے یمن کے اطراف مین شہر نجران نے بپتسمہ قبول کیا، ان گرد و پیش کے اثر سے تبابعۂ یمن بھی محفوظ نہ رہے،

ستارہ پرستی نے تو شکست کھائی گو ستارون کے ہیکل اب بھی ویران نہ تھے، تاہم اب "شمس" "المقہ" اور "عثتار" کے پہلو بہ پہلو رحمان کا نام بھی آنے لگا، جو قبلِ اسلام یہود و نصاریٰ کے تھ مخصوص تھا، یہودیت و نصرانیت ان اطراف مین دو ہی مذہب اور صاحبِ الہام مذہب تھے، اور باہم میدان مین برابر کے حریف بھی تھے، گذشتہ ابواب مین معلوم ہو چکا ہے کہ رومیون اور حبشیون کے ساتھ سباے حمیر کو کس قدر سیاسی کشمکش تھی، اس بنا پر تبابعۂ حمیر، عیسائیت سے

لہ تاریخ غرر السیر ثعالبی مطبوعہ پیرس ۲ برٹانیکا مضمون ابی سینیا، ۳ برٹانیکا مضمون "قرآن مجید کی بعض آیتون سے (قل ادعوا الرحمٰن) اور احادیث سے بھی (واقعۂ تحریر صلح حدیبیہ) یہ ثابت ہوتا ہے کہ عام عرب خدا کے لئے رحمان کا لفظ استعمال نہین کرتے تھے،

Marfat.com

زیادہ یہودیت کو ترجیح دیتے تھے عبد کلیل کے علاوہ اور کسی تبع کا عیسائیت قبول کرنا ثابت نہین ہے، عبد کلیل بروایتِ عرب بھی عیسائی تھا،[1] اور ایک کتبہ سے بھی اُس کا عیسائی ہونا ظاہر ہوتا ہے،[2] بقیہ تبابعہ کم ترستارہ پرست اور اکثر یہودی تھے، تاریخ طبری مین ہے کہ سب سے پہلے اسعد ابو کرب نے یہودیت قبول کی، مذہب شاہی نے عام رعایا مین بھی فروغ پایا، اور اس طرح عیسائیت اور یہودیت نے یمن مین ٹکر کھائی،

رومیون نے بحری راستون کو پیدا کرکے سبا کے بازار سرد کئے تھے، اور تنہا اس سے تسکین نہ ہوئی تو ۲۰۰ء ق م مین یمن پر حملہ آور ہوئے، اکسومی حبشی جو پہلے رومی مصریون کے ہم خاک تھے، اور اب ہم مذہب بھی ہوگئے تھے، رومیون کے استعمال سے بابار چھیڑ چھاڑ کرتے تھے، حمیر بھی موقع سے چوکتے نہ تھے، جب موقع ملتا رومی تاجرون کو دریا مین لوٹ لیتے، شمال عرب مین ایران و روم باہم دست و گریبان تھے اور یہ طبعی تھا کہ حمیر کو ایرانیون کے ساتھ ہمدردی ہوتی، رومیون کو اس سے وحشت سوا ہوتی تھی،

رومیون نے اس نزاع کو بہ صلح و آشتی طے کرنا چاہا، چھٹی صدی عیسوی کے اوائل مین رومی قیصر جسٹینین نے تبعِ یمن کے دربار مین سفیر بھیجا، تبع نے نہایت تزک و احتشام سے اپنی سطوت کا اظہار کیا، خود ایک گاڑی پر سوار تھا، جس مین ہاتھی جُتے ہوئے تھے، بدن پر ایک چادر تھی، جو سونے کی گھنڈیون سے اٹکی تھی، ایک ہاتھ مین ڈھال اور دوسرے مین دو نیزے تھے، بازوؤن مین بیش قیمت بازوبند تھے، اور گرد مسلح درباری تھے جو فخریہ رجز کے اشعار پڑھتے تھے،[3]

اس شان و شکوہ کے منظر مین سفیر نے قیصر کا خط اور اس کی طرف سے دیگر تحائف پیش کئے،

---

[1] مجمل التواریخ ص ۱۳ کلکتہ [2] Sharpe. Hist. کی تاریخ باب فصل سوم [3] Sharpe. II p. 3 Ency. Brit. ج ۲ ص ۲۶۴، [4] Sharpe ص ۳۴۵ ج ۲

Marfat.com

خط کا مفہوم یہ تھا کہ ان اطراف مین ایرانی فروغ نہ پانے پائین، سفیر معمولی وعدۂ وایجاب کے بعد واپس آگیا

اصحاب الاخدود

یہ پیام صلح تعصب کی آگ کو کچھ بھی سرد نہ کرسکا، اُس وقت ذونواس فرمانروا تھا، کہتے ہین کہ اُس نے یہودیت کے پُرجوش تعصب کا سبق یثرب کے یہودیون سے سیکھا تھا جن سے اسلام نے بھی کچھ کم دکھ نہین اٹھایا، رومی سوداگر تاجرانہ یمن کے سواحل تک پہنچتے تھے، لیکن جہان جہان گذرتے تھے، اسبابِ سوداگری کیساتھ عیسائیت کی سوغات بھی ساتھ ساتھ بانٹتے جاتے تھے عیسائی راہب بھی مخصوص مقاصد کے ساتھ ملک مین دورہ کرتے تھے، پہلے اُنہ نے عدن اور دوسری کوشش نے نجران مین جہان پہلے شجر پرستی ہوتی تھی، عیسائیت کے برگ وبار پیدا کئے، بوتے کے جو آب، ہتھکنڈے ہین وہی پہلے بھی تھے، مذہبی اور سیاسی اغراض پر تجارت کا پردہ ہمیشہ ڈالے ہین، یہی پردہ اس وقت بھی ڈال رہے تھے، ان تدابیر سے نجران یمن مین عیسائیت کا مرکز قرار پاگیا تھا، یعنی رومیون اور حبشیون کی مذہبی وسیاسی امیدون کا وہ مادی بن گیا تھا، حمیری یہودی اس کو دیکھتے تھے اور وفور جوش سے بھرتے تھے،

ع

اتفاقِ وقت، اشتعالِ طبع کے لئے ایک عجیب حیلہ پیدا ہوگیا، جواب بھی نہایت کثیر الوقوع ہے، نجران مین ایک راہب کا مقام تھا، ایک لڑکا اس راہ سے اکثر گذرتا تھا، راہب اس کو راستہ مین ٹھہراکر مذہبی تعلیم کا، وزکوئی نہ کوئی سبق دیا کرتا تھا، جب عام لوگون کو معلوم ہوا تو وہ طبعًا برافروختہ ہوئے، اور ایک عظیم الشان فتنہ کے مواد فراہم ہوگئے،

ذونواس نے سنا تو چراغ پا ہوگیا، نجران آگ بگولا بن کر پہنچا، لوگ قلعہ بند ہوگئے، شہر کا محاصرہ کرلیا، جب شہر فتح ہوا تو گڈھون مین آگ دھکائی، اور ایک ایک کرکے عیسائیون کو بلوایا، جس نے یہودیت کے قبول سے انکار کیا، اس کو نذرِ آتش کیا، قرآن مین اصحاب الاخدود کے نام سے اسی قتل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے،

Marfat.com

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ، اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ، وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ، (بروج)

مارے جائین گڈھون والے، گڈھی بھڑکتی آگ تھے، جب وہ اُن پر بیٹھے تھے، اور (سچے) مومنون کے ساتھ جو ظلم کر رہے تھے اس پر خود گواہ تھے، ان مومنون مین بجز اس کے اور کچھ قصور نہ پایا کہ وہ خدائے محبوب محمود پر ایمان لائے تھے،

قرآن مین یہ مذکور نہین کہ اس نے تمام لوگون کو جلا دیا، اور شہر کو بے نشان کر دیا، لیکن کتب اخبار و تفسیر کی عام روایات مین مذکور ہے کہ تمام آبادی خاکستر ہو گئی، لیکن یہ صحیح نہین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نجران مین عیسائی آبادی موجود تھی، وہان دعاۃ اسلام بھیجے گئے ہین، نجران سے وفود اہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کے لئے آئے ہین، حضرت عمر فاروق رضؓ کے عہد مین یہان کے نصاریٰ سے دو لاکھ صدقات وصول ہوئے ہین، یا ممکن ہے کہ حبشی عیسائیون کے ہفتاد سالہ عہد مین یہ شہر پھر دوبارہ آباد ہوا ہو،[1]

اس واقعہ کو عیسائیون نے بھی یاد رکھا ہے، اسی عہد مین شام کے عیسائی اس قصہ کو قید تحریر مین لائے ہین، ان کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے، جس مین یقیناً بعض تاریخی غلطیان بھی ہین، بھاڑے کے سبب سے اہل حبش اپنا نائب یمن نہ بھیج سکے تو اس نے حکومت غصب کر لی، اور عیسائیون کے مذہب کی خاطر بہت دکھ دیا، علاوہ ازین نجران پر فوج کشی کی اور بخلاف وعدہ شہر پر قبضہ کر لینے کے بعد بایمان عیسائیون کو آگ اور تلوار سے برباد کر دیا،[2]

[1] اصحاب الاخدود کے متعلق طبری اور کتب تفسیر مین عجیب و غریب روایات ہین جو اصول روایت سے صحیح نہین ہین، [2] اس فصل کے تمام عربی روایات تاریخ طبری اور عام تفسیرون مین موجود ہین، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اصحاب الاخدود،

Marfat.com

اصحاب الفیل

یا

سبائے حبش

کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ

گذشتہ فصل مین سبائے حمیر کے تعلق سے اہلِ حبشہ کا نام کئی بار آیا، اس فصل مین ان پر مفصل بحث کرنا ہے، قرآن مجید مین ان ہی کا نام اصحاب الفیل مذکور ہوا ہے، لیکن واقعۂ فیل کے بیان سے پہلے خود "اصحاب الفیل" کی حقیقت اور قومیت سمجھ لینی چاہیے،

حبش کی اصلیت

یاد ہوگا کہ ہم نے قدیم سبا کی آبادی، افریقہ یمن اور شمال عرب تین جگہ بتائی تھی، یمن اور افریقہ کے درمیان بحر احمر اور بحر عرب کے گوشے حائل ہین جن کو عرب جغرافیہ نویس بحر حبش کہتے ہین یمن کے مقابل افریقی سواحل پر سبا کی تجارتی نوآبادیان تھین، جن کے وجود کے دلائل سبا کی نوآبادیون کے بیان مین گذر چکے ہین، یہ نوآبادیان بالکل یمن کے مقابل واقع ہین، اور خشکی کی راہ سے مصر و سوڈان کے بخط مستقیم، ملحق و متصل ہین، اس تقابل اور اتصال کی بنا پر یہ مقامات ہمیشہ مصر و یمن سے متاثر چنانچہ زمانۂ قدیم سے اب تک یہ مذہبًا مصر کے ماتحت اور قومیت و تمدن کے لحاظ سے عربون زیر اثر ہیں،

اس خطۂ ارض کو یونانی، ابیتھوپیا اور عرب حبش کہتے ہین، اسی "حبش" کی مسخ شدہ صورت "ابی سینیا" ہے جو یورپ بار بار کے سپید ہونے کے اور زیادہ سیاہ ہوگئی ہے عربی مین لفظ "حبش"

معنی اختلاط و امتزاج کے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربون کے نزدیک یہ ایک مخلوط النسل اور مخلوط النسب قوم تھی، اسی قسم کا ایک قبیلہ مکہ کی پہاڑیون مین آباد تھا عرب اس کو بھی احابیش کہا کرتے تھے، یہ قوم کن اقوام و قبائل کا مجموعہ تھی، تاریخ و علم الانساب اس کے ذکر سے خالی ہے، ناچار کسی مجہول التاریخ قوم کی دریافتِ حال کے جو ذرائع ہین اُن سے کام لینا چاہیئے یہ ذرائع علم الاقوام علم الالسنہ اور قرائن حال ہین،

علم الاقوام کا جس کے ذریعہ سے دو قومون کے جوڑ بند، چہرہ مہرہ اور خوبو کو دیکھ کر اُن کے اتحادِ نسل و جنسیت کا راز آشکارا کیا جا سکتا ہے، بیان ہے کہ "یمنی عرب اور اہل حبش کی جسمانی ساخت مین اس قدر شدید مشابہت ہے کہ دونون قومین ایک ہی نسل سے متفرع نظر آتی ہین"[1]

علم الالسنہ کی شہادت اس سے واضح تر ہے، جرمن مستشرق نولڈیکی السنہ سامیہ کا جس سے زیادہ بڑا ماہر اس وقت تمام یورپ مین موجود نہین، لکھتا ہے:-

> حبشی (ایتھوپی) زبان و خط، سبائی سے قریب و مشابہ ہے، اہل حبش (الصوم) بالکل سامی نہین ہین، بلکہ اصلی باشندون کے ساتھ عرب کے مختلف قبائل مختلف اوقات کے مل گئے ہین"[2]

دائنا کا مشہور پروفیسر مولر جس کا "سبا" مخصوص مضمونِ مطالعہ و تحقیق ہے کہتا ہے:[3]

> "سبا کی نوآبادیون کا ذکر حبش مین ہے، حبشہ جنوبی عربون (اہل یمن) سے آباد ہوا ہے جیسا کہ اس کی زبان و خط سے ظاہر ہوتا ہے، اور جو فرق ہے وہ صرف ایک زمانہ تک کے افتراق کا نتیجہ ہے، اہل حبشہ مین بیرونی اثر اور اجنبی اختلاط صاف نظر آتا ہے"

ایک اور جرمن مصنف جو مشاہیر علمائے السنہ مین سے ہے یعنی برکلمان (C. Brockelmann) کا

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مضمون سبا [2] ایضاً جلد ۲۴ ص ۲۸ [3] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون "سبا"

Marfat.com

وہ اپنی تصنیف "السنہ سامیہ" (Semitic Languages) مین شہادت دیتا ہے،[1]

جنوبی عرب نمبان سے ملتی جلتی ایک اُس سامی قوم کی زبان ہے، جو جنوبی عرب (یمن) سے نکل کر ملک حبش مین آکر آباد ہوئی، جو جنوبی عرب کے مقابل واقع ہے، یہ سامی عرب، حامی قوم سے (جو اصل افریقی قوم ہے) بالکل مخلوط ہو گئے، جنوبی عربون کے اس انتقالِ مکانی کی کوئی صحیح تاریخ نہین معلوم، لیکن بہرصورت وہ حضرت عیسیٰؑ سے بہت پہلے واقع ہوا ہوگا،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار عرب، اس مسئلہ کی نسبت لکھتا ہے :-

اس زمانہ کے پچھلے حصہ مین اہلِ حبش جو قدیم زمانہ مین عرب سے منتقل ہو کر عرب کے مقابل افریقی سواحل پر آباد ہو گئے تھے، وہ تقریباً ۳۰۰ء مین واپس آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین،

شرڈر (Schrader) ایک جرمن محقق السنہ سامیہ لکھتا ہے[2] :-

شمالی عربون کو عرب وسطی مین چھوڑتے ہوئے، یہ مہاجرین، جزیرہ نما کے جنوبی ساحل پر آباد ہوئے جہان سے، ایک جماعت اِن کی، دریا کو عبور کر کے افریقہ پہنچ گئی، اور حبشہ مین خیمہ زن ہوئی،

ولیم رائٹ (William Wright) جو کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر تھا، اپنے قول السنہ سامیہ مین اپنا اعتقاد یہ ظاہر کرتا ہے[3] :-

یمن سے دریا کو قطع کر کے افریقہ مین ہم جیز یا ایتھوپی یعنی حبش، حمیر کی ایک قدیم آبادی کی زبان سے دو چار ہوتے ہین،

قرائن حال یہ ہین کہ تاریخ جب سے ملک حبش سے واقف ہی، عربون کے اثر کے ذکر سے نہین ہے، اوڈی میڈروس (سنہ ۱۰۰ ق م) ایک یونانی سیاح بیان کرتا ہے[4] :-

---

[1] کتاب مذکور کی تاریخ ترجمہ ص ۴۵، پیرس سنہ ۱۹۰۶ء [2] کتاب مذکور صفحہ ۲۵، [3] ڈنکر کی تا، مع اقوام قدیمہ نصل عرب،

Marfat.com

"سبا کا بادشاہ اور اُس کا ایوان مارب مین ہے ..... بعض لوگ دیسی اور پردیسی بخورات اور مسالون کی تجارت کرتے ہین جو مقابل کے افریقی سواحل سے لائے جاتے ہین، جہان سبا کے لوگ جہڑے کی کشتیون پر بیٹھ کر دریا کے پار چلے جاتے ہین"

پیرسپلوس (Periplus) (سنہ جو آرلی میڈیوس کے تقریباً سو برس کے بعد تھا، وہ اس سے بھی زیادہ قوی تر شہادت پیش کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ "افریقہ کے بعض سواحل (طبقۂ ثالثہ) کے زیر حکومت ہین"[1]

علم الآثار کی شہادت کا اگر ہم اضافہ کرین تو معلوم ہوگا کہ سبائی خط مین حبش کے ملک مین کتبات بھی ملے ہین، جن کا ذکر آگے آئے گا،

یہ تو اسلام سے پہلے کی شہادتین ہین، اسلام نے ابھی ۱۰۰ برس کی عمر بھی نہین پائی تھی کہ، مسلمانون نے تمام دنیا کو چھوڑ کر صرف ملک حبش کا رُخ کیا، حبش کا صوبہ زیلع جسکو آجکل شمالی ایبٹ اڈاریٹر یا کہتے ہین، وہ ہمیشہ تاریخ اسلام مین عرب قوت کا مرکز رہا ہے، اور اب بھی حبش اور تمام افریقی سواحل صرف عربون سے متاثر ہین، شہر کے شہر اُن کے آباد ہین، زبان تک عربی کی نقل ہے، لباس و طعام و تمدن کی ہر نگی تو ادنیٰ چیزین ہین،

ان دلائل و شواہد کا خلاصۂ نتائج یہ ہے کہ یمن کے مقابل افریقی سواحل پر قدیم زمانہ سے سبا کی تجارتی آبادیان تھین، جہان ان کی بدولت یمن کی طرح تمدن کی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی تھی، سبا کے طبقۂ اوّل (مکارب سبا) و طبقۂ دوم (ملوک سبا) کے بعد طبقۂ سوم (سبائے حمیر) نے یمن مین مسیح سے تقریباً سو برس پہلے ظہور کیا، اس انتقالِ خاندانِ شاہی نے سبا کی افریقی نوآبادیون مین خود مختاری کا خیال پیدا کر دیا، باہم معرکہ آرائیان ہوئین، یہ غالب ہوتے تو یہ اپنے کو بادشاہ یمن لکھتے، اگر وہ

[1] ڈاکٹر ولیم ڈنا کا مضمون "سبا"

Marfat.com

غالب ہوتے تو وہ اپنے کو فاتحِ حبش[1] کہتے، یہی سبب ہے کہ اس قسم کے کتبات و واقعات دونون طرف ملتے ہین،

بہرحال ان سبائی عربون نے اصل افریقی (حامی) قبائل کے اختلاط و امتزاج سے جو نئی قو پیدا کی، ان ہی کا نام عربی مین حبش، یونانی مین اتھوپین، یورپین زبانون مین ابی سینین، اور خود ان کی زبان مین جیز ہے، حبش کے سبائی الاصل ہونے پر سب سے بڑی لیکن تعجب انگیز دلیل یہ ہے کہ حبشی زبان "سبا" کے معنی ہی انسان کے ہین[2]، جس طرح آدم کے بیٹے "آدمی" اور انسان کو ایک سمجھتے ہین حبش کے ایک ابتدائی بادشاہ کا نام ذوشکال[3] تھا جو بالکل یمنی طرز کا نام ہے

حبش و حمیر | حبش و حمیر کے سیاسی تعلقات کی کشاکش اسی وقت سے نظر آتی ہے جبکہ

حبش اور سبا سے حمیر بالاستقلال الگ الگ خاندان قائم کرتے ہین، حبش کے سواحل شہر زبلیع مین ایک کتبہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے اوائل مین نجاشی مدعی ہے کہ اس نے سبا کے ملک تک عرب مین جنگ کی، چوتھی صدی کے اوائل مین جب حبش مین مذہبی انقلاب پیدا ہوا تو مذہبِ عیسوی کے نئے پیرؤون کے دل ولولۂ جوش سے لبریز تھے، شاہ اذینہ جو حبش کا پہلا عیسائی بادشاہ تھا، اور نیز اس کے جانشین، اپنے کتبات مین اپنے نام کے ساتھ یہ القاب لکھتے ہین: "شاہ اکسوم و حمیر و ریدان و حبشات و سبا و زلیع ..." یہ طرز القاب تقریباً اس وقت سے ۳۷۸ء تک قائم رہتا ہے، اور عجیب یہ ہے کہ اس طرز حمیر کے سلسلہ کی چند کڑیان یہان سے گم ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہانِ حبش کا نہ ہوگا، (دیکھو فہرست سلاطین حمیر)

---

[1] تمام عربی تاریخون مین مذکور ہے کہ افریقس نام ایک تبع نے افریقہ فتح کر لیا تھا، [2] برٹانیکا مضمون ایتھوپیا،

۳۵۸ء مین قیصر قسطینطوس نے اذینہ کے نام خط بھیجا تھا، اور اسی عہد مین اذینہ مین پر حملہ آور ہوتا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حملہ رومیون ہی کے اشارہ سے ہوا تھا، حبش و حمیر اب صرف خاندانی و سیاسی اختلاف نہ تھا، بلکہ سب سے زیادہ مذہبی تعصب اب اس نخل کی سیرابی کر رہا تھا، حبشیون کی یمن پر یہ پہلی حکومت زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکی، ۳۷۸ء مین اس کا خاتمہ ہوگیا،[1]

اکسوم کے نجاشی

ان مخلوط سبائی عربون کا پایۂ تخت شہر اکسوم تھا جو ملک حبش کے صوبہ "تجرے" مین ۱۴ درجہ ۷ دقیقہ ۴۲ ثانیہ بطرفِ شمال اور ۳۸ درجہ ۳۱ دقیقہ ۵ ثانیہ بطرفِ مشرق واقع تھا، اور جہان اب تک اس کے کھنڈر باقی ہین، اہلِ حبش اس کو نہایت مقدس شہر سمجھتے ہین شاہانِ حبش کی تاجپوشی انقلاب حکومت کے بعد بھی اب تک یہین ہوتی ہے،

تقریباً اسی زمانہ مین جبکہ سبائے حمیر نے ریدان مین اپنی مستقل حکومت قائم کی، سبائے حبش نے اکسوم مین ایک خاندانِ شاہی کی بنا ڈالی، جو اس وقت سے چھٹی صدی ہجری تک یعنی تقریباً ۱۲ سو برس تک قائم رہا، اس کے عروج و کمال کا زمانہ چوتھی اور پانچوین صدی ہے، عربون مین شاہانِ حبش کا لقب نجاشی ہے جو درحقیقت "نجوس" کی تعریب ہے، جس کے معنی حبشی زبان مین بادشاہ کے ہین، نجاشی جن کے عہد مین مین فتح ہوا، نجاشی جن کے ملک مین صحابہؓ نے ہجرت کی، نیز جنھون نے اسلام قبول کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھائی، وہ اسی خاندان، اسی ملک اور اسی شہر کے بادشاہ تھے،

مصر کے تعلق و ہمسایگی سے شاہانِ حبش یونان و روم کے تمدن سے بہت متاثر ہوئے، اکسوم اور حمیر کے اس عہدِ انقلاب مین مصر کے مالک رومی تھے، جن کا مذہب علیحدہ اور

[1] برٹانیکا مضمون سبا و ابیسینیا و اکسوم،

زبان علمی، یونانی تھی، اُس زمانہ کی حکومت کی واقفیت کا ذریعہ اسی شہر کے کھنڈر کے چھ کتبے ہین جو حال مین دریافت ہوے ہین، پہلا کتبہ یونانی زبان مین ۵۴۵ء کا لکھا ہے، دوسرا کتبہ سبائی زبان مین بلا میداد علی عمیدہ) بادشاہِ حبش کا ہے، تیسرا کتبہ بھی اسی بادشاہ کی یادگار ہے، لیکن حبشی زبان مین ہے، چوتھا یونانی، سبائی اور حبشی تین زبانون مین ہے، پانچوان کتبہ شاہ اذینہ بن بلا میدا کا ہے، چھٹا سب سے اخیر زمانہ کا ہے،

یہ خاندان اوّلاً اہلِ یمن کی طرح بت پرست تھا، شاہانِ روم کے تعلقات نے مصر کے ذریعہ سے یہان عیسائیت کو فروغ دیا، چوتھی صدی عیسوی کے اوائل مین اسکندریہ کے ایک بشپ نے اس کو اپنے مشن کا مرکز قرار دیا، ۳۳۰ء مین سب سے پہلے اذینہ نجاشی حبش نے عیسائیت قبول کی، قیصر کنسٹینٹیوس نے ۳۵۶ء مین اسکو خط لکھا، اسی سے متصل وہ زمانہ ہے کہ رفتہ رفتہ حمیر بھی ستارہ و بت پرستی سے ہٹکر عیسائیون کی کوششون کے علی الرغم یہودیت کی طرف مائل ہو رہے ہین،

یمن کا آخری سقوط

حبش و یمن کی باہمی معرکہ آرائی گو چوتھی ہی صدی سے شروع ہو گئی تھی لیکن یمن کا آخری سقوط چھٹی صدی کے اوائل مین ہوا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ذونواس نے جب نجران کے عیسائیون کو آگ کے گڈھون مین ڈھکیل کر مار ڈالا، تو اطراف کے تمام عیسائی غصہ سے جل گئے، دوسرے تبعیان یمن کے ایک عیسائی امیر نے نجاشی کے یہان فریاد کی، نجاشی نے قیصرِ روم کے اشارہ سے یمن پر فوج کشی کی، اور ۵۲۵ء مین آخری بار یمن کو فتح کرنے مین کامیاب ہو گئے، یہ عرب مورخین کا بیان ہے، اس مقدمہ کے ایک فریق عیسائی رومی بھی ہین، ان کا بیان بھی سننے کے لائق ہوگا،

تھیوفانوس اسی عہد کا ایک مورخ بیان کرتا ہے:-

چھٹی صدی کے اوائل مین رومی تجار جو یمن سے گذر رہے تھے امیر نے ان پر ظلم کئے بعضون

Marfat.com

کو مار ڈالا، اس واقعہ سے تجارت بند ہو گئی اہل حبش کو یہ فعل ناگوار گذرا، بادشاہ حبش کی سرداری
مین اہل حبش بحر احمر کو عبور کر کے حمیر سے معرکہ آرا ہوئے، اور حمیری بادشاہ ذمیانوس (ذونواس)
کو مار ڈالا، اور قیصر جسٹینین کے ساتھ اس شرط پر معاہدہ کیا کہ تمام باشندگان اکسوم عیسائی ہو جائین"
اور اسکندریہ سے ان کے لئے ایک بشپ مقرر ہو،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع یازدہم) کا مضمون نگار ابی سینیا لکھتا ہے :-
چھٹی صدی مین حمیر نے عیسائیون کو سخت تکلیف پہنچائی، آخر جسٹنین اوّل نے شاہ حبش کو
جس کا نام کالب الاصبح تھا، لکھا کہ اُن کی مدد کرے، چنانچہ اس نے حمیر کے ہاتھ سے یمن لے لیا،

عربی اور یونانی دونون روایتون سے متفقاً یہ ثابت ہے کہ یہ حملہ قیصر روم کے اشارہ سے
ہوا تھا، اس حملہ کی غرض کیا تھی ؟ عرب کہتے ہین کہ صرف مذہبی غرض تھی، رومیون کا ظاہری
بیان یہ ہے کہ اس سے مقصود صرف تجارتی راستون کی حفاظت تھی، لیکن صلح کے شرط خویہ
بیان کرتے ہین کہ "تمام اکسومی عیسائی ہو جائین گے" اور حمیر کے آخری ابواب مین گذر چکا ہے
کہ حمیر چونکہ ایران کے طرفدار تھے، اس لئے بھی وہ رومیون کی آنکھ مین کھٹکتے تھے اسی لئے
اہل حبش کے مقابل مین اہل ایران امداد کے لئے آمادہ نظر آتے ہین،

عرب مورخین کا بیان ہے کہ ذونواس شاہ یمن نے ان حملہ آورون کا سواحل عدن و حضرموت مین
استقبال کیا، اور بقوت نہین بلکہ بہ تدبیر و حیلہ ان کو اس قدر سخت شکست دی کہ مجبوراً ان کو
حبش واپس لوٹ جانا پڑا، یونانی عیسائی کہتے ہین کہ "وہ حمیریون کو سزا دے کر واپس پھر گئے"
ہمارے نزدیک یہ کوئی اختلاف بیان نہین، "فرار" اور "مصلحت کامیاب واپسی" عیسائی ڈکشنری
مین اس انیسوین صدی مین بھی مرادف لفظ قرار دیئے جاتے ہین،
اہل حبش جنگ کا ساز و سامان درست کر کے پھر دوبارہ اس زور و شور سے حملہ آور ہوئے کہ

حمیر کے پانون اکھڑ گئے، ذونواس نے بھاگ کر گھوڑے کو دریا مین ڈال دیا، لیکن ساحل تک سلامت نہ پہنچا، اس کا قائمہ مقام ذو جدن ہوا، اور اس کا بھی یہی حال ہوا، ذوالیزن اٹھا لیکن افسردہ ہو کر رہ گیا اہلِ حبش اب تنہا یمن کے مالک بن گئے، اور اسی طرح ۷۲ برس تک یعنی ۵۲۵ء سے ۵۹۸ء تک یا آسانی کے لئے ۶۰۰ء تک کہو، قابض رہے،

یمن کے فاتح اور پہلے حبشی گورنر کا نام ابرہہ بن الاشرم مشہور ہے، اور بعض ابرہہ کہتے ہین اوّل مشکوک ہی اور ثانی بہ تحقیق غلط ہے[1]، یونانی مورخ اس فاتح کا نام "اسمیفیوس" اور اس عہد کے نجاشی کا نام "الیباس" بتاتے ہین، قسطنطنیہ مین عثمانی دار الآثار مین یمن کے ایک کتبہ کا ٹکڑا ہے جو رحمان اور کرستوس غلبان" کے نام پر ختم ہوتا ہے "رحمان نصارائے عرب مین خدا کا نام تھا کرستوس یعنی کرائیسٹ (حضرت عیسیٰؑ کا یونانی نام)، غلبان فاتح و غالب، حضرت عیسیٰؑ کی صفت ہی، اس کتبہ مین ایک بادشاہِ یمن "سمیفع اشوع" اور "سملکان یلا اصبحہ شاہ حبشات" کا ذکر ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہِ حبش کا یونانی التلفظ نام "الیباس" درحقیقت "یلا اصبحہ" ہی، جس کو عرب الاشرم اصبح کہتے ہین اور اسمیفیوس کی اصل "سمیفع" ہے، عدن کے قریب حصنِ غراب مین ایک اور کتبہ ہے جس مین سمیفع

---

[1] اصل یہ ہے کہ ابرہہ صحیح عربی (عیسائی) روایت کے رو سے دوسرا گورنر ہے تفصیل آگے ہے، ابرہہ آگے چل کر باغی ہو جاتا ہی، اس کے مقابلہ کے لئے ارباط آیا ہی اور ناکامیاب واپس گیا ہی، طبری کی ایک روایت یہ ہی کہ اوّل ارباط فتح مین کیلئے آیا لیکن ناکامیاب گیا، پھر نجاشی نے ابرہہ کو بھیجا، اور اس نے فتح کیا، اس کے بعد ابرہہ باغی ہو گیا، اس کے مقابلہ مین حبش سے ارباط بھیجا گیا، اور وہ دھوکے سے مارا گیا، یہ روایت صحیح نہین ہی کیونکہ ۵۲۵ء کا واقعہ ہی، اس کے بعد ۵۷۰ء مین واقعہ فیل پیش آیا، جسمین متفقاً ابرہہ موجود تھا اسکی مدت امارت ۴۵ برس قرار پاتی ہی حالانکہ ۴۵ برس سے زیادہ نہین، اس لئے اور روایتین صحیح ہین، جنمین ابرہہ ۵۴۵ء مین نجاشی کی اجازت سے نہین بلکہ بزور یمن کا گورنر بلکہ بادشاہ بنجاتا ہے [2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۱ مضمون "عرب" فصل "تاریخ"

نیز اس کے لڑکون کا نام بہ وضوحِ تمام مذکور ہے، اصل ترجمہ یہ ہے،

"سمیفع اشوع اور اس کے لڑکے مثر جیل مکمل اور معدی کریبان نے یہ یادگاری کتبہ حصن غراب مین لکھا جبکہ انھون نے اپنے قلعے اور شہر پناہین درست کین، اور اس مین پناہ گزین ہوے، اور حبش نے یمن فتح کیا، اور باشندون پر غالب آئے، اور تجارت کی راہ کھولی اور شاہِ حمیر کو قتل کیا..... ماہ حجن سنہ ۶۴۰"

سنہ ۶۴۰ یمنی تاریخ ہے، حسب تعدیل سابق (دیکھو حمیر کا زمانہ) یہ ۵۲۵ء کے مطابق ہوگا، جو عین فتح کی تاریخ ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اوّلاً تو کتبہ کی عبارت اگر وہ صحیح پڑھی گئی ہے تو فاتح ہونا نہین ظاہر کرتی، کہ فاتح کو پناہ گزینی کی کیا ضرورت ہے؟ ثانیاً "سمیفع اشوع مثر جیل مکمل" اور "معدی کریبان" تینون خالص سبائی حمیری نام ہین پھر ابرہہ کے کتبۂ سدِ مآرب مین معدی کرب بن سمیفع ایک ذوالنیزنی امیر کا نام ملتا ہے" عثمانی دارالآثار کے کتبہ سے سمیفع کا عیسائی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے، جو حمیر کا مذہب نہ تھا، ایک بات سمجھ مین آتی ہے، ممکن ہے کہ صحیح ہو حسب روایتِ طبری ذوالیزن آخری شخص تھا جو حبش کے مقابلہ کے لئے اٹھا تھا، لیکن چار دن طرف دیکھکر مایوس ہوگیا، ابرہہ کے کتبۂ سدِ مآرب کے مطابق معدی کرب اور سمیفع اسی کے خاندان سے تھے دارالآثار عثمانی کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھون نے عیسائیت قبول کرلی تھی، حصن غراب کے کتبہ مین ان کی عیسائیت نہین ظاہر ہوتی، لیکن خوف زدہ ہوکر قلعہ بند ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لئے قیاس یہ ہے کہ اوّلاً یہ اہلِ حبش کے غلبہ سے ڈرکر حصن غراب مین بیٹھے، پھر مجبور ہوکر عیسائی ہوگئے، اور یمن ان کو واپس دے کر حبش جیسا کہ کہتے ہین، پھر گئے، پھر دوسری بار حبش آئے اور خاص اپنی حکومت قائم کی، حبشی گورنرون نے اپنا پایہ تخت شہر صنعاء کو قرار دیا، جو یمن

لہ طبری کی روایت ہے کہ فاتح یمن (ابرہہ) نے ذوالیزن کی بیوی زبردستی چھین کر اپنی حرم میں رکھ لی تھی، معدی کرب سیف بن ذوالیزن نے اسی کے گھر مین پرورش پائی ۱۲

Marfat.com

وظفار کے پہلو مین تھا، یہ شہر اب تک باقی ہے، اور امراے یمن کا دارالامارۃ ہے، جو اہلِ عرب مین اپنی دہوا کی خوشگواری، مناظر کی دلفریبی اور محاسنِ فطرت کی دلکشی مین ہمیشہ سے ضرب المثل ہی،

عیسائیت و یہودیت کا تصادم

مسیحی فاتح، یہودی حکمرانون سے کچھ زیادہ بہتر نہین ثابت ہوے، مورخینِ عرب کا بیان ہے کہ مسیحی فاتحین نے یہودیون کو سخت تکلیفین پہنچائین، اشاعتِ مذہب مین قتل و ظلم و تعذیب و تعدی کسی فعل سے احتراز نہین کیا گیا. عیسائی ان دردناک وقائع کے بیان سے خاموش ہین، لیکن ایک عجیب و غریب یہودی و عیسوی مناظرہ کا ذکر کرتے ہین، حمیری یہودیون نے عیسائیون کو چیلنج دیا کہ باہمی مناظرہ سے صحت مذہب کا فیصلہ کیا جاے، چنانچہ عیسائیون کی طرف سے جریجنیوس (جریج) شہر ظفار (ظفار) کا بشپ، اور یہودیون کی جانب سے ہربانوس (حرب) وکیل مقرر ہوے، تین دن تک بادشاہ کے حضور مین مجلسِ مناظرہ گرم رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا،

ہربانوس نے کہا کہ "شہر ناصرہ کا یسوع اگر حقیقت مین زندہ ہے اور آسمان پر اپنے شاگردون کی دعائین سن رہا ہے تو کہو کہ اس وقت ہمارے سامنے آئے" یہودی بھی چاردن طرف سے بیک آواز چلائے کہ "ہان اپنے یسوع کو دیکھاؤ ہم فوراً ایمان لائین گے" ناگاہ بجلی چمکی، آسمان کڑکا ہوا، اور یسوع جلال کی شعاعون مین ارغوانی بادل کے اندر ہوا مین نمودار ہوا، ہاتھ مین تلوار تھی، سر پر گران بہا تاج تھا، مجمع کے برابر کھڑے ہو کر بڑی آواز مین گویا ہوا، "ہان دیکھو! مین تمہاری نگاہون کے سامنے ہون، مجھی کو تمہارے باپ داداؤن نے مار ڈالا تھا" عیسائیون نے گڑگڑا کر کہا "خداوند! اے خداوند! ہم پر رحمت ہو" تمام یہودی اندھے ہو گئے، پھر جب تک بتیسمہ نہ پایا آنکھین نہ ملین[1]

[1] سیل کا مقدمہ ترجمۂ قرآن،

Marfat.com

عربی روایتوں میں اس قصہ کا ذکر نہیں، لیکن اسی کے مقابل میں یہ قصہ البتہ مذکور ہے کہ جب تبع ابوکرب نے یہودیت قبول کی تو یمنی ستارہ پرستوں نے اس مذہب کی صحت تسلیم نہ کی آخر معاملہ اس پر منتج ہوا کہ فلان غار سے ایک آگ نکلتی ہے جو ناحق کو جلا دیتی ہے اور اہل حق کا بال بھی بیکا نہیں کرتی، چنانچہ یہودیوں کے احبار اور بت پرستوں کے کاہن تورات اور اپنے ہاتھ میں لے کر گئے، دفعتہً مقررہ آگ نکلی، دنیا دھوئیں سے تاریک ہوگئی، جب روشنی پھیلی تو کاہن اور اُن کے بت خاک کے ڈھیر تھے، اور احبار صحیح وسالم غار کے دہانہ پر تورات پڑھتے ہوئے نظر آئے[1]

عجب نہیں کہ یہ دونوں قصے ایک ہی اصل کے دو عکس ہوں، ہر ایک فریق نے اپنے مطلب کے مطابق اس کو پھیلایا ہے،

ابرہۃ الاشرم بقولِ عرب ارباط نے یمن پر بیس برس حکمرانی کی، اس اثنا میں حبشی فوج نے بغاوت کی، ابرہہ ایک حبشی سردار اس باغی جماعت کا سرعسکر بن گیا، لفظ "ابرہہ" لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے، اور چونکہ ناک کٹا تھا، اس لئے "اشرم" کہلاتا تھا، عرب اس کو حبش کے شاہی خاندان سے سمجھتے ہیں، بہرحال ارباط اس فتنہ میں مارا گیا، اور ابرہہ تنہا یمن کا بادشاہ بن بیٹھا، ارباط کے اختتام اور ابرہہ کے آغازِ حکومت کی تاریخ نہیں معلوم، لیکن ابرہہ کے ایک ابتدائی کتبہ پر سنہ ۶۵۴ حمیری جو مطابق ۵۴۳ء ہے تاریخ ثبت ہے، اگر ہم اسی کو آغاز سال فرض کریں تو ارباط کی حکومت ۸ سال ہے جو ۵۲۵ء سے شروع ہوکر ۵۳۳ء پر ختم ہوتی ہے،

۵۴۳ء میں ابرہہ نمودار ہوتا ہے، اسی زمانہ کے ایک عیسائی مصنف پروکوپیوس قیساریہ اس کے متعلق حسب ذیل ہے:-

ابرہہ ایک رومی غلام تھا جو زیلع[2] میں رہتا تھا، شاہ حبش ہلا اصبحہ کے خلاف جس فوج نے

[1] تاریخ طبری [2] زیلع افریقی ساحل پر یمن کے مقابل ہے، اب اس کو زیلا یا زیلا کہتے ہیں، اور اٹلی کے زیر حکومت ہے، عہد اسلام میں یہاں بہت سے مصنفین پیدا ہوئے،

Marfat.com

بغاوت کی تھی، اس کا سردار بن گیا، سیمفع جو بادشاہ کی طرف سے یمن کا نائب تھا، اس کو قید کر لیا، اس کے مقابل جو فوج بھیجی گئی اس کو شکست دی، اس اثنا مین بادشاہ مر گیا، اس کے جانشین نے ابرہہ سے صلح کر لی، اور اپنی طرف سے اس کو یمن کا نائب بنایا[1]

بجز ابرہہ کے رومی غلام ہونے کے عربی روایتین صرف حرف اس کے مطابق ہین، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہین، ابرہہ کی بغاوت، ارباط نامی سردار کا آنا، ابرہہ کے غلام کے ہاتھ سے دھوکے سے اس کا قتل ہونا، نجاشی کا خاکِ یمن کی پامالی، اور ابرہہ کی خونریزی کی قسم کھانا، ابرہہ کا ایک شیشی مین نشتر سے اپنا خون نکال کر اور یمن کی تھوڑی مٹی بادشاہ کے پاس بھیجنا کہ بادشاہ پانون تلے یہ مٹی رگڑ کر ابرہہ کا خون بہائے اور قسم پوری کرے، یہ تمام واقعات عربی تاریخون مین مفصل مذکور ہین،

ابرہہ کو جب ادھر سے اطمینان ہوا، تو تمام ملک مین عامل مقرر کئے عیسائیت کی ترویج کی، بڑے بڑے شہرون مین کنیسے تعمیر کئے، سب سے بڑا کنیسہ صنعا مین تعمیر ہوا، جس کو عرب "القلیس" کہتے ہین، جو یونانی کلیسا کی تعریب ہے،

ابرہہ کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سدِ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہے جس سے چار نہایت اہم واقعات معلوم ہوئے ہین،

(۱) ۶۵۵ حمیری مطابق ۵۴۳ء مین ابرہہ کے خلاف اہلِ یمن نے بغاوت کی جس مین خود لیہعہ بھی شریک تھا،

(۲) اسی سنہ مین سدِ عرم آخری بار منہدم ہوا،

(۳) ابرہہ عیسائی تھا اور مارب مین ایک بہت بڑا گرجا اس نے تعمیر کیا تھا،

(۴) اسی سنہ مین نجاشی حبش، قیصر روم، منذر شاہِ حیرہ اور حارث بن جبلہ شاہ

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام لفظ ابرہہ،

Marfat.com

غسّان کے سفیر اس کے دربار مین آئے،

اصل فقرے کے اہم فقرے حسب ذیل ہین،

(۱)

"رحمان الرحیم" اور اُس کے مسیح، اور روح القدس کی مہربانی سے: ابرہہ اکسومی جنشیون کا رئیس اور اراکیس ذیمان شاہِ حبش کا محکوم، شاہ سبا و ذوریدان و حضرموت و یمنات و تہامہ و نجد، یہ یادگار قائم کرتا ہے کہ اُس نے اپنے عامل یزید بن کبشہ پر فتح پائی، جس کو اُس نے کندہ اور روی پر حاکم بنایا تھا، اور سپہ سالار مقرر کیا تھا اور روساے سبا (اقیال سبا) اس کے ساتھ تھے، اور دہ مرہ، شمامہ، حبش، فرشد، اور صفت قلعہ دار (ذو) خلیل، اور آل یزن روساے (اقیال) معدی کرب ابن سمیفع، اور ہمفان، اور اس کے ہم برادر فرزندان اسلم تھے، بادشاہ نے اس کے مقابلہ مین جراح قلعہ دار (ذو) زنبور کو بھیجا، یزید نے اس کو مار ڈالا، اور قصر کدار کو ڈھا دیا، اور کندہ حریب اور حضرموت کے قبائل سے اُس نے جمعیت اکٹھا کی ..... بادشاہ کو خبر ملی تو اپنی حمیری و حبشی فوج ہزاردن کی تعداد مین ماہ ذوالقعدا ۶۵۷ سنہ یمنی (مطابق ۵۴۳ء) مین لے کر چلا، جب مارب (سبا) کی وادیون مین پہنچا، تو یزید خود آیا، اور تمام سردارون کے سامنے اس اطاعت قبول کر لی، ....."

(۲)

اسی اثنا مین مارب کے بند (سدّ) کی دیوار، حوض، اور دروازون کے ٹوٹنے کی خبر آئی ذوالمدرح ۶۵۷ سنہ یمنی (مطابق ۵۴۳ء) مین آئی، قبائل کو فرمان بھیجا کہ پتھر، لکڑی اور سیسہ، بند کے درست کرنے کے لئے مہیا کرین، بادشاہ پہلے مارب گیا اور

Marfat.com

دہان کے کنیسہ مین نماز ادا کی، پھر موقع پر گیا، نیو کھودی گئی اور تعمیر شروع ہوئی .....

(۳)

بادشاہ حسب ذیل امرا (اقیال) سے معاہدہ کر کے واپس آیا، شہزادہ اکسوم قلعہ ان دار معابر فرزند بادشاہ، مرجرف، قلعہ دار ذرناح، عادل قلعہ دار فانش اور قلعہ دار ان تمولما شعبان، رعین اور ہمدان وغیرہ .....

(۴)

رحمان کی عنایت سے نجاشی، قیصر روم، منذر (شاہ حیرہ) اور حارث بن جبلہ (شاہ غسان) اور دوسرے بادشاہون کی طرف سے سفرا دوستی اور محبت کے لئے ماہ ودان ۵۷۰ء مین (۸۷۳ء) مین آئے ....."

واقعۂ فیل | ابرہہ کے زمانہ کا سب سے بڑا عظیم الشان واقعہ ۵۷۰ء مین مکہ پر فوج کشی ہے، اس مہم مین چونکہ حبشی ہاتھی لے کر آئے تھے اس لئے عرب اس مہم کو وقعۃ الفیل اور اس ل کو عام الفیل کہتے ہین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارک اسی سال اس وا قعہ کے چالیس روز بعد ہوئی تھی،

عرب مورخین کی روایت کے مطابق اس مہم کا مقصد صرف تخریبِ کعبہ تھی، یورپین مصنفین کہتے ہین یہ واقعہ ضمنی پیدا ہو گیا ہوگا، ورنہ اصل غرض روم وفارس کی باہمی جنگ مین صحرائے حجاز کو عبور کر کے باہم مذہب، رومیون کی اعانت تھی، ہم کو اصل وضمن سے بحث نہین، تواتر سے اتنا جانتے ہین کہ یہ واقعہ ہوا، اور بس!

ابرہہ کے کتبہ روم کے جو فقرے ہم نے اوپر نقل کئے ہین، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ رومیون کے علاوہ تہامہ کا بھی جہان کعبہ واقع ہے اپنے کو بادشاہ سمجھتا ہے، کتبہ سے یہ بھی

Marfat.com

ابت ہوتا ہے کہ اس نے ایک گرجا مارب مین بنوایا تھا، اہلِ عرب کی روایت اس واقعہ کے متعلق
یہ ہے۔ اور جو قرب زمانہ کی وجہ سے یقیناً صحیح ہوگی، ابرہہ نے عیسائیت کی ترویج کی غرض سے
صنعا مین ایک بڑا اور عظیم الشان کلیسا تعمیر کیا تھا، اور اس کا نام کعبہ رکھا، غرض یہ تھی کہ عرب
اصلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر آجائین، عربون مین کعبہ کی چونکہ بڑی عظمت تھی اور عرب کے ہر فرقہ اور
ہر مذہب کے لوگ اس کی برابر عزت کرتے تھے، اس لئے اس سے اُن مین بڑی پیدا ہوئی
ایک عرب نے رات کو چھپ کر اس کلیسا کو نجس کر دیا، ابرہہ اپنے مقدس معبد کی بیحرمتی دیکھکر
غصہ سے بیتاب ہوگیا، فوج لیکر اور چند ہاتھی لے کر کعبۂ ابراہیم کو ڈھانے نکلا، راہ مین عرب
کے متعدد قبائل بڑھ بڑھ کر ابرہہ پر حملہ آور ہوئے، لیکن ہزیمت اٹھا کر پسپا ہوگئے، جب ابرہہ
ہاتھیون کا دل اور آدمیون کا جنگل وادیِ مکہ کے قریب پہنچا، واقعہ کچھ اس طرح سے پیش آیا کہ
غول در غول نمودار ہوا، ان کے منھ اور پنجہ مین کنکریان تھین، یہ کنکریان جس پر گرین اس کا بدن پھوٹکر
نکل آئین، اعضا سڑنے گلنے لگے، ہاتھی چنگھاڑ مار مار کر پیچھے ہٹ گئے، چند منٹ مین تمام
لشکر زیروزبر تھا، عرب مین چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی[۲]

واقعہ کے اخیر فقرہ سے مورخین یورپ نے یہ نتیجہ پیدا کیا ہے کہ اصل واقعہ اتنا تھا کہ
ابرہہ رومیون کی مدد کو فوج لے کر نکلا، راہ مین اس کی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہوگئی[۳]
حبش مین اسی زمانہ مین چیچک کی وبا کا پھیلنا، غیر اسلامی روایت سے ثابت ہے چنانچہ
حبش کے ایک سیاح نے اپنے سفرنامہ مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے[۴]، چیچک کی بیماری

[۱] اسکی دو دلیلین ہین، اوّل یہ کہ کعبہ مین ابراہیمؑ (یہود) مسیح اور مریم (عیسائی) کی تصویرین اور تیر قبائل کے
بت تھے ثانیاً یہ کہ نصرانی شعرائے جاہلیت کے کلام مین بھی مشاہد کعبہ اور مدارکی نوع کی عظمت مذکور ہے طبری
[۲] ابن اسحاق [۳] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اصحاب الفیل [۴] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا لفظ ابسینیا

سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین اس بیماری کا نشو و نما ترقی تقریباً اسی زمانہ سے ہے،

قرآن مجید نے ان ہی واقعات کو سورۃ الفیل مین بیان کیا ہے،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ	تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی
بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ، اَلَمْ يَجْعَلْ	والون کے ساتھ کیا کیا، کیا اس نے
كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ، وَّاَرْسَلَ	ان کی مخفی تدبیر کو بے کار نہین کر دیا
عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝	اس نے ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے
تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝	وہ پرندے پتھر مارتے تھے، پھر خدا نے
فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ	انکو کھائے ہوئے بھس کے مانند کر دیا،

جمہور کے نزدیک ان آیات کی تفسیر تو وہی ہے جو عام روایت کے مطابق ہے، پرندون کا پتھر برسانا اور اس سے ایک فوج کی فوج کا ہلاک ہو جانا تعجب انگیز واقعہ ہے، لیکن ناممکن نہین، ممکن ہے کہ ان کنکریون مین چیچک کے وبائی جراثیم ہون، اس واقعہ کی صحت کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ یہ سورہ اس واقعہ کے تقریباً پچاس برس بعد نازل ہوئی، اس وقت بہت سے اشخاص حملۂ حبش کے چشم دید گواہ موجود ہون گے، بعض لوگ ایسے ہون گے جنھون نے اپنے بزرگون سے اس واقعہ کو سنا ہوگا، تاہم کسی نے اس وحیِ الٰہی کی تکذیب نہ کی،

سرسید نے اس سورۃ کی جو تفسیر تہذیب الاخلاق مین لکھی تھی اور جس سے اس واقعہ کے اعجوبہ پن کو دور کرنے کی کوشش کی تھی وہ سرتاپا لغو اور اغلاط سے مملو ہے، عربی زبان مین طیر کا لفظ "بدفالی" اور کبھی "بلا" کے معنی مین کبھی نہین آیا، وہ "طائر" کا لفظ ہے، اور اس سے مزعومات عرب کے مطابق "فالِ بد" مراد ہوتی ہے، "فالِ بد" کے معنی مین ارسال کے ساتھ بھی اس لفظ کا استعمال نہین ہوا ہے،

Marfat.com

اِن آیات کے ایک اور معنی نظام القرآن کے مصنفؒ نے اختیار کئے ہین اور ممکن ہو کہ یک حد تک صحیح ہون، سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عربون کا عام بیان یہ ہے کہ جب ئی فوج گران کسی طرف کا رُخ کرتی ہے تو مردہ خوار پرندون کا غول ساتھ ساتھ ہوا مین ڑتا چلتا ہے، نابغہ کہتا ہے :-

اُن کے پرچم کے ساتھ ساتھ پرندون کا غول چلتا ہے "

ابو نواس کا شعر ہے :-

ہمارے ممدوح کی فوج کیساتھ پرندے ہین، کیونکہ اُن کے فاتح ہونے کا اُنکو یقین ہے ،

۳۶ھ مین بصرہ مین جنگِ جمل واقع ہوئی تھی، حجاز مین اس لڑائی کا حال اُسی دن معلوم وگیا تھا، کیونکہ غول در غول پرندے کٹے ہوئے اعضا چنگلون اور چونچون مین لیئے ہوئے اِدھر اُدھر اڑ رہے تھے "

دوسرا مقدمہ یہ ہو کہ "تَدْمِیْ" کا فاعل طَیْر نہین ہے، بلکہ اَنْتَ ہو جو اَلَمْ تَرَ کا فاعل بھی ہے، اس تفسیر کے رو سے آیت کے معنی یہ ہون گے،

"تو نے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے اُنکی مخفی تدبیر کو بیکار نہین کر دیا، اس نے اُن پر جھنڈ کے جھنڈ کے پرندے بھیجے، تو اُن ہاتھی والون کو پتھرون سے مارتا تھا، پھر خدا نے اُن کو کھائے ہوئے بھُس کے مانند کر دیا "

خدا اس سورہ مین اپنے متعدد احسانات گناتا ہی، اوّل یہ کہ اُس نے اُن کی تدبیر بیکار کر دی، دوسرا یہ کہ اُس نے اُن کے ساتھ ساتھ پرندون کے غول بھیجے کہ اُن کی لاشون کی نجاست سے صحنِ حرم کو پاک رین، تیسرا یہ کہ اتنے بڑے لشکر کو صرف بدیانہ سنگ اندازی سے شکست دیدی،

ل مولانا حمید الدین صاحب فراہی (مرحوم) ۲ تاریخ طبری ذکر واقعۂ جمل، ۱۲ (تمت)

Marfat.com

اس کتاب کے جملہ حقوق نقل و ترجمہ دارالمصنفین کے حق میں محفوظ ہیں،
مہتمم صاحب کی اجازت کے بغیر کوئی اقدام نہ فرمایا جائے۔

Marfat.com

Marfat.com

سُلیمان نمبر

مُرتبہ

شاہ معین الدین احمد ندوی

معارف کا سلیمان نمبر جس کا شائقین و قدردانانِ معارف کو مدت سے انتظار تھا، گذشتہ مئی مین شا
ہوگیا، یہ نمبر عام اردو رسائل کے خاص نمبرون کی طرح کا کوئی نمبر نہین، بلکہ تقریباً چار سو صفحات کی ایک ضخ
اور سلسلۂ تالیفات دارالمصنفین کی ایک اہم کڑی ہے جس مین صاحبِ معارف مولنا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ
سیر و سوانح، اخلاق و شمائل، فضائل و کمالات اور اُن کے علمی و دینی، قومی و ملی، اصلاحی و تعلیمی کارنامون اور خدمات
کا پورا مرقع آگیا ہے، پہلے سیرت و سوانح کا حصہ ہے، پھر عمومی حیثیت کے مضامین و مقالات ہین، اس کے بعد
کے سلوک و تصوف پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر انہی کے ایک عزیز سید ابو عاصم صاحب کے قلم سے علالت و وفا
پوری تفصیل ہے، آخر مین متعدد منظومات اور قطعات تاریخ ہین، یہ بظاہر تو چند مضامین کا مجموعہ ہے لیکن
وقت کی ایک سنجیدہ و گران قدر تالیف ہے، جس مین سید والا کے سوانح و وقائع زندگی کے ساتھ اُن
کی پوری علمی و ادبی تاریخ آگئی ہے، یہ نمبر جس مین مئی و جون دونون مہینون کے پرچے شامل ہین، معارف
خریدارون کو چار (دو روپیہ چھ آنہ) مین اور عام خریدارون کو علاوہ محصول ڈاک چار روپیہ مین دیا جاتا ہے
اللہ تعالیٰ نے توقع سے کہین زیادہ مقبولیت عطا فرمائی، اور اخبارات و رسائل کے اڈیٹرون اور
علم و ادب نے بہت پسند کیا، اور اس کے متعلق عمدہ رائین ظاہر کین، اس نمبر کی اتنی مانگ ہے کہ
ہی اس کے دوسرے اڈیشن کے چھاپنے کی نوبت آجائے جس مین کچھ اور مضامین کا بھی اضافہ
کے تھوڑے سے نسخے رہ گئے ہین، جلدی کیجئے،

"نیر"

Nizami Book Agency
BUDAUN - 243601 (U.P.)

Marfat.com

سلسلۂ دار المصنفین

۱۰

تاریخ

ارض القرآن

جلد دوم

جس مین بنو ابراہیم کی تاریخ! ور عربون کی قبل اسلام تجارت زبان اور مذہب پر
بیان قرآن مجید و تطبیق آثار و توراۃ و تاریخ یونان و روم تحقیقات مباحث مین

(تالیف)

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۱۳۷۳ھ

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

معارف پریس المصنفین اعظم گڈھ مین چھپی

اقبال احمد تحریر نیو سنہ ۱۹۵۶ء مطابق سنہ ۱۳۷۵ھ طبع چہارم

24/

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

ارض القرآن حصہ دوم

13997

مضمون	صفحہ
بنو ابراہیم	۱
بنو قطورا ر	۳
مدین	〃
مدین کی تاریخ	〃
مدین اور حضرت موسیٰؑ	۵
مدین کی تباہی	۷
جوباب یا شعیبؑ	۸
حضرت شعیبؑ اور قرآن	۹
مدین اور قرآن	۱۲
مدین کے متعلق ایک آیت کی تفسیر	۱۳
توراۃ و قرآن کی مطابقت	۱۷
شہر مدین کی پچھلی تاریخ	۱۹
اصحاب الایکہ	۲۱
اصحاب الایکہ کون ہیں	〃
ایکہ کی تحقیق	〃
اصحاب الایکہ اور قرآن	۲۵
بنو ساورہ	۲۸
بنو ادوم	〃
عیسو	〃
مملکت ادوم	۲۹
شاہان ادوم	〃
ادوم کی تاریخ	۳۰
یوباب اور ایوبؑ	۳۱
سفر ایوب اور ایوب	۳۴
حضرت ایوبؑ کا زمانہ اور وطن	۳۵
حضرت ایوبؑ کا قصہ	۳۶
قرآن مجید اور حضرت ایوبؑ	۳۷
بنو باجرہ	۴۰
باجرہ	〃
اسمٰعیل	۴۲
ذبیح اسمٰعیل تھے	۴۳
فاران کی بحث	۴۴
حضرت اسمٰعیلؑ کی اولادیں	۴۹
بنو اسمٰعیل	〃
مبشام	۵۱
ادبائیل	۵۲
مشماع	〃
مشا	〃
صدر	۵۳
یطور	۵۴
تافیش	〃
دوما	〃
تیما	〃
قیدما	〃
اصحاب الرس	〃
اصحاب الرس اور قرآن	۵۵
اصحاب الحجر	۵۶
نبایوت یا نابط	۵۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
انباط اور روایات عرب	۵۷
انباط، بنایوط اور نابط کا ترادف	۵۸
انباط کا عہد حکومت	۵۹
انباط کا مرتبۂ حکومت	″
انباط کا دارالحکومت	۶۱
شاہان انباط	″
تمدنی حالات	۶۳
سیاسی حالات	۶۶
یونانیون اور رومیون سے تعلق	۶۸
انباط اور یہود	۷۱
انباط اور عہد اسلام	۷۴
اصحاب الحجر	″
انباط ہی اصحاب الحجر ہین	″
قرآن اور اصحاب الحجر	۷۵
شہر حجر	″
آل غسان	۷۸
غسانی نابتی ہین	۷۹
آل غسان کی تاریخ	۸۰
الم غلبت الروم	۸۳
آل غسان اور اسلام	″
اوس، خزرج یا انصار	۸۵
اوس وخزرج نابتی ہین	″
اوس وخزرج کی شاخین	۸۶
اوس وخزرج کی تاریخ	۸۷
انصار	″
قیدار	۹۰
قیدار کا مسکن	۹۱
قیدار کی تاریخ	۹۲
کتبات بابل مین	″
توراۃ مین	۹۴
قیدار کی شاخین	۹۵
قریش	۹۷
سلسلۂ نسب	″
لفظ قریش	″
قریش کی شاخین	۹۸
شجرۂ قریش	۹۹
قریش کی ایک اور تقسیم	۱۰۰
قریش کا زمانہ	۱۰۱
قریش کی سیاسی خودمختاری	″
قصی کا زمانہ	۱۰۳
کوہ صفا کا کتبہ	۱۰۴
قریش کا نظام سیاسی اجتماعی	″
قریش کا تمدن	۱۰۶
قریش اور قرآن مجید	″
محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۷
حضرت زیدؓ	″
ابولہب	۱۰۸
تجارت العرب قبل الاسلام	۱۱۰
ملک عرب کا موقع تجارتی	۱۱۱
عرب کی شاہراہ تجارت	۱۱۲
اسکا ذکر قرآن مین	″
عرب کے ممالک تجارت	۱۱۴
اندرون ملک کے تجارتی شہر	۱۱۵
راستون کی مسافت	″

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سامان تجارت	۱۱۵
توراۃ اور مورخین یونان	〃
وروم کے بیانات	
درآمد	۱۲۰
عرب کے بازار	۱۲۱
قریش کی تجارت	۱۲۴
تجارت قریش اور قرآن	〃
قریش کی تجارت و اسلام	۱۲۸
السنۃ العرب قبل الاسلام	۱۲۹
سامی زبانین	۱۳۰
عربی زبان ام الالسنۃ السامیہ ہے	
آرامی زبان کی حقیقت	
ام بائدہ کی آرامی زبان	
ثمود کی زبان	۱۳۲
نبو قحطان اور اسمٰعیل کی زبانین	۱۳۴
جنوبی یا قحطانی زبانین	۱۳۶
جنوبی اور شمالی زبانوں مین فرق	۱۳۷
چوتھی صدی ہجری مین عرب کی زبانین	۱۳۸

مضمون	صفحہ
شمالی یا اسمٰعیل زبانین	۱۳۹
شمالی قبائل کی زبانون کا فرق	۱۴۴
لسان عربی مبین	۱۴۶
قرآن مجید کی زبان	〃
ادیان العرب قبل الاسلام	۱۴۷
بت پرستی کا آغاز	〃
ستارہ پرستی کا دور	〃
عاد کا مذہب	
ثمود کا مذہب	〃
ام سامیہ اولی کا مذہب	
بابل مین سامی قوم کا مذہب	۱۵۴
نصرین سامی قوم کا مذہب	۱۵۵
قرآن کا بیان	〃
ام سامیہ اولی کے پیغمبر	
اہل معین کا مذہب	۱۵۷
نبو قحطان کا مذہب	۱۵۸
قوم سبا کا مذہب	
مستشرقین کے بیانات	۱۵۹

مضمون	صفحہ
شمالی عربون کے مذاہب	۱۶۲
قرآن اور توراۃ کا بیان	〃
مدین کا مذہب اور قرآن	〃
اصحاب الایکہ کا مذہب اور قرآن	۱۶۲
حضرت ایوبؑ کی امت کا مذہب	۱۶۲
بنو اسمٰعیل کا مذہب	۱۶۳
اصحاب الرس و اصحاب الحجر	〃
اوس اور خزرج اور انکے	۱۷۶
ہم نسب قبائل کا مذہب	〃
اصنام عرب جنوب	۱۵۱
بنو قیدار یا عدنانی قبائل کا مذہب	۱۷۸
اصنام عرب شمال	
چند اور بتون کے نام	۱۷۹
عرب مین دیگر مذاہب کا وجود	۱۸۱
مجوسیت کا وجود	۱۸۱
عیسائیت کا وجود	۱۸۲
یہودیت کا وجود	۱۸۳
کعبہ اور ہبل	۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
قرآن مجید اور مذاہب عرب قبل اسلام	۱۸۴
اعظم پرستی اور قرآن	″
قومی پرستی اور قرآن	۱۸۵
ستارہ پرستی اور قرآن	
عرب کے مستند مذاہب اور قرآن	۱۸۷
یہودیت اور قرآن	″
عیسائیت اور قرآن	۱۸۹
عیسائیت کے مختلف فرقے اور قرآن	۱۹۱
عیسائیت سے قریش کا تنفر	″
مجوسیت اور قرآن	۱۹۳
صابئیت	″
صابیت کا مختصر حال	۱۹۴
صابیت کے متعلق مسلمانوں کے بیانات	۱۹۴
قدیم عیسائی بیان	۱۹۷
علمائے یورپ کا بیان	۱۹۷

مضمون	صفحہ
صابی عقائد	۱۹۸
تبصرہ	۲۰۱
قرآن مجید کی ایک صداقت	۲۰۳
صابئیت کی لغوی تشریح	″
تنبیہ اہم	۲۰۳
مذہب صابی اور قرآن مجید	۲۰۴
حنفیت	۲۰۸
لغوی تحقیق	۲۰۹
قرآن مجید سے استدلال لغوی	
حنفیت اور عرب	
شرک	۲۱۶
مشرکین عرب کے عقائد اور قرآن	۲۱۷
دہریت اور قرآن	۲۲۲
بت پرستی اور قرآن	۲۲۳
قرآن میں اصنام کا ذکر	۲۲۴
ان کے پرستار قبائل	۲۲۵
ان کے معنون کی لغوی و معنوی تحقیق	۲۲۶

مضمون	صفحہ
لات	۲۲۶
اللہ	۲۲۷
العزیٰ	۲۲۸
منات	″
ود	۲۲۹
سواع	″
یغوث	″
نسر	″
ان اصنام کی تشکیل	۲۳۰
ہبل	۲۳۱
عرب کے بت مؤنث تھے	″
عرب کے بت ممالک	۱۳۱
یورپ میں	
لفظ رحمان	۳۲
قرآن مجید میں رحمان	″
رحمان کی تحقیق	″
بسم اللہ الرحمن الرحیم	۳۳
خاتمہ	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

طبقۂ ثالثہ

سلسلۂ ابراہیمی

وآلِ ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھیں، سارہ، ہاجرہ اور قطورا،

سارہ کے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے، ان کے دو بیٹے تھے، حضرت یعقوبؑ جو بنی اسرائیل کے باپ تھے، اور عیسو جنکا لقب ادوم تھا، اس سلسلہ میں سے ادوم اپنے بھائی سے الگ ہوکر اپنے چچا، اسماعیلؑ کے پاس عرب میں متوطن ہوئے بقیہ سلسلہ مصر و شام میں رہا،

قطورا کے بطن کی تمام اولادوں کو جن میں ایک کا نام مدین تھا عرب ہی میں ان کے باپ نے ان کو بسایا، ان میں سے بنو مدین اور دوان کے سوا اور لوگ کا حال نہیں معلوم،

ہاجرہ کے بطن سے صرف ایک بیٹا ہوا، حضرت اسماعیلؑ انھوں نے بھی عرب ہی میں

Marfat.com

اپنے باپ کے حکم سے سکونت کی،

ارض القرآن کا یہ حصہ صرف ان ہی خاندانوں کی تفصیل پر محدود ہے، اور ان میں سے بھی ان خاندانوں کا ذکر مفصل ہے، جن کا نام قرآن مجید میں کسی حیثیت سے مذکور ہے'

۱۔ بنو قطورا میں سے اہل مدین اور اہل ونوان (اصحاب الایکہ)

۲۔ بنو سارہ میں سے ادوم (یعنی حضرت ایوبؑ اور اُن کی قوم)

۳۔ بنو ہاجرہ میں سے حضرت اسماعیلؑ، ابناط (اصحاب الحجر) قیدار، اور قریش:

بنو قطورا

مدین

شعیب علیہ السلام

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا

از ۲۰۰۰ ق م تا ۱۰۰۰ ق م

اس اصول کا کئی بار تکرار ذکر گذر چکا ہے کہ سامی قومیں اپنی آبادی اور قومیت کو اپنے بزرگان نسل کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ مدین جن کے حالات اس فصل میں بیان ہوں گے اپنے بانی و مؤسس خاندان مدین بن ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہیں،

مدین نے اپنی آبادی اپنے ہی نام سے اپنے بھائی اسماعیل کے ہمسایہ میں قائم کی۔ یہ ملک طور[1] خلیج عقبہ (عیلانہ) کے ساحل پر دہانۂ خلیج سے ساحلِ بحر احمر دارض تمود و حجاز تک جہاں تمود و جرہم و عرب اسماعیل آباد تھے، واقع تھا،

مدین کی تاریخ | ہم مدین کا آغاز عہد ۲۰۰۰ ق م فرض کرتے ہیں، کہ یہ مدینہ حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ یا ۲۱۰۰ ق م ہے، ایک خاندان کو قوم کی حیثیت پیدا کرنے کے لئے کم از کم سو دو سو برس کی ضرورت

[1] چونکہ ارض مدین حضرت موسیٰؑ کا دار الہجرۃ ہے، اور اہل مدین دینی اسرائیل ہیں ہمیشہ تعلقات قائم رہے ہیں، اس لئے تورات میں مدین کے نسبت کثرت سے حالات مذکور ہیں، جو انھیں کا اتباع کیا ہے تاریخ یہودیان قدیم میں مدین کا ذکر نہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ یونان و روم کے عہد میں اسپر نبط قابض تھے جنھوں نے مدین کو چھوڑ کر رقیم اور حجر کو آباد و مشہور کیا تھا۔ [2] یوسیفوس، قدامت الیہود کتاب ۲ فصل ۱۰

Marfat.com

ہو گی، اسی لئے مدین، توراۃ مین سب سے پہلے عہد یعقوب مین (۲۰۰۰ ق م) سوداگرون کے بھیس مین نظر آتے ہین، حضرت یوسفؑ کو جو کاروانِ تجارت کنعان سے مصر لے گیا تھا وہ یہی اہل مدین اور اسمٰعیلی عرب تھے، (تکوین ۳۷، ۲۷، ۲۸، ۳۶، ۳۰-۱) اس لئے قرآن مجید کی اس آیت پاک مین

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۔ (یوسف)

اتنے مین ایک کاروان آیا جسنے اپنے پانی والے کو بھیجا کہ ڈول لٹکایا تو چلایا اے خوش نصیبی یہ ایک لڑکا ہی، کاروان والون نے ایک سرمایہ کی چیز سمجھکر یوسف کو مخفی رکھا اور خدا ان کے کامون سے آگاہ تھا، (مصر پہنچکر) ان لوگون نے معمولی قیمت پر جنکو درم مین بیچ ڈالا، کیونکہ وہ یوسف کی قدر نہین جانتے تھے،

کاروان سے ان ہی اہل مدین کو مراد لینا چاہئے، اور مسلمان مفسرین نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے۔

تجارت کی تاریخ مین سب سے پہلا صفحہ اور اسمٰعیلی اور مدیانی عربون کی تجارت کا سب سے پہلا قافلہ اور مصر ان کے تاجرانہ سفر کی اولین منزل نظر آتی ہے، مسیح سے دو ہزار برس پہلے قدامت پرست عرب کے اس مدیانی اور اسمٰعیلی قافلہ کا سامان تجارت وہی تھا جو عربون کی تجارت کا ہمیشہ سامان رہا ہے، یعنی خوشبودار چیزین، بلسان صنوبر لبان۔

اس واقعہ کے بعد چار سو برس تک مدین کی تاریخ پر خاموشی چھا جاتی ہے۔ سبب یہ ہے کہ مدین کے سوا سب نسلین بنی اسرائیل ہین، . . . . . اور یہ زمانہ بنی اسرائیل کے قیام مصر کا ہے، ۴۰۰ برس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا، اور دعوتِ حق اور حبِ قومی کے جرم مین ان کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی تو انکا ملجا اسی قافلہ کی سرزمین تھی جو ان کی قوم کو چار سو برس پہلے مصر پہنچا گئی تھی، یعنی مدین کی قوم عموماً اسوقت جس کاروبار مین نظر آتی ہے، وہ وہی ہے جو تمام سامی قومون کا ہمیشہ

سلہ مسلم — تفسیر سورۂ یوسف۔ سلہ تکوین ۳۷-۲۷۔ سلہ خروج ۲-۱۵۔ و قرآن مجید۔

Marfat.com

بہ رہا ہے، یعنی گلہ بانی! یہی وہ شغل ہے جو ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا پیشہ تھا، اور جو حضرت موسیٰؑ
مصر کی متمدن زندگی مین میسر نہ آنا بنو سام کے عظیم الشان پیغمبر کے لئے ضرور تھا کہ وہ جہان بانی سے پہلے
ہ بانی کا سبق لے، اس لئے قضاے الٰہی نے موسیٰؑ کو مصر کے تمدن زار سے عرب کے بے تکلف اور سادہ
ب مین بھیجدیا، جہان شرفاے سام نے اب تک اپنے آبائی عادات و اخلاق کو متروک نہین کیا تھا،
تمام مدین کے قبائل ایک منتظم زندگی رکھتے تھے، شہر مین مذہبی رسوم و آداب کی تلقین و محافظت کیلئے
ن (مذہبی عہدہ دار) ہوتے تھے، اور اکثر حالات مین یہی کاہن شہر کے قانونی حاکم بھی قرار پاتے تھے حضرت
یٰؑ کے عہد مین جو کاہن تھا۔ اسکا نام توراۃ مین کہین راعویل[1] کہین ثیرو[2] کہین حوباب[3] مذکور ہے، لیکن
مسلمان مفسرین کے نزدیک یہ شعیبؑ کے جو لفظاً "حوباب" سے بہت قریب ہے، حضرت موسیٰؑ جب
رہ ہجرت کرکے شہر مدین آئے تو یثرون حوباب یا شعیبؑ کے یہان مہمان ہوے اور انکے ہان بکریان چرانے کی
دل کی اور اسکے معاوضہ مین حضرت شعیبؑ نے اپنی لڑکی صفورا حضرت موسیٰؑ کی زوجیت مین دی۔

قرآن پاک مین مدین کا ذکر دو سبب سے آتا ہے، اول حضرت شعیبؑ اور دوم حضرت موسیٰؑ کے تعلق
ے، حضرت موسیٰؑ کے تعلق کی حسب ذیل آیتین ہین :-

لَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ	اہل مدین مین چند سال رہا، پھر اے موسیٰؑ تو ایک
عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى (طٰہٰ ۲)	اندازہ پر آیا۔
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْ	جب موسیٰؑ (مصر سے) مدین کی طرف چلا، اس نے کہا شاید
اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ، وَلَمَّا وَرَدَ	میرا پروردگار مجھے راہ راست دکھلائے، اور جب مدین کے
مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ (القصص ۱)	کنوئین پر پہنچا تو وہاں لوگون کو پانی پلاتے ہوے پایا۔
وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ	(اے محمد) تو اہل مدین مین مقیم نہ تھا کہ تم پر خدا کی آیتون کو

[1] خروج ۲-۱۸ [2] خروج ۳-۱- [3] سفر العدد ۱۰-۲۹ و سفر القضاۃ ۴-۱۱ [4] خروج ۱۸-۱۶-۲۲

ابْتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ، (القصص) پڑھتے ہوئے، لیکن ہم بھیجنے والے تھے۔

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر جب مصر سے حدود مدین میں داخل ہوئے تو مدین کے کاہن نے انکا استقبال کیا، بنی اسرائیل غلامی کے عہد سے ابھی نکلے تھے نظام و ترتیب سے آگاہ نہ تھے، بھیڑ کی طرح روز و شب پیغمبر کو گھیرے رہتے تھے اور ذرا ذرا سی بات کے لئے ان ہی کے پاس دوڑے آتے تھے، مدین کے کاہن نے دیکھا کہ ایک قوم پر کیونکر حکومت کرنی چاہئے اور اس کی ترتیب و تنظیم کے کیا اصول ہیں، اول ہزار ہزار پر افسر ہوں، پھر ہر سو پر اور پھر دس پر، صرف افسروں کے اختلاف رائے کے موقع پر امیر (حضرت موسیٰؑ) کی عدالت کیطرف رجوع کیا جائے[1]،

اس واقعہ کے ذکر سے ہم کو یہ دکھانا ہے کہ اس وقت مدین کا تمدن کس حد تک ترقی کر چکا تھا۔

۱۶۰۰ یا ۱۷۰۰ ق م جو حضرت موسیٰؑ کا عہد ہے، مدین پانچ شیوخ قبائل یا توراۃ کی اصطلاح کے مطابق پانچ بادشاہوں کے ماتحت تھا، ان کے نام یہ تھے، عوی، رقیم، صور، حور اور ربع یہودی جو پہلی صدی مسیحی میں تھا، اسکا بیان ہے کہ شہر رقیم اس مدیانی بادشاہ رقیم کے نام سے آباد عرب اب تک اس کو رقیم اور یونانی پیٹرا کہتے ہیں[2]، اس بنا پر بیسویں صدی کے ایک مشہور مصری سیاح مورخ کی یہ تحقیق کہ "الرقیم" اس شہر کے یونانی غیر مشہور نام "ارکہ" کی تعریب ہو، کس قدر مضحکہ انگیز ہے[3]، خود اس عہد کا شخص ہے جب یہ رقیم یا پیٹرا آباد تھا اس لئے اس سے زیادہ موثق ذریعۂ تحقیق اور کیا ہو سکتا ہے۔

بہرحال اس واقعہ سے اس نتیجہ تک پہنچنا ہے کہ اس عہد قدیم میں مدین کی شمالی حد کہاں تک وسیع تھی، پیٹرا یا رقیم، ملک شام کے قریب بحر میت اور خلیج عقبہ کے درمیان واقع ہے، اسلئے مدین کی حدود شمالی کو یہاں تک وسیع سمجھنا چاہئے،

---

[1] خروج ۱۸ [2] سٹرابو، غرعدد ۱۳-۸ [3] پریفوس، قدامۃ الیہود کتاب ۴، فصل ۷، ۵، ۱۔ نفس الاسلام برتمجانیدان۔

Marfat.com

اس زمانہ کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد شہر مدین کے چار اور بادشاہون کا توراۃ مین ذکر آتا ہے۔ زاباح صلمنع عوریب اور ذیب، ایک وقت مین چند بادشاہون کا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ ملک متفرق قبائل یا ریاستون پر منقسم تھا،

مدین کی اخلاقی و مذہبی حالت اور بربادی

مدین اور مدین کے قریب مواب آباد تھا، مذہبًا اور اخلاقًا دونون قومون کی بدترین حالت تھی. تھرن کے جراثیم جن امراض کو پیدا کرتے ہین وہ ایک ایک کرکے پیدا ہو چکے تھے، بتون کی پرستش اور انکے لئے قربانی انکا مذہب تھا، تمام بتون کا سردار "بعل فور" دیوتا تھا[1]، اخلاقی حالت اس درجہ پست تھی کہ شرفاے خاندان کی لڑکیان انسانیت کا بدترین نمونہ تھین[2]، مردون کا یہ حال تھا کہ ظلم دستگری انکی زندگی کا معمولی پیشہ تھا[3]

بنی اسرائیل مصر سے نکلکر مواب و مدین کے میدانون مین خیمہ زن تھے، ان بدکارون سے بنی اسرائیل کے سازشون کا دام پھیلانا شروع کیا، عورتون نے نوجوانان بنی اسرائیل کو جو اصل مین اس فوج کے سپاہی تھے، اپنے قابو مین کرلیا، سردار سے باغی بنادیا، بتون کے سامنے ان کا سر جھکوایا "بعل فور" لے لئے ان سے قربانیان کرائین[4]، مردون نے آس پاس کی قومون سے سازباز کیا کہ بنی اسرائیل کو نیست و نابود کردین، بنی عمان کے ملک سے وہان کے پیغمبر "بلعام" کو بلوایا کہ وہ اسرائیل کے لئے بد دعا کرے[5] وقت

"خدا نے موسیٰ سے کلام کیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لئے اہل مدین سے انتقام لے

اور اسوقت تو اپنی قوم مین مجتمع ہوگا، (سفر العدد ۳۱-۱)

حالات کی بنا پر بنی اسرائیل کو پھر اپنے قابو مین لانے کے لئے اور **مدین** کی گنہگار آبادی کی سزا دہی

---

[1] سفر القضاۃ ۶-۲۵ و ۸-۵، [2] سفر العدد ۲۵-۲، ۳، [3] سفر العدد ۲۵-۱-۵،

[4] سفر القضاۃ ۶-۱، [5] سفر العدد ۲۵-۲، ۳،

[6] سفر العدد ۲۲-۳، ۴، ۵،

کے لئے ضروری ہوا کہ حسب حکم الٰہی، مدین اور معاونین مدین سے جہاد کیا جائے، مواب، حشبون اور مدین کی متفقہ قوت کے مقابلے مین حضرت موسیٰؑ نے ۱۲ ہزار آدمی بھیجے، دشمن اپنی کثرت اور سامان کے باوجود کامیاب نہ ہوے، مدین کے پانچ سردار عوی، رقیم، صور، حور اور ربع مارے گئے۔ تمام مرد، بچے اور عورتین قتل ہوئین۔ لڑکیان قید ہوئین، اور انکا سامان غنیمت مین ہاتھ آیا۔

قوم مدین کی اس تباہی کے بعد شہر مدین ہم اسماعیلی عربون کے ہاتھ مین پاتے ہین، اور اب اس کے بعد جن اہل مدین کا توراۃ مین ذکر ہے وہ بھی اسماعیلی ہین۔ قوم مدین کی تباہی کے تقریباً ۱۵۰ برس بعد عمالیق اور دیگر عرب قبائل اسماعیلی مدین کی سرکردگی مین بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوے، ہر سال جب غلہ پکنے کے قریب ہوتا آندھی کی طرح بنی اسرائیل کے ملک مین آتے اور غلہ، گائے، بیل گدھے جو کچھ پاتے سب لوٹ لیتے، فرزندان اسرائیل آبادی چھوڑ کر پہاڑون اور غارون مین روپوش ہو جاتے۔

آخر جدعون نامی ایک سردار ان مین پیدا ہوا جسنے بنی اسرائیل کی قوت کو مجتمع کیا، اور صرف ۳۰۰ منتخب آدمیون کو لیکر اس نے اہل مدین پر شبخون مارا، رات کی تاریکی مین دوست و دشمن کی تمیز نہوئی۔ ایک لاکھ بیس ہزار اہل مدین خود اپنون اور دشمنون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ عوریب اور ذیب مدین کے دو بادشاہ قید ہوئے، جن کو نہایت ذلت سے قتل کیا گیا، اور دو بادشاہ زباح اور صلمناع ۱۵ ہزار آدمیون کے ساتھ بھاگ کر نکلے لیکن ان کو پناہ نہ مل سکی،

حوباب یا شعیبؑ | اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے خسر کا نام توراۃ مین یثرو اور حوباب مذکور ہے، تورات کے شروح عبرانی مین لکھا ہے، کہ یثرو کے دس نام تھے، دس نام یونان یا نہون، و دنام تو خود توراۃ مین ہین۔ ایک جرمن فاضل Hermann Hetzog کہتا ہے:-

"اصلی نام حوباب تھا اور یثرو ایک اعزازی لقب تھا، جس کے لغوی معنی "کامل" کے ہین

سلہ سفر العدد اسباب ۲ سہ سفر القضاۃ باب ۶ سہ سفر القضاۃ باب ۷، ۲۲ سہ سفر القضاۃ ۸، ۱۱ سہ سفر القضاۃ، ۲۰

جسطرح یہودیون کے ہان "کاہن" اور مسلمانون کے ہان "امام" کا لفظ ہے[1]"

دوسری جگہ لکھتا ہے :-

(حوباب) کا نام قرآن مین اور عرب کے مفسرون مین شعیب ہے، یہ نام حوباب کی تصحیف ہے ....

مسلمان مفسرین بھی عموماً حوباب اور شعیب کو ایک ہی سمجھتے ہین "

حضرت شعیب اور قرآن

مدین اور حضرت شعیب کا بھی ذکر قرآن مجید کے تین سورون مین آیا ہے، اعراف اور ہود اور عنکبوت،

إِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۔ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ	مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، شعیب نے کہا اے میری قوم خدا کو پوجو اس کے سوا کوئی اور خدا نہین خدا کی جانب سے گواہی آچکی، پیمانہ اور ترازو پوری کرو، اور لوگون کو ان کا حق کم نہ کرو، اور اصلاح کے بعد ملک مین فساد نہ پھیلاؤ، یہ تمھارے لئے بہتر ہے، اگر تم ایمان لائے ہو، اور ہر راستہ پر لوگون کو نہ بیٹھا کرو اور جو لوگ ایمان لائے ہین ان کو مت روکو، اور سیدھی راہ کو ٹیڑھی کرنے کی کوشش نہ کرو، یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، تو خدا نے تم کو بڑھایا، اور دیکھو کہ مفسدین کا انجام کیا ہوا، تم مین کچھ لوگ تو جو پیغام دیکر مین بھیجا گیا ہون اس پر ایمان لا چکے ہین، اور بعض نہین لائے تو اسوقت تک صبر کرو کہ خدا ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے،

[1] تاریخ بنی اسرائیل، ترجمۂ انگریزی، ج ۱، ص ۲۵ - حاشیہ مصنف ابو الذہ،

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	سردارانِ قوم مین جو مغرور تھے بولے کہ شعیب
لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ	ہم تجکو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہین اُنکو اپنی
مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا، قَالَ اَوَلَوْ	سے باہر نکال دینگے، یا ہمارے آبائی مذہب کو پھر قبو
كُنَّا كٰرِهِيْنَ، قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ	کرے، شعیبؑ نے کہا کیا ہم نہ چاہین تب بھی، اگر تمہارے
عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا	مذہب کو جس سے ہمکو خدا نے نجات دی، ہم پھر قبول
وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ	کرلین تو ہم خدا پر جھوٹ افترا باندھنے والے ہین، خدا کی
رَبُّنَا، وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا	مشیت کے بغیر ہمکو پھرنا تمہارے مذہب مین جانا
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ	نہین ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر شے کو محیط
خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ،	ہم نے اُسی پر بھروسہ کیا ہے، ہمارے پروردگار
وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ
لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ	اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ	کفرپیشہ سردارون نے لوگون سے خطاب کرکے
جٰثِمِيْنَ، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ	اگر شعیبؑ کی تم نے پیروی کی تو تم گھاٹے مین رہے
لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا	پس کپکپاہٹ نے آکر انکو پکڑ لیا، پھر تو وہ اپنی اپنی جگہ
هُمُ الْخٰسِرِيْنَ	کے پڑے رہ گئے، شعیبؑ کے جھٹلانیوالے گویا کہ ان گھر
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ	مین کبھی آباد ہی نہ تھے، اور وہی گھاٹے والے
اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ	شعیبؑ ان کو اسی حال مین چھوڑ کر چلا، اور
لَكُمْ، فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ	بھائیو! اپنے پروردگار کے پیغام مین پہنچا چکا اور
كٰفِرِيْنَ، (اعراف ۱۱)	فرض بھی ادا کرچکا، اب کیونکر کفرپیشہ قوم کی تباہی کا غم

Marfat.com

اس سے زیادہ تفصیل سورۂ ہود میں ہے :-

إِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا
تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ
وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ
يَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا
تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ۝ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝
قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ
مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا
نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝
قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ
رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ
أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ
إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي
إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
أُنِيبُ ۝ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ
يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ

مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا
کہا بھائیو! تم اللہ کو پوجو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں
پیمانہ اور ترازو کم نہ کرو، میں تم کو بھلا ہوتا دیکھتا ہوں
اور ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے تم پر
ڈرتا ہوں۔ بھائیو! پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ
لوگوں کا حق کم نہ کرو، اور ملک میں فساد پھیلاتے
پھرو۔ اگر باایمان ہو تو خدا نے جو بچا رکھا ہے وہ تمہارے
لئے بہتر ہے، اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں مقرر ہوں
لوگوں نے جواب میں کہا شعیب کیا یہ تمہاری نماز تم کو
کہتی ہے کہ ہمارے اسلاف جسکو پوجتے تھے اسکو چھوڑ دیں
ہم اپنی مال میں جو چاہیں نہ کریں، تم تو بڑے عقلمند
شعیب کہا بھائیو! اگر میں اپنے پروردگار کی بتائی ہوئی
دلیل پر قائم رہوں، اور جو کچھ اس نے حلال روزی دے
رکھی ہے، اس پر قانع رہوں، تو تمہاری کیا رائے ہے میں
چاہتا کہ تمہاری مخالفت کرکے وہ کام کروں جن سے تم
شعیب کہا بھائیو! اگر میں اپنے پروردگار کی بتائی ہوئی
دلیل پر قائم رہوں، اور جو کچھ اس نے حلال روزی
رکھی ہے، اس پر قانع رہوں، تو تمہاری کیا رائے ہے میں
چاہتا کہ تمہاری مخالفت کرکے وہ کام کروں جن سے تم
ہوں، میں تو اپنی طاقت بھر صرف اصلاح چاہتا ہوں، مجھ کو
توفیق خدا ہی کے ذریعہ سے ہے، اسی پر بھروسہ ہے اور اسی کی
رجوع ہوتا ہوں۔ بھائیو! صرف میری دشمنی اس کا باعث

Marfat.com

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۔ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۔ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝

کہ جس طرح نوح، اور ہود اور صالح کی قوموں پر عذاب پہنچا ہے
ویسے ہی لوط کی قوم تم سے دور نہیں، اپنے پروردگار سے
مغفرت چاہو، اور اس کے سامنے توبہ کرو، خدا رحمت اور محبت والا ہے
بولے شعیب! ہم تمہاری بہت سی باتیں نہیں سمجھتے اور ہم
اپنے میں تم کو کمزور بھی پاتے ہیں، اگر تمہارے خاندان کا
نہ ہوتا تو تم کو سنگسار کر چکے ہوتے اور کچھ تم ہم پر غالب بھی نہیں
شعیب نے جواب دیا بھائیو کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ
تمہارے نزدیک لحاظ کے قابل ہے جو تم نے اسکو پس پشت
ڈال دیا، میرا پروردگار تمہارے ہر کام سے واقف ہے بھائیو
تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ، میں بھی اپنا کام کرتا ہوں عنقریب
معلوم ہو جائیگا کہ رسوا کن عذاب کس پر آئیگا اور کون
جھوٹا ہے، انتظار کرو میں بھی منتظر ہوں،
اور جب ہمارا حکم آگیا ہم نے شعیبؑ کو اور اس کے ساتھ
لانے والوں کو اپنی رحمت سے نجات دی، اور جن ظالموں
ان کو چیخ نے آلیا، اور وہ اپنے گھروں میں پڑے رہ گئے
جیسے وہ کبھی رہے نہیں، ثمود کیطرح مدین کیلئے بھی بلا
مدین کے پاس شعیبؑ کو ہم نے بھیجا اس نے کہا بھائیو
خدا کو پوجو، اور روز آخرت کی توقع رکھو، اور زمین میں
کرتے نہ پھرو۔ انھوں نے جھٹلایا، تو کپکپاہٹ نے آ

Marfat.com

وَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (عنکبوت) اور اپنے گھر مین پڑے کے پڑے رہ گئے۔

ان آیتون مین مدین کے جن حالات کی طرف تلمیح و اشارہ ہے، چونکہ مدین کی تاریخ ہمارے مفسرین کے پیش نظر نہ تھی، اس لیے بہت سے عقدے ناکشودہ رہ گئے۔ سب سے اول یہ کہ وہ اہل مدین و بنی اسرائیل کے باہمی واقعات و منازعات سے بجز واقعہ قرابت حضرت موسیٰ و شعیب علیہما السلام نا واقف ہین۔ اس بنا پر ان آیات کی تفسیر مین ان واقعات کا وہ کوئی تعلق نہین ظاہر کرتے۔ حالانکہ ہماری رائے مین یہ آیتین تمامتر ان ہی واقعات سے متعلق ہین۔ پہلی آیت یہ ہے وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (مدین کیطرف انکے بھائی شعیبؑ کو بھیجا)، اس آیت سے دو باتین معلوم ہوتی ہین۔ اول یہ کہ یہان مدین سے قوم مدین مراد ہے، ثانیاً یہ کہ شعیبؑ مدین کے خاندان سے تھے۔

مخاطبت شعیبؑ و مدین کا پہلا فقرہ یہ ہے:-

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (اعراف و ہود) اے قوم خدا کی پرستش کرو، اسکے سوا تمہارا کوئی دوسرا معبود نہین

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ بعل فغور وغیرہ دیوتاؤن کی پوجا کرتے تھے،

اس کے بعد ہے:-

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (اعراف)	ناپ اور تول پورا پورا رکھو اور لوگون کو ان کی چیز کم نہ دو (اعراف)
وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ، اِنِّيْ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ، وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ، (ہود)	پیمانہ اور ترازو کم نہ کرو، مین تم کو اچھی حالت مین دیکھتا ہون اور ڈرتا ہون کہ گھیر لینے والے دن کا عذاب تم پر نہ آئے، لوگو پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ رکھو، لوگون کو اُن کی چیزین کم نہ دو، (ہود)

آغاز فصل مین معلوم ہو چکا ہے کہ مدین ایک تاجر قوم تھی، اور غالباً دنیا کی تاریخ مین اس پیشہ کی سب سے پہلی قوم ظاہر ہوتی ہے، اس بنا پر اس مین یہ مذموم صفت ہوگی جو حالات کے لحاظ سے بالکل مناسب ہو،

Marfat.com

بنی اسرائیل جب مصر کی حدود عرب مین داخل ہوئے، تو انکے ساتھ رسد کا سامان نہ تھا، قرب وجوار کی قومون سے بقیمت خریدتے تھے، یا بجر چھین لیتے تھے، شاید مدین کی اس وصفِ تجارت کا بنی اسرائیل کے اس واقعہ سے بھی تعلق ہو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان آیات سے مراد صرف خرید وفروخت کی کمی وبیشی نہین ہے، بلکہ سود، بٹہ اور دیگر اقسام تجارت ممنوعہ مراد ہین جن کے ذریعہ سے تاجر وصاحب معاملہ لوگون کو ان کے حقِ جائز سے ہمیشہ کم مالیت دیتے ہین اسی بنا پر حضرت شعیبؑ کی قوم کا جواب ہے۔

اَوْاَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (ھود) کیا اس سے بھی کہ ہم اپنے مال مین جو چاہین کرین، تمھاری نماز روکتی ہے۔

اس رائے کی تائید مفسرین کی بعض روایات سے بھی ہوتی ہے:-

وقیل انما هم عن قطع الله نانیر و الدراهم وزعم انه محرم علیهم فقالوا اوان نفعل فی اموالنا ما نشاء[۲]

کہتے ہین کہ شعیبؑ نے ان کو درہم ودینار مین بٹہ لینے سے منع کیا تھا، اور کہا کہ یہ حرام ہے، انھون نے کہا کیا ہم اپنے مال مین اپنی مرضی کے موافق کام نکرین،

محدث ابن جریر طبری تاریخ مین لکھتے ہین:-

عن زید بن اسلم فی قوله عز وجل اصلوٰتك تامرك ان نترك ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء قال کان مما ینهاهم عنه حذف الدراهم او قال قطع الدراهم،

زید بن اسلم سے اس آیت، صلوٰتک، کے ذیل مین مروی ہے کہ شعیبؑ ان کو (بٹہ) سے منع کرتے تھے،

عن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی ان قوم شعیب عذبوا فی قطع الدراهم ثم وجدت ذلك فی القرآن اصلوٰتك تامرك ان نترك ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء[۳]

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قوم شعیبؑ کو بٹہ لینے کے باعث عذاب دیا گیا پھر مجھے قرآن مجید مین یہ آیت ملی،

---

[۱] سفر تثنیہ الاشتراع ۲۰، ۱۴، ۲۷ [۲] تفسیر معالم التنزیل امام بغوی ۲ مورد، [۳] تاریخ طبری ج۔ ص ۲۷۰

اس کے بعد ارشاد ہے :-

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا،	اصلاح کے بعد ملک مین فتنہ نہ برپا کرو، یہ تمھارے لئے
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ، (اعراف)	بہتر ہے اگر ایمان ہو،
وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ : (ھود)	ملک مین فتنہ و فساد نہ پھیلاؤ،

عموماً مفسرین تا انکہ امام رازی بھی فتنہ، وفساد سے "کفر" اور "اصلاح" سے "بعثت شعیبؑ" مراد لیتے ہین، حالانکہ اس سے مقصود بعد صلح وامان بنی اسرائیل کے ساتھ مخالفت، منازعت اور سازش وخونریزی ہے، اسی لئے اس کے بعد یہ الفاظ ہین :-

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ	ملک مین فساد نہ پھیلاتے پھرو، خدا نے جو باقی رکھا ہو
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ، (ھود)	وہی تمھارے لئے بہتر ہے اگر ایمان والے ہو،

"بقیہ" کا مطلب ہمارے مفسرین یہ بیان فرماتے ہین، کہ "حرام کے بعد جو حلال چیزین باقی رہ گئی ہین وہ تمھارے لئے کافی ہین، حرام کی کیون طلب کرتے ہو"، لیکن اس حالت مین اول آیت وآخر آیت سے تعلق کیا رہیگا؟ "ملک مین فساد نہ کرو کہ باقی حلال چیز کافی ہین" یا "ملک مین فساد اور حلال چیزون پر قناعت" دونون بے ربط باتین ہو جاتی ہین،

ہمارے نزدیک مدین کی تاریخ کو پیش نظر رکھنے سے مطلب نہایت واضح ہو جاتا ہے، مدین چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل نے مصر سے آکر ملک کا جو حصہ لے لیا ہے، واپس لے لین، حضرت شعیبؑ فرماتے ہین کہ فتنہ وفساد سے فائدہ نہین، خدا نے جو کچھ باقی رکھا ہے اس پر قناعت کرو، اہل مدین اس کے جواب مین کہتے ہین :-

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ	شعیبؑ کیا یہ تمھاری نماز کہتی ہو کہ اسلاف کے طریقہ پرستش کو
مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا	چھوڑ دین یا ہم اپنے مال مین جو چاہین وہ کرنا چھوڑ دین

Marfat.com

إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ (هود) تم بھی بڑے عقلمند (یا بردبار) اور نیک ہو،

اس جنگ کی غرض صرف دو تھی، ایک یہ کہ اپنے دیوتا بعل فغور کی ہابنت کا انتقام اسرائیل کے خدا کا مقابلہ، اور دوسرے یہ کہ جن طرق ممنوعہ کے ذریعہ سے بھی ہو بنی اسرائیل سے ملک و دولت کی واپسی اہل مدین کہتے ہیں کہ کیا ہم ان دونوں چیزوں سے باز آجائیں؟ اور طنزاً کہتے ہیں کہ تم بھی بڑے نیک اور بڑے عقلمند ہو، یا یہ کہ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ملک و قوم کی مذہبی و مالی بربادی پر غصہ نہیں آتا، تم حقیقت میں بردبار اور نیک آدمی ہو! حضرت شعیبؑ جواب میں فرماتے ہیں:-

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ (هود)

بھائیو! بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی دی ہوئی روشنی پر ہوں اور جو حلال روزی اس نے دے رکھی ہو اسی پر قانع رہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم سے مخالفت کرکے میں ان کاموں میں لگ جاؤں جس سے تم کو روکتا ہوں، میں تو تا حد امکان صرف اصلاح چاہتا ہوں، اور اس کی توفیق خدا کی مدد سے ہے

اصلاح سے مقصود اصلاح روحانی بھی ہو لیکن مدین و بنی اسرائیل کے مابین اصلاح کی کوشش کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے،

لیکن یا این ہمہ ارشاد و ہدایت مفسدین اپنے فساد و تباہ کاری سے باز نہ آئے حضرت موسیٰؑ کے حکم سے قوم مدین کے تمام مرد بچے اور منکوحہ عورتیں قتل کی گئیں، اور ۳۲ ہزار کنواری لڑکیاں لونڈی بنائی گئیں، قوم مدین کی زندگی کی یہ آخری تاریخ تھی۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ (اعراف)

پس ایک کپکپی نے آلیا پس وہ اپنے قیامگاہ میں پڑے رہ گئے (اعراف)

وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ (هود)

جنہوں نے ظلم کیا ان کو چیخ نے آلیا، پس اپنے قیامگاہ میں پڑے رہ گئے (ہود)

Marfat.com

خَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (عنکبوت)	اکر ایک کپکپی نے آلیا پس اپنے قیامگاہ میں پڑے کے کے رہ گئے (عنکبوت)

کپکپی اور چیخ سے متعلق عذاب مراد ہے،

أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ھود)	ہاں ہلاکت ہو، مدین کے لئے جس طرح ہلاک ہوئے ثمود

ثمود کی خصوصیت اس لئے ہے کہ پہلے اس مقام پر وہ آباد تھے،

تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (اعراف)	شعیبؑ اہل مدین سے علیحدہ ہوئے اور کہا، لوگو میں نے خدا کے پیغام تمکو پہنچا چکا تھا، اور تمھاری خیر خواہی بھی کر چکا تھا، پھر کسطرح میں کافر قوم پر غم کروں (اعراف)
لَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (ھود)	جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیبؑ کو اور جو انکے ساتھ ایمان لائے تھے انکو اپنی رحمت سے نجات بخشی (ہود)

حضرت شعیبؑ کے متبع کون تھے؟ صرف انکے ۴۶ اور ہم خاندان۔ اس لئے کافروں نے کہا،

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ (ھود)	اگر تمھارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تجکو سنگسار کر دیتے،

حضرت شعیبؑ نے فرمایا:-

أَرَهْطِيْ أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (ھود)	کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ تمھارے نزدیک قوی ہے

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شعیبؑ کا خاندان حضرت شعیبؑ کا متبع تھا، اور حضرت شعیبؑ کے ساتھ جن لوگوں نے نجات پائی وہ یہی لوگ تھے،

مطابقت توراۃ و قرآن مذکورۂ بالا سطروں میں چند باتوں کا ذکر ہے، حضرت شعیبؑ اور انکا خاندان اہل مدین سے الگ ہوگیا، انھوں نے عذاب سے نجات پائی،

حضرت موسیٰؑ نے مدین کی پہلی جنگ کے بعد جب کنعان کی طرف کوچ کا ارادہ کیا اس موقع کی گفتگو ہے

"موسیٰ نے جواب دیا، سو میں اپنے خسر سے کہوں گا، ہم یہاں سے اس مقام کو کوچ

کرنے والے ہین جو خداوند ہمکو دینے والا ہی، ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم تمھارے ساتھ بھلائی کرین کیونکہ خداوند نے اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہے، جوباب نے جواب دیا، کہ تمھارے ساتھ نہین جاسکتا بلکہ اپنے ملک و لد کو واپس جاؤں گا، موسیٰؑ نے کہا کہ ہم کو نہ چھوڑ جاؤ، تم سے التجا کرتا ہوں، کیونکہ جیسا تم جانتے ہو کس جگہ ڈیرا مین خیمہ زن ہم ہین، تم ہمارے لئے بجائے آنکھ کے ہو" (عدد ۱۰-۲۹-۳۲)

دوسری جگہ ہے:-

موسیٰؑ کے سسر قینی کے بیٹے ینی یہودا کے ساتھ قریہ نخل سے چلے اور یہودا کے ساتھ جو تیمن کا تھا، اُس کے حصہ کے میدان مین سکونت کی" (قضاۃ ۱-۱۶)

مدین کی جنگ سے ایک باب پہلے مذکور ہے:-

"حابر قینی اپنے دوسرے قینی بھائیوں سے جو موسیٰؑ کے سسر حوباب کے بیٹے تھے، پہلے ہی علیحدہ ہوگیا تھا، اُس نے اپنا خیمہ اُس وادی مین کھڑا کیا جسکا نام صعنیم ہے، قادس کے پاس" (قضاۃ ۴-۱۱)

تالمود بابل مین ہے:-

یثرو (شعیب) نے اُس کی مخالفت کی اور جب اس کی نصیحت رد کردی گئی، تو اپنا عہد چھوڑ دیا اور چل دیا، اسی لیے اُس کی اولاد سنہدرم کی رکن مقرر ہوئی،

یوسیفوس یہودی جس نے پہلی صدی مسیحی مین تاریخ یہود لکھی ہے، لکھتا ہے:-

"انھون نے موسیٰ کے خسر یثرو مدیانی کے خاندان کو بھی زمین دی، جس نے اپنا ملک چھوڑ دیا تھا، اور صحرا مین ان لوگون کے ساتھ رہا"

لہ یہودیون کی اعلیٰ مذہبی عدالت جسکا رئیس اُن کا کاہن اعلیٰ ہوتا تھا، اور اس کے علاوہ اور ۷۰ ممبر ہوتے

سہ بزن کی گورنمنٹس آف مدین ص ۹۸، سہ قدامۃ الیہود کتاب ۵ باب ۱۲

قوم مدین کی تباہی عام جس کی قرآن نے خبر دی ہے، توراۃ سے اس کا ثبوت متعدد طور پر بہم پہونچا سکتا ہے

اولاً یہ کہ قوم مدین کی تباہی کے موقع کے توراۃ مین حسب ذیل الفاظ ہین ؛

"بنی اسرائیل نے مدین سے جنگ کی اور اُن پر غالب آئے اور تمام مردوں کو قتل کیا"

. . . . تمام مرد، بچے اور عورتین قتل ہوئین،

ثانیاً یہ کہ اس کے بعد مدین کی تباہی عبرانی صحیفون مین ہمیشہ ضرب المثل رہی ہے، زبور داؤد مین ہے

"باشندگان (شہر) مدین، اسمٰعیلی، اہلِ موآب، ہاجری، عمون، اور عمالیق . . . خدایا

ان کو (قوم) مدین کی طرح کر دے"

اشعیا نبی کہتے ہین :۔

خدائے افواج اُسپر ایک کوڑا بھیجے گا، مدین کی مار کیطرح، عوریب کی چٹان پر، (۱۰-۲۶)

شہر مدین کی پچھلی تاریخ

لیکن با این ہمہ شہر مدین کا وجود باقی تھا، جس کا نشانِ تاریخی زمانۂ اسلام تک ملتا ہے، حضرت داؤدؑ جن کا زمانہ تقریباً ۱۰۰۰ ق م ہے، زبور (۸۳-۶) مین باشندگانِ مدین کا ذکر کرتے ہین، حضرت سلیمانؑ کے عہد مین ایک ادومی شہزادہ ہداد بھاگ کر مدین آیا تھا (سلاطین اول ۱۱-۱۸) اشعیا نبی جو تقریباً ۷۰۰ ق م مین تھے۔ مدین کی اُلنیون کا ذکر کرتے ہین، جو یروشلیم تجارت کا مال لاتی تھی (۶۰-۶) حبقوق نبی ایک پرجلال پیغمبر کی آمد آمد کی خبر سناتے ہوئے کہتے ہین، کہ "زمین مدین کی کھالین رعشہ پڑ جائیگا" (۳-۷)

یونانی و رومی مصنفین نے مدین کا ذکر نہین کیا ہے، بلکہ اس مقام کا نام وہ نباطیا بتاتے ہین، سبب یہ ہوا اس عہد مین اس ملک مین نبط آباد تھے اور یہ بالکل ہماری تہوری کے مطابق ہے، حضرت اسمٰعیلؑ کی ایک اولاد کا نام نبط تھا اور توراۃ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ قدم مدین کی تباہی کے

لہ سفر العدد ۲۵، ۱۷، ۱۸، ۳۱، ۷-۸ ۳۳ تا ۳۵ نارسٹرچ ۲ ص ۳۳۳

بعد اسماعیلی عرب مدین کے مالک تھے، بطلیموس نے البتہ عرب کے ایک مقام کا نام موڈیانا..... صہ
Modiana لکھا ہے جس کو بعض لوگ مدین سمجھتے ہین[1]،

مسلمان جغرافیہ نویسون نے عموماً مدین کا ذکر کیا ہے، ابوالفدا نے جغرافیہ مین لکھا ہے، کہ یہا
قدیم آثار پائے جاتے ہین، حاجی خلیفہ اپنے ترکی جغرافیہ جہان نما مین بیان کیا ہے کہ یہان جو آثار و عمارات
ہین اُن پہ کتبات ہین جن پہ بادشاہون کے نام مرقوم ہین،

مکتشفین یورپ مین سے متعدد اشخاص نے خاص مدین کے آثار کا مشاہدہ کیا ہے، جنمین ایک شخص
برٹن Burton خاص طور پہ قابل ذکر ہے، جسنے ایک بار مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ تک سفر کیا، اور
دوسری بار خدیو مصر اسماعیل پاشا کے حکم سے ۱۸۸۷ء مین سونے کی کان کی تلاش مین مدین تک گیا،
یہان بہت سے کتبات بھی ملے ہین جنپر نبطی خط منقوش ہے، رومیون کے عہد مین یہان کے باشندے
نے عیسائیت قبول کر لی تھی، مسلمان شعرا کے قول سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے. کثیر[2] کہتا ہے:

رھبان مدین والذین عھدتھم یبکون من حذر العذاب قعود

رھبان مدین لو رأوک تنزلوا والعصم فی شعف الجبال لغار

---

[1] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۷۹ [2] دیکھو معجم البلدان یاقوت،

Marfat.com

مدین

اصحاب الایکہ

قرآن مجید مین عرب کی ایک قوم کا "اصحاب الایکہ" کے نام سے ذکر ہی، "ایکہ" کے لغوی معنی جنگل کے ہین، اِس قوم کے پیغمبر بھی حضرت شعیبؑ ہی تھے، جنکا ذکر مدین مین گذر چکا ہے، اس اتحاد سے بعض مفسرین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی چیز ہین، ان کا قیاس ہے کہ ملک مدین کے پاس جنگل تھا جہان مدین کی قوم کبھی کبھی قیام کرتی تھی اس لئے اُسکو "اصحاب الایکہ" جنگل والوں کے نام سے خطاب کیا گیا،[1]

مسلمان جغرافیہ نویس ان اطراف مین کسی جنگل کے ذکر سے خاموش ہین، ان کی رائے ہی کہ شہر تبوک جو مدین کے مقابل مدین سے ۷ مرحلہ پر واقع ہی، اُسی کا قدیم "نام ایکہ" تھا، اور خود اہل تبوک کو بھی اعتراف ہی کہ اس کا پہلا نام "ایکہ" ہے،[2]

قرآن کے روسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مدین اور ایکہ دو چیزین ہین، کیونکہ ان دونون قومون کا حضرت شعیبؑ سے سوال وجواب طرز خطاب، اور پھر آخر اُن کی بربادی اور طریقۂ بربادی بالکل مختلف جو اس بنا پر کوئی دعویٰ کرسکتا ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہین؟

سب سے بڑے اشتباہ کی صورت یہ ہی کہ عام معلومات کے لحاظ سے ان اطراف مین جنگل کا نشان نہین

---

[1] معالم التنزیل بغوی، سورۂ حجر، شعراء، ق ۱، ص ۵۳ [2] معجم البلدان "ایکہ"

اس لئے ہم اپنے اپنی کوشش سے طے کرنا چاہتے ہیں،

مدین اور ابراہیم کا تعلق

مدین جو حضرت ابراہیم کی بیوی قطورا کے بطن سے تھا، اس کے کئی اور بھائی تھے، اور ان بھائیوں کی اولاد یں تھیں، توراۃ میں ان کا ذکر ان الفاظ میں ہے:-

ابراہیم نے قطورہ نام ایک دوسری بیوی کی، جو زمران یقشان، مدان، مدیان، یشبوق اور شوح کو جنی، یقشان نے شبا اور ددان کو پیدا کیا، اور بنو ددان، اشوریم، لطوشیم اور لاومیم تھے، مدیان کے بیٹے عیفہ، عیفر، حنوخ، ابیدع اور ایلدعہ تھے۔ یہ لوگ بنو قطورہ ہیں، ابراہیم نے جو کچھ تھا وہ اسحاق کو دیا، اور ان کنیززادوں کو بھی کچھ دیا، اور انکو اپنے بیٹے اسحاق سے الگ کر دیا، اور ابراہیم اس وقت پورب کی طرف پورب کے ملک میں تھا۔ (یعنی عرب)

توراۃ نے قطورا کی متعدد اولاد اور اولادیں سے صرف دو کی تفصیل کی ہے، بنو مدین اور بنو ددان، بنو مدین کے متعلق یہ تحقیق معلوم ہے کہ بحر احمر پر خلیج عقبہ کے سامنے شہر مدین میں آباد تھے۔ اس لئے تسلیم کرنا چاہئے کہ بنو ددان بھی ان کے سواحل پر مدین کے قریب آباد ہونگے توراۃ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے،

"تیما، ددان، بوض، جو سر کے بال منڈاتے ہیں، اور تمام عرب کے بادشاہ"[۵]

تیما، شمالی عرب میں حجاز سے شام کے راستہ پر واقع ہے، اسی کے قریب ددان کو ہونا چاہئے، جن سے

[۵] سفر تکوین باب ۲۵، ۱۵، میاہ ۲۵-۲۳-

Marfat.com

ساحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے گذر کر خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلکر تیما وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی ایک نہایت قدیم و مشہور تجارتی سڑک واقع ہے، جو قدیم زمانہ مین ہندوستان یمن اور مصر و شام کے درمیان تجارت کا تنہا راستہ تھا، اس راستہ کا ذکر تمام قدیم جغرافیوں مین موجود ہے، وادی القریٰ کھودی گئی مدین قدیم شعیبؑ کی آبادی سدوم قوم لوط کا مقام اور نیز تبوک تیما، اور رقیم (یونانی پیٹرا) اسی سڑک پر واقع ہیں شام دقع ہین تورات کے لحاظ سے کنعان بھی یہین تھا، اور قرآن کہتا ہے کہ "اصحاب الایکہ" بھی اسی سڑک پر تھے

قوم لوط جو سدوم مین آباد تھی، اس کے ذکر کے بعد ارشاد ہے:-

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (الحجر)

اور جنگل والے یقیناً حد سے گذر جانے والے تھے، ہم نے ان سے انتقام لیا، اور یہ (سدوم و ایکہ والے) دونوں کھلے راستہ پر ہین

یہ ہی راستہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا، اور جس کو تاریخ قدیم مین نہایت اہمیت حاصل ہے۔

اس بیان سے قرآن و تورات دونون کے رو سے دوان یا اصحاب الایکہ کا مسکن متعین ہو گیا، اب دوسرے مباحث کی طرف رخ کرنا چاہیئے۔

قرآن نے ان کو اصحاب الایکہ "جنگل والے" کیون کہا؟ کیا ان کا وطن جنگل مین تھا؟ ہان جنگل مین تھا! اور ۸۰۰ برس کے بعد بھی جنگل مین تھا، اشعیاہ نبی، بنوخذنضر (بخت نصر) کے خروج سے تمام اقوام کو متنبہ کر رہے ہین، [illegible]

"عرب پہار (مصیبت) ہے، جبکہ جنگل مین دوان والون کی راہ مین تم شام [illegible] تیمن کے باشندو! پیاسون سے پانی لیکر ملو، اور تکست کھانے والون کے لئے [illegible] مسیح سے ۱۰۰ [illegible]

نویں مدین اور خلیج عقبہ کے [illegible]

لے برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین، ص ۱۷۹-۱۸۰۔

اس جگہ سے متصل وہ جگہ ہے جس لوگ نساکتے ہین یا ناقۃ البحر کہ یہ جانور وہاں پائے جاتے ہین
یہ نسا قریب ایک راس (راس محمد یا خلیج عقبہ ؟) کے واقع ہے، جو نہایت پُر از اشجار ہے، یہین سے
ایک سیدھی سڑک (شاید شمال کو) اُس شہر کو جاتی ہے جس کا نام پیٹرا (رقیم) ہے اور فلسطین
(شام) کو جاتی ہے، جہاں اہل قریہ (یا مدیان) معین اور تمام عرب قریب ہین رہتے ہین اور
بالائی ملک سے بخورات اور کہا گیا ہے کہ خوشبودار چیزون کے بنڈل لاتے ہین ۔

۸۸ باب مین دوسری جگہ کہتا ہے :-

خلیج عیلانہ (عقبہ) کے پیچھے جس کے چاروں طرف بطنی عرب رہتے ہین (ارض مدین یہی ہے)
جو تیماؤس (بنو تیمن) کا ملک ہے جو وسیع اور مسطح ہے، اور سیراب اور عمیق ہے، وہان اشجار کے
سوا اور کچھ نہین ہوتا، جو تا بقد آدم ہوتے ہین، اور جنکی وجہ سے جنگلی اونٹ (؟) ہرنون کے گلے
بارہ سنگھے رہتے ہین، اور نیز موشی اور بھیڑ کے گلے، لیکن ان مواہب قسمت کے ساتھ شیر اور بھیڑیے
کا وجود بھی ہے، جن سے یہان کے باشندون کی خوش قسمتی مبدل بہ بدقسمتی ہے،

جس تیمن کا اس جنگل کے پاس ذکر ہے بعینہ اُسی کا جغرافیہ یونانی مین بھی ہے، اس سے بڑھکر توافق یہ
کہ "اصحاب الایکہ" (جنگل والون) کے ملک کا ایک مشہور واضح شاہراہ (امام مبین) پر ہونا قرآن مجید نے یہان
کیا ہے بعینہ یہی بیان ایک یونانی جغرافیہ مین بھی ہے،

"اس جگہ (خلیج عقبہ) سے متصل وہ مقام ہے جسکو لوگ نساکتے ہین ..... یہ ایک راس کے
قریب ہے جو نہایت پُر از اشجار ہے یہیں سے ایک سیدھی سڑک رقیم اور فلسطین کو جاتی ہے"[1]

یہ جغرافیہ قرآن سے ۷۰۰ برس پہلے لکھا گیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ قرآن کی صداقت کی کوئی دلیل
مطلوب ہے؟ قرآن مجید مین اصحاب لایکہ کا ذکر چار سورتون مین ہے، حجر، شعراء، ق، ص سب سے مفصل ذکر شعراء مین

[1] حوالہ اوپر گذر چکا ہے،

Marfat.com

كَذَّبَ أَصْحَابُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ، إِذْ قَالَ
لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ، إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
أَمِينٌ، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ، وَمَا أَ
عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ، إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ
وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ، وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيمِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ، وَاتَّقُوا
الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ،
قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ، وَمَا أَنْتَ إِلَّا
بَشَرٌ مِثْلُنَا، وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ فَأَسْقِطْ
عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ
قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ، فَكَذَّبُوهُ
فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ، إِنَّهُ كَانَ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً، وَ
مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ۔

جنگل والوں نے پیغمبرون کی تکذیب کی، جبکہ ان سے شعیبؑ
نے کہا کہ کیا تم نہین ڈرتے؟ مین تمھارا پیغمبر امین ہون،
خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، اور مین تم سے اسکی
اجرت نہین مانگتا، میری اُجرت صرف خداے پروردگار
عالم پر ہے، ناپ اور تول پورا کرو، اور ٹوٹا دینے والون
مین سے نہو، اور ٹھیک ترازو سے تولو، لوگون کے حق کو
کم نہ کیا کرو، اور نہ زمین مین فساد پھیلاؤ، اور اُس سے
ڈرو، جسنے تم کو اور پہلی قومون کو پیدا کیا۔

* * * \

تیرے تاجرہین۔ بھیڑ، بکری ....."

یہ بہت پیچھے کا ذکر ہے، اسی پر دوانِ اوّل کو بھی قیاس کرنا چاہئے، اس لئے ناپ تول کے درست رکھنے کا حکم ہوا،

ہمارے مفسرین کا بیان ہے کہ بلا استثنا تمام اصحاب لایکہ ہلاک ہوگئے لیکن قرآن مجید مین اس قسم کا کوئی لفظ نہین ہی، اور نہ کوئی حدیث مرفوع صحیح اس کی مثبت ہی، اور نہ یہ تفصیل ہے کہ یہ عذاب دوملک تھا یا مکلف، اس بنا پر مفسرین کی زیادت قابل تسلیم نہین، اگر یہ صحیح ہوتا تو مدین وغیرہ کے ذکر مین جس طرح اس کی تشریح قرآن مجید نے کر دی ہی یہان بھی ضرور ہوتی،

یہان ایک نکتہ لحاظ کے قابل ہے، مدین کے موقع پر خدا نے فرمایا وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا اور یہان فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت شعیبؑ مدین کے خاندان سے تھے، دوسرے بھائی دوان کے خاندان سے نہ تھے،

زیادت تبصرہ کے لئے اصحاب الایکہ کی تین اور آیتین بھی پڑھو:۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ لَظٰلِمِیْنَ، فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ، (الحجر)	اور جنگل والے یقیناً حد سے گذر جانے والے تھے، اللہ نے ان سے بدلہ لیا، اور دونون مقام (سدوم وایکہ) کھلے راستہ پر ہین،

یہ سورۂ الحجر کی آیت، ص اور ق مین اقوام ظالمین کے ضمن مین صرف نام ہے،

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ اُولٰٓئِكَ (ص) الْاَحْزَابُ، اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ وَثَمُوْدُ وَفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ، كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ (قٓ)	ثمود، قوم لوط، جنگل والے، یہ بڑی جماعتین ہین، ان مین ہر ایک نے انبیا کی تکذیب کی، پس میرا عذاب حق ہوا اور عاد اور فرعون، اور برادران لوط، اور جنگل والے اور قوم تبع، ہر ایک نے انبیا کی تکذیب کی پس میری وعید سچ ہوئی،

Marfat.com

اِن آیات سے بھی عذابِ ہلاک یا ہلاک کُلّی کا ثبوت نہین ہوتا، اسی لیئے ہم اس قوم کا ذکر ۶۰ برس قوم مین بنوخذنضر (بخت نصر) کے عہد تک پاتے ہین، تا آنکہ اس کی تلوار نے دیگر اقوام کی طرح اُن کو بھی محو کر دیا، جیسا کہ حزقیال نبی نے پیشینگوئی کی تھی :-

اسی لیئے خداوند خدا کہتا ہے کہ مین اپنا ہاتھ ادوم پر دراز کرون گا، اور اُس سے انسان وحیوان چھین لونگا، اور اُس کو جنوب (تیمن) سے ویران کرون گا اور اہل دوان تلوار سے گرین گے (۲۵-۱۴)

بنو سارہ

بنو ادوم

حضرت ایوبؑ علیہ السّلام

ادوم جس خطۂ ملک مین آباد ہوئے، یونانی مین اب تک اُسکو "ایدومیا" (Idumia) کہتے ہین بحر میت (بحر الملح) اور خلیج عقبہ (عیلانہ) کے بیچ مین واقع ہے[1]، اس کے شمال مین بحر میت اور فلسطین، جنوب مین شمالی خلیج عقبہ اور مدین، مغرب مین جزیرہ نمائے سینا، اور مشرق مین ارضِ موآب اور جوفِ عرب شمال ہے، شام و فلسطین کیجانب جنوبی (مغربی) گوشہ مین مملکت عرب کی یہ آخری حد ہے، ملک مین کوہ سعیر یا کوہ سراۃ طولاً شمال سے جنوب تک وسیع ہے، اسی لئے توراۃ مین ادوم کا مقام سعیر بتایا گیا ہے،

عیسو معروف بہ ادوم

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت یعقوبؑ اور عیسو دونون سگے بھائی تھے، اور حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے تھے، عیسو گو فرزند اوّل تھے لیکن پہلوٹے ہونے کی برکت حضرت یعقوبؑ نے بلطائف الحیل حاصل کی، عیسو روٹھکر اپنے عم مکرم حضرت اسماعیلؑ کے پاس چلے گئے[2] اور انکی صاحبزادی سے جن کا نام بسمہ[3] یا محالات[4] تھا شادی کرلی، پھر اور چند شادیان کین، جن سے متعدد اولاد ہوئی اور

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۴ ص ۱۰۹۰ و ج ۸ ص ۹۴۹ [2] تکوین ۲۵-۲۵ [3] تکوین ۲۶-۳ [4] تکوین ۲۸-۹ [5] تکوین ۳۶-۳ [6] تکوین ۲۸-۹

Marfat.com

اولادون کی اولادین (جن مین عمالق اور عوض مشہور ہین) ہوئین، اور ان سب کو لیکر کوہ سعیر[1] (سراۃ) مین جا بسا مسکن بنایا، جو ملک شام سے انتہاے یمن تک طولاً وسیع ہے، عیسو کا نام عرف عام مین ادوم (سرخ) تھا،[2] اسی لئے اس خاندان اور اس ملک کا نام "ادوم" پڑگیا، جدید تحقیق جو یقینی نہین ہے یہ ہے کہ ادوم کا نام ملک کی زمین کے سرخ رنگ ہونیکی وجہ سے رکھا گیا ہے،[3]

مملکت ادوم چندصدیون کے بعد یہ خاندان ایک کثیر التعداد قوم بنگئی، جسنے ۱۴۰۰ ق م سے پہلے ایک عظیم الشان حکومت قائم کی، اسی عہد مین بنی اسرائیل جب مصر سے آئے ہین تو ادوم کی حکومت سعیر مین قائم تھی، ساؤل (طاؤت) جو بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ تھی اور جن کا زمانہ ۱۰۰۰ ق م ہے ان سے پہلے ادوم مین متعدد بادشاہ یا شیوخ گذر چکے تھے ان شیوخ یا بادشاہون کی حکومت موروثی نہ تھی بلکہ انتخابی تھی، ان کا انتخاب ملک کی مختلف آبادیون سے ہوتا تھا،

توراۃ مین ادوم کی حسب ذیل مختلف آبادیون کے نام مذکور ہین، دنہابہ، بصرہ، تیمان، عویث، شرلیتا، رحبوت اور فاعو، (تکوین ۳۶-۳۱) ادوم کے دارالحکومت کا نام بعد کو عبری مین سلاع ہے، اور یونانی اس کو پیٹرا لکھتے ہین، (ان دونون کے معنی پتھر کے ہین) لیکن عرب اس کو رقیم کہتے ہین، یہ اصل مین مدیانی شہر تھا، مدین کے بعد ادوم نے اس پر قبضہ کرلیا تھا، سلاطین ادوم کے نام یہ ہین جو شاید پچھلے زمانہ کے ہین، اور غیر مرتب ہین، لیکن توراۃ نے ان کو یہ ترتیب و تسلسل ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو بادشاہ ظاہر کیا ہے، (تکوین ۳۶-۳۱)

نمبر شمار	نام	مقام
۱	بالع بن باعور	دنہابہ
۲	یوباب بن زارح	بصرے

[1] تکوین ۳۶-۹ [2] تکوین ۳۶-۱ [3] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۴ ص ۲۹۰

[4] صدد ۲۰-۱۴، [5] تکوین ۳۶-۳۱،

نمبر شمار	نام	مقام
۳	حوشام	تیمان
۴	بداد بن بدا	عویث
۵	کلا	مشریقا
۶	شاؤل	رحبوت
۷	بعل حنان بن عکبور	.
۸	ہدار	فاعو

ادوم کی تاریخ

ادوم کی سب سے پہلی تاریخ یہ ہے کہ ہدد شاہ ادوم نے باشندگان مدین سے جنگ کی اور انکو شکست دی، تیرھوین صدی ق م مین منیفیط اور رعمسیس سوم فراعنۂ مصر نے ادوم پر حملہ کیا، مصری کتبہ مین اس ملک کا نام ادومہ بتایا گیا ہے اور ادوم کو شاسو کا ہم قبیلہ کہا گیا ہے[1]، شاؤل شاہ اوّل اسرائیل نے جن کو قرآن مجید نے برعایتِ جالوت طالوت کہا ہے، سب سے پہلے ادوم پر حملہ کیا (سموال ۱۴-۴۷) حضرت داؤدؑ بادشاہ ثانی اسرائیل نے ادوم کو فتح کرکے مملکت اسرائیل مین شامل کرلیا، (۲ سموال ۸-۱۴) ہدد جو ادوم کا شہزادہ تھا بھاگ کر مدین آیا اور یہان سے مصر چلا گیا، (اسلاطین ۱۱-۱۶) حضرت داؤدؑ کے مرنے کے بعد وہ اپنے ملک کو واپس آیا (اسلاطین ۱۱-۲۲) اس کے بعد مختلف سلاطینِ بنی اسرائیل کے عہد مین بنو ادوم نے پُرزور بغاوتین کین، (۲ سلاطین ۸-۲۲، ۲۳) نوین صدی ق م کے نصفِ اوّل مین وہ یہودیہ کے ماتحت تھی، (سلاطین ۸-۲۰-۲۲) اموصیاشاہ یہودیہ نے بحرمیت کے ساحلی میدان مین ادوم پر ایک زبردست حملہ کیا، دس ہزار ادومی مارے گئے، ادومیون کے پایہ تخت سلاع (پیڑا) پر شاہ یہودیہ نے قبضہ کرلیا اور اس کا نام بدلکر یقتائیل[2] کیا

[1] برٹانیکا. ج ۸ ص ۹۴۹ و ج ۱۴ ص ۲۹،

(۲-سلاطین ۱۴:۱-۷)

اس کے بعد اسیریا کا دور شروع ہوتا ہے تغلات پلاسر رابع، شاہ اسیریا کے عہد (۷۴۵ ق م) اسیری کتبات مین ادومی حکومت کا بحیثیت خراجگذار ریاست کے ذکر ہے، اس وقت اس کے بادشاہ کا نام "کوزملک" تھا، ساتوین صدی ق م مین جو بادشاہ تھا اُس کا نام کوزگیری تھا، ساتوین صدی ق م کے وسط مین موآب اور ادوم دونون، قبائل بادیہ کے نشانہ تھے، آخری تاریخ یہ ہے کہ بنوخذنضر شاہ اسیریا کے مقابلہ مین بغاوت کی (یرمیاہ ۲۷:۲-۳) اور ناکام رہے، بنوخذنضر نے دیگر قوام کے ساتھ اُن کو بھی پامال کر دیا،

چھٹی صدی ق م مین اسیریا، میڈیا کے ہاتھ سے تباہ ہوا، اسی عہد مین موقع پاکر اون بدوی سماعیلی عربون نے اسپر قبضہ کر لیا، جن کا نام تاریخ مین بنطی ہے، ادومی مجبور ہو کر بحر میت کے پار چلے گئے، یہی سبب ہے کہ یوسیفوس اور بطلیموس کی تصنیفات اور نیز تالمودین "ادومیا" اُسی قطعہ کا نام بتایا گیا ہے،

یوباب اور ایوب ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ادوم کی ایک نسل کا نام "عوض" تھا، حضرت ایوب علیہ السلام جنکا قرآن مجید اور اسفار یہود دونون مین ذکر ہے، اور جن کے نام سے "سفر ایوب" مجموعۂ توراۃ کا ایک جزو ہے، اسی عوض بن ادوم کی نسل سے تھے، (سفر ایوب ۱:۱) سفر ایوب عبری مین حضرت ایوبؑ کا نام "اوب" ہے، لیکن عرب انکو ایوب کہتے ہین،

ادوم کے شیوخ یا سلاطین کی جو فہرست اس سے پہلے نقل کی گئی ہے اس مین تیسرا نام "یوباب بن زارح" ہے، قدیم وجدید، مسلم وغیر مسلم دونون تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ "یوباب" اور "اوب" یا "ایوب" ایک ہی نام ہے، اور یہ اختلاف محض تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے،

ایک قدیم مذہبی کتاب ہے جس کی اصل زبان، عبری عربی ہے، جو ادوم کی زبان ہونی چاہیئے

Marfat.com

کیونکہ وہ عبری عربی ممالک کے وسط مین رہتے تھے، اس کتاب کا ایک جرمن فاضل میخائیل (Michaelis) نے لاطینی مین ترجمہ کیا ہے اس کا عنوان یہ ہے، Colloquia لیکن اس کتاب کا ایک قدیم عربی ترجمہ بھی ہے، جس مین حسب ذیل عبارت ہے جو قواعد عربی کے رو سے جابجا غلط ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی غیر عربی نے اس کا ترجمہ کیا ہے،

وایوب کان ساکنا فی ارض عوض فی تخم	ایوب، عوض کی سرزمین مین ادوم کی سرحد مین رہتے
ادوم وعربیا ومن قبل اسمہ یوباب....	تھے، قوماً عرب تھے اور پہلے یوباب نام تھا، ایوب زارح
وایوب کان ابن زارا ابن بنی عیسو...وھو	کے بیٹے اور خاندان عیسو سے تھے، اور حضرت ابراہیمؑ
کان السادس من ابراھیم والملوک الذی ملکوا	کی چھٹی پشت مین تھے، اور جو سلاطین پہلے ادوم پر
فی ادوم الذی کان ملک علی تلک الارض من	حکمران ہوے تھے وہ بالق بن باعور تھے، اور اُن کے
قبل بالق بن باعور، واسم مدینتہ دنابا و	پایہ تخت کا نام دنابہ تھا اُن کے بعد یوباب بادشاہ ہوے
من بعدہ یوباب ھذا الذی یسمی أیوب،	جو ایوب ہین،

ریورنڈ فارسٹر نے اس بحث پر کئی صفحے سیاہ کئے ہین کہ ایوب عرب تھے، اور نسلِ ادوم سے تھے یہان تک تو صحیح ہے، آگے وہ ثابت کرتے ہین کہ ایوبؑ کا شہر دنابا تھا، اور یہ غلطی اس لئے ان کو ہوئی کہ عربی عبارتِ مذکورہ مین واسم مدینتہ دنابا مین مدینتہ کی ضمیر یوباب کی طرف راجع کی حالانکہ اولاً تو یہ صریحاً غلط ہے جس کو ہر عربی دان سمجھ سکتا ہے، ثانیاً یہ خود تورات کے مخالف ہے (تکوین ۳۶ - ۳۲) ایک دوسرے یورپین فاضل (شاید انگریز) Calmet نے ثابت کیا ہے کہ یوباب اور ایوب بھی ایک ہی شخص ہین[۵۲]

[۵۲] حواشی برنارڈ روم گبن شائع کردہ ایوری مینس لائبریری ج ۵ ص ۲۴۰ [۵۲] عربی عبارت اور ان اقوال کے لئے دیکھو فارسٹر ج ۲ ص ۶۳

Marfat.com

مسٹر گبن (Gibbon) مصنف ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر، عرب و اسلام کی نسبت جو ان کی کتاب کا چالیسوان باب ہی، قرآن مجید پر ایک غیر واقفانہ نقد کرتے ہوئے لکھتے ہین:-

"اس عرب مبشر (قرآن یا محمد صلعم) کے خیالات خدا کے متعلق گو اعلیٰ و لطیف ہین تاہم اس کا بلند سے بلند خیال سفر ایوب کی پر جلال سادگی کے مقابلہ مین کم ہی جو عہد قدیم مین اسی ملک اور اسی زبان مین لکھی گئی ہے"

ہمارے ہان تفسیرون مین جو روایات اسرائیلیہ ہین وہ بھی اسی کی تصدیق کرتی ہین کہ یوباب اور ایوب ایک شخص ہین،

ان ایوب رجل من الروم (ادوم) وھو ایوب	ایوب، روم (ادوم) کا ایک آدمی تھا، ایوب بن [illegible]
بن امرص (حطأ) بن زارح بن روم (ادوم)	ابن زارح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم .....
بن عیص (عیسو) بن اسحاق بن ابراھیم۔	اس کے قبضہ مین شام کے تمام سہیدان اور
وکانت لہ البنیۃ من ارض الشام کلھا سھلھا	کوہستان تھے، اور ان مین ہر قسم کی دولت تھی،
وجبلھا وکان لہ فیھا من اصناف المال کلہ	یعنی گائے بیل، اونٹ، بھیڑ بکری، گھوڑے
من البقر والابل والغنم والخیل والحمر.....	گدھے .....

ان تمام روایات مین ایک عجیب تصحیف لفظی ہے "ادوم" کی جگہ "روم" بیان کیا گیا ہے، ادوم چونکہ غیر معروف اور روم مشہور لفظ تھا اور تشابہ خط و لفظ بھی ہے، اس سبب سے راوی یا ناسخ نے "ادوم" کی جگہ "روم" کر دیا ہے، دوسری غلطی اس مین ایوب اور زارح کے درمیان "ادوص" کے نام کی زیادت ہی، مورخ ابن واضح یعقوبی المتوفی ۲۸۰ھ کا بیان زیادہ صحیح ہے، ملوک شام کے ذکر مین لکھتا ہے:-

---

ملہ گبن ج ۵، ص ۲۴۰،

Marfat.com

یوباب ھوایوب بن زارح الصدیق — یوباب وہی ایوب صدیق بن زارح ہین ،

سفر ایوبؑ اور ایوب — یہ مسئلہ کہ حضرت ایوبؑ ادومی عرب تھے ،خود سفر ایوب سے ثابت ہوتا ہے۔ (۱-۱)

"عوض کی زمین مین ایک مرد صالح ، راست گو ، خدا سے ڈرنیوالا اور بدی سے دور تھا"

عوض توراۃ مین دو آدمیون کا نام ہے ، ایک تو نہایت قدیم عوض بن ارم بن سام بن نوح (تکوین ۱۰-۲۳) دوسرا عوض بن دیسان بن عیسو بن اسحاق بن ابراہیم (تکوین ۳۶-۲۸) - باتفاق اہل کتاب اس سے عوض ثانی مراد ہے ، عوض کے بنی ادومی عرب ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سفر ایوبؑ مین رفقائے ایوبؑ کے جو مسکن بتائے ہین ، وہ تیمن ، نعمتان اور شوحان ہین ، (۲-۱۱) اول کے متعلق تو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ مملکت ادوم کا ایک مشہور شہر تھا (تکوین ۳۶-۳۵) اس سے پہلے حضرت ایوبؑ کی تعریف مین ہے :-

اس لئے وہ تمام فرزندان مشرق مین سب سے زیادہ بڑا تھا (ایوب ۱-۳)

اس کتاب کے جغرافیۂ عرب مین معلوم ہو چکا ہے کہ اصطلاح یہود مین مشرق سے کیا مراد ہے ، حضرت ایوبؑ کا بادشاہ یا شیخ قبیلہ ہونا بھی خود سفر ایوبؑ سے ثابت ہے :-

"اے کاش کہ میں گذشتہ مہینون مین تھا ، اُن دنون مین جبکہ خدا میری حفاظت کرتا تھا جبکہ اس کا چراغ میرے سر پہ تھا ، اور مین تاریکی مین اُس کی روشنی مین چلتا تھا ، مین اپنی نوجوانی کے دنون مین جبکہ اسوقت تک خدا کا راز میرے مسکن مین تھا ، جبکہ قادر مطلق (خدا) میرے ساتھ تھا اور میرے بچے میرے قریب تھے"

"جب مین اپنے پاؤن مکھن سے دھوتا تھا ، اور جب چٹان میرے لئے تیل کے چشمے بہاتی تھی ، جب مین شہر کے دروازہ پر جاتا ، یا جب بازار مین اپنی نشست طیار کرتا ، نوجوان مجکو دیکھکر ٹل جاتے ، اور بوڑھے میرے لئے کھڑے ہو جاتے ، بڑے بڑے لوگ مجھ سے بات کرنے مین

Marfat.com

جھجکتے، اور ہاتھ سے اپنا مُنھ بند کر لیتے، اُمرا اپنی آواز بند کر لیتے، اور زبان تالو مین لگا لیتے،،

کیونکہ جس کان نے مجھکو سُنا میری تعریف کی، اور جس آنکھ نے مجکو دیکھا میری گواہی دی کیونکہ جس مسکین نے بھی فریاد کی اور جو بھی بے یار و مددگار یتیم تھا مین نے اس کی مدد کی، ہر قریبِ مرگ کی دعا مجکو ملی اور ہر بیوہ کے دل کو خوشی کا گانا مجھ سے نصیب ہوا،،

"راستی میری پوشاک تھی، جو مجکو پہنائی گئی، میرا فیصلہ خلعت اور تاج ہوتا تھا، مین اندھون کی آنکھ تھا، لنگڑون کا پاؤن، اور غریبون کا باپ تھا اور وہ دلیل جس کو مین نہین جانتا تھا، لیکن مین جس کی تلاش مین تھا. مین نے شریرون کے دانت توڑ دیئے، اور اُن کے دانتون کے اندر سے غصب کی چیز چھینی،،

. . . . . .

میری نصیحت پر کان دھرتے تھے، اور میری کمان میرے ہاتھ مین نئی کی گئی تھی. میری بات کو لوگون نے سُنا، اور خاموشی سے میری نصیحت کا انتظار کیا، میری گفتگو کے بعد وہ کچھ نہ بولے میرے الفاظ کے قطرے اُنپر ٹپکتے تھے، اور وہ اُن کا اس طرح انتظار کرتے تھے، جیسے بارش کا اور وہ اُن کے لئے اس طرح مُنہ کھولتے تھے جیسے پچھلے مینھ کے لئے،،

"مین اُنپر ہنسا، لیکن انھون نے یقین نہ کیا، اور نہ میرے چہرے کی چمک زمین پر گری، مین نے ان کے لئے راستہ چُن دیا، اور مین سردار بنکر بیٹھا، اور اس طرح رہا جس طرح بادشاہ اپنی فوج مین، اور اُس شخص کی طرح جو غمزدون کو تسلی دیتا ہے" (سفر ایوب ۲۹)

اس پُرجلال روحانی بیان کو سُنکر کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ کسی شاہانہ پیغمبر کی زبان نہین

حضرت ایوبؑ کا زمانہ اور وطن

جبکہ ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ "ایوب" اور یوباب" ایک ہی شخص ہین تو ہم کو حضرت ایوبؑ کے مکان و مسکن کے متعلق زیادہ کاوش کی حاجت نہین رہی، یوباب کا مسکن

Marfat.com

تورات مین مذکور ہے کہ وہ بُصریٰ کا تھا، جو اب تک شمالِ عرب مین فلسطین کے قریب معروف شہر ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سفرِ شام مین وہان قیام کیا تھا، وہی شہر حضرت ایوبؑ کا بھی مسکن ہے
بُصریٰ قدیم زمانہ مین ایک تجارتی شہر تھا، توراۃ مین اسکا ذکر متعدد مقامات مین ہے، اشعیا نبی نبوخذنضر
کے خروج کی خبر دیتے ہین "خداوند کی تلوار خون آلود ہے . . . خداوند نے بُصریٰ مین قربانی کی اور
ادوم کے ملک مین قتلِ عام (۳۴-۶) "وہ ادوم سے آرہا ہے، رنگے کپڑے کے ساتھ بُصریٰ سے" (۶۳-۱
۶) اس ورس مین بُصریٰ سے کسی آنے والے کی بشارت ہے،

زمانہ کے متعلق بھی فیصلہ اس لیے آسان ہو کہ "کلدان" (ایوب ۱-۱۷) اور "سبا" ایوب ۱۰
کا اس مین ذکر معاصرت ہے، سبا کا عروج ۱۰۰ ق م مین ہوا ہے، اور کلدانیہ کا اختتام ۱۰۰ ق م
ان دونون کا مشترک عہد ۱۰۰ ق م سے ۱۰۰ ق م تک ہے، اس لیے ان دونون زمانون کے
درمیان کہین حضرت ایوبؑ کا عہد قرار دینا چاہیے،

حضرت ایوبؑ کا قصہ | قرآن مجید مین حضرت ایوبؑ کا ذکر ہے، لیکن چند مجمل اشارات کے سوا کوئی
تفصیل نہین ہے، مفسرین نے جو تفصیل نقل کی ہے، وہ وہب بن منبہ اور دیگر اسرائیلی مسلمانون
جو قرنِ اول مین موجود تھے منقول ہے، اور یہ اسرائیلی روایت تھوڑے تغیر و اضافہ کے ساتھ تمام
ایوب سے ماخوذ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے،

حضرت ایوبؑ ایک مالدار، کثیر الاولاد، صاحب عزت و تندرست آدمی تھے، خدا کی رضا
ہمیشہ طالب، اور ہر مصیبت کے وقت صابر تھے، مساکین اور فقرا کی، عائشہ، یتیمون اور بیوون کی
اور مظلومون کی فریاد رسی انکی عادت تھی،

آخر خدا نے ان کو بلا مین ڈالا، اور (بروایت سفر) شیطان کو ان کی جان و مال پر استیلا دیا
روایت جس کی تفصیل مین اونٹ، بھیڑ، بکری اور گدھون سے عبارت تھی، کلدانی لوٹ کر لے گئے، ف

کے دستِ پرسانی قابض ہو گئے، اولاد ین ایک چھت کے نیچے دبکر رہ گئین۔ لیکن ان مصائب مین بھی کلمۂ شکر و رضا کے سوا زبانِ مبارک سے کچھ نہ نکلا، آخر تندرستی بھی زائل ہو گئی، اور تمام بدن خراب ہو گیا، عزیز و اقارب نے کنارہ کشی کر لی، ایک بیوی رفیقِ حال تھی، اُسنے بھی بالآخر صلاح دی کہ غیر خدا کے سامنے جھکو، اور خدا کو برا کہو،

اس حالت کی خبر حضرت کے تین دوستوں کو ہوئی، اور یہ تینوں حضرت ایوبؑ کی تعزیت کو آئے پورا صحیفہ، حضرت ایوبؑ اور ان تین مؤمنین صادقین کے باہم مناظرہ و مکالمہ پر مشتمل ہے، یہ تمام مناظرہ لطیف تمثیلات مین نہایت اعلیٰ، فلسفیانہ اور شاعرانہ جذبات روحانی سے پُر ہے، جن کا ماحصل یہ ہے کہ ان مؤمنین ثلاثہ کا دعویٰ ہو کہ انسان پر کوئی مصیبت بغیر گناہ کے نہین آتی، اس لئے جو مبتلائے مصیبت ہی وہ گنہگار ہے، اور اس کو اعتراف و توبہ کرنا چاہئے" حضرت ایوبؑ فرماتے ہین کہ نہین نے کوئی معصیت نہین کی ہے، جس کی یہ خدا کی طرف سی جزا ہے، بلکہ یہ عالمِ قدر و قضا ہے جس کے لئے کوئی سبب درکار نہین، خدا کے اسرار و مصالح لامحدود ہین اور ان کی معرفت سے انسان عاجز ہے" آخر وحی الٰہی نے فیصلہ کیا کہ "ایوب! گو تو حق پر ہے تاہم بندہ کو کسی حال مین اپنے اعتراض مین قصور نہ کرنا چاہئے" یہ سنتے ہی حضرت ایوبؑ نے قربانی کی اور تندرست ہو گئے، تمام اعزہ و اقارب بھی جمع ہو گئے، خدا نے از سرِ نو دو مرتبہ دولت اور اولاد عطا کی،

قرآن مجید اور حضرت ایوبؑ | قرآن مجید مین حضرت ایوبؑ کا نام چار سورتون مین آیا ہے انعام" انبیاء" اور "ص" نساء اور انعام مین صرف نام ہے وَتِلْكَ حُجَّتُنَا وَآتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ يُوسُفَ (انعام) سورۂ انبیاء اور سورۂ ص مین کسی قدر تفصیل ہے:-

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي	ہمارے بندہ ایوبؑ کو یاد کرو جب اُس نے اپنے پروردگار
مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ،	کو پکارا کہ شیطان نے تکلیف و عذاب کے ساتھ مجھ پر

Marfat.com

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ	ایوب (ع) اپنا پاؤں مار، یہ غسل کرنیکی ٹھنڈی جگہ ہے، اور
شَرَابٌ، وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ	پینے کا پانی ہے، اور ہم نے اس کو اس کے اہل و عیال دئے
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي	اور ان ہی کے برابر اور، اپنی رحمت سے اور عقلمندوں کی یاد گاری
الْاَلْبَابِ، وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا	کے لئے (ایوب) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا مٹھا لو اور اس سے
فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ، اِنَّا وَجَدْنٰهُ	اور اپنی قسم نہ توڑو، ہم نے ایوب کو صابر پایا کیا اچھا
صَابِرًا، نِعْمَ الْعَبْدُ، اِنَّهٗ اَوَّابٌ (ص)	بندہ تو، رجوع کرنیوالا ہے۔ (ع)

اس مرتبہ شیطان سے کیا ہوا؟ دوسری آیت کریمہ نے اس کی تفصیل کر دی ہے:۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ	اور ایوب کو یاد کیجئے، جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھکو بیماری
وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا	ہے تو مہربانوں سے بڑا مہربان ہے، تو ہم نے اس کی دعا قبول کی، اور
مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ	بیماری دور کی اور اسکو اس کے اہل و عیال دئے اور انکے ساتھ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (الانبیاء)	اور اپنی رحمت سے عبادت گذاروں کی یادگاری کیلئے

ان آیات پاک سے متعلق تین امور قابل ذکر و بحث ہیں:۔

اوّل خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو

اس آیت میں اس کا ذکر نہیں کہ کس کو مارو؟ اہل تفسیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ایوب کی بیوی نے جب خدا کی شان میں گستاخی کی تو انھوں نے غضبناک ہو کر قسم کھائی تھی کہ اگر اچھا ہوا تو تم کو سو لکڑی مارونگا، بیوی صادق الایمان تھی، اور یہ لغزش ایک وسوسۂ شیطانی تھا، اس لئے معاف کی گئی، اور قسم پوری کرنے کے لئے سو تنکوں یا تیلیوں کی جھاڑو سے اُن کو ایک بار مار لینے کا حکم دیا گیا،

سفر ایوب میں اس گستاخی اور کلمۂ کفر کا ذکر ہے (سفر ایوب ۲ - ۹) لیکن اس سزا اور اس سے

Marfat.com

نوعیت کا بیان رہ گیا ہے، اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خدا کے نیک و صالح بندے اپنے امراض و کلمات کفر سنکر بیتاب کیونکر ہو جائین اور کیونکر سزا دین؟ اس نقص کی تکمیل قرآن نے کر دی جو دنیا مین صرف تکمیل ہی کے لیے آیا ہے،

دوم اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ — اپنے پاؤن سے مار، یہ نہانے کی ٹھنڈی جگہ ہے اور پینے کا پانی ہے۔

سفر ایوبؑ مین یہ مذکور نہین کہ حضرت ایوبؑ کس طرح اور کس علاج سے صحتیاب ہوئے قرآن بتاتا ہے کہ خدا نے اُن کو ایک چشمہ کا نشان بتایا جس مین نہانے سے اور اس کے پانی کے پینے سے بیماری جاتی رہی، یہ طریقۂ علاج بالکل مطابق فطرت ہے، طبعی چشمے جو طبعات ارضی یا پہاڑ سے بعض اجزاے کیمیاوی کے معدن سے گذر کر آتے ہین، مخصوص خواص رکھتے ہین، اور دنیا کے اکثر ممالک و اکناف مین اب بھی خدا نے اپنا یہ چشمۂ فیض جاری کر رکھا ہے، جس سے اُس کی ہزارون مخلوق ہر موسم مین مستفید ہوتی ہے،

Marfat.com

بنو ہاجرہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام

اصحاب الرس اصحاب الحجر، اصحاب لایکہ، انصار اور قریش

ہاجرہ، اصل مین عبرانی لفظ "ہاغار" ہے جس کے معنی بیگانہ اور اجنبی کے ہین، اصل مین ان کا وطن مصر تھا، حضرت ابراہیمؑ اور سارہ جب مصر گئے تھے، تو فرعون نے دیگر انعام واکرام کے ساتھ یہ لڑکی بھی ان کے ساتھ کر دی تھی، اسی ہاجرہ سے اسماعیلؑ پیدا ہوئے تھے، اور سارہ سے اسحاقؑ جن سے بنی اسرائیل کی نسل قائم ہوئی،

ہاجرہؑ

بنی اسرائیل کہتے ہین کہ ہاجرہ، سارہ کی لونڈی تھین، اس لئے بنی اسماعیل، بنی اسرائیل کے بر عکس ہین، اور اولاً تو یہ اصول خود غلط ہے، ثانیاً ہاجرہ کا لونڈی ہونا زیر بحث ہے، ناظرین کو اسوقت عرب کی ادنیٰ کی تاریخ کا پھر اعادہ کرنا چاہیئے، اس سے معلوم ہوگا کہ اسوقت مصر مین حکمران قوت، عرب کی سامی قوم تھی، جس سے حضرت ابراہیمؑ کے نہایت قریب نسبی تعلقات تھے، لفظ "ہاجرہ" کا عبرا ہونا بھی اس دعوے کی ایک مستحکم دلیل ہے، اس بنا پر فرعون کا ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ کی خدمت دینا، خود اس بات کی قوی شہادت ہے کہ درحقیقت اس ازدواج سے نسبی تعلق کا استحکام مقصد تھا، اس تاریخی قیاس کی، یہودی روایات سے کما حقہٗ تصدیق ہوتی ہے، سفر الیشار مین جو یہود

Marfat.com

کی ایک معتبر تاریخ ہے) مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ حضرت کا ہموطن تھا، دیئی شاہم نوٹا کا ایک مفسر تکوین (۱۶-۱۰) کی تفسیر میں لکھتا ہے:

"ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی، فرعون نے جب سارہ کی کرامات دیکھی، تو کہا کہ اس کے گھر میں لونڈی بنکر رہنا، دوسرے کے گھر میں بی بی بنکر رہنے سے بہتر ہے،

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ سارہ کی خدمتگذار تھیں، اور یہ خود ہماری حدیث کی کتابوں میں بھی مذکور ہے[1]

سارہ حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بیوی تھیں، مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، الیعزر نام ایک دمشقی خانہ زاد گھر کا مالک تھا، حضرت ابراہیمؑ نے فرزند کے لئے خدا سے دعا مانگی، دعا مقبول ہوئی، اور حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئیں، سارہ کو یہ دیکھکر رشک ہوا اور وہ ہاجرہ کو ستانے لگیں، ہاجرہ نے گھر چھوڑ کر کہیں اور جانے کا ارادہ کیا، وہ ایک چشمہ تک جو شور کی راہ میں واقع ہے، آکر ٹھہر گئیں، اسوقت ایک فرشتہ نے ہاجرہ کے سامنے آکر کہا:۔

"ہاجرہ اپنی" بی بی" کے گھر واپس جا، میں تیری نسل کو اتنا بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائیگی،

تو حاملہ ہے، تو ایک بیٹا جنے گی، تو اسکا نام اسماعیل رکھنا، کہ خدا نے تیرا دکھ سنا، وہ ایک وحشی (بدوی) آدمی ہوگا، اس کا ہاتھ سب کے خلاف، اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے سکونت کریگا، (تکوین ۱۶)

یہ مقام جہاں کنواں واقع تھا، قادس اور بیر کے درمیان ہے، ہاجرہ نے اس کنوئیں کا نام "زندہ نظر آنے والا کا کنواں" رکھا، گھر واپس آکر ہاجرہ کے بیٹا ہوا، اور حسب تعلیم آگی اسکا نام اسماعیل رکھا گیا، اسوقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ برس تھی،

[1] صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وَاُخْدُمُهَا هَاجِرَ۔ یہ یہودیوں کا قول ہے،

Marfat.com

اسماعیل

اسماعیل عبرانی میں "شماع ایل" ہے، شماع (سماع) سننا، اور ایل (اللہ) بمعنی خدا کا سننا

خدا نے چونکہ ابراہیمؑ کی دعا اور ہاجرہ کی فریاد سنی، اس لیے بچہ کا نام اسماعیل پڑا۔ ۹۹ برس کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ کو سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند کے تولد کی بشارت ملی، لیکن حضرت ابراہیمؑ کو اس بشارت سے اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی اس بشارت کے جواب میں انھوں نے خدا سے یہ دعا کی:۔

اے کاش اسماعیل تیرے حضور زندہ رہے (۱۷-۱۸)

خدا نے فرمایا:۔

اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی، دیکھ میں اسے برکت دونگا، اور اسے برومند کرونگا،
(۲۰-۱۸)
اور اس کو بہت بڑھاؤں گا، اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور میں اس کو بڑی قوم بناؤنگا

تیرہ برس کے بعد ابراہیمؑ کا خیمہ گرد یاہ اسی سال اسحاق بھی پیدا ہوئے۔ آٹھویں دن ان کا ختنہ ہوا۔ اسحاق جب بڑے ہوئے (۲۱-۸) تو سارہ نے اس ڈر سے کہ باپ کی جائداد کا اسماعیل وارث نہ ہو (۲۱-۱۰) ابراہیمؑ کو مجبور کیا کہ وہ اسماعیل اور ہاجرہ کو علیحدہ کر دیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس بات سے نہایت رنج ہوا (۲۱-۱۱) لیکن خدا نے فرمایا:۔

ابراہیم غم نہ کر، سارہ کی بات مان لے، تیری نسل اسحاق سے کہی جائیگی، تیرے بیٹے لونڈی

(اسماعیل) کو بھی میں ایک قوم بناؤنگا کہ یہ بھی تیری ہی نسل ہے۔ (۲۱-۱۳)

غرض یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ نے روٹی اور پانی کا ایک مشکیزہ دیکر اور لڑکے کو حوالہ کر کے ہاجرہ کو رخصت کر دیا۔ اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ اسماعیل کی اسوقت عمر ۱۵-۱۶ برس سے کم نہ ہوگی، لیکن مسلمانوں میں عام طور سے مشہور ہے اور بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ اسوقت شیر خوار

Marfat.com

بچہ تھے، اصل یہ ہو کہ خود توراۃ مین اس موقع پر جو فقرہ ہو وہ نہایت مشتبہ ہو، اس فقرہ یہ ہے :۔

"ابراہیم صبح کو اٹھا، اور روٹی اور پانی کا مشکیزہ، اور ہاجرہ کو دیا، اس کے کندھے پر رکھکر اور اسماعیل کو" (تکوین ۲۱-۱۴)

"کندھے پر رکھ دیئے" کا نقطہ "مشکیزہ" اور "اسماعیل" دونوں سے متعلق ہو سکتا ہے، مترجمین مختلف معنی سمجھے ہین، اگر اسماعیل سے متعلق سمجھا جائے تو اُن کا شیر خوار ہونا لازم آئیگا، لیکن توراۃ کے نفس اور تمام گذشتہ سیاق کے خلاف ہوگا، قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیحدگی سے پہلے، سن تمیز کو پہنچ چکے تھے، حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ، فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ، فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ، قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ..... وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ، وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ (صافات)

پروردگار! مجکو نیک فرزند عطا کر، ہمنے اُس کو ایک متحمل المزاج فرزند کی بشارت دی، لڑکا جب اس سن کو پہنچا کہ باپ کے ساتھ دوڑے، باپ نے کہا فرزند من! مین نے خواب دیکھا ہے کہ مین تم کو ذبح کر رہا ہون، دیکھو تم کیا سمجھتے ہو، بیٹے نے کہا میرے باپ! جو حکم کیا گیا ہے کر گذرو، مجھے صابر پاؤگے ..... اور ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ پیغمبر ہوگا اور نیکون مین سے،

اُن ایات مین حضرت ابراہیمؑ کو دو بیٹون کی بشارت دی گئی ہے، پہلے بیٹے کا نام مذکور نہین، دوسرے کا نام اسحاق مذکور ہے۔ اس لیے پہلی بشارت مین لامحالہ اسماعیل مراد ہونگے، اس پر یہ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل باپ ہی کے زمانہ اسحاق سے بہت پہلے سن رشد کو پہنچ چکے تھے، دوسری جگہ قرآن مین (سورۂ ابراہیم) جہان وہ دعا مذکور ہے جو اسماعیل کو مکہ مین آباد کرتے ہوئے انھون نے کی تھی، رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ اُس کے آخرین ہے :۔

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ شکر ہے اُس خدا کا جس نے بوڑھاپے مین اسماعیل

اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ اسحاق مجکو بخشے،

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل کے مکہ آنے کے وقت اسحاق پیدا ہو چکے تھے، توراۃ سے ثابت ہے کہ اسماعیل، اسحاق سے تیرہ برس بڑے تھے، بخاری کی کتاب الرؤیا اور کتاب الانبیاء مین حضرت ابن عباسؓ کی جو حدیث اسماعیلؑ کی شیر خوارگی کے متعلق ہے وہ مرفوع نہین ہے یعنی اس کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہین پہنچتا، (بجز چند خاص ضمنی فقرون کے) اس لئے وہ حضرت ابن عباسؓ کے اسرائیلیات مین سے ہے، اور اس کا ثبوت آج بھی موجود ہے بخاری مین اس کے متعلق جو طویل حدیث ہے، وہ بجز چند اور مکہ کے ذکر کے، مدراش اور تالمود مین بعینہ حرف بحرف مذکور ہے، اصل عبارت آگے آتی ہے،

صبح کا وقت تھا کہ "ایک بوڑھے باپ جو تقدس اور نیکی سے بھرا ہوا تھا، اپنے ایک معصوم کم سن اور عزیز بیوی کو چند روٹی اور پانی کا مشکیزہ دیکر گھر سے نکالکر فاران کے بے آب و گیاہ بیابان مین چھوڑ دیا، اور پھر کبھی اس کے دیکھنے کے لئے مضطرب نہوا، یہ بظاہر موجودہ توراۃ کی تصویر ہے، اسلام کا یہ ہے کہ "ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کے نام کے اولین عبادت گاہ کعبہ کی خدمت کے لئے شہر مکہ مین آکر بسایا جو عربہ (بیابان) مین واقع تھا، توراۃ کی عبارت یہ ہے:-

"وہ روانہ ہوئی اور بیر شبع کے میدان مین بھٹکتی رہی، مشکیزہ کا پانی چک گیا، بچہ کو ایک جھاڑی مین ڈالدیا، اور بچہ سے تھوڑی دور ایک تیر کے برابر ہٹکر غمزدہ بیٹھ گئی اور اسنے کہا کہ بچہ کو (میں) آنکھ سے مرتے نہین دیکھونگی، اور الگ ہٹکر گریہ وزاری کرنے لگی، خدا نے بچہ کی آواز سنی، اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکار کر کہا، ہاجرہ ڈر مت، خدا نے بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہے سُن لی، اُٹھ اور بچے کو اٹھا اور اپنے ہاتھ سے اس کو سنبھال کہ مین اس کو ایک بڑی قوم بناؤنگا، خدا نے ہاجرہ کی آنکھ کھولدی، اس کو پانی کا ایک کنوان نظر آیا، وہ گئی، اور مشکیزہ کو پانی سے

Marfat.com

بھر لیا اور بچہ کو پانی پلایا،

خدا اس بچہ کے ساتھ تھا: وہ بڑا ہوا، بیابان مین رہا، اور ایک تیر انداز ہوا، وہ فاران کے بیابان مین رہا، اُس کی ماں نے ملک مصر کی ایک بیوی اس کے لیے لی، (تکوین ۲۱)

روایاتِ اسلام مین صحیح تر روایت اس کے متعلق حضرت ابن عباسؓ کی ہے جو غیر مرفوع طریقہ سے بخاری مین مذکور ہے:-

ابراہیم اور ان کی بیوی (سارہ) کے درمیان جو واقع ہوا، اس کے بعد ابراہیم، اسماعیل اور اسماعیل کی ماں کو لیکر نکلے، ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، ام اسماعیل مشکیزہ سے پانی پیتی تھین، اور اُن سے دودھ بچہ کے لئے ہوتا تھا، یہانتک کہ ابراہیم، مکہ پہنچے، اور ایک جھاڑی کے نیچے اس کو رکھدیا، پھر ابراہیم اپنے گھر واپس آنے لگے، ام اسماعیل اُن کے پیچھے پیچھے کداء (مکہ کا ایک مقام) تک آئین، ام اسماعیل نے پکار کر کہا، ابراہیم! تم مجھے اس وادی مین جہان نہ کوئی آدمی ہے نہ اور کوئی چیز ہے چھوڑ کر کہان جاتے ہو؟ (اختلاف روایت) کیا تم خدا کے حکم سے مجھے یہان چھوڑتے ہو؟ ابراہیم نے کہا ہان، ام اسماعیل نے کہا، تو پھر خدا ہم کو ضائع نہین کریگا، لوٹکر آئین، اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہین، اور بچہ کے لئے دودھ ہوتا رہا، یہان تک کہ پانی چک گیا، دل مین کہا کہ دیکھون، شاید کوئی نظر آجائے، کوہ صفا پر چڑھین، کوئی نظر نہ آیا، وادی مین پہونچین تو دوڑ کر کوہ مروہ پر آئین، اسی طرح چند بار دوڑین، پھر بولین، چلکر بچہ کو دیکھون، آکر دیکھا تو قریب الموت پایا، مضطرب ہو کر پھر صفا پر چڑھین کہ کوئی نظر آئے، کوئی نظر نہ آیا، یہان تک کہ سات پھیرے ہو گئے، پھر دل مین آیا کہ دیکھون کہ ناگاہ ایک آواز آئی، ام اسماعیل نے کہا، اگر تجھی تمھارے پاس ہو تو میری فریادرسی کرو، ناگاہ جبرئیل تھے، ابن عباسؓ نے کہا کہ جبرئیل نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا، پانی بہنے لگا، ام اسماعیل متحیر ہو کر پانی جمع کرنے لگین، ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ ام اسماعیل اگر پانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتین تو پانی کھلا ہوتا، ام اسماعیل نے پانی پیا، پھر دودھ ہونے لگا،

اتفاقاً جرہم کے کچھ آدمیوں کا ادھر گذر ہوا، پرندوں کو منڈلاتے دیکھ کر بولے کہ پانی یہاں ہے، ایک آدمی کو تحقیق کے لیے بھیجا، تو پانی پایا، آکر خبر کی، وہ لوگ بھی آئے اور ام اسماعیل سے یہاں رہنے کی اجازت چاہی، ام اسماعیل نے کہا رہو، لیکن پانی پر تمھارا کوئی حق نہین، ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام اسماعیل کو یہ بات پسند آئی کہ وہ آبادی اور معیت چاہتی تھین، وہ لوگ بھی رہنے لگے، اور چند گھرانے وہاں ہوگئے لڑکا جوان ہوا، اور ان سے عربی زبان سیکھی، جب جوان ہوا تو ان لوگوں کو بہت پسند آیا، بالغ ہونے پر اپنی ایک لڑکی اسے بیاہ دی، (بخاری کتاب الانبیاء)

توراۃ اور بخاری کی اس روایت مین صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے، بخاری مین جو تفصیل ہے وہ فطری ہے، توراۃ مین یہ مذکور نہین کہ حضرت ابراہیمؑ بھی ساتھ آئے تھے، لیکن کون شقی ہوگا جو اپنے عزیز جسکی پیدائش کی اُسنے خود دعا کی ہو جس کی لیے زندگی اسنے خدا سے مانگی ہو، اسکو تنہا بے آب و گیاہ میدان ہمیشہ کے لیے جانے دے، اس کے بعد دوسرے تفصیلین رخصت کے وقت ابراہیم کو بیتابی سے پکارنا، حضرت ابراہیمؑ کا تسکین دینا، ہاجرہ کا مضطرانہ پانی کے لئے دوڑنا، یہ سب فطری باتین ہین، اور اس وقت مین ہر شخص سے اسی طرح صادر ہونگی، حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جرہمی یا مصری ہونا کوئی بڑا مسئلہ نہین ہے، اس عہد مین یہی عرب مصر کے حکمران قبائل تھے، اس بنا پر وہ عورت جرہمی بھی ہو سکتی ہے اور مصری بھی، غیر مسلمانون (بخاری) اور یہودیون (تالمود) کی روایت مین مذکور ہے کہ اسماعیلؑ نے کئی شادیان کی تھین، ممکن ہے کہ ایک مصری اور ایک جرہمی ہو،

ہاجرہ اور اسماعیلؑ نے جس مقام کو اپنا مسکن قرار دیا توراۃ مین اس کے متعلق یہ الفاظ ہین

"وہ لڑکے کے ساتھ تھا اور بڑا ہوا، بیابان مین رہا، اور ایک تیرانداز ہوا، وہ فاران کے

بیابان مین رہا" (تکوین ۱۶-۲۰-۲۱)

قرآن مجید مین بھی اُس مقام کا نام صرف وادٍ غیر ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) بتایا گیا ہے جو بیت اللہ (بیہ) کے پاس واقع ہے۔ اس بنا پر اس سے وہ بیان مراد ہوگا جو سلسلۂ کوہِ سعیر (یا سراۃ) کے ساتھ ساتھ (احمر کے کنارہ حدود شام سے حدود یمن تک وسیع ہے، جس کو بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے مین کہتے ہین، اور عرب ایک مدت سے اس کو حجاز کہتے ہین، فاران اور حجاز کے اتحاد پر مسلمان اور سائی مصنفین مین معرکۃ الآرا بحثین ایک مدت سے جاری ہین، عیسائی مصنفین کو حقیقی طور سے نہین لوم ہے کہ فاران کس مقام کا نام ہے، بعض مصنفین جزیرہ نمائے سینا کے مغرب مین مصر سے متصل فاران کا نع قرار دیتے ہین، بعض کوہِ سینا کے دامن مین اسکو جگہ دیتے ہین، بہرحال اجماعی طور سے ہمارے غین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سینا مین واقع ہے، اس رائے کی غلطی اور دعوائے اسلام کی صحت مدد طرق سے واضح ہوتی ہے:۔

۱- سب سے اوّل یہ سمجھنا چاہئے کہ عرب، حجاز، مکہ، کعبہ، یہ جتنے الفاظ و اسمار ہین اسوقت تک اہی نہین ہوے تھے، لفظ عرب دسوین صدی ق م مین پیدا ہوا ہے، (دیکھو جغرافیہ) حجاز کا لفظ اس سے زیادہ مستحدث ہے، مکہ کا نام دوسری صدی مسیحی مین بطلیموس کے ہان سب سے پہلے مکاربا کی شکل رآتا ہے، اسی لئے توراۃ نے اس مقام کا نام اولاً صرف "مدبار" یعنی بادیہ بتایا ہے، اور قرآن نے اکو وادی غیر ذی زرعٍ (بن کھیتی کی زمین) کہا کہ اس کے سوا اس کا اسوقت کوئی دوسرا نام نہ تھا، مدت بعد یہی لفظ بادیہ (صحرا) اور وادی غیر ذی زرعٍ اس ملک کا نام قرار پاگیا، لفظ عرب کے لغوی معنی یابہ (صحرا کے ہین، مدبار (بادیہ) وادی غیر ذی زرعٍ اور عرب ہم معنی لفظ ہین، اس لئے توراۃ کا یہ کہنا اسماعیل نے بادیہ مین سکونت کی اس کے بالکل یہ معنی ہین کہ اُسنے عرب مین سکونت کی،

۲- ممالکِ عرب مین سے سب سے پہلا نام توراۃ مین مدیان (مدین) نظر آتا ہے، (تکوین ۳۷-

۲۸) فاران کی طرح مدین غیر معروف نہین ہے، شہر مدین تحقیقی اور یقینی طور سے حجاز مین ساحل بحر احمر و عقبہ کے سرے پر واقع تھا، اور اب تک اسی نام سے وہین موجود ہے، قدیم تاریخ مین جہان کہین بھی مدیانی لوگون کا ذکر ہے، ساتھ ہی اتحادِ نام کے ساتھ اسماعیلیون کا ذکر ہے، بلکہ توراۃ نے اکثر دونون کو ایک سمجھا ہے (تکوین ۳۷، ۲۸-۳۶) یہ اتحاد حضرت ابراہیمؑ کی ایک ہی پشت کے بعد توراۃ مین نظر آتا ہے

انھون نے آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ اسماعیلیون کا ایک قافلہ جلعاد (شام) مین ایک پہاڑ کی طرف سے آیا جو اونٹون پر کجاوات، بلسان، اور مسالہ لاد کر مصر کو لے جا رہا تھا، . . . . . انھون نے کہا کہ یوسف کو ان اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالو . . . . . اتنے مین مدیانی تاجرون کا قافلہ گذرا، جنھون نے یوسف کو کنوین سے نکال لیا، اور اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالا . . . . یہ اسماعیلی یوسف کو مصر لے گئے، . . . . . مدیانیون نے یوسف کو مصر مین فروخت کیا . . . . . ایک مصری امیر نے یوسف کو اسماعیلیون کے ہاتھ سے جو یوسف کو مصر لائے تھے، لے لیا، (تکوین ۳۷: ۲۵ و ۳۶)

اس عبارت مین اسماعیلی اور مدیانی ناموں مین جو اختلاط اور تشابہ ہے، کیا اس کا حل بغیر اس کے ہو سکتا ہے کہ قافلہ کو نسلاً اسماعیلی، اور وطناً مدیانی یعنی حجازی فرض کیا جائے، یہ واقعہ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے زمانہ کا ہے، اس بنا پر یہ اسماعیلی کاروان بھی حضرت اسماعیلؑ کے بیٹے اور پوتے ہون گے، جن کو ابھی تک باپ کے مسکن کے چھوڑنے کی ضرورت نہین ہوئی ہوگی، اس واقعہ کے پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانہ مین بھی یہی اختلاط نظر آتا ہے، حضرت موسیٰؑ خود مدت تک مدین مین رہے تھے، تاہم خلفاے موسیٰ اسماعیلیون مین اور اہل مدین مین کوئی فرق نہین کرتے، اہل مدین نے بنی اسرائیل کے مقابلہ مین جب شکست پائی، (غالباً ۱۳۰۰ ق م مین) اور بنی اسرائیل کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا، تو بنی اسرائیل کا سپہ سالار یہوعون کہتا ہے۔

مین تمھارے مال غنیمت مین صرف یہ سونے کے بالے مانگتا ہون، کیونکہ یہ لوگ (مدیانی

Marfat.com

ایک معتبر تاریخ ہے) مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ حضرت کا ہمو طن تھا۔ (یہی مشہور قول ہے)

ایک مفسر تکوین (۱۰۱۶) کی تفسیر میں لکھتا ہے!

"ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی، فرعون نے جب سارہ کی کرامات دیکھی، تو کہا کہ اس کے گھر میں لونڈی بنکر

رہنا، دوسرے کے گھر میں بی بی بنکر رہنے سے بہتر ہے،

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ سارہ کی خدمتگار تھیں، اور یہ خود ہماری حدیث

کی کتابوں میں بھی مذکور ہے[1]

سارہ حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بیوی تھیں، مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، البیزر نام ایک دمشقی

زمانہ گھر کا مالک تھا، حضرت ابراہیمؑ نے فرزند کے لئے خدا سے دعا مانگی، دعا مقبول ہوئی، اور حضرت

ہاجرہ حاملہ ہوئیں، سارہ کو یہ دیکھکر رشک ہوا، اور وہ ہاجرہ کو ستانے لگیں، ہاجرہ سے گھبرا کر بھاگ گئیں، اور جانے کدھر

لیا، وہ ایک چشمہ تک جو شور کی راہ میں واقع ہے، آکر ٹھہر گئیں، اسوقت ایک فرشتہ نے ہاجرہ کے سامنے

آکر کہا:۔

"ہاجرہ اپنی "بی بی" کے گھر واپس جا، میں تیری نسل کو اتنا بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائیگی،

تو حاملہ ہے، تو ایک بیٹا جنے گی، تو اسکا نام اسماعیل رکھنا، کہ خدا نے تیرا دکھ سنا، وہ ایک وحشی آدمی

آدمی ہوگا، اس کا ہاتھ سب کے خلاف، اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا، وہ اپنے سب بھائیوں کے

سامنے سکونت کریگا، (تکوین ۱۶)

یہ مقام جہاں کنواں واقع تھا، قادس اور بارد کے درمیان تھا، ہاجرہ نے اس کنوئیں کا نام "دیکھنے

نظر آنے والا کنواں" رکھا، گھر واپس آکر ہاجرہ کے بیٹا ہوا، اور حسب تعلیم آپ ہی اسکا نام اسماعیل رکھا،

اسوقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ برس تھی،

---

[1] صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ۔ ت یہ ہیں

Marfat.com

اسمٰعیل

اسماعیل عبرانی میں "شماع ایل" ہے، شماع (سماع) سننا، اور ایل (اللہ) لفظی معنی خدا کا سننا

خدا نے چونکہ ابراہیمؑ کی دعا اور ہاجرہ کی فریاد سُنی، اس لیے بچہ کا نام اسماعیل پڑا، ۹۹ برس کی عمر میں حضرت ابراہیم کو سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند کے تولد کی بشارت ملی، لیکن حضرت ابراہیمؑ کو اس بشارت سے کوئی خوشی نہ ہوئی، اس بشارت کے جواب میں انھوں نے خدا سے یہ دُعا کی :-

اے کاش اسماعیل تیرے حضور زندہ رہے: (پیدائش ۱۸-۱۷)

خدا نے فرمایا :-

اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سُنی، دیکھ میں اُسے برکت دونگا، اور اسے برومند کرونگا،
(۲۰-۱۸)

اور اس کو بہت بڑھاؤں گا، اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے، اور میں اس کو بڑی قوم بناؤں گا

تیرہ برس کے سن میں باپ نے بیٹے کا ختنہ کر دیا، اسی سال اسحاق بھی پیدا ہوئے، آٹھویں دن اُن کا ختنہ ہوا، اسحاق جب بچہ بڑے ہوئے (۲۱-۸) تو سارہ نے اس ڈر سے کہ باپ کی جائداد کا اسماعیل وارث نہ ہو (۲۱-۱۰) ابراہیم کو مجبور کیا کہ وہ اسماعیل اور ہاجرہ کو علیحدہ کر دیں، حضرت ابراہیم کو اس سے اگرچہ رنج ہوا (۲۱-۱۱) لیکن خدا نے فرمایا :-

ابراہیم غم نہ کر، سارہ کی بات مان لے، تیری نسل اسحاق سے کہی جائیگی، تیرے بیٹے خادمہ زادہ

(اسماعیل) کو بھی میں ایک قوم بناؤنگا کہ یہ بھی تیری ہی نسل ہے (۲۱-۱۳)

صبح اُٹھکر حضرت ابراہیمؑ نے روٹی اور پانی کا ایک مشکیزہ دیکر اور لڑکے کو حوالہ کر کے ہاجرہ کو خصت کر دیا، اس سیاق عبارت سے ظاہر ہوگا کہ اسماعیل کی موجودہ عمر ۱۵-۱۴ برس سے کم نہ ہوگی، لیکن مسلمانوں میں عام روایت مشہور ہے اور بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ اسوقت

Marfat.com

بچہ تھے، اصل یہ ہے کہ خود توراۃ مین اس موقع پر جو فقرہ ہے وہ نہایت مشتبہ ہے، اصل فقرہ یہ ہے :-

"ابراہیم صبح کو اٹھا، اور روٹی لی اور پانی کا مشکیزہ، اور ہاجرہ کو دیا، اس کے کندھے پر رکھکر

اور اسماعیل کو" (پیدائش ۲۱-۱۴)

"کندھے پر رکھ دینے" کا لفظ "مشکیزہ" اور "اسماعیل" دونوں سے متعلق ہوسکتا ہے، مترجمین مختلف معنی سمجھے ہین، اگر اسماعیل سے متعلق سمجھا جائے تو اُن کا شیر خوار ہونا لازم آئیگا، لیکن توراۃ کے نص اور تمام گذشتہ سیاق کے خلاف ہوگا، قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ علیحدگی سے پہلے، سن تمیز کو پہنچ چکے تھے، حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ، فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ، فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ، قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ..... وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ، وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ (صافات)

پروردگار! مجھکو نیک فرزند عطا کر، ہمنے اُس کو ایک سحمل المزاج فرزند کی بشارت دی، لڑکا جب اس کو پہنچا کہ باپ کے ساتھ دوڑے، باپ نے کہا فرزند من! مین نے خواب دیکھا ہے کہ مین تم کو ذبح کر رہا ہون، بتاؤ تمھارا کیا خیال ہے، بیٹے نے کہا میرے باپ! جو حکم کیا گیا ہے کر گذرو، مجھے صابر پاؤگے ..... اور ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ پیغمبر ہوگا اور نیکوکارون مین سے،

اُن آیات مین حضرت ابراہیمؑ کو دو بیٹون کی بشارت دی گئی ہے، پہلے بیٹے کا نام مذکور نہین، دوسرے کا نام اسحاق مذکور ہے، اس لئے پہلی بشارت مین لامحالہ اسماعیل مراد ہونگے، اس بیان سے آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل باپ ہی کے ساتھ رہتے تھے، اسحاق سے بہت پہلے سن رشد کو پہنچ چکے تھے، دوسری جگہ قرآن مین (سورۂ ابراہیم مین) جہان دعا مذکور ہے جو اسماعیلؑ کو مکہ مین آباد کرتے ہوئے انھون نے کی تھی، رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ اس کے آخر مین ہے :-

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ — شکر ہے اُس خدا کا جس نے بوڑھاپے مین اسماعیل

اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ — اسحاق مجکو بخشے،

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل کے مکہ آنے کے وقت اسحاق پیدا ہو چکے تھے، توراۃ سے ثابت ہے کہ اسماعیل، اسحاق سے تیرہ برس بڑے تھے، بخاری کی کتاب الرؤیا اور کتاب الانبیاء مین حضرت ابن عباسؓ کی جو حدیث اسماعیلؑ کی شیر خوارگی کے متعلق ہے وہ مرفوع نہین ہے یعنی اس کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہین پہنچتا، (بجز چند خاص قسم کی قرینون کے) اس لئے وہ حضرت ابن عباسؓ کے اسرائیلیات مین سے ہے، اور اسکا ثبوت آج بھی موجود ہے بخاری مین اس کے متعلق جو طویل حدیث ہے، وہ بجز چند لفظون کے، مدراش اور تالمود مین بعینہ حرف بحرف مذکور ہے، اصل عبارت آگے آتی ہے،

صحیح روایت یہ تھا کہ ایک بڑے باپ جو تقدس اور نیکی سے بھرا ہوا تھا، اپنے ایک معصوم کم سن بچہ اور عزیز بیوی کو چند روٹی اور پانی کا مشکیزہ دیکر گھر سے نکالکر فاران کے بے آب و گیاہ بیابان مین چھوڑ آیا، اور پھر کبھی اس کے دیکھنے کے لئے مضطرب نہوا، یہ بظاہر موجودہ توراۃ کی تصویر ہے، اسلام کا بیان یہ ہے کہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کے نام کے اولین عبادت گاہ کعبہ کی خدمتگاری کے لئے شہر مکہ مین آکر بسایا جو عربہ (بیابان) مین واقع تھا، توراۃ کی عبارت یہ ہے:-

"وہ روانہ ہوئی اور بیر شبع کے میدان مین بھٹکتی رہی، مشکیزہ کا پانی چک گیا، بچہ کو ایک جھاڑی مین ڈالدیا، اور بچہ سے تھوڑی دور ایک تیر کے برابر ہٹکر غمزدہ بیٹھ گئی اور اسنے کہا کہ بچہ کو اپنی آنکھ سے مرتے نہین دیکھونگی، اور الگ ہٹکر گریہ وزاری کرنے لگی، خدا نے بچہ کی آواز سنی، اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکار کر کہا، ہاجرہ ڈر نہین، خدا نے بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہے سُن لی، اُٹھ اور بچے کو اٹھا اور اپنے ہاتھ سے اس کو سنبھال کر مین اس کو ایک بڑی قوم بناؤنگا، خدا نے ہاجرہ کی آنکھ کھولدی، اس کو پانی کا ایک کنوان نظر آیا، وہ گئی، اور مشکیزہ کو پانی سے

Marfat.com

بھر لیا اور بچہ کو پانی پلایا،

خدا اس بچہ کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان میں رہا، اور ایک تیر انداز ہوا، وہ فاران کے

بیابان میں رہا، اس کی ماں نے ملک مصر کی ایک بی بی اس کے لئے لی۔ (تکوین ۲۱)

روایات اسلام میں صحیح تر روایت اس کے متعلق حضرت ابن عباسؓ کی ہے جو غیر مرفوع طور

سے بخاری میں مذکور ہے:۔

ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی (ہاجرہ) کے درمیان جو واقع ہوا، اس کے بعد ابراہیم، اسماعیل اور اسماعیل

کی ماں کو لیکر چلے، ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، ام اسماعیل مشکیزہ سے پانی پیتی تھیں، اور اس سے

دودھ بچہ کے لئے ہوتا تھا، یہانتک کہ ابراہیم، مکہ پہنچے، اور ایک جھاڑی کے نیچے اس کو رکھا،

پھر ابراہیم اپنے گھر واپس آنے لگے، ام اسماعیل ان کے پیچھے پیچھے کداء (مکہ کا ایک مقام) تک

آئیں، ام اسماعیل نے پکار کر کہا، ابراہیم! تم مجھے اس وادی میں جہاں، نہ کوئی آدمی ہے نہ اور کوئی

چیز ہے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ (اختلاف روایت) کیا تم خدا کے حکم سے مجھے یہاں چھوڑ رہے ہو؟

ابراہیم نے کہا ہاں، ام اسماعیل نے کہا، تو پھر خدا ہم کو ضائع نہیں کریگا، تو کہا آئیں، اور مشکیزہ

سے پانی پیتی رہیں اور بچہ کے لئے دودھ ہوتا رہا، یہانتک کہ پانی ختم ہو گیا، دل میں کہا کہ

دیکھوں، شاید کوئی نظر آجائے، کوہ صفا پر چڑھیں، کوئی نظر نہ آیا، وادی میں پہونچیں تو دوڑ کر

کوہ مروہ پر آئیں، اسی طرح چند بار دوڑیں، پھر دیکھیں چلکر بچہ کو دیکھوں، کہ دیکھا تو قریب الموت

ہے، اضطراب ہو کر پھر صفا پر چڑھیں کہ کوئی نظر آئے، کوئی نظر نہ آیا، یہانتک کہ ساتویں پھیرے

میں گئیں، دیکھا کہ بچہ کے پاس ایک چشمہ ہے، ام اسماعیل نے کہا، کوئی آواز آئی، ام اسماعیل نے کہا، اگر تیری فریاد رسی

ہو تو میری فریاد رسی کر، ناگہاں جبرئیل تھے، ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا،

پانی بہنے لگا، ام اسماعیل حیران کہ پانی بہ کر نکلنے لگا، ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا ہے کہ ام اسماعیل اگر پانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتین تو پانی کھلا ہوتا، ام اسماعیل نے پانی پیا، پھر دودھ ہونے لگا،

اتفاقاً جرہم کے کچھ آدمیون کا ادھر گذر ہوا، پرندون کو منڈلاتے دیکھ کر بولے کہ پانی یہان ہے، ایک آدمی کو تحقیق کے لئے بھیجا، تو پانی پایا، آکر خبر کی، وہ لوگ بھی آئے اور ام اسماعیل سے یہان رہنے کی اجازت چاہی، ام اسماعیل نے کہا رہو، لیکن پانی مین تمھارا کوئی حق نہین، ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام اسماعیل کو یہ بات پسند آئی کہ وہ آبادی اور معیت چاہتی تھین، وہ لوگ بھی رہنے لگے، اور چند گھرانے وہان ہوگئے لڑکا جوان ہوا، اور اُن سے عربی زبان سیکھی، جب جوان ہوا تو ان لوگون کو بہت پسند آیا، بالغ ہونے پر اپنی ایک لڑکی اسے بیاہ دی، (بخاری۔ کتاب الانبیاء)

توراۃ اور بخاری کی اس روایت مین صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے، بخاری مین جو تفصیل ہے وہ فطری ہے، توراۃ مین یہ مذکور نہین کہ حضرت ابراہیمؑ بھی ساتھ آئے تھے، لیکن کون شقی ہوگا جو اپنے عزیز بچہ کی پیدائش کی اُسنے خود دعا کی ہو جس کی لئے زندگی اسنے خدا سے مانگی ہو، اسکو تنہا بے آب و گیاہ مقام مین ہمیشہ کے لئے جانے دے، اس کے بعد دوسرے تفصیلین رخصت کے وقت ابراہیم کو بیتابی سے پکارنا حضرت ابراہیم کا تسکین دینا، ہاجرہ کا مضطرانہ پانی کے لئے دوڑنا، یہ سب فطری باتین ہین، اور ایسے وقت مین ہر شخص سے اسی طرح صادر ہوگی، حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جرہمی یا مصری ہونا کوئی بڑا اختلاف نہین ہے، اس عہد مین یہی عرب مصر کے حکمران قبائل تھے، اس بنا پر وہ عورت جرہمی بھی ہوسکتی اور مصری بھی، بیشتر علمائون (بخاری) اور یہودیون (تالمود) کی روایت مین مذکور ہے کہ اسماعیلؑ نے دو بیاہ کئے تھے، ممکن ہے کہ ایک مصری اور ایک جرہمی ہو،

ہاجرہ اور اسماعیلؑ نے جس مقام کو اپنا مسکن قرار دیا توراۃ مین اس کے متعلق یہ الفاظ ہین،

وہ فاران کے

Marfat.com

بیابان بین لہا" (تکوین ۲۱-۲۰-۲۱)

قرآن مجید مین بھی اُس مقام کا نام صرف واد غیر ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) بتایا گیا ہے جو بیت اللہ (کعبہ) کے پاس واقع ہے۔ اس بنا پر اس سے وہ بیابان مراد ہوگا جو سلسلۂ کوہ سعیر (یا سراۃ) کے ساتھ ساتھ بحر احمر کے کنارہ حدود شام سے حدود یمن تک وسیع ہے، جس کو بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے مدین کہتے ہین، اور عرب ایک مدت سے اس کو حجاز کہتے ہین۔ فاران اور حجاز کے اتحاد پر مسلمان اور عیسائی مصنفین مین معرکۃ الآرا بحثین ایک مدت سے جاری ہین، عیسائی مصنفین کو حقیقی طور سے نہین معلوم ہے کہ فاران کس مقام کا نام ہے، بعض مصنفین جزیرہ نمائے سینا کے مغرب مین مصر سے متصل فاران کا موقع قرار دیتے ہین، بعض کوہ سینا کے دامن مین اسکو جگہ دیتے ہین، بہرحال اجماعی طور سے ہمارے مخالفین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سینا مین واقع ہے۔ اس رائے کی غلطی اور دعوائے اسلام کی صحت متعدد طرق سے واضح ہوتی ہے:۔

۱۔ سب سے اول یہ سمجھنا چاہئے کہ عرب، حجاز، مکہ، کعبہ، یہ جتنے الفاظ و اسمار ہین اسوقت تک پیدا ہی نہین ہوے تھے۔ لفظ عرب دسوین صدی ق م مین پیدا ہوا ہے، (دیکھو جغرافیہ) حجاز کا لفظ اس سے بھی زیادہ مستحدث ہے، مکہ کا نام دوسری صدی مسیحی مین بطلیموس کے ہان سب سے پہلے مکارہا کی شکل نظر آتا ہے، اسی لیے توراۃ نے اس مقام کا نام اولاً صرف "مدبار" یعنی بادیہ بتایا ہے، اور قرآن نے اسی کو وادی غیر ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) کہا کہ اس کے سوا اس کا اسوقت کوئی دوسرا نام نہ تھا، مدت کے بعد یہی لفظ بادیہ و صحرا اور وادی غیر ذی زرع اس ملک کا نام قرار پاگیا، لفظ عرب کے لغوی معنی بادیہ اور صحرا کے ہین، مدبار (بادیہ) وادی غیر ذی زرع اور عرب ہم معنی الفاظ ہین، اس لیے توراۃ کا یہ کہنا کہ اسماعیل نے بادیہ مین سکونت کی اس کے بالکل یہ معنی ہین کہ اسنے عرب مین سکونت کی۔

۲۔ ممالک عرب مین سب سے پہلا نام توراۃ مین مدیان (مدین) نظر آتا ہے، (تکوین ۳۷-

Marfat.com

(۴۰) فاران کی طرح مدین غیر معروف نہیں ہے، تمہارین تحقیقی اور تفتیشی طور سے حجاز مین ساحل خلیج عقبہ کے سرے پر واقع تھا، اور اب تک اسی نام سے وہان موجود ہے، قدیم تاریخ مین جہان کہین بھی مدیانی لوگون کا ذکر ہے، ساتھ ہی اسکا دینام کے ساتھ اسماعیلیون کا ذکر ہے، بلکہ توراۃ نے اکثر دونون کو ایک سمجھا ہے (پیدائش ۳۷: ۲۸-۳۶) یہ اتحاد حضرت ابراہیمؑ کی ایک ہی پشت کے ہونے کی وجہ سے توراۃ مین نظر آتا ہے

انھون نے آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ اسماعیلیون کا ایک قافلہ جلعاد (شام) مین ایک پہاڑ کی طرف سے آیا جو اونٹون پر بخورات، بلسان، اور مصالہ لاد کر مصر کو لے جا رہا تھا، . . . . انھون نے کہا کہ یوسف کو ان اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالو . . . . اتنے مین مدیانی تاجرون کا قافلہ گذرا، جنھون نے یوسف کو کنوین سے نکال لیا، اور اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالا . . . . یہ اسماعیلی یوسف کو مصر لے گئے، . . . . مدیانیون نے یوسف کو مصر مین فروخت کیا . . . . ایک مصری امیر نے یوسف کو اسماعیلیون کے ہاتھ سے جو یوسف کو مصر لائے تھے، لے لیا، (پیدائش ۳۷: ۲۵ و ۲۸)

اس عبارت مین اسماعیلی اور مدیانی ناموں مین جو اختلاط اور تشابہ ہے، کیا اس کا حل بغیر اس کے ہو سکتا ہے کہ قافلہ کو نسلاً اسماعیلی، اور وطناً مدیانی یعنی حجازی فرض کیا جائے، یہ واقعہ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے زمانہ کا ہے، اس زمانہ مین یہ اسماعیلی کاروان بھی حضرت اسماعیلؑ کے بیٹے اور پوتے ہون گے، جن کو ابھی تک باپ کے مسکن کے چھوڑنے کی ضرورت نہین ہوئی ہوگی، اس واقعہ کے پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰؑ کے زمانہ مین بھی یہی اختلاط نظر آتا ہے، حضرت موسیٰؑ خود مدت تک مدین مین رہے تھے، تاہم خلقاً وہ اسماعیلیون مین اور اہل مدین مین کوئی فرق نہین کرتے، اہل مدین سے بنی اسرائیل کے مقابلہ مین جب شکر پائی، (غالباً ۱۳۰۰ ق م مین) اور بنی اسرائیل کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا، تو بنی اسرائیل کا سردار کہتا ہے:

ہم تمھارے مال غنیمت مین سے سونے کے بالے مانگتا ہون، کیونکہ وہ لوگ (مدیانی

Marfat.com

انباط اور روایات عرب | مورخین عرب فرزندان بنایوط یا انباط سے زیادہ واقف نہین ہین وہ صرف انباط کے نام اور ان کے مسکن تخمینی سے البتہ واقف ہین، انکا نام کبھی نبط اور کبھی آرامی بتاتے ہین اور ان کا مسکن شام و عراق ظاہر کرتے ہین، ابن خلدون نے لکھا ہے:-

واول ملك للعرب بالشام فيما علمنا للعمالقة ثم لبني ارم بن سام وهم الارمانيون، (۲۷۸ ج ۲)

جہانتک ہم کو معلوم ہے عربون کی پہلی حکومت شام مین عمالقہ کی تھی پھر ارم بن سام کی جو ارمانی کے نام سے مشہور ہین،

اس عبارت کے ساتھ حمزۂ اصفہانی کی عبارت ضم کرو:-

الارمانيون بنط الشام والاحدوثيون بنط العراق

ارمانی شام کے نبطیون کا نام ہے اور احدوثی عراق کے نبط کا

انباط نے چونکہ ایک متمدن و غیر بدوی زندگی اختیار کرلی تھی، اس لئے عربون کے مخالف رہے ہین:-

واما النبط فكل من لم يكن راعيا او ضربيا عند العرب من ساكني الارضين رياقوت ۲۳ عزیہ

نبط عرب کے نزدیک ہر وہ شخص ہے جو چرواہا یا سپاہی نہ ہو،

اہل عرب عموماً نبط کو قوماً اور اصلاً غیر عرب سمجھتے ہین، انکے نزدیک عرب و عجم جس طرح دو متقابل نام ہین، اسی طرح نبطی و عربی کو بھی باہم متقابل سمجھتے ہین، اس کا سبب صرف معاشرت، طرز زندگی اور زبان کا اختلاف ہے، ورنہ درحقیقت نبط بھی اسماعیلی عرب ہین، لیکن چونکہ انھون نے عموماً حدود عرب اور حدود عرب کے باہر غیر قومون مین اپنا مسکن بنایا اس لئے وہ اپنا نسب محفوظ نہ رکھ سکے، حضرت عمرؓ فرماتے ہین:-

تعلموا النسب ولا تكونوا كنبط السواد اذا سئل احدهم عن اصله قال من قرية كذا

نسب نامہ سیکھو، عراق کے نبط کی طرح نہ بن جاؤ کہ جب ان مین سے کسی سے پوچھا جائے کہ تم کس خاندان سے ہو تو جواب دیتے ہین کہ ہم فلان شہر کے ہین،

(عقد الفرید ج ۳ ص ۳۷)

Marfat.com

ہمارے مورخین کے معلومات انباط کے متعلق صرف اسیقدر ہین، لیکن انباط کی خود معاصر قومون نے انکے حالات کو سیاسی تعلقات کی بنا پر بہت کچھ محفوظ رکھا ہے، اور اب اکتشافاتِ اثریہ نے بھی ان معلومات مین کسی قدر اضافہ کردیا ہے،

انباط اور نبایوط دنابت کا ترادف

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ انباط جنکی تاریخ کا مفصل تذکرہ یونانی و رومی مورخین نے کیا ہی، اور نبایوط پسر اسماعیل جنکا توراۃ مین ذکر ہے اور نابت بن اسماعیل جن سے عربون کو ہم نسبی کا دعوی ہے کیا درحقیقت ان مختلف الفاظ سے ایک ہی مفہوم مراد ہے؟ ہمارا جواب اثبات مین ہی، اہلِ عرب انباط کو عربون سے الگ ایک بیرونی قوم سمجھتے ہین، لیکن یہ درحقیقت ایک مدت تک کے تباعد اور تفریق کا نتیجہ ہی جن یونانی اور رومی مورخین نے انباط کا ذکر کیا ہے، انھون نے متقدمًا ان کو عرب لکھا ہے، سب سے بڑی معتبر شہادت، یہودی مورخ یوسیفوس کی ہے، جو انباط کا ہمسایہ اور نسل و وطن کے لحاظ سے بھی ان سے قریب تھا، اس لئے یقین ہے کہ ان کے متعلق اس کی شہادت پایۂ اعتبار سے ساقط نہوگی، وہ تصریح تمام لکھتا ہے کہ "انباط اسماعیلی عرب از نسل نبایوط ہین"[1] مورخین اسلام بھی اس رائے کے ساتھ ہین، مورخ طبری نے لکھا ہی:-

ومن نابت وقیدار نشر اللہ العرب (ج ۱ ص ۵۲ طبع یورپ) عرب کے نابت اور قیدار کی نسل سے خدا نے پھیلائی

یاقوت حموی نے (لفظ عربہ کے تحت مین) ایک نئی بات لکھی ہی کہ "عرب، ہر اس قوم کو نبط کہتے ہین جو کلکہ بان اور سپاہی نہو" دوسرے الفاظ مین اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو غیر بدوی زندگی بسر کرتی ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ نبط نے عراق کے تاثر سے متمدن زندگی اختیار کرلی تھی، اس لئے بادیہ نشینانِ عرب نے ہر غیر بدوی قوم کو نبط کا مرادف سمجھ لیا،

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان کا نسب پوچھا تو انھون نے کہا کہ ہم

[1] حوالہ آتا ہے۔

کوثی (واقع عراق) کے نبط ہین"، اور یہ بالاتفاق معلوم ہے کہ وہ اسماعیلی قریشی عرب تھے، اس سے ثابت ہوگا کہ نبط اسماعیلی عرب ہین، جو عراق تک پھیلے تھے،

نابت کی بقیہ اولاد ین، خود اندرون ملک مین بھی تھین، اور متعدد وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ عرب شمالی کی وہ اکثر قومین جو غلطی سے قحطانی کہلاتی ہین، وہ دراصل نابتی ہین۔ من جملہ دیگر قبائل کے غسان اور اوس و خزرج کے متعلق تو بتصریح ثابت ہے کہ وہ قحطانی نہین بلکہ نابتی ہین تفصیل آگے ہے،

انباط کا عہد حکومت انباط ایک مدتک دیگر عرب قبائل کی طرح بحر احمر سے بحر فرات تک مستقل وادیون مین بدویانہ زندگی کے ساتھ آوارہ پھرتے رہے، اس بدویت کا زمانہ ۶۰۰ ق م (عہد اسماعیل) سے ۱۰۰ ق م تک قرار دیا جاسکتا ہے، توراۃ نے نبایوط کا فرزندان اسماعیل کے ضمن مین ۶۰۰ ق م مین پہلی بار نام لیا ہے، اور آخراً حزقیال نبی نے جو کم و بیش ۶۰۰ ق م تھے، نبایوط کا ذکر کیا ہے کہ "نبط، (نبایوط) کی بھیڑین نذر لی جائینگی" (۶۰-۷) کتبات مین نبط کا نام اشوربانیپال شاہ اسیریا کے کتبہ مین تقریباً اسی عہد یعنی ۶۰۰ ق م مین نظر آتا ہے، وہ اپنے مفتوحین کی فہرست مین نامان شاہ نبط کا ذکر کرتا ہے، حزقیال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبط اسوقت چوپانی کی بدوی زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن یہ اسیری کتبہ ایک نبطی حکومت کی اس عہد مین خبر دیتا ہے ممکن ہے کہ بادشاہ سے مقصود ایک نبطی بدوی شیخ ہو، بہرحال نبطی حکومت کی تاریخ از روے تاریخ یونانی و کتبات نبطی ۱۰۰ ق م سے پہلے روشن نظر نہین آتی آخری تاریخ ۱۰۶ ہے، جبکہ رومی حکومت اپنے اندر جذب کر لیتی ہے،

انباط کا رقبۂ حکومت انباط کی حکومت کے حدود اولاً وہ قطعۂ ملک تھا جس یونانی، عرب پٹرا (عربیا پٹرا) کہتے ہین، اور عبرانی ادوم اور سعیر (سراۃ) یعنی خلیج عقبہ سے بحر میت تک ڈائیڈورس (۸۰ ق م) بیان کرتا ہے، کہ "انباط خلیج ایلہ (عقبہ) پر رہتے ہین اسٹرابو ۲۴ ع ایک ضمنی

---

۱ تاریخ بابل، راجرس امریکانی، ج ۲، ص ۲۷۶ ۲ گولڈ مائنس آف مدین ص ۲۲۵،

تذکرہ مین کہتا ہے کہ "اہلِ ادوم انباط ہین" لیکن ادوم سے آگے بڑھ کر اب وہ عرب آبادان پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ مصنف مذکور لکھتا ہے۔ ..... "ادومی اہلِ ادوم وسبائی جو شام کے اوپر واقع ہین پہلی قوم ہین جنھون نے عرب آبادان (عربیا فلکس) پر قبضہ کیا ہے" یوسیفوس جو پہلی صدی مسیحی مین تھا بیان کرتا ہے کہ اس عہد مین وہ عرب رنگستان (عربیا ڈزرٹا) تک پھیل گئے تھے، اس کے خاص الفاظ یہ ہین[1]

"ملک بحر احمر سے نہر فرات تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے قبضہ مین ہے جن کے سب سے اس کا نام ملک نباطینہ Nabatena پڑ گیا ہے، اس کی سرحد (مغرب مین) مصر اور عرب سنگستان Petraea سے مل گئی ہے، اور بہت سے بیابانون اور بلند قراز زمینون کو شامل ہے، جو مشرق کی طرف خلیج فارس تک منتہی ہوتی ہے، عموماً اس ملک کے باشندون کا نام نبایوط Nebaioth عرب ہے"

ان شہادتون سے ظاہر ہوگا کہ انباط کا ملک مغرب مین بحر احمر اور مشرق مین خلیج فارس تک وسیع تھا، اور اس کے درمیان کے تمام ممالک یعنی عرب سنگستان، عرب رگستان وبعض قطعہ عرب آبادان پر قابض تھے، لیکن اس طویل وعریض ملک مین انباط کی اصل آبادی خلیج عقبہ (ایلہ) کے اطراف مین تھی، ڈائیڈورس کا بیان ہے[2]

"اوپر گذرتے ہوئے تم خلیج عقبہ (ایلہ) Laianites Gulf مین داخل ہوگے جس کے حدود پر ان عربون کی بہت سی آبادیان ہین جن کو لوگ نبط Nabataei کہتے ہین، یہ لوگ نہ صرف سواحل کے بڑے حصے پر قابض ہین بلکہ وہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیل گئے ہین، کیونکہ زمین آبادار اور نہایت سرسبز ہے،

تخصیص کے ساتھ ملک انباط کے، اشہر دن کے نام یوسیفوس[3] مین مذکور ہین لیکن یونا

---

[1] گولڈ اینس آف بیبل ص ۲۲۵ [2] اینگ ۱۲ ۱۳ [3] گولڈ اینس آف بیبل ص ۱۸۲ [4] اینٹیکو کتاب ۱۴ باب ۱ مندرجہ

Marfat.com

تلفظ نے عربی رنگ و روغن اُن کے چہروں سے بالکل اُتار دیا ہے، وہ شہر یہ ہیں۔ میدآبہ، بنالو، لیتیس، ثوآبسہ، اغالہ، اثونہ، صلوہ، اوردن، مرلیہ، ردہ، لوسہ، عودبہ، اِن کے علاوہ، رقیم (پٹرا) اور حجر مشہور شہر تھے

انباط کا دارالحکومت

انباط کا ملک جن حدود پر مشتمل تھا وہ درحقیقت تین قدیم ممالک کا مجموعہ تھا، ملک ثمود (داوی القریٰ) جس کا دارالحکومت حجر تھا، ملک مدین جس کا پایۂ تخت خود شہر مدین تھا، اور ملک ادوم جس کی حکومت کا مرکزی شہر رقیم (پٹرا) تھا۔ انباط کا پایۂ تخت پہلے شہر رقیم (پٹرا) تھا، یہاں ان کے آثار اب تک باقی ہیں، لیکن پہلی صدی ق م میں جب رومیوں نے مصر و شام پر قبضہ کیا، تو رفتہ رفتہ وہ پٹرا (رقیم) پر بھی قابض ہوگئے۔ اسٹرابو (۲۴ء) بیان کرتا ہے کہ "اب (۲۴ء) انباط اور شامی دونوں رومیوں کی رعایا ہیں[1] اس مفتوحی سے مقصود پٹرا یعنی رقیم کی مفتوحی ہے ورنہ نفس حکومت تو ۱۰۶ء تک باقی تھی، پٹرا (رقیم) سے ہٹکر انباط نے اب حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود میں واقع تھا، اسی لیے قرآن مجید نے ان کو "اصحاب الحجر" کے نام سے یاد کیا ہے (تفصیل آگے آتی ہے)

"حجر" جس صوبہ ملک میں واقع ہے عربوں کے ہاں اس کا نام داوی القریٰ ہے، اس کے لفظی معنی آبادیوں کی وادی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ میدان عہد قدیم میں نہایت کثرت سے آباد تھا۔ اس کی تصدیق اب معاصر مورخین کی روایتوں سے بھی ہوتی ہے، بھی ڈائیڈورس کا بیان گذر چکا ہے کہ حدود ایلہ پر انباط کی بہت سی آبادیاں ہیں ..... اور وہ نہایت کثرت سے آباد ہیں" اسٹرابو بھی انباط کی نہایت گنجان آبادی کا ذکر کرتا ہے[2]۔

شاہان انباط

اشوری کتبہ کی شہادت کی بنا پر گرشہاں نبط کا ابتدائی سلسلہ ۷۰۰ء ق م سے شروع ہوتا ہے جبکہ "ناتان" شاہِ نبط، بادشاہ اسیریا، اشوربانیپال کی خدمت میں نذر پیش کرتا ہے[3] لیکن

---

[1] گرلڈ مائنس۔ ص ۳۰۵۔ [2] کتاب مذکور ص ۱۸۴ [3] تاریخ بابل و اشور، از جرمن ادریکانی ج ۱ ص ۲۷۴

لیکن یونانی تاریخ اور موجودہ نبطی آثار اور سکّے ۱۰۰ ق م سے پہلے کسی نبطی بادشاہ کا ذکر نہین کرتے اس کے اسباب بھی واضح ہین، یونانیون کو اس سے پہلے انباط سے سروکار نہ تھا، اور نہ خود انباط اس عہد سے پہلے متمدن زندگی بسر کرتے تھے، بہرحال تاریخ و آثار نے اب تک جو انکشاف حال کیا ہی اس کی اطلاع ہے اب تک ڈوسے (Dussaud) نام ایک فرنچ مستشرق نے بادشاہ کے ناموں کی ایک فہرست طیار کی ہے، یہ فہرست ۱۶۹ ق م سے شروع ہو کر ۱۰۶ء پر ختم ہوتی ہے، اس مین ایک نام "مالک اوّل" کا اضافہ ہم خود یوسیفوس کے حوالہ سے کرتے ہین:-

نام	مدّتِ حکومت تقریباً
حارث اوّل،	۱۶۹ سنہ ق م
زیدبابل،	۱۴۶ سنہ ق م.
مالک اوّل،	سنہ ق م
حارث ثانی،	۱۱۰ سنہ ق م سنہ ۹۶ ق
عبادہ اوّل،	۹۰ سنہ ق م
ریبال اوّل، بن عبادہ اوّل	۸۷ سنہ ق م
حارث ثالث بن ریبال	۸۷ سنہ ق م سنہ ۶۲ ق
عبادہ ثانی بن حارث ثالث	۶۱ سنہ ق م سنہ ۴۷ ق
مالک دوم بن عبادہ ثانی	۴۷ سنہ ق م سنہ ۳۰ ق
عبادہ یا نامرس بن مالک دوم	۳۰ سنہ ق م سنہ ۹ ق
حارث رابع بن مالک دوم	سنہ ق م سنہ ۴۰ ق
شقیلہ (شقیلو) زوجہ حارث ثالث	
[illegible] زوجہ حارث ثانی	

لہ فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۹۰۷ء سلہ قدامت یہود، کتاب ۱۳، باب ۵، بند

Marfat.com

نام	مدت حکومت تقریباً
مالک سوم بن حارث شقیلہ زوجۂ مالک	سنہ ۷۵ء سے سنہ ۱۰۱ء
ربیال ثانی بن مالک ثانی جمیلہ زوجۂ ربیال	سنہ ۱۰۱ء سے سنہ ۱۰۹ء
مالک چہارم	سنہ ۱۰۱ء سے

تمدنی حالات ہرثا بستگی کی ابتدا عہد بداوت ہے، انباط کی ابتدائی زندگی تمام قبائل عرب کی طرح وغیر مصنوع زندگی تھی، جن کی دولت کا تنہا خزانہ مواشی تھے (حزقیال، ۷۰ - ۶) لیکن جب خربی تمدن نے انھین اپنے تمدن و شائستگی کے بل پر شکست دینا چاہا تو ان کو بھی مجبوراً متمدن بننا پڑا۔ یونان مین سے ڈائیڈورس (سنہ ۸۰ ق م) اور اسٹرابو (سنہ ۲۴ء) نے انباط کے آداب معاشرت و تمدن کو سب سے بہتر بیان کیا ہے، ڈائیڈورس کہتا ہے :-

"یعنی انباط کھلی ہوا مین زندگی بسر کرتے ہین، اور ناقابل سکونت ہوا مین رہتے ہین، انکے ملک مین نہ کوئی دریا ہے اور نہ چشمہ، جس سے حملہ آور دشمن فائدہ اٹھا سکین، انکا قومی آئین ہے کہ وہ نہ غلہ کی زراعت کرین، اور نہ درخت لگائین، نہ شراب پئین، اور نہ گھر بنائین جو شخص اس کے خلاف کرتا ہی، اُس کو سزاے موت دی جاتی ہی،

بعض لوگ اونٹ کے گوشت پر گذر کرتے ہین، اور بعض بکری اور بھیڑ کے گوشت پر ..... صحرا مین بہت سے قبائل رہتے ہین لیکن دولت مین انباط سب سے بڑھے ہوئے ہین، اور اپنے ہمسایون مین اُن کو امتیاز حاصل ہی، گو کہ اُن کی تعداد دس ہزار آدمی سے زیادہ نہین ہے، ان کا ملک پانی سے خالی ہے، اپنے لئے پہاڑون مین بڑے بڑے حوض کھود کر بناتے ہین،

Marfat.com

جبکا منھ باہر سے تنگ اور اندر چوڑا رہتا ہے، اور ان کی لمبائی ۲۵ فیٹ تقریباً ہوتی ہے، ان حوضون مین بارش کا پانی جمع کرکے اُن کو چھپا دیتے ہین، اور ان پر کوئی نشانی بنا دیتے ہین، جب سفر کرنا چاہتے ہین تو اپنے جانورون کو تین روز کا پانی پلاتے ہین، انباط گوشت، دودھ اور بعض جنگلی سبزی کھاتے ہین، ..... جنگلی شہد (من) بھی اُن کو ملتا ہے جسکو پانی مین گھول کر پیتے ہین، ان مین عرب کے غیر نبطی قبائل بھی شامل ہین جن مین سے بعض شامیون کے ساتھ گھرون مین رہنے کے علاوہ اور تمام عادات مین مماثل ہین[1]،

یہی مصنف لکھتا ہے :-

"آگے بڑھ کر تم خلیج ایلانہ (عقبہ) مین داخل ہوگے، جو اُن عربون کے بہت سے گاؤن سے محدود ہے، جن کو لوگ "نباطیہ" کہتے ہین، یہ لوگ نہ صرف ساحلی مقامات کے بڑے حصے پر قابض ہین بلکہ وہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیلے ہین، کیونکہ یہ زمین آباد اور نہایت شاداب ہے، زمانہ سابق مین اپنے قوانین انصاف کے مطابق اپنے گلون اور جانورن پر مطمئن رہ کر زندگی بسر کرتے تھے، لیکن جب اسکندریہ (مصر) کے (یونانی) بادشاہون نے خلیج کو تجارت کے لئے جہاز رانی کے قابل بنایا تو ان نبطیون نے شکستہ جہازون کے ملاحون کو قتل کیا اور چھوٹی کشتیون مین بیٹھکر بحری ڈاکہ زنی کرنے لگے، ..... آخر کار ان پر ..... حملہ کیا گیا اور ان کے استحقاق کے مطابق ان کو سزا ملی[2]"

استرابو (۲۴ء) جو ڈائیڈورس کی طرح انباط کا معاصر تھا، ان کے متعلق دلچسپ ما بیان کرتا ہے :-

(شہر) پیترا (رقیم) جو عمدہ قوانین رکھتا ہے، اسپر شاہی خاندان مین سے ہمیشہ ایک بادشاہ

[1] فاسٹرج ۱- ص ۲۲۶ . [2] گولڈ سمتھ ص ۱۸۳،

حکومت کرتا ہے، وزیر ہمیشہ اس بادشاہ کے ساتھیوں مین سے ایک ہوتا ہے، اسی لیئے اس کو "بھائی" کہکر پکارتے ہین، انباد کفایت شعارانہ ذخیرۂ ملکیت کے شائق ہین، جماعت ان پر جرمانہ کرتی ہے جو اپنی دولت ضائع کرتے ہین، اور جو اپنی دولت بڑھاتا ہے اسکو انعام دیتی ہے، انباط کے پاس غلام کم ہین، اکثر ان کی خدمت ان کے متعلقین کرتے ہین، یا ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہین، یا ہر شخص اپنا نوکر آپ بنتا ہے، یہ طریقہ بادشاہون تک مین جاری ہے، جو جمہور کی رضامندی کے ستمگر آرزومند ہین کہ وہ اپنی رعایا کی خدمت کرتے ہین، بادشاہ کو انتظام ملکی کے متعلق یہ بات لوگون کو دینے ہوتے ہین، اور وہ اکثر اپنے بادشاہ کے ذاتی حالات وعادات سے واقفیت کرتے رہتے ہین،

لوگ غیر سرکاری مجلسون مین تیرہ تیرہ آدمی ملکر کھاتے ہین، بادشاہ بھی لوگون کو بڑی بڑی عمارتون کا انتظام سونپتا ہے، مہمانون کی ہر جماعت مین دو مغنی رہتے ہین، ہر مہمان کو گیارہ جام سے زیادہ شراب نہین دی جاتی ہے، یہ جام سونے کے ہوتے ہین،

جبہ یا کرتہ پہنتے ہین لوگ نہین جانتے کہ کیا ہے، پہنتے ہین، اور پاؤن مین جوتی پہنکر چلتے ہین شاہانہ پوشاک جو ان قوم کی ہوتی ہے،

مکانات عالیشان اور سنگین ہین، آبادیون مین شہر پناہین نہین ہوتین، ملک کا بڑا حصہ سرسبز ہے، تاہم وہان درخت نہین ..... (جانورون کی پیداوار کا بیان ہے) گھوڑے نہین ہوتے، ان کی بجائے اونٹ صرف مین آتے ہین، بعض اشیاے تجارت کی درآمد بھی یہان ہے، اور بعض چیزین خود ملک مین ہوتی ہین، جیسے سونا چاندی اور سب سے خوشبودار لیکن کوا تا تانبا اور لوہا اور ہر قسم کی عمدہ دھاتین، سنگتراشی اور نقاشی اور تصویرون کی چیزین جسے ملک مین سونے چاندی کے برتن اور انباد مُردون کی لاش گاڑنے کے لئے بہتر سمجھتے ہین، اسلئے وہ بادشاہون

Marfat.com

تک کی لاشوں کو بھی زمین مین دفن کرتے ہین، مذہبًا یہ سبائی دیوتا "آفتاب" کی پوجا کرتے ہین، اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ مکانات کی چھتون پر بناتے ہین، اور اُسپر شراب چڑھاتے ہین اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہین[1]،

سیاسی حالات

انباط ہمکو سب سے پہلے ۳۱۲ ق م مین سیاسی میدان مین نظر آتے ہین، اسیریا اور بنی قیدار (برادران انباط) کے مابین اس عہد مین جنگ برپا ہوتی ہے، بنی قیدار کا شیخ شکست کھاکر "انباط کی چھوٹی سی ریاست" مین پناہ لیتا ہے، پھر بنی قیدار اور انباط.... کی متحدہ فوج اسیریا کے مقابلے مین آتی ہے، لیکن سوءِ قسمت سے نباتان شاہ انباط گرفتار ہوجاتا ہے[2]،

بابل کے بعد ایران و یونان کی قوت دنیا کی تاریخ مین جلوہ گر ہوتی ہے، انباط جہان آباد تھے، یہ وہ مقامات تھے جو اہلِ فارس اور یونان کی دائمی جنگ کے طبعی راستے تھے، اس بنا پر ہر دو فریق ان نبطی عربون کی دوستی و ہمدردی کے طالب تھے، جنگی اعانت کے بغیر ان خشک و بے آب ریگستانون کو طے کرنا ناممکن تھا،

سکندر سے پہلے جو چوتھی صدی ق م کے اواسط مین تھا، عمومًا اہلِ فارس کا پلہ یونانیون سے بھاری تھا، اس بنا پر شمالی عرب (جو اس عہد مین بنی لحیان مین تھے) میدانِ جنگ مین اہل فارس کے دوش بدوش تھے،

۳۳۲ ق م مین سکندر نے ایرانیون کو شکست فاش دی اور عراق سے لیکر مصر و شام اس کے فتوحات کا جولانگاہ بن گیا، ہندوستان سے واپس آکر عرب کی فتح کا عزم تھا کہ وہ خود موت کے ہاتھ مفتوح ہوا، سکندر کے بعد ممالک مفتوحہ سکندر کے مختلف سردارون مین منقسم ہوگئے بطلیموس نے مصر و شام پر قبضہ کیا، انٹی گونس نے ایشیائے کوچک لیا، سیلوکوس نے بابل و فارس

---

[1] گولڈ اسمتھ۔ ص ۲۲۸ [2] تاریخ بابل ج ۲۔ ص ۲۷۶ از راجرس،

Marfat.com

وترکستان پر استیلا حاصل کیا، یہ تینون بادشاہیان پیچ مین حدودِ عرب پر آکر ملتی تھین، انٹی گونس ایک بلند حوصلہ بہادر تھا، اس سے اپنی قسمت پر قناعت نہو سکی، سب سے زرخیز اور قریب تر شام کا ملک تھا، اس نے شام پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن درمیان مین نبطی عرب حائل تھے۔ انُ کو اپنا شریک بنانا ضرور تھا لیکن وہ بطلیموس کے طرفدار پہلے ہی بن چکے تھے، نتیجہ جنگ و محاربہ تک پہونچ گیا۔

انٹی گونس نے سنہ ۳۱۲ ق م مین اپنے ایک سردار Athenaeus اتھنیاؤس کی سرکردگی مین ایک مہم روانہ کی، جسنے گوبیخری مین رقیم (پٹرا) کو برباد کردیا، لیکن اس کا ایک سپاہی بھی دشمنون کے ہاتھ سے بچکر واپس نہ آیا، ناچار انٹی گونس نے خود اپنے بیٹے ڈیمیٹریوس Demetrius کے زیر قیادت ایک دوسری جمعیت روانہ کی، بے سروساماں نبطی عرب میدان مین مقابلہ نکرسکے اور قلعہ بند ہوگئے۔ یونانیون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اس قدر سے تنگ آکر ایک دن ایک نبطی عرب نے ڈیمیٹریوس کو ان الفاظ مین مخاطب کیا:۔

"اے بادشاہ ڈیمیٹریوس! تم کس غرض سے اور کس کے حکم سے مجھ سے لڑتے ہو؟ ہم صحرا مین رہتے ہین، جہاں پانی ہے، نہ غلہ ہے، نہ شراب ہے، نہ اور ضرورت کی کوئی چیز ہے، ہم نے صرف اپنی آزادی کی خاطر اس صحرا کی سکونت اختیار کی ہے اور تمام آسایش کی چیزین دوسرون کے لئے چھوڑدی ہین، اور ہم نے اس حیوانی زندگی پر قناعت کی ہے، تمھین ہم نے ستایا نہین، تم ہمین کیون ستاتے ہو؟

ہمین اپنا دوست سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ تم اس طرح یہان زیادہ دن تک نہین ٹھہر سکتے۔ تم کو پانی اور دوسری چیزون کی ضرورت ہوگی، اور تم ہم کو اپنے طرز زندگی کے بدلنے پر مجبور نہین کرسکتے، اگر تم نے قلعہ پر قبضہ بھی پالیا، تو تڑپتی لاشون اور چند غمزدہ قیدیون کے سوا جو کبھی دوسرون کے سامنے سر نہین جھکا سکتے، تم کچھ نہین پاؤگے"

Marfat.com

ڈیمیٹریوس اس گفتگو سے بیحد متاثر ہوا، اور صلح قبول کرلی، اس اچانک حملے نے ان نبطی عربوں کی ایک منظم سیاسی جمعیت کے قالب مین بدل جانے پر مجبور کردیا، چنانچہ اس انقلاب نے اس بدوی قوم کو وہ اہمیت بخشی کہ یونان عظمیٰ، رومۃ الکبریٰ، اور خاندانِ اسرائیل کی گرتی ہوئی شمعیں کبھی کبھی جھلک جاتی تھین،

آگے کے واقعات سمجھنے کے لئے یونان و روم اور یہود کی تاریخ کے بھی چند فقرے پڑھ لینے چاہئین

انٹی گونس کی حوصلہ مندی کو اس شکست سے کوئی صدمہ نہین پہونچا، اس نے رفتہ رفتہ بطلیموس سے شام اور سلوکیوس سے بابل (عراق) لڑ کر چھین لیا، ناچار سلوکیوس اور بطلیموس دونون نے متحدہ طاقت سے ۳۰۱ ق م مین انٹی گونس کی مملکت مقبوضہ کے حصے بخرے کرکے آپس مین بانٹ لئے اس تقسیم کی رو سے شام سلوکیوس کو، اور مصر و قبرص بطلیموس کو ملا، مورخین و سب خاندان سلوکیہ کو "سلوقیین" اور خانوادۂ بطلیموس کو بطالسہ یا بطالمہ (یعنی بطلیموس) کہتے ہین، سلوقیین اور بطالمہ ان ممالک پر ایک مدت تک حکومت کی،

شام مین بنی اسرائیل کی پہلی حکومت کو شاہان بابل نے برباد کیا، بابل و فارس کی حکومت نے جب غلبہ حاصل کیا، تو ان کو ۵۳۸ ق م مین، پھر آزادی ہوئی، فارس کے زیر اقتدار بنی اسرائیل کے ایک خاندان یہود نے جن سے یہودیہ کی بنیاد پڑی، ایک نیم آزاد حکومت پھر قائم کی، لیکن ۳۳۲ ق م مین اسکندر نے اس کا بھی خاتمہ کردیا، اس کے بعد تک یہود (یہودہ یعنی بیت المقدس) بطلیموس، انٹی گونس، اور آخر سلوقیین کی حکومت کے ماتحت رہے،

صدی ق م مین جب یونانیون کی پیرسال قوتین، خود باہمی خونریز جنگ و جدل کی وجہ سے جگہ خالی کر رہی تھین، یہود کی ابدی الموت زندگی نے آخری انگڑائی لی، اور مکابی سکندر کے رومیون کے بل پر ۱۶۵ ق م مین ایک حکومت یہودیہ قائم کی

Marfat.com

فاش کھائی، اسوقت عرب کی آزادی کے سوا اسکو کوئی امن نظر نہ آیا لیکن درحقیقت اس کی روح اسوقت حقیقی امن کی تلاش مین نکلی تھی، زیدبابل نے سکندر کا سر کاٹ کر بطلیموس کے پاس بھیجدیا، (قدیم ج ۲، ۱۳، ۴، ۱۸۴)

زیدبابل کے بعد، مالکب اوّل تخت نشین ہوا، سکندر سلوقی کا بیٹا انطیاخوس اسی معرکہ مین وہ نباط کے ہاتھ قید ہو کر پرورش پا رہا تھا، یونانیون نے جو سکندر کے طرفدار تھے، مالکب سے درخواست کی کہ انطیاخوس کو باپ کی جگہ حکومت کے لئے آزاد کیا جائے، شدید اصرار کے بعد مالکب نے یہ درخواست قبول کی (قد، ج ۲، ۱۳، ۱، ۵)

یونانیون کی اس خانگی منازعت نے، یہود و انباط مین کشمکش پیدا کر دی، یاناتان مکابی رئیس یہودیہ جس کی قوت یونانیون کے ضعف سے، نشو و نما پا رہی تھی، اسنے اچانک نبطیون پر حملہ کیا، اور ان کو نقصان پہونچایا، (قد، ج ۲، ۱۳، ۵، ۱)

حارث دوم کے زمانہ مین یونانیون نے غزہ کے یہودیون پر حملہ کیا، حارث جو اسوقت انباط کی قوت کا مالک تھا، اپنے عہد کا ممتاز بادشاہ تھا، اس نے یونانیون سے اعانت کا وعدہ کیا، لیکن اس سے پہلے کہ عربون کی کمک پہونچے یونانی خود خانگی منازعات مین مبتلا ہو گئے (قد، ج ۲، ۱۳، ۳، ۳)

حارث دوم کے بعد عبادہ اوّل مملکت انباط پر تخت نشین ہوا، اس کے عہد مین اسکندر مکابی جو یہودیہ کا ایک مجنون رئیس تھا، انباط پر حملہ آور ہوا، اور گو جنگ مین وہ نبطیون کے ہاتھ سے بمشکل جانبر ہو سکا، تاہم صوبہ مواب اور جلعاد کے ۱۲ شہر، ان سے چھین لے گیا، (۱۳، ۱۳، ۵- نیز ۱۴، ۱، ۴) لیکن یہود اس فتح سے خوش نہ ہوئے اور انھون نے سکندر کو مجبور کیا کہ وہ مواب و جلعاد کے صوبے عربون کو واپس کر دے کہ وہ دشمنون کے شریک نہ بن سکین۔ (۲۰، ۱۴، ۱۳)

حارث سوم (۸۷ء تا ۶۲ء ق م) حکومت انباط کا سلطانِ اعظم ہے، انطیاخوس [illegible]

Marfat.com

سلوتی اسوقت ملک عرب پر حملہ آور تھا، حارث کی فوج، خالص عرب شجاعت کے ساتھ یونانیون کے مقابل تھی، پہلے حملہ مین وہ پسپا ہو رہی تھی کہ دفعتہً حارث دس ہزار سواروں کے ساتھ میدان جنگ مین نمودار ہوا۔ انطیاخوس بہادری سے لڑتا رہا، اور عین اسوقت جبکہ جلوۂ فتح اس کے سامنے تھا، لڑائی مین کام آیا، اس کے مرنے کے ساتھ فوج کے پاؤن اکھڑ گئے، حارث کے لئے اب یہان سے دمشق تک جو سلوقیین کا پایہ تخت تھا، کوئی روک نہ تھی اور خود بطلیموس وسلوتی خاندان باہم خانہ جنگی مین مبتلا تھے، چنانچہ خود اہل دمشق کی دعوت پر حارث دمشق پہونچا، اور سکندر اعظم کے جانشینون (سلوکیوس) کا تخت اس کے پاؤن کے نیچے تھا، (۱۳، ۱۵، ۱۱)

پہلی صدی ق م کے اواسط مین، اسکندر مکابی کے دو بیٹون مین تخت یہودیہ کے لئے منازعت ہوئی ایک نے بھاگ کر حارث کے دامن مین پناہ لی اور وعدہ کیا کہ اگر وہ تخت نشین کر دیا گیا تو وہ بطلمی شہرون پر اسکا باپ قابض ہو گیا تھا، وہ واپس کر دیگا، حارث پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ رفیم (پیڑا) سے نکلا، یہودیون نے میدان مین شکست کھائی، اور یروشلیم مین قلعہ بند ہو گئے، حارث یروشلیم کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا کہ نوشباب رومیون کی فوج نمودار ہوئی، جس نے ۳۰ ٹالنٹ (۷۲ لاکھ روپئے) پر یہودیون سے یہ جنگ خرید لی، ناچار حارث کو پیچھے ہٹ آنا پڑا، لیکن رومیون نے پیچھا نہ چھوڑا، خود پامپی اور اس کے سپہ سالار سکاروس (Scaurus) نے پہلی صدی ق م کے اواسط مین بار بار رفیم (پیڑا) پر حملہ کیا، لیکن راستہ کی دشوار گذاری ہمیشہ انہاط کے لئے قلعہ ثابت ہوئی، ناچار سکاروس نے ادھر ادھر شہرون کو جلانا اور برباد کرنا شروع کر دیا، آخر ۳۰ ٹالنٹ (۷۲ لاکھ روپئے) نقد ۲۰ لاکھ روپیے ایک اور سردار انٹی پیٹر کی دلالی سے اپنے وحشیانہ اعمال کی قیمت لیکر واپس ہوا، یہ واپسی رومیون کے تخیل مین عظیم الشان نتیجہ تھی، اس کی یادگار مین ایک سکہ جاری کیا گیا،

۱؎ قد، ج ۲-۱۴، ۴، ۱ ۲؎ بحوالہ سابق باب ۴، فقرہ ۱، و ۲ ۳؎ قد، کتاب ۱۴، باب ۳، فقرہ ۴۸،

Marfat.com

جس میں دیکھا گیا کہ ارسطو کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار اور دوسرے میں ایک خوشہ انار کی تھی (جو ملاک ہونے کا شاید عبارت ہو) لئے کھڑا ہے۔ سکندر اس کے بعد گلینوس حکیم کی جگہ پہنچا یا۔ اس نے بھی دو جملوں کی تغیر خواہی کی۔ معاوضہ میں انگلی پیر اندوز کے حوالہ کیا اور خود بابل کی فتح کے ارادہ سے نکلا اور کہتے ہیں کہ میدان میں غالب آیا۔

عبادت خانہ کے عمارکا کوئی واقعہ نہیں معلوم۔

مالک خانی (۴۷۶ھ تا ۴۸۶ھ) کا زمانہ بعض حیرت انگیز واقعات کا سلسلہ ہوا تھا۔ ہر چند اس کی بجائے [illegible] لیکن [illegible] تھا۔ دم پیسا سیزر اعظم (قیصر) کے قتل کا واقعہ پیش تھا اور [illegible] قیصر) بہ غالب آیا تھا۔ مصر میں خاندان بطلیموسی کا پچھلا حکمران کلیوپٹرا تخت نشین تھا، جو ڈوبتے کی تنکے کی طرح سیزر شاہ روم کا سہارا لے کر اپنے کھوئے ہوئے ملک کو واپس لینا چاہتا تھا اور اس کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس سے کچھ رقم بطور قرض یا دوستانہ حاصل کرے۔ لیکن مالک نے ملاقات سے انکار کر دیا کہ فاتح کی ہمسایہ حکومت اس تعلق کو پسند نہیں کرتی۔ [illegible] لیکن جب جنگ کی ضرورت ہوئی تو دم نے ہمسایہ کا مستون کو ہوئی تھی۔ [illegible] چنانچہ چند ہی روز کے بعد [illegible] کے لئے نکلی ہوئی فوج کی [illegible] دم سے چلکر آئی۔ [illegible] سیزر شاہ روم کا فرمان تھا جو گو مہان میں [illegible] تھا تاہم روم [illegible] کی سیاسی فوقیت کو تسلیم کرتے تھے۔ انہوں نے سب کچھ [illegible] کلیوپٹرا کو نذر کر چکا تھا، وہی ان ملوک کو خراج وصول کرتا تھا۔ [illegible] کے لئے [illegible] شرط [illegible] کے لئے [illegible] شاہ روم کے [illegible] کے بعد [illegible] مالک خانی [illegible] آخر لاہور [illegible] کی خبر [illegible] کلیوپٹرا [illegible]

[illegible] بابل [illegible] ۱۱۱۳ھ [illegible] ۱۱۱۵ھ [illegible] ۱۱۱۴ھ [illegible] ۱۱۱۳ھ [illegible] ۱۱۱۵ھ

Marfat.com

ن عربون پر حملہ شروع کیا بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں جن میں طرفین سے ہزاروں آدمی کام آئے، اور یہودی
درخ یوسیفوس کے بیان کے مطابق اکثر عربوں کو شکست ہوتی رہی[1]

عبادۂ ثالث (۳۰ھ تا ۹ھ ق م) گو ایک سست طبع اور ناکارہ تھا، لیکن اس کا وزیر
نہایت ہوشمند اور چالاک تھا، یونانی تلفظ میں اسکا نام سالیوس (Syllaeus) مذکور ہے (اصل
شاید سائل، یا سئیل ہو) سالیوس ہمیشہ اپنی دانشمندانہ سازشوں سے، یہودیوں اور رومیوں دونوں
کو زک دیتا رہا[2] ۱۸ھ ق م میں رومیوں کو جو فتح عرب کے خواب دیکھ رہے تھے، عرب کے بے آب
صحرا میں جس طرح انکی ہمت کو شکست دیکر واپس پھیر لیا، وہ اب تک ہر آزادی اور یورپین مورخ
کے قلم کے لئے سرمایۂ غم و ندامت ہے، واقعہ کی تفصیل "ہیرڈ" کے ذکر میں اس سے پہلے گذر چکی ہے،

حارثۂ رابع (۹ھ ق م تا ۴۰ء) حضرت یحییٰ بن زکریا، اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا
معاصر تھا، اس کا پہلا نام انیس تھا، عبادہ کی وفات کے بعد جب یہ بادشاہ ہوا تو اپنے لئے شاہی نام حارث
اختیار کیا،

ہیرڈ شاہ یہودیہ حارث کا داماد تھا، یہ شخص نہایت بدکار اور ستم دوست تھا، اپنے بھائی کے
مرنے پر اس نے بھانج سے جو اس کی علاتی بہن تھی، دوسری شادی کر لی، حضرت یحییٰ ان دنوں
پند و موعظت کے پیغمبرانہ اثر سے قلوب کو مسخر کر رہے تھے، ان کی محبوبیت یہودیہ میں جتنی ترقی کرتی
جاتی تھی، ہیرڈ اسی قدر کاپتا جاتا تھا، حضرت یحییٰ نے ہیرڈ کو اس شادی پر ملامت کی، خون آشام
بادشاہ سے ضبط نہ ہو سکا، حضرت یحییٰ کا سر کاٹکر دوسری بیوی کے نذر کیا،

ہیرڈ کی پہلی بیوی باپ کے پاس عرب چلی گئی، حارث اپنی اس نواسی (یا بھتیجی) سے بیحد محبت
کرتا تھا، جب یہ عرب پہنچی تو اس نے فوراً یہودیہ پر فوج کشی کی تیاری کرنے کی اور اس نے زبردست حملہ آور ہو کر ہیرڈ کو شکست دلائی،

[1] تاریخ قدیم باب ۱۴ فصل ۵ و ۶ [2] تاریخ قدیم باب ۱۶ فصل ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

Marfat.com

اور سخت ہزیمت اٹھا کر واپس آیا، یہودی معتقد تھے کہ یہ شکست حضرت یحییٰؑ کے قتل کا پاداش عمل تھا، حارث سیدھا دمشق پر قابض ہو گیا، رومی ہیرقل کی مدد کے لئے آئے، لیکن اتفاقاً اس اثنا میں (۶۳۵ء) میں خود قیصر ہرقل گیا

حارث کئی برس تک دمشق پر قابض رہا، پولوس (سینٹ پال) موجودہ عیسائیت کا بانی اسی حارث کے ہاتھ میں قید ہوا تھا، آخر ڈوری لٹکا کر اس کے سہارے قید خانے سے نکلکر بھاگا۔

حارث کے بعد دولت انباط رومی اقتدار کے پردے میں بالکل چھپ گئی، گویا حارث کا وجود اس چراغ کا آخری سنبھالا تھا، گو بجھنے کے بعد بھی چراغ کا دھواں ۱۰۶ء تک نظر آتا رہا،

انباط کے مٹنے کے بعد بہت سی عرب قبائل اندرون ملک سے خالی جگہ کو بھرنے کے لئے نکل آئے جن میں زیادہ مشہور آل غسان تھے، جو انباط کے ہم نسب تھے،

تقریباً ۵۰۰ برس کے بعد جب اسلام آیا تب بھی انباط دنیا سے مٹ نہ گئے تھے، ملک شام میں انکا پیشہ غلہ اور روغن فروشی رہ گیا تھا، اور پرکے شہر مدھر مدان، بصرہ کی بندرگاہ، اکثر انباط کے ہاتھ میں تھے، حجر، تیماء، خیبر وغیرہ جو نبطیوں کے گھر اور قلعے تھے، ان سب پر یہودی قبائل نے نبطیوں کی بقیہ باقی قوت کی حیثیت کھو کر یہودیوں، یونانیوں اور رومیوں میں اس طرح گم ہو گئی تھی کہ عہد اسلام میں ان اجزاء

میں جب عرب پہنچے، تو کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکا، عرب میں ہر شہر ان کا ایک آبائی قدیم مجمع اور یہ خود بھی اپنے کو نبطی کہتے تھے، ان ہی میں سے غسان نبطی ہے جو شام پر عہد اسلام کا ایک دربار گاہ

اصحاب الحجر | اس عظیم الشان قوم کا عروج و زوال، حیات و ممات، زندگی و فنا، ہمقدم عرب کے کس درجہ سبق آموز ہو سکتی تھی، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں ان کا ذکر آیا ہے وہاں

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ انباط کا مرکز حکومت رقیم (پترا) تھا، رقیم کا نام اور حجر (الحجر) اندازاً

سلہ حارث ثانی ہیرود کے نام دو خط ہیں، ایک میں پولوس کا نام نہیں ہے، دوسرے میں ہے، ۳۰ء تک زندہ رہا،

لہ یہ حج اور صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق ہے، جس میں قوم ثمود کے گھروں کے دیکھنے پر حضور نے ان کو روتے ہوئے داخل ہونے کی ہدایت فرمائی ہے،

Marfat.com

عرب، قرآن مجید نے ان کو اسی قریب تر شہر کے مالک کنعان کو لکھا ہے

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ
وَلَقَدْ آتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا
مُعْرِضِينَ، وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ
بُيُوتًا آمِنِينَ، فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
مُصْبِحِينَ، فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا
يَكْسِبُونَ، (حجر)

اہل حجر نے پیغمبروں کو جھٹلایا (یعنی گذشتہ اور معاصر پیغمبروں کی ہدایات قبول نہیں کیں) ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں، ان سے منہ پھیر لیا، یہ پہاڑوں کو کاٹ کر مکانات بناتے تھے، جن میں امن و آرام کے ساتھ رہتے تھے، ان کو عذاب نے صبح کرتے ہوئے لیا، پھر ان کے کمائے ہوئے نے انکو کوئی فائدہ نہ بخشا،

تمام مفسرین نے "اصحاب الحجر" سے ثمود مراد لیا ہے، اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دارالحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا، لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہے کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ، ان کے بعد کی آبادی مراد ہے، قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے، لیکن ہر جگہ انکا نام لیا ہے، اس اجمال کے ساتھ یعنی "حجر والے" کہکر کہیں نہیں بیان کیا ہے، ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے، ثمود کی تعمیر سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتادیا ہے، یعنی وادی القریٰ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۔ ثمود جنہوں نے وادی القریٰ میں پتھر تراشے، یہاں "حجر والے" کہکر انکی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہے، اس سے اشارہ یہ ہے کہ انکی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں، انکے نشان اور آثار اب تک موجود ہیں، اور کتبات منقوش ہیں، ان میں باقی اپنا نام "نبطیو" بتاتے ہیں جسکو ہر نبطی خط و زبان کا عالم بہ سہولت پڑھکر تصدیق کرسکتا ہے، اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچتی ہے کہ اصحاب الحجر ان ہی، نباط کا نصب تھا، صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گزرے تھے، اس موقع پر بھی کثرت روایتوں میں ثمود کا نام نہیں، یہ نکتہ مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا لاتدخلوا مساکن الذین

ظلموا انفسہم الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل ما اصابہم ان اپنی جان پر

ظلم کرنے والون کے گھرون مین روتے ہوئے چلو ایسا نہو کہ جو مصیبت انپر آئی ہے تم پر بھی آئے، یہ

امام بخاری نے، باب غزوۂ تبوک تفسیر سورۂ حجر، اور ثمود کے ذکر مین درج کی ہے، اس مین ثمود کا مطلق

نام نہین ایک روایت مین یہی حدیث بزیادتِ الفاظ اس طرح مروی ہے، ان الناس مع رسول

اللہ نزلوا ارض ثمود الحجر، اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا،

اس سے ہم کو انکار نہین،

"اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کم از کم سنہ ۱۶۰ ق م سے سنہ ۱۰۶ تک انباط ان مقامات پر قابض

تھے، اب ڈائیڈورس اور پلینی کی شہادتون کو باہم پیش نظر رکھو، ڈائیڈورس سنہ ۸۰ ق م

"اوپر گذرتے ہوئے تم خلیج ایلہ (عقبہ) مین داخل ہوگے، جس کے حدود پر ان عربون

کی بہت سی آبادیان ہین جن کو یونانی "نبط" کہتے ہین، نہ صرف سواحل کے بڑے حصہ پر

بلکہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیل گئے ہین[1]"

مورخ پلینی (سنہ ۷۹ ع) اسی خلیج ایلہ کے ذکر مین کہتا ہے:-

"خلیج کے اندرونی گوشہ مین جہان ایلانی لوگ بستے ہین، جن کے سبب سے اس خلیج کا نام ایلانی

(یہ تحقیق بالکل غلط ہے، واقعہ برعکس ہے، یعنی خلیج ایلہ کی سکونت کے سبب سے ان کو ایلی کہتے

ہین) اور حجر اگرا (حجر) اپنے شاہی شہر مین بھی رہتے ہین[2]"

ان دونون شہادتون کی تطبیق سے تاریخی طور سے بھی ظاہر ہوگا کہ "حجر" کے باشندے اس غزہ

انباط تھے، اور قرآن مجید کے نسقِ عبارت سے جس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شاہی دارالحکومت

ہوگا، یونانی تاریخ جو خود انباط کے عہد وجود مین لکھی گئی ہے، اسکی تصدیق کرتی ہے،

[1] دیکھو فصل "انباط کا دارالحکومت"، [2] طلائے مدین یعنی گولڈ مائنس آف مدین، ص ۱۲،

Marfat.com

قرآن مجید نے ان کی سنگی عمارتون کا ذکر کیا ہے، گو ان کے آثار اب تک رقیم، حجر، تیماء، اور علاؔ وغیرہ مین موجود ہین، لیکن انباط کی معاصر تاریخ بھی اس کے ثبوت سے خالی نہین، اسٹرابو لکھتا ہے:-

"ان کے مکانات عالی شان اور پتھر کے ہوتے ہین" (طائے مدین ص ۲۲۸)

مسلمان جغرافیہ نویسون نے اِن عمارتون کو تیسری چوتھی صدی مین دیکھا تھا اصطخری بیان کرتا ہے:-

الحجر قریۃ صغیرۃ قلیل السکان وھو	حجر، وادی القریٰ سے ایک دن کی راہ پر، پہاڑون
من وادی القریٰ علی یوم بین جبال	کے بیچ مین ایک کم آباد گاؤن ہے، یہین ثمود کے
وھا کانت منازل ثمود، ورأیت تلک	گھر تھے، ہم نے اپنے گھرون کے برابر ان گھرون
المساکن مثل بیوتنا فی اضعاف جبال	کو پہاڑون کے دامنون مین دیکھا
(یاقوت "الحجر")	

حجر مین اب تک یہ عمارتین موجود ہین، ان مین اکثر مقبرے ہین، جو پہاڑون کو کاٹ کر بنائے گئے ہین۔ ان عمارتون پر نبطی خط اور آرامی زبان مین مذہبی کتبے ہین، ان مین انباط کے بادشاہون کے نام بھی مذکور ہین، جن مین قیس، ذوالشریٰ، منآۃ، مشہور دیوتا ہین، موجودہ عمارات مین ایک عمارت "قصر البنت" کے نام سے مشہور ہے[1]

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مضمون "عرب"،

Marfat.com

آلِ غسّان

نابت بن اسماعیلؑ کی ایک اور شاخ

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ

انباط کے مٹنے کے بعد حدودِ شام مین ایک اور عرب خاندان نے ظہور کیا، جس کو عموماً آلِ غسان یا غساسنہ اور کبھی بانی خاندان کے نام سے آل جفنہ کہتے ہین،

آلِ غسان کا نسب — عام علماے انساب کی تشریح کی بناپر، آلِ غسان قحطانی سبا کے خاندان کہلان سے تھے، کہلان کے سالار خاندان عمر مزیقیا، کو پہلے سے معلوم ہو چکا تھا کہ سدِ عرم ٹوٹیگا سبا برباد ہو جائینگے، اس لئے وہ یمن سے نکلکر حجاز کی راہ سے شام آیا، بعض حجاز و تہامہ مین رہگئے، اور وہ اس وخزرج وغیرہ ہین، اور بقیہ حصہ شام وعراق پہاگیا، لیکن اصول تحقیق کی رو سے یہ تمام مزاعم ہے، گذشتہ ابواب مین قحطانی و اسماعیلی خاندانون کی تشخیص وتمیز کی اتنی علامتین بیان کی جاچکی ہین ان کے ذریعہ سے بآسانی دونون سلسلون مین امتیاز کیا جاسکتا ہے. جس سے کلبی اور ابن ہشام (انساب) کے اکاذیب کا انبار دفعۃً جلکر خاکستر ہو جاتا ہے،

(۱) سبا، حمیر کے بیان مین قحطانی، اور انباط کی فہرست مین اسماعیلی، نامون کی طویل فہرست گذر چکی ہے، آلِ غسان کے نامون کو دونون کے درمیان رکھکر دیکھ لو، تم فوراً کہدوگے کہ یہ اسماعیلی تھے، اور اسماعیلیون مین بھی نابتی،

Marfat.com

(۲) آلِ غسان کی زبان اور خطِ تحریر دونوں اسماعیلی ہیں، زبان، شمالی عربی زبان ہے اور خطِ تحریر نبطی ہے، اگر یہ قحطانی خاندان ہوتا تو زبان و خط دونوں حمیری ہوتے،

(۳) خود عرب مورخین کی شہادت ہے کہ آلِ جفنہ پہلے تہامہ میں نہرِ غسان کے پاس آباد تھے اور اسی لئے ان کو غسانی کہتے ہیں، اور یہ معلوم ہے کہ تہامہ خاص اسماعیلی عربوں کا مرکز تھا، عربوں کے علاوہ یونانیوں نے بھی دوسری صدی عیسوی کے وسط میں تہامہ اور ساحلِ بحرِ احمر پر ان کی سکونت بیان کی ہے،

(۴) یہ وہ دلائل ہیں جو مستشرقینِ یورپ اس موضوع کے متعلق پیش کرتے ہیں، لیکن ہم ان سے بھی زیادہ واضح دلیل پیش کرتے ہیں، ابو طاہر مقدسی، مصنف کتاب البدء والتاریخ جو ایک قدیم مصنف ہے، ایک موقع پر لکھتا ہے:

وقال المنذر بن حرام جد حسان	حسان بن ثابت کا دادا المنذر بن حرام جو قبائل
بن ثابت بن المنذر فی الجاهلیة	میں کعبہ
یذکر نسبهم الی غسان ثم الی ثابت بن	و غسان کی نسبت بن الغطاف بن ثابت بن مالک ثابت بن
مالك ثم الی ثابت بن اسمعیل بن ابراهیم	اسمٰعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) تک پہنچاتا ہے،
ورثنا من الجاول عمر وجدعا	وراثة القطر بیثرب اجلا موئلا
موارث ابت انبأهم ثبت بن ما	ونبت بن اسماعیل ما ان تحولا

شاعر نے غسانیوں کا ہم نسب ہونا ظاہر کرنا ہے اور نیز غسانیوں کے زمانہ جاہلیت میں یثرب میں قیام کا بھی، اس بنا پر آلِ غسان کے متعلق اس سے زیادہ واضح اور قوی تر شہادت نہیں مل سکتی، اگر یہ شہادت بھی کافی نہ سمجھی جائے تو بے شبہ ثابت ہوگا کہ جدانی سلسلہ میں غسانیوں کا ثابت ابن اسماعیل کی نسل سے ہونا زیرِ بحث تھا،

Marfat.com

آخری فیصلہ کے لئے ہم قحطانی، حمیری اور اسماعیلی نبطی بادشاہوں کے نام غسانیوں کے پہلو بہ پہلو لکھتے ہیں، اس مقابلہ سے قومیت کا راز خود بخود فاش ہو جاتا ہے،

قحطانی	غسانی	اسماعیلی نبطی
ذرع ینہب	جفنہ	حارث اول
ذمرعلی بین	تعلبہ	زید ایل
الیشرح یحمل	حارث اول	حارث دوم
کرب ایل وتار	جبلہ اول دوم	عبادۂ اول
یاسر انعم	حارث دوم	حارث سوم
شمر یرعش	مُنذر	ربیال
ملیکرب یوہنعم	نعمان	عبادۂ دوم
شرحبیل یعفر	حارث سوم	مالک اول دوم وسوم
ذونواس	حارث چہارم	حارث چہارم

آلِ غسان کی تاریخ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ دوسری صدی کے وسط میں غسانی، تہامہ میں اقامت گزین تھے، اس کے بعد وہ حدودِ شام میں منتقل ہوئے ہیں، ان اطراف میں غسانیوں کی زمانے حکومت کا زمانہ سنہ ۶۳۳ء عہدِ فاروقی ہے، ابتدائے عہد کی تاریخ نامعلوم ہے، اب قرائن سے اس کی تعیین کرنا چاہئے، جبلہ کے تعین کی تفصیل کی بنا پر غسانیوں کی مدت حکومت میں اختلاف ہے، حمزہ اصفہانی ۶۰۰ برس کی ہے، اس بنا پر انکا ابتدائی زمانہ پہلی صدی مسیحی ہوگا، لیکن یہ قطعاً غلط ہے، کیونکہ یہ قطعی معلوم ہے کہ انباط کی حکومت رومیوں کے زیر اقتدار سنہ ۱۰۶ء تک باقی تھی، پس بطلیموس کے عہد تک یعنی دوسری صدی عیسوی تک آلِ غسان، تہامہ میں موجود تھے،

Marfat.com

ابو الفدا نے ان کی مدت ۴۰۰ قرار دی ہے، اور قرائن مذکورۂ بالا کے لحاظ سے یہ تقریباً صحیح ہے، اس بنا پر ان کی حکومت کا ابتدائی زمانہ تیسری صدی مسیحی کا اوائل ہوگا، عرب مورخین کا بیان ہے کہ غسّان سے پہلے یہاں مشہور عرب قبیلہ قضاعہ کی شاخ تنوخ اور سلیح (ضجعم) برسر اقتدار تھی، اس بنا پر ان کا زمانہ ۱۰۶ء (زوال انباط) سے ۲۰۰ء (عروج غسان) تک ہوگا،

عرب و شام کے درمیان جو حدود ہیں، انکو حوران کہتے ہیں، اور ان ہی کا ادرعات بھی نام ہے، یہ قدیم زمانہ میں موآب، عمان اور ادوم سے متعلق تھا، اور اس عہد سے پہلے یہاں انباط کی حکومت تھی، اب گویہ رومیوں کے زیر اقتدار تھا، تاہم اصلاً آل غسان کی حکومت تھی، تدمر، رقیم، عمان، معان وغیرہ شہر اس میں آباد تھے، مشہور شہر بصریٰ اس کا دار الحکومت تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت اسی حکومت کے زمانہ میں بغرض تجارت شام اس شہر میں وارد ہوئے تھے، بحیرا راہب کا جو قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ بھی یہیں کا واقعہ ہے،

اس خاندان کے بادشاہوں کی تعداد حمزہ نے ۳۲ بیان کی ہے، لیکن اس تعداد میں عموماً بعض معاصر حکمراں غسانی شہزادوں کو بھی شمار کر لیا گیا ہے، حقیقی اور مستقل بادشاہوں کی تعداد مسعودی نے ۱۹ اور ابن قتیبہ نے ۱۰ لکھی ہے، لیکن چار سو برس کی مدت کیلئے یہ تعداد کم ہے،

اسکندر کے بعد ایران میں ۳۲۴ ق م میں جو طوائف الملوکی پیدا ہوئی، اس کا خاتمہ ۲۲۶ء میں اردشیر بابکان ساسانی کے ظہور پذیر ہونے سے ہوا، اسی نئی طاقت نے جو جوش سے بھری ہوئی تھی، عرب کے شمالی حدود پر رومیوں سے ٹکر کھائی، اور تین صدیوں تک [illegible] یہی مواقع تھے جن میں ایران و روم دونوں عربوں کی اعانت کے طالب ہوئے، شاہان حیرہ (عراق) ان معرکوں میں ایرانیوں کی طرف تھے، غسانی جتھوں نے عموماً عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا، رومیوں کے ساتھ تھے، اس تعلق سے رومیوں کی تاریخ میں جن غسانی بادشاہوں کے نام

Marfat.com

اُنکے نام یہ حسب ذیل ہین :-

۱-	جبلہ	۶۵۰۰ء	۵- حارث اصغر بن حارث اکبر	
۲-	حارث اکبر بن جبلہ	۶۵۶۹ء	۶- حارث اعرج بن حارث اصغر	
۳-	ابو کرب منذر بن حارث اکبر	۶۵۸۲ء	۷- نعمان بن حارث اصغر	۶۱۴-۵۸۳ء
۴-	نعمان بن منذر		۸-۹- عمرو بن حارث اصغر و حجر بن عمرو	
			۱۰- جبلہ بن ایہم	۶۶۳۶ء

آلِ غسان کی تاریخ تمامتر ایران و روم کی تاریخ کا خلاصہ ہے، اور اسی تعلق سے غسانی ہمیشہ حیرہ کے بادشاہوں سے لڑتے رہتے تھے ایرانیون کے مقابلہ مین رومیوں کو اگر کبھی کامیابی ہوئی تو وہ ہمیشہ غسانیوں کی امداد کا نتیجہ تھا، اور خود رومی بھی شکر گذاری کے ساتھ اس نتیجہ کا احساس کرتے تھے،

رومیوں کی تاریخ مین سب سے پہلے جبلہ کا نام آتا ہے، ۴۹۷ء کی ملکی بغاوت مین اس نے رومیوں کی بڑی مدد کی تھی، جبلہ کے بعد حارث بن جبلہ رومیوں کی نظر مین عرب کا سب سے بڑا ہیرو ہے، یہ نہایت مہیب شجاع اور پُردل بادشاہ تھا، ۵۲۹ء مین حیرہ کی اور ۵۳۱ء مین رومیو کے ساتھ ایرانیوں کی لڑائی مین اس نے نہایت ناموری حاصل کی، ۵۶۳ء مین قیصر روم کی ملاقات کو قسطنطنیہ گیا، اسکی وساطت سے کندہ کا شہزادہ اور عرب کا مشہور شاعر امرء القیس قیصر تک پہونچا تھا، حارث نے ۵۶۹ء مین وفات پائی،

حارث کے بعد منذر تخت نشین ہوا، بہادری اور رومیون کی اعانت مین یہ بھی اپنے پیشرو سے کم ثابت نہوا، ۵۸۰ء مین قسطنطنیہ گیا، رومیون نے اس کے سر پر تاج رکھا، حارث کے بیٹے بھی ایک روبادشاہ رومیون کی تاریخ مین مذکور ہین، لیکن انھون نے کوئی بڑی ناموری حاصل نہین

Marfat.com

چھٹی صدی کی ابتدا سے ربع صدی تک (۶۰۱ء سے ۶۲۵ء تک) مشرق و مغرب میں یا مجوسیت اور عیسائیت میں جو زور آزمائیاں ہوئیں، انسے غسانیوں کی یہ چھوٹی سلطنت بھی مستثنیٰ نہ تھی، خسرو پرویز کی اولوالعزمیوں نے پندرہ برس میں، دامنِ فرات سے وادی نیل اور ساحل باسفورس تک ہر جگہ خاک اڑا دی، شام میں رومیوں کی شکست نے ۶۱۳ء میں غسانیوں کی بساط الٹ دی، قرآن مجید کی یہ پیشینگوئی جو سورۂ روم میں ہے، اسی موقع کے متعلق کی ہے،

روی اپنی شہنشاہی کا تمام مشرقی حصہ کھو چکے تھے، آرمینیہ، شام، مصر ایشیائے کوچک ہر جگہ صلیبی علم کے بجائے آتش کدوں کا دھواں لہرا رہا تھا، ایرانی قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے، ہرقل (ہرکلیوس) قیصر روم، قسطنطنیہ سے فرار کا سامان کر چکا تھا کہ مکہ کا پیغمبر نبوۃ کی پُرجلال آواز میں مترنم ہوئی،

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ (روم)

الم، رومی قریب کے ملک میں مغلوب ہو گئے وہ مغلوبی کے بعد عنقریب چند سالوں کے اندر غلبہ پائینگے،

وقت کا دھارا بدل گیا، ۶۱۶ء تک رومیوں نے ایک ایک کرکے اپنا ملک واپس لے لیا، غسانیوں نے سنبھالا لیا، حارث بن ابی شمر ایک زبردست غسانی حکمران شام میں بادشاہ ہوا،

لیکن اب خود اسلام کا نیر تاباں شعاع افگن تھا، ۶۲۹ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہانِ عالم کے نام اسلام کی دعوت بھیجی، دحیہ کلبی ہرقل کے اور شجاع بن وہب اسدی حارث غسانی کے دربار میں پہنچے، لیکن بدبختوں نے نہ صرف یہ سعادت قبول نہ کی بلکہ بعض نے داعیانِ اسلام کو تعذیب دی یا قتل کر ڈالا، اور گذشتہ شکست کا انتقام لینے کے لئے بڑی سرگرمی سے خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے،

سلہ بخاری باب بدء الوحی صلعم

انباط جو اب رومیوں کی رعایا تھے، دونوں طرف کے جاسوس تھے، دمبدم مدینہ مین خبر پہونچتی تھی کہ غسانی گھوڑون کی نعلبندی کرا رہے ہین، اور اب آتے ہین[1]

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشقدمی مناسب سمجھکر ۸ھ (۶۳۰ء) مین تین ہزار مسلمانون کی جمعیت حدودِ شام کی طرف روانہ فرمائی، ادھر سے رومی بیشمار رومیون اور عربون کی فوج لیکر بڑھے، مقام موتہ مین دونوں کا تصادم ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد مسلمانون مدینہ کیطرف مراجعت کی، ۹ھ (۶۳۱ء) مین خبر پہونچی کہ ہرقل غسانی، لخمی، جذامی، عاملہ وغیرہ عرب قبائل کو لیکر حملہ کی طیاریان کر رہا ہے، اور ایک سال کی پیشگی تنخواہ تمام سپاہیون کو تقسیم کر چکا ہے، ناچار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس تیس ہزار جان نثارون کے ساتھ شام کا رخ کیا، تبوک کے مقام پر پہونچکر بیس روز تک رومیون اور غسانیون کا انتظار کیا، لیکن وہ مقابل نہ آئے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوران کے بعض زمینداروں سے صلح کرکے مراجعت فرمائی، سنہ ۱۱ھ (۶۳۲ء) مین اسامہؓ کی قیادت ایک بہت بڑی جمعیت شام کیطرف جانیکو طیار تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمایا[2]،

سنہ ۱۴ھ (۶۳۶ء) مین جو فاروق اعظم کا دور خلافت تھا، مسلمانون نے شام پر مسلسل حملے شروع کئے، غسانی شہزادہ جبلہ بن ایہم مطیعانہ اسلام لایا اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مدینہ آیا، حضرت عمرؓ نے اسکی بڑی عزت کی، اتفاق سے حج کا موسم پیش آیا، طواف مین اسکی چادر کا گوشہ ایک بدوی کے پاؤن کے نیچے دب گیا، نومسلم شہزادہ نے غصہ سے اسکو ایک طمانچہ مارا، بدوی نے حضرت عمرؓ سے فریاد کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم کو اس کا قصاص دینا ہوگا، شہزادہ نے کہا کہ کیا ایک عامی شخص کے مقابلہ مین بادشاہ کی کوئی عزت نہین ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ہاں اس بارگاہ مین شاہ و گدا کی کوئی تمیز نہین ہے،

جبلہ نے ایک شب کی مہلت طلب کی، رات کو چھپکر شام چل دیا، اور وہان سے عیسائی قسطنطنیہ چلا گیا، لیکن اب وہ نادم تھا، اور جبتک جیتا رہا ندامت کے آنسو بہاتا رہا[3]،

[1] بخاری باب غزوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم [2] یہ واقعات تمام سیرت کی کتابون مین مذکور ہین [3] اغانی ذکر حسان بن ثابتؓ

اوس وخزرج

نابت بن اسماعیل کی ایک ورشاخ

انصار

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا

اوس وخزرج عرب کے دو مشہور قبیلوں کے نام ہین، جو اسلام کے پہلے سے مدینہ مین سکونت پذیر تھے، اسلام آیا تو وہ اس کے پُرزور دست وبازو تھے، اور انصار ان کا خطاب تھا،

اوس وخزرج کا نسب عام طور سے انکو بھی قحطانی الاصل اور کہلان کے خاندان سے قرار دیا گیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ رائے بھی صحت سے تہی مایہ ہے، زبان، مذہب اور اخلاق قومی کے علاوہ روایات سے بھی ان کے اسماعیلی ہونے پر مستحکم دلائل قائم ہین،

۱- بخاری مین روایت ہے کہ ابوہریرہؓ نے انصار کے ایک مجمع کو مخاطب کرکے حضرت ہاجرہؑ کا قصہ سنایا۔ آخر مین کہا، تلك امكم يا بنى ماء السماء" اے پاک نسبو! یہ تھین تمھاری مان" محدثین کو اس حدیث کی تاویل مین نہایت دقتین تھین لیکن آج جدید تحقیق نے تاویل واشتباہ کا پردہ چاک کر دیا،

۲- تمام علماے انساب اسپر متفق ہین کہ اوس وخزرج، غسان کے ہم نسب ہین، اور خود اوس وخزرج کا بھی بجاے خود یہی دعوی ہے، اس بنا پر اگر ہمارے دلائل غسان کے نابتی الاصل

Marfat.com

ہمسفر صحیح ہیں، تو وہی بعینہ اوس وخزرج کے نابتی ہونے پر بھی ثبوت ہیں،

۳۔ اوس وخزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ قریش سے ان کے رشتے ناتے

تھے، سال پابندی کے ساتھ وہ حج کو آتے تھے،

۴۔ حسان بن ثابت (حضرت حسان بن ثابت کو داد) جو زمانۂ جاہلیت میں اور خزرج کے قبیلہ سے تھا، اپنا نسب ثابت بن اسماعیل تک پہونچاتا ہے اور اسپر فخر کرتا ہے،

ورثنا من البہلول عمرو بن عامرٍ وحارثۃ الغطریف مجدا مؤثلا

موارث من ابناء نبت بن مالك ونبت بن اسمٰعیل ما ان تحولا

عمرو بن عامر اور حارثہ، دونوں غسانی اور اوس وخزرج کے پدر اعلیٰ تھے، غسان نے شام کا رخ کیا اور اوس وخزرج نے یثرب (مدینہ) میں سکونت اختیار کی، یثرب نہایت قدیم شہر تھا، یونانیوں نے اس کا اثرپا کے نام سے ذکر کیا ہے، اسلام آیا تو طیبہ اور مدینۃ النبی کا شہر نام پڑ گیا، اور مختصر ہو کر صرف مدینہ رہ گیا، پہلے یہاں عرب سامیہ اودی آباد تھے، انکے بعد یہاں یہود آئے، اور آخر میں اوس وخزرج کے قبیلے آکر بسے،

اوس وخزرج کی شاخیں تو الد وتناسل کے زمانے سے یہ دو قبیلے متعدد فروع اور شاخوں میں تقسیم ہوگئے،

۱۔ اوس

اوس کے صرف ایک اولاد تھی، مالک جس کی اولادوں کی حسب ذیل شاخیں ہیں:۔

عمرو بن مالک، نبیت، عبد الاشہل، بنو ظفر (کعب بن خزرج بن مالک بن اوس)

عوف بن مالک، بنو عمرو بن عوف (اہل قبا) بنو جحجبی، مرۃ بن مالک، (جمادرہ)

(اوس اللہ بھی اسی کا نام ہے)

۱۔ دیکھو جلد اول ہمارا فرانسیسی ایڈیشن ص ۲۷،

سالم بن مالک (بنو واقف)
سالم بن مالک۔ قبیلۂ سعد بن خشیمہ
عبداللہ بن مالک۔ بنو خطمہ

۲۔ خزرج

جشم بن خزرج۔ بنو نزید، بنو سلمہ، بنو بیاضہ
عوف بن خزرج۔ بنو الحبلی (قبیلۂ عبداللہ بن ابی بن سلول رأس المنافقین) بنو نوفل، بنو سالم
حارث بن خزرج۔
عمرو بن خزرج۔ بنو نجار (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی لوگ)
کعب بن خزرج۔ بنو ساعدہ (جنکا سقیفہ مشہور ہے، یہی سعد بن عبادہ کا قبیلہ ہے)

اوس و خزرج کی تاریخ اوس و خزرج کی تاریخ، انکے ہم وطن یہودیوں کے ساتھ مخلوط ہے، یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہود، اصلاً بنی اسرائیل تھے، یا یہودی المذہب عرب تھے، تاہم شمالی عرب میں نہایت کثرت سے اصل یہود آباد تھے، مدینہ کے اطراف میں بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع پُرزور یہودی خاندان آباد تھے، تجارت، زرگری، مہاجنی، لین دین، قرض دینا، رہن رکھنا، سود پر روپیہ لگانا، یہ ان کے پیشے تھے، یہودی قوموں کی حفاظت اور ملک میں سیاسی رعب پیدا کرنے کے لئے [illegible] مدینہ میں مدینہ ان کی آخری سرحد تھی، مدینہ سے لیکر حدود شام تک [illegible] وادی القریٰ، خیبر وغیرہ میں ان کے قلعے اور پختہ مکانات آباد تھے، مدینہ میں بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مضبوط و مستحکم قلعے تھے، اسلام آیا تو یہی اُن کا سرمایہ تھا، قرآن [illegible]

سلہ کتب جغرافیہ اور مغازی میں مقامات مذکورہ کے حالات پڑھو۔

Marfat.com

کی نسبت کہا ہے:-

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ (احزاب)

خدا نے اُن یہودیون کو جنھون نے کفار قریش کی مدد کی تھی، ان کے قلعون سے اُتارا،

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ (حشر)

اے مسلمانو! یہود تم سے صرف قلعہ دار شہرون مین یا فیصلون کے پیچھے ہوکر لڑینگے،

ان جنگی اسباب وتدابیر کے ساتھ ان کے مالی کاروبار کا جو جال تمام ملک مین پھیلا ہوا تھا، زنجیرین تھین جو تمام باشندون کے پاؤن مین انھون نے ڈال رکھی تھین[1]

غرض یہ اسباب تھے کہ اوس وخزرج یہاں آکر ابھی ٹکے بھی نہ تھے کہ وہ ان کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے، اوس وخزرج گو بدویانہ زور وقوت مین اُنسے زیادہ تھے، لیکن سامان، دولت، ہنر، اور دیگر قوائے معنوی مین اُن سے فروتر تھے، اس بنا پر وہ یہودیون سے نہایت متاثر ہونے لگے، یہان تک کہ اس سے مذہبی اثر بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا، اوس وخزرج نذر مانتے تھے کہ بچہ جیتا رہا تو یہودی بنادون گا[2]،

بالآخر اوس وخزرج نے تنگ آکر بنو غسان سے جو ان کے ہم نسب تھے، مدد کے طالب ہوئے، غسانیون نے آکر یہودیون کا زور توڑا، تاہم مالی تعلقات ایسی چیز نہین ہین جو تلوار سے کاٹ دی جاسکین، یہودی حقیقت مین جن اسلحہ سے لڑتے تھے، ان کا جواب فوجون سے نہین ہو سکتا تھا، اس لئے ظہور اسلام تک ان کی زبردستی قائم رہی پھر بھی وہ پہلے سے اچھی حالت مین تھے،

ادھر یہودیون سے کسی قدر فراغت ملی، تو خود آپس مین لڑنا شروع کیا، جس کا سلسلہ

[1] کتب حدیث مین کتاب الاستقراض ابواب بیوع وتجارت وقصہ قتل کعب اشرف پڑھو[2] دیکھو تفسیر لا اکراہ فی الدین

یک مدت تک قائم رہا، اِن کی مشہور لڑائیوں کے نام یہ ہین، یوم الربیع، یوم البقیع، حرب قارع، یوم بعاث[1]، اس متواتر جنگ مین اوس وخزرج کے اکثر اہلِ الرا کام آئے آخر فریقین نے تھک کر مصالحت کر لی، اور قبیلہ عوف بن خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کو متفقاً اپنا بادشاہ اور یثرب کا تاجدار تسلیم کر لینا چاہا کہ اس اثنا مین خورشیدِ اسلام طلوع ہوا، اوس وخزرج کے بارہ آدمیون نے موسم حج مین داعی اسلام کا وعظ سنا، اور ایمان وبیعت سے مالامال ہو کر گھر واپس آئے، دوسرے سال اسی موسم مین ستر آدمی اور فروغِ اسلام سے منور ہو گئے، اور آخر نبوت کے تیرھوین سال سنہ ۶۲۲ء مین رحمتِ عالم کو یثرب کی شہنشاہی کے لئے لے آئے،

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیون سے چند شروط پر مصالحت کی، اوس وخزرج کے باہمی فتنون کو سرد کیا، عبداللہ ابن اُبی جو بادشاہی کا دعویدار تھا ڈر کر خاموش تھا، متلاشی فتنہ پردازیون سے باز نہ آتا تھا، اس کے ساتھ چند کمزور دل کے افراد بھی شامل تھے، یہی لوگ منافقین تھے، اور عبداللہ ان کا سردار راس المنافقین تھا،

اوس وخزرج نے انصار کے نام اسلام مین زندگی جاوید پائی، دنیا کے ہر گوشہ مین جہاں قرآن کا کوئی صفحہ، اور مسلمانون کا کوئی گھرانا ہے، انصار کا نام زندہ ہے،

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۔ (انفال ۱۰)	اور جن لوگون نے اسلام کو پناہ دی اور نصرت کی وہی سچے مومن ہین، اُن کے لئے مغفرت اور اچھا رزق ہے۔

[1] کامل ابن اثیر ج ۱ ص ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۱۳ مصر ۵۲ بخاری، کتاب الجاہلیۃ

۵۳ بخاری السلام علی جماعۃ فیہا المسلم والکافر،

Marfat.com

۲۱ قیدار

مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ

قیدار، حضرت اسماعیلؑ کا دوسرا بیٹا تھا، شہرت اور اعزاز مین اپنے تمام بھائیون سے ممتاز تھا، لفظ "قیدار" کے عبری مین معنی سیاسی اور غم کے ہین، عربی مین بھی لفظ "کدر" و "کدہ" ہے. شاید حضرت اسماعیلؑ نے یہ نام باپ سے جدائی اور صحرا نوردی کے غم کی یادگار مین رکھا قیدار بربنائے روایاتِ توراۃ و عرب، حجاز مین آباد ہوا تھا، فارسٹر صاحب جنکی موافقانہ شہادت نہایت مشکل سے میسر آسکتی ہے، لکھتے ہین:-

"اشعیا نبی نے قیدار کے جس ملک کا ذکر کیا ہے، اس کو ہر شخص جو جغرافیۂ عرب سے واقف ہے، فوراً کہدیگا کہ "وہ عرب کے صوبۂ حجاز کا صحیح نقشہ ہے، جس مین مکہ اور مدینہ کے مشہور شہر واقع ہین، ..... عربوں کی قومی روایت بھی تاریخی رتبہ حاصل کرلیتی ہے، جب ایک طرف اس کی تصدیق کتب مقدسہ سے ملتی ہے جس سے قیدار کا اسی حصۂ ملک مین ہونا ثابت ہوتا ہے، اور دوسری طرف اریانوس، بطلیموس اور پلینی کے بیان سے ملتی ہے جو کیداری قوم کی اسی صوبہ مین موجودگی کی یقینی شہادت دیتے ہین،

قیدار کی اہمیت و عظمت کے لئے یہ دلائل کافی ہین کہ اس کا نام توراۃ کے صفحات کے کتبات مین اور یونان کے جغرافیہ مین ہر جگہ موجود ہے، لیکن اس سے بھی عظیم الشان

اس کو یہ حاصل ہے کہ وہ نورِ الٰہی جو آدمؑ و ابراہیمؑ کو ودیعت ہوا تھا، وہ اسماعیلؑ کے بیٹے قیدار کی پشت سے دنیا مین جلوہ افروز ہوا، یعنی پیغمبر عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نسلِ قیدار کی شاخِ عدنان سے پیدا ہوئے،

ایک قوم ہونے کی حیثیت سے قیدار کا نام سب سے پہلے ۱۱۰۰ ق م مین حضرت داؤدؑ کی زبور مین نظر آتا ہے، جو قیدار اس زمانہ مین خیمون مین رہتے تھے، حضرت داؤدؑ بادشاہی سے پہلے بہت دنون تک جو قیدار کے خیمون مین رہے تھے، (۱۲۰۰-۵) ۱۰۰۰ ق م مین حضرت سلیمانؑ بھی اپنی غزل مین قیدار کے خیمون کا ذکر کرتے ہین کہ وہ کالے رنگ کے ہوتے ہین اور مین قیدار کے خیمون کے مانند سیاہ ہون، یہ سیاہ خیمے کالے للّون کے ہوتے تھے، جو اب تک بدوی عربون کے لئے صحرا مین قصر و کاشانہ ہین، خود مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند پشت پہلے صرف خیمون کا شہر تھا، کوئی پتھر یا مٹی کی عمارت موجود نہ تھی،

تحریری حیثیت سے دو سو برس کے بعد پھر قیدار کا نام اسیریا کے کتبات مین ملتا ہے، ملکِ عرب کا نام ان کتبات مین "عریبی" ہے، اوّل "زبیبی" اور "سمسی" دو شاہزادیون کا ذکر ہے، زبیبی کی اصل شاید زبار، اور "سمسی" کی شمسیہ" ہو، ذیل کی سطرون مین ہم اِن کتبات کا اقتباس ایک نہایت معتبر کتاب سے کرتے ہین[1]:-

"ملکہ زبیبی (یا زبار) تفلات پلاسر سوم، شاہ اسیریا ۷۴۵ ق م سے ۷۲۷ ق م کی معاصر تھی، تفلات پلاسر پہلی بار "زبیبی ملکہ عریبی" کو صرف مضوحین اور بابل کے حکمرانون کی فہرست مین ذکر کرتا ہے (ص ۱۲۱) اس کے بعد "زبیبی ملکہ عریبی" کا ذکر آتا ہے، زبیبی نے ۷۳۸ ق م مین خراج ادا کیا تھا، اس کے بعد سے پھر عرب سے خراج وصول نہین ہوا، اب بجائے "زبیبی" کے ملکہ "شمسی" یعنی شمسیہ تخت نشین تھی، سمسی نے خراج دیا،

[1] تاریخ بابل و اسیریا ج ۲، مصنفہ رابرٹس امریکی صفحات کے حوالے بکا دیدے گئے ہین،

انکار کر دیا اور اسیری سپاہ کو ناکامیاب واپس کر دیا، ناچار وہ لڑنے پر مجبور کی گئی، اسیری نمالب آئے اور سمسی کی ملکیت کے اونٹ اور بیل وغیرہ لئے گئے، ایک اسیری سردار تحصیل خراج کے لئے متعین ہوا، اس فتح کا یہ اثر ہوا کہ سبا نے بھی شاہ اسیریا کو نذرین پیش کین،

(ص ۱۳۰، ۱۳۱)

"۷۱۳ ق م مین سرجون ثانی شاہ اسیریا نے شمالی عرب پر فوج کشی کی، خیفہ ایک قبیلہ تھا جسنے سرتابی کی تھی، ثمود، عبادیدی (عباد) اور سمنی (؟) خیفہ کے طرفدار تھے خیفہ انتہائی شمال مین موجودہ شہر مدینہ کے متصل، اور بقیہ قبائل کی طرف مکہ سے نیچے آباد تھے تیمز سبا اور سمسی ملکۂ عرب نے، جس کا ملک انتہائے شمال میں واقع معلوم ہوتا ہے، نذرین پیش کین،

(ص ۱۶۴)"

"اشوربنیا پال شاہ اسیریا کے عہد حکومت (۶۶۸ء تا ۶۲۶ء ق م) مین یوتع ابن ہزایل عربی کا بادشاہ تھا اور عادیہ بادشاہ بیگم تھی، یوتع نے اپنے حدود حکومت مین عرب، ادوم بیردد، بیت عمون، حوران، موآب، سعیر، .... داخل کر لئے تھے۔ اور ان مقامات کے حدود مین عربون کی چوکیان مقرر کین، یوتع نے بنی قیدار کی ایک فوج دو عرب شیخ ابی تبع، اور ابامو کے ماتحت روانہ کی، بنی قیدار کی یہ فوج بال سے پیچھے ہٹا دی گئی، اور کم از کم ان مین سے ایک شیخ گرفتار کر لیا گیا، عرب جو اسیریا مین آباد تھے، جبراً اس فوج کی شرکت سے باز رکھے گئے تھے، اس لئے متوقع کمک عربون کو نہین پہونچ سکی"

"یوتع نبطیون (ناتیون) کی چھوٹی سی ریاست مین پناہ گزین ہوا، یوئیذی (Uaite)
یوتع کا بھتیجا تخت پر قابض ہو گیا، اور بہادری کے ساتھ اسیری قوت کی مدافعت کرتا

Marfat.com

رہا آخر اہل اسیریا کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا، اور پابزنجیر اسیریا لایا گیا اور دروازہ پر نگہبان کتے کی طرح پاسبانی کی خدمت اس کے لئے مقرر کی گئی، اسی سلسلہ مین قیدار کا ایک اور سردار عم العدی بھی قابل مواخذہ سمجھا گیا، وہ فلسطین جاکر پناہ گزین ہوا، لیکن وہان بھی اس کو امان نہ ملی، فلسطین فتح کرلیا گیا، اور وہ قید ہوگیا، ملکۂ عادبہ بھی گرفتار ہوئی اور اب ابی شیع عربی کا بادشاہ ہوا، ابی شیع کی مدت حکومت بہت کم معلوم ہوتی ہے، اور یہ ایک تخت سخولیط بن بیرودا کو دیکر تاریخ سے غائب ہوجاتا ہے اور پھر ایک زمانہ کے بعد "شیخ نبی قیدار" کی صورت مین نظر آتا ہے اب متنوذ (ناتان) رئیس انباط، یوتی، رئیس عربی، اور ابی شیع شیخ قیدار متفقاً اسیریا کے مقابلہ مین اٹھتے ہین، لیکن سوء قسمت سے ناتان گرفتار ہوجاتا ہے اور سب بچ کر نکل جاتے ہین،

(ص ۵۷۵-۵۷۶)

کتبات مذکورہ کے بیانات سے یہ صاف صاف نہین واضح ہوتا کہ زیبی اور شمسی، نبی قیدار کے تھے یا نہین، بلکہ آخری فقرون سے قیاس غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ خاندان قیدار ہی تھا، ان کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نابت اور قیدار کی اولادین اسوقت الگ الگ ہوگئی تھین، اور شمالی عرب کے مختلف گوشون مین ان کی متفرق ریاستین قائم ہوچکی تھین،

اشعیا نبی جو تقریباً اسی زمانہ مین تھے یعنی آٹھوین صدی ق م مین، وہ بیان کرتے ہین کہ "قیدار ایک شاندار اور بہادر قوم ہے (۲۱-۱۶) گاؤن مین ان کی بہت سی آبادیان ہین، (۴۲-۱۱) بھیڑ، بکری، ان کی دولت ہے، اسی کی وہ تجارت کرتے ہین" (۶۰-۷۰)

قیدار کے متفرق رجسارین سے عربون کے نزدیک سب سے زیادہ مشہور عدنان تھا، قیدار کی نسل کی تمام شاخین شجرۂ انساب مین اسی عدنان تک منتہی ہوتی ہین، آٹھوین صدی ق م مین بنوخندف (۶۵۰ء-۵۶۲ء ق م) جس کو عرب بخت نصر کہتے، اسیریا کے تخت پر جلوہ نما ہوتا ہے، اور عراق

Marfat.com

سے لیکر شام، مصر اور عرب تک کی خاک اڑا دیتا ہے، اہلِ عرب کا بیان ہے کہ اسوقت عربون کا رئیس کل معدّ بن عدنان تھا،

اشعیا (۷۵۰ سنہ ق م) حزقیال (۵۹۷ سنہ ق م) اور یرمیاہ (۵۸۶ سنہ ق م) بنیون نے خانوادۂ قیدار کو اس خونخوار اور سفاک بادشاہ کے خروج سے ہشیار کیا ہے، سب سے پہلے اشعیا نبی کہتے ہین،

(۲۱، ۱۶، ۱۷)

"قیدار کا تمام جاہ و جلال مٹ جائیگا، تیر انداز اور بہادر فرزندانِ قیدار کی تعداد گھٹ جائیگی،

باب ۴۹، ورس ۱۱ اس طرح ہے:-

اُن دیہاتون مین آوازد جن مین قیدار رہتے ہین"

باب ۶۰ ورس ۷ مین ہے

"قیدار کے گلّے اور نبایوط کی بھیڑین اکٹھی کی جائینگی"

یرمیا نبی نے کہا، (۴۹-۲۸)

"قیدار پر اور حضور کی حکومتوں پر افسوس ہے، جن کو بابل کا بادشاہ بنوخذنذر تباہ کریگا، اسیطرح خدا کہتا ہے، اٹھو اور قیدار کے پاس جاؤ، اور اہل مشرق کو برباد کردو"

اہل عرب کی روایت کی ہے کہ بنوخذنذر حملہ کرتا ہوا حجاز تک پہونچ گیا تھا، معد عدنان برسرِ مقابلہ ہوا، اور ایک غیر مفصل جنگ کے بعد دونون ایک دوسرے سے علیحدہ ہو۔ بعض روایتون مین ہے کہ یرمیا نبی نے معد کو بچا لیا، اور شاید اس شکست سے بنو قیدار کو کچھ صدمہ نہین پہونچا، حزقیال نبی جو بنوخذنذر کی اِن جہان سوزیون کے زمانہ مین موجود تھے، فلسطین سے قیدار ہوکر (۵۹۷ سنہ ق م مین) بابل گئے تھے، قیدار کے شہزادون کا ذکر

Marfat.com

"عرب اور قیدار کے تمام شہزادون نے بھیڑ بکری کا تجھ سے بیوپار کیا، (۲۷-۲۱)

ان انبیا کی معاصرانہ شہادتون سے بنو قیدار کی معاشرت یہ ظاہر ہوتی ہے، کہ وہ خیمون اور گاؤن مین آباد تھے، بہادر اور شجاع تھے، قبائل کے سردار تھے، بدویانہ جاہ و جلال اور شان و شکوہ ان کو حاصل تھا، تجارت اُن کا پیشہ تھا، اور بعینہ یہی نقشہ ان کا زمانۂ اسلام تک موجود تھا،

معد کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام نزار تھا، نزار کے پانچ بیٹے تھے، یا نزار کی پانچ مشہور شاخین ہین، انمار، ایاد، ربیعہ، قضاعہ، مضر، عرب کے تمام قیداری قبائل ان ہی کے فروع ہین، میلاد مسیح سے پیش از پیش زمانہ مین طول مین یمن سے شام تک اور عرض مین حجاز و نجد سے بحرین عراق تک پھیلے ہوئے تھے، اور زمانۂ اسلام تک ان کا یہی نقشہ باقی تھا،

یہ پانچون شاخین پھر چھوٹے چھوٹے مختلف خاندانون پر منقسم ہین، انکا مجموعی نام مورث اول کے انتساب سے عدنان، معد اور نزار ہے، حیرہ کے بادشاہ امرء القیس بن عمرو المتوفی ۳۲۹ء کی قبر کی لوح شام کے حدود مین ملی ہے، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

یہ امرء القیس بن عمرو بادشاہِ عرب، صاحبِ تاج کی قبر ہے، جو اسد اور نزار اور

اُن کے بادشاہوں کا بادشاہ تھا، . . . . . اس نے معد پر بادشاہی کی اور اپنے بیٹون کو تمام قبائل کے درمیان اتارا[1]،

اس کتبہ سے معد اور نزار کی شخصیت کا تاریخی ثبوت اس قدر قدیم عہد مین ثابت ہوتا ہے، نزار کے پانچ خاندانون مین سے انمار اور ایاد نے کوئی بڑی وقعت حاصل نہین کی، ربیعہ، قضاعہ اور مضر نے کثرت تعداد، دیہاتی اعزاز اور سیاسی اقتدار مین بڑی نامور کی حاصل کی، اور حجاز و نجد و عراق مین ان کی عظیم الشان حکومتین اور چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم

[1] انسائیکلوپیڈیا، مضمون "عرب"

ہوئین، بنو عبد القیس بحرین مین، بکر و تغلب اور کندہ[1] کی نجد مین اور آلِ منذر کی عراق و حیرہ مین

[1] علمائے انساب نے کندہ کو عموماً حمیر کی شاخ بتایا ہے، لیکن ہمارے نزدیک حکومت کے لحاظ سے تو بیشک کندہ حمیر کے ماتحت تھا، لیکن نسباً وہ عدنانی اور قبائل معد مین تھا، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کندہ کا آخری شہزادہ امرء القیس، جو عرب کا بہترین شاعر شمار ہوتا ہے، اس کے کلام کا مجموعہ اب تک محفوظ ہے، اس مین حمیریت کا شائبہ تک نہین، وہ فصیح عدنانی عربی زبان ہے، اس سے بڑھ کر یہ کہ امرء القیس خود مدعی ہے کہ اس کا نسب خاندان معد سے جا کر ملتا ہے، اپنے باپ کے مرثیہ مین کہتا ہے:-

خیر معد حسبا ونائلا　　وخیرهم قد علموا شمائلا

دوسری جگہ اپنی مدح مین کہتا ہے:-

وانا الذی عرفت معد فضله

حمیر کا بھی متعدد اشعار مین اُس نے ذکر کیا ہے، مگر کہین ہم نسبی ظاہر نہین کرتا ہے،

ولو شاء کان العز و من ارض حمیر　　ولکنه عمدا الی الروم انفرا

تبصر خلیلی هل تری من ظعائن　　یضئ الدجی باللیل من رحمیرا

قریش

مُضر بن نزار بن عدنان بن قیدار بن اسماعیل کا ایک خاندان

سلسلۂ نسب

مُضر کی شاخ متعدد وسیع خاندانوں میں منقسم ہو گئی، جن میں سے ایک قریش کا خاندان ہے، بانیٔ خاندان کا نام فہر تھا، عدنان تک اُس کا سلسلۂ نسب یہ ہے، فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ ..... بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان،

عدنان تک سلسلۂ نسب حرف بحرف صحیح اور ناقابل شک ہے، صحیح روایات سے ثابت ہے، احادیث میں مروی ہے، اشعار عرب میں مذکور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب بھی ان ہی واسطوں سے عدنان تک پہونچتا ہے،

لفظ "قریش"

فہر کا لقب قریش تھا، اس بنا پر اس کی نسل نے "قریش" کو خاندانی علم قرار دیا، لفظ قریش کے عربی میں متعدد معنی ہیں، اس کا ایک ماخذ قرش و تقرش سے ہے جس کے معنی "اکتساب و تحصیل" ہیں، خیال ہے کہ چونکہ اس خاندان کا اصلی پیشہ تجارت تھا، اس لئے قریش کے نام سے موسوم ہے، قریش ایک دریائی درندہ جانور کا بھی نام ہے، جو دریائی جانوروں کا شکار کرتا ہے، فہر نے اس کو استعارۃً

Marfat.com

وقوّت کے اظہار کے لئے یہ لقب اختیار کیا، حضرت ابن عباسؓ نے اسی دوسری تاویل کو اختیار

مستشرقین یورپ جن کو ہماری تاریخ سے خود غرضانہ محبت ہے وہ بھی دوسری رائے کو پسند کرتے ہین، لیکن اس لئے نہین کہ وہ روایۃً صحیح تر ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ٹوٹمزم کے ثبوت کے لئے ایک سند ہاتھ آتی ہے[1]، حالانکہ اس کی تردید کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس خاندان مین قریش کے نام کی نہ پوجا ہوتی تھی، نہ اس نام کا دیوتا پوجا جاتا تھا،

قریش کی شاخین

قریش بھی کوئی ایک قبیلہ نہ تھا، چھوٹے چھوٹے دس مختلف خاندانون پر منقسم تھا، ہاشم، مطلب، نوفل، عبدالدار، اسد، تیم، مخزوم، عدی، جمح، سہم، انکا باہمی سلسلۂ نسب اس شجرہ سے جو صفحہ ۱۰۱ پر ہے واضح ہوگا،

[1] لائف آف محمد مارگیولیوتھ،

Marfat.com

قریش، فہر

حارث — غالب — محارب

بنو حارث ہی کے خاندان سے ابو عبیدہؓ بن جراح فاتح شام اور عقبہ بن نافع فاتحِ افریقہ تھے

بنو محارب، ضحاک بن قیس، اضار بن الخطاب کرز بن جابر وغیرہ صحابہؓ اسی خاندان کے تھے

لوی

تیم الادرم، عبداللہ بن جحش اسی خاندان سے تھا

عامر — کعب — قرنیہ — سعد — جشم

بنو معیص: خاندانِ بسر بن ارطاۃ صاحبِ امیر معاویہ

بنو حصص: خاندان عاص بن وائل والیٔ افریقہ و مصر و کاتب رسول اللہ ﷺ

حصص خاندان عاصی

مرہ: ابن وائل و بعض دیگر کفارِ قریش

عدی: خاندان زید بن عمرو بن نفیل موحد، و سعید بن زیدؓ احد عشرۃ المبشرہ و حضرت عمر فاروقؓ و صحابہؓ دیگر

تیم

کلاب

یقیظہ: خاندان حضرت ارقم جن کا گھر قریش کی مخالفت کے زمانہ میں مسلمانوں کا دارالملاقا تھا، ابو سلمہ شوہر اول ام المومنین ام سلمہؓ، ابو جہل، خالد بن ولید

خاندان عبداللہ بن جدعان، و حضرت ابو بکر صدیقؓ، و حضرت طلحہؓ

زہرہ

قصی

امنہ بنت وہب آنحضرتؐ کی ماں کا خاندان، حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح عراق بھی اسی خاندان سے تھے۔

عبدالدار — عبد مناف — عبدالعزیٰ

خاندان فقہ بن حارث

عثمان بن طلحہ وغیرہ صحابہؓ کا خاندان تھا، خانہ کعبہ کی کلید برداری اسی خاندان میں تھی

ہاشم

عبدالمطلب

بنو عبد شمس: خاندان بنو امیہ دمشق و اندلس، حضرت عثمانؓ ابو سفیان و امیر معاویہ

نوفل

عبس — قثم — ابولہب — حضرت عباسؓ — عبداللہ — حضرت حمزہؓ — ابو طالب — زبیر — مقدوم — فرار

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم — حضرت علیؓ

خاندان عباسیہ — حضرت فاطمہؓ ... بنو فاطمہ ... حسنین

Marfat.com

قریش کی ایک اور تقسیم

قریش کی جن شاخون کا اوپر ذکر ہوا، وہ طرز زندگی کے لحاظ سے دو جماعتون مین منقسم تھے قریش الظواہر، قریش البطائح. قریش ظواہر دیگر بادیہ نشین قبائل کی طرح مکہ کے آس پاس صحرا مین خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے، قریش البطائح، شہری زندگی کے عادی تھے، اور چونکہ ان کا خاص پیشہ تجارت تھا، اس متمدن ممالک مین ان کا گذر ہوتا رہتا تھا، اس لئے ایک منتظم آبادی کی حیثیت انھون نے پیدا کرلی تھی ذیل کی فہرست سے قریش کے ان خاندانون کی تقسیم ظاہر ہوگی :-

قریش الظواہر	قریش البطائح
۱- بنو محارب،	۱- بنو قصی بن کلاب،
۲- بنو تیم الادرم.	۲- بنو کعب بن لوی،
۳- خزیمہ بن لوی،	
۴- سعد بن لوی،	
۵- جشم بن لوی،	
۶- بنو حارث،	

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو قصی اور بنو کعب بن لوی کے سوا، قریش کی اور تمام شا قریش ظواہر تھین. اصل یہ ہے کہ تمام تاریخین اس بات پر متفق ہین کہ قریش کی سیاسی عظ رجلال کا بانی قصی تھا قصی سے پہلے قریش مین کسی قسم کا نظام قومی نہ تھا، مکہ ایک مرکز اور اس کے دائرہ مین قریش کے تمام خاندان چکر لگاتے تھے. قصی سب سے پہلا شخص ہے جس

Marfat.com

قریش مین قومی ہیرو کی حیثیت پیدا کی،

قریش کا زمانہ

قریش دنیا کی تاریخ مین کب ظاہر ہوئے، اور اس خاص خاندان کی کب بنا پڑی، تاریخون مین اس کا ذکر نہین، اس قدر معلوم ہے، کہ عبد المطلب چھٹی صدی عیسوی کے اواسط مین موجود تھے، اور عبد المطلب سے فرنگ دس پشتین ہوئین ایک پشت کے لیے ۲۵ برس کا زمانہ اگر فرض کیا جائے تو ڈھائی سو برس کی مدت قرار پاتی ہے، اسی بنا پر قریش کے، ناظم رجال کیلئے حسب ذیل تقریبی سنین ہم متعین کر سکتے ہین،

نام	سنہ وجود تقریبًا	نام	سنہ وجود تقریبًا
فہر قریش	سنہ ۳۲۵ء	کلاب	سنہ ۴۵۰ء
غالب	سنہ ۳۵۰ء	قصی	سنہ ۴۷۵ء
لوی	سنہ ۳۷۵ء	عبد مناف	سنہ ۵۰۰ء
کعب	سنہ ۴۰۰ء	ہاشم	سنہ ۵۲۵ء
مرہ	سنہ ۴۲۵ء	عبد المطلب	سنہ ۵۵۰ء

قصی کی نسبت بعض ارباب تاریخ نے لکھا ہے، وہ منذر بن نعمان شاہ حیرہ (سنہ ۴۳۱ء سنہ ۴۶۳ء) کا معاصر تھا، قیاس بالا کی رو سے بھی یہی تاریخ ظاہر ہوتی ہے،

قریش کا استقلال سیاسی

حجاز کا صوبہ جو قریش کا وطن تھا گو ہمیشہ بیگانہ اقتدار سے محفوظ رہا لیکن اس مین شک نہین کہ حکومتون کو اس کی مفتوحی کی ہمیشہ آرزو رہی، کبھی حبشی حکومت ایران کی شہنشاہی اور روم کی دولت عظمیٰ نے عرب کے اس حصہ پر مختلف اوقات مین [illegible] ہمیشہ انکا اختتام نا کامیابی پر ہوا،

سلہ معجم یاقوت لفظ "مکہ"

اندرون ملک کے عربوں کو ایرانیون اور رومیّون کے مقابل، یمن کی وطنی حکومت کی طرف فطرۃً زیادہ کشش ہو سکتی تھی، شاہان حیرہ بھی گو ایرانیوں کے زیر اقتدار تھے، لیکن نسبًا وہ قریش کے قریب تر تھے کہ دونون عدنانی النسل تھے، اس بنا پر ان دونون حکومتون کی حجاز کی فرمانروائی کا دعویٰ تھا، امرؤ القیس بن عمرو (۳۸۸ء ۳۲۸ء) شاہ حیرہ کے ایک کتبہ کی عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تاجدار" حیرہ کو اسد نزار اور عرب کی بادشاہی کا دعویٰ تھا،

شاہانِ یمن نے رسائے کندہ کو حجاز کے قبائل معد پر حکمران مقرر کیا تھا، حجر بن عمرو اس خاندان کا پہلا رئیس تھا، عمرو بن حجر دوسرا اور حارث بن عمرو تیسرا، حارث نے اپنی ریاست کے حدود اپنے بیٹون کو تقسیم کر دیے، یہ نظام کچھ زیادہ دنون تک نہ چل سکا، حبشیون نے حمیر کا خاتمہ کر دیا جس کے ساتھ گویا کندہ کا خاتمہ ہو گیا، شاہان حیرہ کی رقیبانہ جنگ اور قبائل معد کی سرکشی نے کندہ کو بے نشان کر دیا، جن حبشیون نے یمن کو فتح کیا تھا وارثۃً حجاز و تہامہ کو بھی اپنا مملوکہ قرار دیا، چنانچہ ابرہہ کا جو کتبہ سدّ مارب پر منقوش ہے، اس مین وہ اپنا نام ان الفاظ کے ساتھ لکھتا ہے،

"ابرہہ..... سبا، ریدان، حضرموت، یمن، اور اعراب نجد و تہامہ کا بادشاہ"

عجب نہین کہ ابرہہ کے ارادۂ فتح مکہ کا ایک سبب اس ادعائے غیر واقع کو عملاً ثابت کرنا بھی ہو، قیاصرۂ روم کو بھی اس غیر مفتوح خطہ کی حکومت کی کچھ کم ہوس نہ تھی، ابو السجری خانوادۂ عبد العزیٰ کا رئیس تھا، وہ قیصر کی طرف سے یہاں کی حکومت پر مامور ہوا، قریش نے تسلیم نہ کیا، اور اس کو شام واپس جانا پڑا، وہان پہونچکر شام مین جس قدر قریش تھے، سب کو قید کر دیا، آخر قریش نے غسانیون کی اعانت سے اس کو زہر دلوا دیا،

ان ہمسایہ حکومتون سے ان خاندانون مین سب سے پہلے قبیلہ بکر بن وائل نے استقلال حاصل کیا، کلیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے حمیر و کندہ کے مقابلہ مین آزادی کا علم بلند کیا، اسی کے بعد

قریش کے خاندان بنی قصی نام ایک دوسرا نامور پیدا ہوا، جس نے قریش کی ایک مستقل ہستی پیدا کردی، بچپن ہی میں باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگیا تھا، ماں نے بنی عذرہ کے قبیلہ میں اپنا دوسرا نکاح کرلیا، بنو عذرہ شمالی عرب کے حدود میں شام کے پاس آباد تھے، قصی نے بھی ماں کی آغوش میں یہیں پرورش پائی، جوان ہوکر نسل و وطن کی جستجو کی تو حجاز میں سراغ پایا، بچپن ہی سے عالی حوصلہ اور بلند نظر تھا، مکہ میں دوسرے قبائل نے قریش کو دبا لیا تھا، اس نے مکہ آکر قریش کے منتشر اجزا کو فراہم کیا، اور چھوٹی چھوٹی چند لڑائیوں کے بعد مکہ کی سرزمین میں قریش کی ایک مختصر سی حکومت کی بنیاد پڑ گئی،

مورخین کو اتفاق ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ قریش نے حجاز کی سرزمین میں سیاسی اہمیت حاصل کی، قصی کے وجود کی جو تمہیدی تاریخ مقرر کی گئی ہے اگر وہ صحیح ہے تو قریش کے ظہور سیاسی کی تاریخی غالباً ۴۰۵ء ہے، یعنی اسلام سے ۱۵۰ سو برس پیشتر،

قصی کا زمانہ تاریخ حمزہ اصفہانی میں قاضی دیسع سے مروی ہے:۔

کان قصی بن کلاب فی زمن فیروز	قصی بن کلاب فیروز بن یزدگرد (شاہ ایران) کے
ابن یزدجرد (ص ۱۱۷)	زمانہ میں تھا،

قدیم مورخ ابوطاہر مقدسی کتاب البدء والتاریخ میں راوی ہے:۔

قصی اوّل من اصاب ملکا من العرب	قصی عرب قریشیوں میں پہلا شخص جو فرزندان اسمٰعیل
من قریش من بعد ولد اسمٰعیل فی	کے بعد بادشاہ ہوا، اس وقت منذر بن نعمان حیرہ
الملک	میں اور شاہ بہرام گور ایران میں بادشاہ تھا قصی نے
من المنذر بن النعمان علی الحیرۃ وا	مکہ منقسم کیا، اور وہاں دار الندوہ بنایا،
بھرام جور فی الفرس فقطع مکۃ وبا	
وبنی بھا دار الندوۃ (ص ۱۱۶)	

Marfat.com

حمزہ نے قصی کو فیروز بن یزدگرد کا اور مقدسی نے منذر بن نعمان اور بہرام گور کا معاصر ٹھہرایا ہے، لیکن یہ کوئی حقیقی اختلاف نہین ہے، بہرام گور کا زمانہ ۴۲۰ء سے ۴۳۸ء تک ہے اور اس کے بعد یزدگرد دوم ۴۵۷ء تک حکومت کرتا ہے، اس کے بعد فیروز بن یزدگرد ۴۸۴ء تک حکمران رہتا ہے، منذر کا زمانہ ۴۳۲ء سے ۴۷۳ء تک ہے، اس بنا پر یہ سمجھنا چاہیے کہ حمزہ نے قصی کا ابتدائی زمانہ اور مقدسی نے انتہائی زمانہ متعین کیا ہے، اور اس کی دلیل منذر کی معاصرت سے ملتی ہے جو ۴۳۱ء سے ۴۷۳ء تک قائم رہتی ہے، اس بنا پر تقریباً قصی کا جو زمانہ ہمنے متعین کیا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے یعنی پانچوین صدی عیسوی کا عہد اواسط،

کوہ صفا

یہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ قصی نے حدود شام مین تربیت پائی تھی، قریشی عرب اسوقت تک بدوی تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصی نے تہذیب زندگی، نظم حکومت اور تاسیس قومیت کے اصول شام ہی کے ملک مین سیکھے، اور جوانی کے بعد حجاز آکر اسی اصول پر قریش کے منتشر اجزا کو یکجا کیا اور ان مین سے ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست کی بنیاد ڈالی،

حدود شام مین صفا ایک پہاڑی ہے، مستشرقین یورپ نے اس پہاڑ کی سنگی لوحوں پر عربی زبان کے چند کتبات پائے ہین، مگر ان کتبات سے کسی نے تاریخی باب کا افتتاح نہین ہوتا، تاہم ان مین آنے والے جن ناموں پڑھے گئے ہین، مثلاً قصی، مالک، روح، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا بانی کوئی عدنانی قبیلہ تھا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس یادگار کا بانی قصی رئیس قریش ہے! سوچنے کی بات ہے،

قریش کا نظام سیاسی و اجتماعی

قصی نے مکہ مین جو چھوٹی سی ریاست قائم کی تھی اس کی حیثیت ایک شہر جمہوریت کی تھی، یونان کے شہر اتھنز اور اسپارٹا کے طرز حکومت کا ایک دھندلا سا خاکہ قریش کی سرزمین مین نظر آتا تھا، اس شہری حکومت مین کل چودہ عہدے تھے جو دس عہدہ دار پر منقسم تھے، دس عہدہ دار، قریش کے دس قبائل سے منتخب ہوتے تھے، فلورا اسلام کے دس ان عہدون کی حسب ذیل تقسیم تھی،

مذہبی

شمار	عہدہ	توضیح خدمات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۱	سقایہ	حاجیوں کے کھانے پینے کا سامان	بنو ہاشم	عباس بن عبدالمطلب
۲	عمارہ	خانہ کعبہ کا انتظام	〃	〃
۳	رفادہ	حاجیوں کی مالی اعانت کا انتظام	بنو نوفل	حارث بن عامر
۴	سدانہ	خانہ کعبہ کی دربانی و کلیدبرداری	بنو عبدالدار	عثمان بن طلحہ
۵	ایسار	جوئے استخارہ کی خدمت	بنو جمح	صفوان
۶	اموال محجرہ	جرمانوں و جائدادوں کا انتظام	بنو سہم	حارث بن قیس

عدالتی

۷	ندوہ	عدالت خانہ اور مشورہ گاہ کا انتظام	بنو عبدالدار	عثمان بن طلحہ
۸	مشورہ	امور مہمہ میں مشورہ لینا	بنو اسد	یزید بن زمعہ
۹	اشناق	خونبہا، جرمانہ اور مالی تاوان کا انتظام	بنو تیم	ابوبکر صدیقؓ
۱۰	حکومۃ	مقدمات کا فیصلہ	بنو سہم	حارث بن قیس

جنگی

۱۱	عقاب	قبائلی فوج کی علمبرداری	بنو امیہ	ابوسفیان
۱۲	قبہ	فوجی سپہ سالار (کمانڈر) کا خیمہ	بنو مخزوم	خالد بن ولید

Marfat.com

۱۳	اعنہ	سواروں کے رسالہ کی سپہ سالاری	بنی مخزوم	خالد بن ولید
۱۴	سفارت	سفارت	بنو عدی	عمر بن الخطاب

اس چھوٹی سی شہری جمہوریت کا ایوانِ حکومت دارالندوہ کے نام سے موسوم تھا، اس کا قصی تھا، ہر قسم کے اجتماعی، تجارتی، عدالتی، اور سیاسی احکام اور فیصلے قریش اسی عمارت میں بیٹھ کر صادر کرتے تھے، یہانتک کہ شادی بیاہ، بلوغ کے مراسم، قافلوں کی روانگی، داخلہ وغیرہ جملہ امور یہیں انجام پاتے تھے[1]۔ قریش نے داعیٔ اسلام کے قتل کا مجرمانہ فیصلہ بھی اسی ایوان عدالت میں بیٹھ کر صادر کیا تھا،

قریش کا تمدن عرب کے قبائل کی دو قسمیں تھیں، ایک وہ جو کسی مقام پر متعین طور پر سکونت رکھتے تھے، مکانات بنا کر کوئی متصل آبادی قائم کر لیتے تھے، ان قبائل کو لوگ حضری کہتے تھے، عرب کے بڑے شہر مکہ، یثرب، طائف، صنعاء، یمامہ، عدن وغیرہ ان قبائل کے وطن تھے، ان کے علاوہ اکثر قبائل بدوی تھے، یعنی خانہ بدوشانہ زندگی رکھتے تھے، خیموں میں رہتے تھے، مویشی کے لیے جہاں عمدہ چراہ گاہ نظر آتی تھی وہاں اتر پڑتے تھے، پھر کسی اور مقام پر جا کر ڈیرے ڈالتے تھے، یہی قبائل جرائم پیشہ بھی تھے،

قریش حضری تھے، مکہ ان کا وطن تھا، بدوی قبائل کی طرح پرباد دوسرے قبائل کے مال کی چھین جھپٹ پر انکا گذارہ نہ تھا، بلکہ پورا قبیلہ تجارتی کاروبار پر زندگی بسر کرتا تھا، عرب سے نکلکر عراق، ایران، شام، بلکہ ایشیائے کوچک تک ان کے تاجر گذرتے تھے، غیر ملکی تاجر جو ان کے شہر میں داخل ہوتے تھے ان سے یہ عشر لیتے تھے[2]،

قریش اور قرآن مجید قریش کے تمدنی، اور اجتماعی ابتدا دن سے اگرچہ تمام قرآن بھرا ہے، لیکن

[1] ابن سعد جلد اول ص ۴۳ میں ان تمام مراسم اور امور کی تفصیل ہے [2] ابن سعد جلد اول ذکر تجارت

ساتھ ان کا ذکر ایک ہی دفعہ قرآن مین آیا ہے اور وہ سورۂ ایلاف ہین، جس کو سورۂ قریش بھی کہتے ہین

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اِیْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ، فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ،

تعجب ہو کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر سے کس قدر الفت ہو، ان کو چاہیے کہ اس خانۂ کعبہ کے مالک کو پوجین جس نے ان کو بھوک سے بچا کر کھانا دیا اور خوف سے بچا کر دامن امان بخشا،

اس سورہ کی تفسیر اور قریش کی تاجرانہ اولوالعزمیون کی تفصیل آئندہ باب مین آتی ہے،

قریش کے افراد اور اشخاص کے اسمائی تذکرے بھی قرآن مین کثرت سے ہین، لیکن نام کے ساتھ قریش اور موالی قریش مین سے صرف تین اشخاص کا ذکر ہے، ایک تو خود ذات رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے حضرت زید بن حارثہؓ، اور تیسرا ابولہب، اسم نبوی نوعی الٰہی کا اصل مخاطب ہو اس لئے یہ اسم گرامی چار موقعون پر قرآن مین مذکور ہوا ہو،

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ (احزاب)

محمدؐ تمھارے مردون مین سے کسی کا باپ نہین لیکن خدا کا رسول ہے،

یہ اس موقع کی آیت ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہؓ کو آپ کا بیٹا کہتے تھے، تو خدا نے اس کی ممانعت کی، اس آیت سے یہ پیشگوئی بھی سمجھی جاتی ہے کہ آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہوگا،

دوسری آیت یہ ہو:-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (فتح)

محمد خدا کے پیغمبر،

تیسری آیت:-

اٰمِنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (بدأ)

محمد پر جو کچھ اترا اس پر ایمان لاؤ،

چوتھی:-

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران) محمدؐ صرف خدا کے رسول ہین

دوسرا نام زید بن حارثہؓ کا ہے، زید قریشی النسل نہ تھے۔ وہ کلب کے قبیلہ سے تھے، لڑکپن مین چندڈاکو ان کو چرا کر عکاظ کے بازار مین لائے، اور غلام بناکر انکو بیچا، حضرت حکیم بن حزامؓ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے مامون نے خریدا اور اپنی بھانجی کی خدمت گذاری مین دیا، حضرت خدیجہؓ نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پیش کیا، آپنے آزاد فرماکر اپنی تربیت مین لیا، اور اسقدر ان سے محبت کرنے لگے کہ لوگ ان کو زید بن محمد کہتے تھے، جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی :۔

ادعوھم لاٰبائھم (احزاب) ان کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو،

تو لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگے،

حضرت زید بن حارثہؓ ایک لاکھ صحابہ مین صرف وہی ایک خوش قسمت ہین جن کا اسم گرامی ناموس اکبر کی زبان سے ادا ہوکر قرآن کے صفحات مین زندگی جاوید حاصل کرسکا ان کے علاوہ کسی صحابی کا نام قرآن مین مذکور نہین ہوا، ؎

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا (احزاب) جب زید نے اس کو طلاق دیدی،

حضرت زیدؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالا تھا، اس لئے وہ خاندان کے ایک فرد بن گئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے ان کو بیاہ دیا تھا لیکن میاں بیوی کا نباہ نہ ہوسکا، حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دیدی، اسی مطلقہ کے متعلق حضرت زیدؓ کا نام قرآن مین آگیا،

تیسرا نام ابولہب ہے جو حضورؐ کا حقیقی چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا، چچا نے بھتیجے کی نبوت پر گرفت کی، بھتیجے نے چچا اور چچی کی زبان سے اس کے دائمی خسران و ہلاکت کا اس

پیغام سنایا،

Marfat.com

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ، مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ، سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ،

ابولہب کے دونون ہاتھون کی ہلاکت ہو، اور وہ ہلاک ہو بھی گیا، اُس کے مال و دولت نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا، وہ آتش دوزخ مین بیٹھے گا،

ابولہب کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا، ابولہب کنیت تھی، ابولہب کے معنی "آگ والے" کے ہین، اس سے لوگون نے یہ قیاس کیا ہی کہ مسلمانون نے غصہ سے اس کا نام آگ والا یعنی دوزخی رکھا تھا لیکن اصل یہ ہے کہ عربی مین آگ والے سے مراد صاحب حسن وجمال ہے، چونکہ یہ خوبصورت تھا اس لئے قریش نے اسکو ابولہب کا خطاب دیا تھا، یہ دوسری بات ہی کہ اس خطاب نے جو اسلام سے پہلے مل چکا تھا، دوسرے معنی مین ابھانا اسلام کے بعد اس کی تقدیر کا سرنوشت ہوگیا،

یہ قریش کا سردار تھا، اور اسلام کا سخت دشمن، ہجرت کے بعد قریش کے حملہ آور ارادون کا آلۂ تحریک ایک یہ بھی تھا، ۲ھ مین مکہ مین غزوۂ بدر کے بعد اس نے انتقال کیا،

اس آیت مین ابولہب کی ہلاکت سے اس کی ذاتی ہلاکت نہین بلکہ اُس کی قومی ہلاکت مراد ہے، جو غزوۂ بدر مین واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیاء کے زمانہ مین ہمیشہ ایک طاغی اور سرکش ان کا مقابل رہا ہے، اور جس نے اپنی گمراہی سے قوم کی قوم کو ہلاک کیا ہے مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ مین نمرود، حضرت موسیٰؑ کے عہد مین فرعون، اسی طریقہ سے اس اُمت محمدیہ کا نمرود یا فرعون ابولہب تھا، اور قرآن نے اسی حیثیت سے تمام رؤسا سے قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا،

Marfat.com

تجارات العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عربون کی تجارت

رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ

ملک کی دولت کا دارمدار دو چیزون پر ہے، زراعت اور تجارت، سرسبز اور شاداب ملک پیداوار کو پیدا کرتے ہین اور سنگستانی اور ساحلی ممالک اُن کا بیوپار کرتے ہین اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین پہنچاتے ہین۔

ملک عرب کا زیادہ تر حصہ غیر آباد اور سنگستانی ہے، اس لئے طبعًا وہان زراعت سے زیادہ تجارت کے کاروبار کو فروغ ہونا چاہئے، اس کے آباد حصے تمامتر ملک کے تین طرف بحری سواحل پر واقع ہین، مغرب سے چلئے، بحرین اور عمان خلیج فارس پر، شمال مین حضرموت اور یمن بحر عرب پر، اور مشرق مین حجاز و مدین بحر احمر پر واقع ہین،

اندرون ملک مین عرب کا جو حصہ زرخیز ہے، مثلاً یمامہ، نجد، اور یثرب و خیبر وغیرہ، یہان کاشتکاری ہوتی تھی،

عرب کے یہ ساحلی صوبے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے آمنے سامنے واقع ہین، عمان و بحرین

Marfat.com

ایران وعراق سے متعلق ہین، یمن اور حضرموت کو افریقہ اور ہندوستان سے تعلق ہے، حجاز کے سامنے مصر ہے اور شام کا ملک اس کے بازو پر واقع ہے، اس جغرافی تحدید سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبع سہولتوں کے لحاظ سے عرب کے کس صوبہ کو دنیا کے کس زرخیز خطہ سے تجارتی تعلقات حاصل ہو سکتے تھے چنانچہ تاریخی سندوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے ان تجارتی صوبون کو اپنے ان ہی ہمسایہ ملکون سے زیادہ تر تعلق تھا، گو کبھی کبھی کسی ضرورت کی بنا پر ان کو آگے پیچھے بھی ہٹنا پڑتا تھا۔

بحرین کے پاس کچھ عرب تاجرون نے انتقال مکان کرکے بحر روم (بحر ابیض و بحر متوسط) کے سواحل پر جو شام و کنعان کے بحری مقامات تھے، سکونت اختیار کرلی تھی، بنی اسرائیل ان کو آرامی اور کنعانی اور اہل یونان ان کو فنیقین (فنیشین) کہتے تھے، ان فنیقی عربون نے یورپ اور افریقہ کے انتہائی ملکون تک اپنے تجارتی سلسلے پھیلا رکھے تھے، یونان مین تہذیب و تمدن کا آغاز ان ہی بیوپاریون کے ذریعہ سے ہوا اور رفتہ رفتہ یہ چنگاریان دور دور تک اپنی روشنی کی شعاعین ڈالتی چلی گئین۔

یمن اور حضرموت کے عرب ایک طرف تو بحر افریقہ کو عبور کرکے ملک حبش مین اپنی نوآبادی قائم کرنے مین کامیاب ہوئے اور دوسری طرف ہندوستان کے ساحلی صوبون تک دھاوا مارتے ہوئے چلے آئے، وہ جو کچھ ان ملک مین پاتے، وہ کشتیون پر لاد کر اپنے وطن لاتے، اور وہان سے اپنی سرحدون کو عبور کرکے حجاز کی بندرگاہون کے سپرد کرتے اور یہ اس کو شام اور مصر کی منڈیون تک پہنچاتے،

عربون کے تجارتی حالات کے متعلق یونانی کے صفحون سے اور یونانی تاریخون سے واضح ہوتے ہین، ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب تاجر دو ہزار برس قبل مسیح سے برابر ان خیالات کو ادا کر رہے ہین، اور مشرق و مغرب کی تجارتی تعلقات مین بیچ کی کڑی ہمیشہ بنی رہے ہین۔ ارقم

Marfat.com

اور ہندوستان سے سامان تجارت بحری راستوں سے آکر یمن اور حضرموت کے سواحل پر اترتا، اور یہاں سے خشکی کے راستے سے بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز مدین ودادی القریٰ کو قطع کرکے شام پہنچتا اور وہاں سے بحر روم ہوکر یورپ کو چلا جاتا، یا شام کی سرحد سے مصر پہنچتا اور وہاں سے اسکندریہ کی بندرگاہ سے یورپ کو روانہ ہوجاتا۔

عرب کی شاہراہِ تجارت یا امام مبین

ہم نے کئی دفعہ لکھا ہے کہ یہ تجارتی شاہراہ جو حجاز ہوکر یمن سے شام کو جاتی تھی، قرآن مجید نے اسی راستہ کو **امام مبین** (ظاہر راستہ) کہا ہے۔ اور عرب کی تمام بڑی بڑی آبادیاں اسی کے دائیں بائیں واقع تھیں، اصحاب الایکہ اور مؤتفکہ یعنی حضرت لوطؑ کا گاؤں جو بحر میت کے قریب تھا، اسی راستہ پر آباد تھے، قرآن کہتا ہے:۔

وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (حجر)	یہ دونوں گاؤں کھلے راستہ پر ہیں

سبا کے تجارتی قافلوں کے ذکر میں ہے:۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ۔ (سبا)	ہمنے اُنکے (ملک) اور بابرکت آبادیوں (شام) کے درمیان کھلی آبادیاں قائم کردی تھیں اور ان میں سفر کی منزلیں مقرر کردی تھیں کہ دن رات بے خوف وخطر چلو

یہ ان ہی آبادیوں کی طرف اشارہ ہے جو حضرت یوسفؑ کے قصہ میں ایک قافلہ تجارت کے راہ گزر کا ذکر ہے وہ یہی راستہ ہے، توراۃ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"تب کنعان (یوسف کے بھائیوں نے) دیکھا کہ اسماعیلیوں کا قافلہ جلعاد کی طرف سے آرہا ہے

..... اور مصر کو جارہا ہے۔ (تکوین ۳۷-۲۵)

قرآن میں یہ الفاظ ہیں:

Marfat.com

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ (یوسف) ایک قافلہ آیا،

یہ قافلہ جو تجارت کا مال عرب سے مصر لئے جاتا تھا، اسی شاہراہ سے گذر رہا تھا، اصحاب الایکہ یعنی مدیان جنکا قرآن نے اسی راستہ پر ہونا بیان کیا ہے، توراۃ بھی اس کی تائید سے خالی نہین ہی،

جبکہ جنگل مین مدیان والوں کی راہ مین تم شام بسر کرو (خروج ۲-۱۵:۳)

یونانیون کی تاریخ مین بھی اس راستہ کا ذکر ہے، ایک یونانی مورخ لکھتا ہے :-

"یہین سے ایک سیدھی سڑک اس شہر کو جاتی ہے جس کا نام پیٹرا (رقیم) ہے، اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یمامہ و بحرین) یعنی اور تمام عرب قریب مین رہتے ہین"[1]

قدیم مورخ آرٹی میڈروس جو ۱۰۰ ق م مین موجود تھا بیان کرتا ہے :-

"سا قرب و جوار کے قبیلون سے تجارتی اسباب خریدتے ہین اور وہ اپنے ہمسایون کو دیتے ہین اور اسی طرح دست بدست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہین"

یونان کے اکثر مورخون نے اس راستہ کا ذکر کیا ہے، مصر پر جب یونانی بطلیموسیون نے قبضہ کیا، انھون نے تجارت کو براہ راست اپنے ہاتھ مین لینا چاہا، یمن سے مصر تک خشکی کا راستہ انکے لئے پرامن نہ تھا، اس لئے ہندوستان سے مصر تک انھون نے براہ راست بحری سفر اختیار کیا، اس طریق سفر نے عربون کی بحری تجارت کو بالکل ڈبو دیا[2]۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع ۱۱ کا مضمون نگار "عرب" لکھتا ہے :-

جنوبی مغربی عرب (حضرموت اور یمن) کی غیر معمولی ترقی کا سب سے بڑا سبب اس زمانہ مین یہ تھا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان کا تجارتی سامان بحر قلزم کی راہ سے یہان

---

[1] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین، صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰ [2] یہ حالات بہ تفصیل تمام ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۷۲ مین گذر چکے ہین،

Marfat.com

آتا تھا اور پھر خشکی کے راستہ سے مغربی ساحل پر جاتا تھا، یہ تجارت اب اس عہد مین مسدود ہو گئی، کیونکہ مصر کے بطلیموس بادشاہوں نے ہندوستان سے اسکندریہ تک براہِ راست ایک راستہ بنالیا"

اسی کتاب مین "سبا" کے تحت مین ایک دوسرا مضمون نگار لکھتا ہے :-

خشکی کی تجارت جب زوال پذیر ہو گئی اور ساحلی آبادیوں کے درمیان جو تجارتی سفر ہوتے تھے جب وہ جاتے رہے اور ان کی جگہ بحری راستہ اختیار کیا گیا تو ناچار یہ آبادیان نیست و نابود ہو گئین[۵۲]،

آرٹی میڈروس سنہ ۱۰ ق م کہتا ہے :-

"سبائی یہ چیزین مقابل کے حبشی سواحل سے لاتے ہین جہان یہ لوگ چمڑے کی کشتی پر بیٹھکر چلے جاتے ہین[۵۳]"

اشعیا نبی بابل کے ذکر مین کہتے ہین :-

"ہرگز عرب لوگ اب وہان خیمے استادہ نہ کرینگے" (باب ۱۳ - ۲۰)

غیر ممالک سے تجارت | الغرض ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عربون کے خارجی تجارتی تعلقات ہندوستان، حبش، ایران، بابل (عراق) شام، مصر اور یونان سے تھے۔ یہ تمام ممالک عرب کے چاروں طرف اس طرح واقع ہین کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے۔ اندرون ملک مین شہر اور مقامات تجارت کے مرکز تھے۔ یونانی اور اسرائیلی بیانات کے مطابق وہ حسب ذیل تھے :

اندرون ملک کے تجارتی شہر | قریہ یعنی بحرین یا یمامہ، حضرموت، شبوہ حضرموت کا پایہ تخت قانہ، حضرموت کا بندرگاہ مارب، سبا کا پایہ تخت، معین، عدن، اوزال، ظفار، مدین، ایلہ

[۵۱] جلد ۲ ص ۲۶۴ و ۲۶۵ [۵۲] ج ۲۳ - ص ۹۶ و ۹۷ [۵۳] ڈنکر کتاب تاریخ قدیم ج ۱ - ص ۳۱۰ و ۳۱۲)

Marfat.com

عرب کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام آبادیاں ملک عرب کے کنارے کنارے خلیج فارس سے لے خلیج عقبہ تک ساحلی مقامات ہیں، اُن کے نام یہودی اسفار اور یونانی تاریخوں کے حوالے سے اسی نمونوں کے ساتھ کلام میں آئینگے۔

منزلوں کی مسافت

ایک یونانی مؤرخ نے ان میں سے بعض مقامات کے درمیان سفر دن اور راستوں کے رن بھی مقرر کر دیے ہیں، کہتا ہے:۔

"حضرموت سے سبا کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے اور معین سے ۷۰ دن میں سوداگر پہنچ (عقبہ) پہنچ جاتے ہیں"[1]

گویا حضرموت سے لیکر عقبہ تک تقریباً ۱۱۰ دن کا سفر تھا، مسلمان جغرافیہ نویسوں میں ابن ہاشک الحمیری نے اپنی کتاب صفۃ جزیرۃ العرب میں عرب کے تمام راستوں کی تفصیل لکھی ہے اور میلوں کی تعداد میں اس کی مقرر کی ہے اور الغدنی نے تقویم البلدان میں لکھا ہے کہ کل ملک کے چاروں طرف پھرنے میں سات مہینے گیارہ دن لگتے ہیں۔

سامان تجارت

سب سے اہم اور مقدم سوال یہ ہے کہ عرب کا ملک ایک بنجر اور بے آب و گیاہ ملک ہے وہاں تجارت کا کیا سامان ہاتھ آتا ہوگا، وہاں کس چیز کی پیداوار ہوتی تھی، اور کیا کیا چیزیں عرب سوداگر کا سرمایۂ تجارت تھیں، خود عربوں کے پاس تو ان معلومات کا مسالہ کچھ نہیں ہے، لیکن جن ملکوں کے ہاتھ وہ ان چیزوں کو فروخت کرتے تھے، انھوں نے ان کے تحفوں کی ایک ایک چیز یاد رکھی ہے،

ان تجارت کا سرمایہ حسب ذیل چیزیں موقوف تھیں،

---

[1] ڈنکر کی قدیم تاریخ صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع ۱۱ جلد ۲۳، صفحہ ۹۵،

[2] صفۃ جزیرۃ العرب ازصفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۰، طبع لیڈن،

Marfat.com

۱۔ کھانے کا مسالہ اور خوشبودار چیزین،

۲۔ سونا، جواہرات، اور لوہا،

۳۔ چمڑا، کھال، زین پوش، بھیڑ بکری،

دو ہزار برس قبل مسیح[۱] مین جو عرب تاجر رہا مصر کو جاتے دکھائی دیے ہین، انکا سامان تجارت یہ تھا: بلسان، صنوبر، لوبان، اور دیگر خوشبودار چیزین[۲]" حضرت داؤد ایک ہزار ق م مین سبا کا سونا مانگتے ہین[۳]، سنہ ۹۵۰ ق م مین حضرت سلیمان کے دربار مین ملکۂ سبا جو تحفہ لائی تھی وہ یہ تھا: خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا، بیش قیمت جواہر[۴] حضرت سلیمان کی کشتیاں یمن کی بندرگاہ اوفر سے سونا لاتی تھین[۵]، اوفر کے سونے کا اسفار یہود مین بکثرت ذکر ہے، ان کے حوالے ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۷ مین گذر چکے ہین،

اشعیا نبی کے وقت مین (سنہ ۷۰۰ ق م) اوزال سے جو صنعا کا قدیم نام ہے، فولاد، تیز بات مسالہ ملک شام کو جاتا تھا[۶]، اسی زمانہ مین سبا یعنی شہر مارب سے یہ چیزین بھی شام کو آتی تھین، عمدہ خوشبو جواہر اور سونا، حاران، قانہ، اور عدن کی راہ سے یہ چیزین آتی تھین[۷]، مدین اور عیفا کی اونٹنیان ملک سبا سے سونا اور لوبان لیکر آئی تھین[۸]، شام کے بیوپاری عرب ہی سے آیا، لوبان جلتا تھا، دوا یعنی اصحاب الایکہ بیٹھنے کے نرم یا زین پوش، بدوی عرب اور دیگر شیوخ قیدار جانور بیچنے کو یروشلم لاتے تھے، حزقیال نبی کے ستائیسوین باب سے عرب کی تجارت کے متعلق بہت سے مفید معلومات حاصل ہوتے ہین، یروشلم کو خطاب کرکے کہتے ہین،

دوان اور یاوان، اوزال سے تیرے بازار مین آتے تھے، آبدار فولاد، تیزبات اور خالہ

---

[۱] تکوین ۳۷-۲۶ [۲] زبور ۷۲، ۱۵ [۳] ۱ یام ۹-۹ [۴] ۱ ملوک ۹-۲۷ [۵] اشعیا ۲۰-۱۵

[۶] اشعیا ۲-۱۴، [۷] اشعیا ۶۰-۶ [۸] یرمیا ۶-۲۰

Marfat.com

تیرے بازار مین وہ بیچتے تھے دوان تیرا سوداگر تھا، کہ سواری کے چارپائے تیرے ہاتھ بیچتا تھا، عرب اور قیدار کے رؤسا، تیرے تاجر تھے، وہ بکری اور مینڈھے لے کر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے، سبا اور رعما کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، وہ ہر قسم کے نفیس و خوشبودار مسالے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے بازار مین لاتے تھے، حاران اور قانہ اور عدن اور سبا کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، (۲۷-۹: ۲۴ ۱۲)

یونانی مورخین کا بیان اس سے زیادہ مفصل نہین ہے، وہ بھی زیادہ تر ان ہی چیزون کی سوداگری کا ذکر کرتے ہین، یعنی سونا، اور خوشبودار مسالہ اور جلانے کی خوشبودار لکڑیان، یہ بیانات اس کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۲ پر موجود ہین، ان شہادتون پر یہان صرف ایک سند کا اور اضافہ کرتے ہین، جو کتاب کی [illegible] جلد مین اصحاب الایکہ کے ذکر مین گذر چکی ہے۔

"یہ ملک فلسطین کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یمامہ یا بحرین) اور معین اور تمام عرب قریب رہتے ہین، اور بالائی ملک سے نجورات، کہا گیا ہے کہ بوشبودار چیزون کا بنڈل لاتے ہین"[1]

ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ عرب مین یہ خوشبودار مسالہ، سونا، لوبان، جواہرات، اور موتی وغیرہ کہان سے آتے تھے کیا یہ خود عرب کی پیداوار مین تھین، یا یہ سب مال باہر سے لایا جاتا تھا، اس سوال کا جواب یہودیون سے نہین مل سکتا، یونانی تحریرون سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر خوشبودار چیزون کی خود یمن مین کاشت ہوتی تھی، یا ان کے وہان باغ موجود تھے، اگاتھرشیدس (سنہ ۱۷۵ ق م) بیان کرتا ہے،

"سمندر سے متصل زمین مین بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہین، اندرون

---

[1] گرولا مائنس آف مدین صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰،

Marfat.com

ملک مین بخورات (یعنی جلانے کی خوشبوئین) زراعت، چوپائے وغیرہ کے نہایت بلند
درختون کے گنجان جنگل ہین ۔۔۔ سبا مین تمام دنیا (یعنی معلوم دنیا) سے زیادہ دولتمند لوگ ہین،
چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہے،

تھیوفراسٹس بیان کرتا ہے کہ لوبان اور عود وغیرہ بخورات سبا اور حضرموت کے سوا اور ملکون مین پیدا ہوتے ہین، دیونانی بیانات کے لئے ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۷ و ۲۲۵ دیکھو،

اسی قسم کا بیان ارٹی میڈورس کا ہے، لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ "یہ مسالے مقابل کے حبشی سواحل سے لائے جاتے ہین اسلئے کہ ان ملکون مین کوئی چیز نہین خود ملک مین پیدا ہوتی تھین، چنانچہ ہمارے نے نہایت تفصیل سے ان بیانات کا اور حضرت سلیمان کا حال لکھا ہے، لوبان اور عنبر آن کی نسبت لکھا ہے کہ یہ تمام دنیا مین نہین پایا جاتا ہے، تمام قسم کے بیشتر ارتیات مین اور بعد مین پیدا ہوتے ہین، لیکن مسالہ یعنی لونگ، دارچینی، الائچی، زنجبیل، دارچینی، تارپین، اگلی وغیرہ ہمارے نزدیک یہ چیزین جنوبی ہند اور جزائر ہند کے سوا کہین سے نہین آتی تھین، علاوہ گذشتہ تاریخی بیانات کے خود آج تک یہ چیزین یہین سے تمام دنیا مین جاتی ہین اور ایک بڑا ثبوت اس دعوے کا یہ ہے کہ مسالہ اور خوشبو کی اکثر چیزون کے نام ہماری یا ہماری سے قریب کی زبانون کے ہین، مثلاً مشک، فلفل، کاکوزنجبیل، صندل، نارجیل، قرنفل، یہ سب چیزون کے نام ہندی کا لفظ نام کا جزو ہوگیا ہے، مثلاً عود ہندی، قسط ہندی، تمر ہندی، لوبیہ کی تلوار یہین سے بنکر جاتی تھین، اسی لئے عربی مین ہندی اور مہند تلوار کے وصف کے طور پر آتا ہے، خوشبو مین سے ... الائچی، سیاہ مرچ، دارچینی، ہلدی سب داخل ہین یہ سب جنوبی ہند اور جزائر ہند کے سوا کہین سے نہین آتی تھین،

موتی تو خاص سواحل عرب کی چیز ہے بحر قلزم اور خلیج فارس کے دونون کناروں مین موتی کے خزانے ہین، اور اب تک بحرین وغیرہ مین موتی کے بڑے بڑے تاجر خاص عرب ہین، قرآن مجید مین ہے،

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ، فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ، (رحمٰن)

خدا نے ان دو دریاؤں کو ملایا کہ وہ مل گئے اور (پھر) ان کے بیچ مین پردہ ہے کہ وہ حد سے آگے نہین بڑھ سکتے تم اپنے پروردگار کی کن کن باتون کا انکار کروگے، ان دونون سے موتی اور مونگے نکلتے ہین،

سب سے زیادہ حیرت لوگون کو اس بات سے ہوگی کہ یونیب اور مفلس عرب کے جس سونے کی دھوم شلم اور اسکندریہ کے بازارون مین شہرت تھی وہ خاص عرب کی کانون سے نکلتا تھا، عرب مین سونے کی بہت بڑی بڑی کانین ہین، ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب مین ایک ایک کان کا نام لکھا ہے، صرف یمامہ اور نجد مین سونے کی چھ کانون کا پتہ دیا ہے (صفحہ ۱۵۴) سونے کے علاوہ چاندی، تانبا اور عقیق کی کانین بھی بتائی ہین، قزحان اور حقیق یمن کی شہرت غالباً یہین سے ہو، کل کتاب مین ۹ کانون کا ذکر ہے، مدین کے سونے کی کانین انگریزون کو بھی بہت کھینچ کر لے گئین، اور ضریوسر کے حکم سے بٹن ایک انگریز اس کی تحقیقات کے لئے بھیجا گیا، اس نے گولڈ مائنس آف مدین نام کی کتاب لکھی،

عرب کی کھالین بھی سامان تجارت مین ممتاز تھین یمن کی کھال پہلے بہت مشہور تھی، یہانتک کہ فارسی شعرا کے کلام مین بھی اس کی تلمیحات ملتی ہین، اور سبب اس کا یہ بیان کرتے ہین کہ ستارہ سہیل جو یمن کے مقابل طلوع ہوتا ہے، اس کی روشنی مین کھال کی دباغت بہت عمدہ ہوتی ہے، طائف مین بھی یہ فن بہت کمال کو پہنچا ہوا تھا، چنانچہ اس کا نام ہی "بلد الدباغ" پڑ گیا ہے (صفحہ ۱۰۷) مسلمانون نے مکہ سے بھاگ کر حبشہ مین پناہ لی تھی، اور قریش نے ایک شخص کو بہت سا نذر تحفہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا تھا کہ مسلمانون کو واپس مانگ لاوے، اس وقت بھی قریش کے تحفون مین کھال تھی، [illegible]

Marfat.com

کسبت الیمانی قدہ لم یحد　　یمن کی کھال ہے جس کی کاٹ ٹیڑھی نہین،

درآمد | بہرحال اس بحث کو ختم کرکے اب ہم اس مسئلہ پر آتے ہین کہ عرب سوداگر ان چیزون کو اپنے ملک سے باہر لیجاکر فروخت کرتے تھے، لیکن اُن ملکون سے خود اپنے اہل وطن کے لئے کیا تحفے لیکر واپس آتے تھے؟ تاریخ کے ہزارون صفحات الٹنے کے بعد ہم جس نتیجہ تک پہنچے ہین وہ یہ ہے، غیر ملکون سے وہ حسب ذیل چیزین لاتے تھے، کپڑا، غلہ، شراب، ہتھیار، اور آئینہ وغیرہ آرایش کی چیزین،

کپڑے گو یمن مین بھی بنے جاتے تھے، "بردیمانی" یمنی چادرین تو بہت مشہور ہین، امرالقیس جو اسلام سے چالیس پچاس برس پہلے گذرا ہے کہتا ہے:-

والقی بصحراء الغبیط بعاعہ　　نزول الیمانی ذی العباب المحمل

ابر نے غبیط کے میدان مین اپنا بوجھ اسطرح ڈالدیا تھا جسطرح یمنی سوداگر اپنے کپڑے کی گٹھریاں پھیلاتا ہے،

مارب جو سبا کا پایہ تخت تھا، روئی اور کپڑے کا کاروبار وہان زمانۂ اسلام تک تھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان کے باشندون پر نقد جزیہ کے بجاے کپڑا ہی مقرر کیا تھا،[1]

یمن کا کاروبار زیادہ تر ہندوستان کے ساتھ تھا، اس لئے یہ تحقیق یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ کپڑے یمن ہی مین سب بنتے تھے، یا ہندوستان سے آتے تھے، عربی مین بعض کپڑون کے نام ہندی الاصل ہین، مثلاً شاش (ململ) فوطہ (چار خانہ دار تہبند) اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید کچھ کپڑے ہندوستان سے آتے ہون، آغاز اسلام مین کپڑون کی آمد شام سے تھی، یہودی تاجر مدینہ مین کپڑا لیکر آتے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کپڑا خریدا ہے،[2] مسلمان سوداگر بھی شام ہی سے کپڑا لاتے تھے،[3]

غلہ یمن سے آسکتا تھا، لیکن زیادہ تر شام ہی سے آتا ہے، اور اسی لئے لوگ غلہ کے بیو

[1] ابوداؤد کتاب الخراج اخذ الجزیہ　[2] ترمذی صفحہ ۱۵۵، مطبع العلوم، دہلی

Marfat.com

کی آمد کے بیحد منتظر رہتے تھے، سورۂ جمعہ کی آیتون مین جس واقعہ کا ذکر ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ان بیوپاریوں کی آمد کا شور ہوا، اور لوگ اٹھکر چلے گئے، وہ اسی شام کے غلہ کے بیوپاری آئے تھے،

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، (جمعہ)

جب یہ لوگ کسی تجارت یا کھیل تماشہ کو دیکھ پاتے ہین تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہین اور تم کو کھڑا تنہا چھوڑ دیتے ہین، کہدے کہ جو خدا کے پاس ہے وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے زیادہ بہتر ہے،

شراب زیادہ شام سے آتی تھی، عمرو بن کلثوم کہتا ہے،

الا هبی بصحنک فاصبحینا ولا تبقی خمور الاندرینا

بان اٹھ اور صبح کی شراب پلا "اندرین" کی شراب کچھ چھوڑنا نہین

اندرین شام مین ہے،

کاغذ بھی ملک شام سے آتا تھا، طرفہ کہتا ہے،

وخد کقرطاس الشامی گال، شامی تاجر کے کاغذ کی طرح

عرب کے بازار | اہل عرب کو جو تجارت کا شوق تھا اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حیرہ کے بادشاہ نعمان کے سالانہ میلہ مین اپنا تجارتی سامان بھیجا کرتے تھے، اس کو عطیہ کہتے تھے، قریش مین حرب فجار کے نام سے جو آخری جنگ ہوئی، جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریک تھے، اسی عطیہ کے لٹ جانے پر برپا ہوئی تھی،

خود عرب مین بڑے بڑے بازار تھے، جہان سال مین ایک دفعہ میلا لگا کرتا تھا اور دور دور سے سوداگر یہان اسباب لاتے تھے، اور فروخت کرتے تھے، عرب کے نقشہ کو غور سے دیکھو تو تجارت کے

سلہ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ بحوالہ مسند احمد،

سوا تمام آبادی عرب کے کنارہ کنارہ دریا سے متصل ہے، یہ میلا شام کے پاس دومۃ الجندل سے شروع ہوکر عراق کے حدود بحرین اور عمان سے ہوتا ہوا بحر ہند کے مقابل حضرموت و یمن سے گذرتا ہوا حج کا زمانہ مکہ مین گذار کر حجاز سے ہوکر پھر شام مین آکر ختم ہوجاتا تھا،

عرب کے ان بازارون کے حالات بہت سے مورخین نے قلم بند کئے ہین، یعقوبی نے اپنی تاریخ کے خاتمہ مین ایک پورا باب اس پر لکھا ہے، لیکن انکے متعلق سب سے کارآمد اور مفصل حالات امام مرزوقی نے کتاب الازمنہ والامکنہ مین لکھے ہین، ہم ان کا خلاصہ یہاں نقل کرتے ہین،

عرب کے ۱۳ مقامات مین بڑے بڑے میلے لگتے تھے، دومۃ الجندل، مشقر، صحار، دبا، شجرہ، عدن، صنعاء، حضرموت، عکاظ، ذوالمجاز، منی، خیبر، یمامہ، سب سے پہلے دومۃ الجندل مین میلہ لگتا تھا، دومۃ الجندل شام کے پاس حجاز کی آخری سرحد پر واقع ہے، یکم ربیع الاول سے ۱۵ تک تو بڑا جمگھٹا رہتا تھا، ۱۵ کے بعد سے گھٹنا شروع ہوتا تھا، کلب اور جدیلہ دو قبیلے اس کے پڑوس مین آباد تھے، ان مین سے جنکا رئیس غالب ہوپاتا، اس بازار کا حاکم ہوجاتا، عرب کے علاوہ عراق اور شام کے تاجر بھی اس کی اجازت سے اپنے بازار لگاتے تھے، رئیس خود بھی تجارت کرتا تھا اور جب تک اس کا مال نہ بک جاتا کسی اور خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی، یہاں خرید و فروخت اس طرح ہوتی تھی کہ جس کو جو مال پسند آتا اسپر ایک کنکر ڈال دیتا،

دومۃ الجندل سے میلا اکھڑ کر مشقر بحرین مین آکر جمتا تھا، جمادی الاولیٰ بھر پورے ایک مہینہ جمتا تھا، یہ ایران کے قریب تھا، اس لئے یہاں ایران کے تاجر بھی آتے تھے، عبدالقیس اور تمیم بن کے باشندے تھے، تمیم کا رئیس بازار کا حاکم ہوتا تھا، یہاں تمام ملک عرب سے لوگ آتے تھے، یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ بائع و مشتری دونون خاموش رہتے، اور صرف اشارون سے بات چیت ہوتی،

Marfat.com

اکیسوین رجب سے صحار (عمان) مین سوداگر جمع ہونے شروع ہوتے، اگلے بازارون مین جو لوگ نہین آسکتے تھے وہ اس مین آتے تھے، یہان خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ سامان قرینہ سے لگا ہوتا، گاہک پتھر پھینکتے جسپر جاپڑتا اٹھا لیتے، یہان سے ہٹ کر رجب کی آخری تاریخ کو عمان کی بندرگاہ دبا مین جہان ملک ملک کے سوداگر آتے تھے لوگون کا میلہ لگتا تھا، یہان ہندوستان سے، سندھ سے، چین سے، اور افریقہ سے سوداگر آتے تھے، عرب کی چیزین اور دریا کی چیزین یہان بکتی تھین، یہان سے اٹھکر تمام سوداگر شحر مین جمع ہوتے تھے جو بحر عرب کے ساحل پر حضرموت اور عمان کے بیچ مین واقع ہے، نصف شعبان سے یہان میلہ شروع ہوتا تھا، چمڑا، کپڑا، اور دیگر عام ضرورت کی چیزین یہان بکتی تھین، اور کچھ نباتاتی دوائین لوگ یہان سے خرید کرلے جاتے تھے،

شحر سے چلکر عدن مین ان کے ڈیرے لگتے تھے، یہان دریائی سوداگر زیادہ تر جمع ہوتے تھے، یکم سے ۲۰ رمضان تک میلہ رہتا تھا، جو کچھ بچا کھچا مال رہتا تھا وہ یہان فروخت ہوتا تھا، سلاطین یمن نہایت خوش اسلوبی سے یہان کا انتظام کرتے تھے، یہان قسم قسم کے عطر اور خوشبو کی چیزین فروخت ہوتی تھین، عربون کا دعوی تھا کہ ان کے سوا دنیا مین خوشبو بنانا کوئی نہین جانتا، ہندوستان اور سندھ تک، اور براہ خشکی ایران اور روم تک یہین سے یہ چیزین جاتی تھین براہِ دریا

عدن کے بعد صنعا کے میلہ کا زمانہ آتا تھا صنعا یمن کا پایہ تخت ہے، یہان روئی، زعفران اور رنگون کی تجارت ہوتی تھی، کپڑا، اور لوہا خرید کر یہان سے لوگ لیجاتے تھے، ۱۵ سے ۳۰ رمضان تک یہان چہل پہل رہتی تھی، یہان سے کچھ لوگ لوٹ کر حضرموت چلے جاتے تھے، یہان بھی میلہ لگتا تھا، اور زیادہ تر لوگ عکاظ آتے تھے، عکاظ کا میلہ نجد اور وفات کے بیچ مین لگتا تھا، دونون مقامات مین ایک ہی وقت میلہ شروع ہوتا تھا، یعنی ۱۵ ذیقعدہ سے،

عکاظ ایام جاہلیت کا سب سے بڑا بازار تھا، یہان قریش، ہوازن، غطفان، تزاعہ

Marfat.com

ابن عبد مناۃ، عقل مصطلق وغیرہ جمع ہوتے تھے، شعراء یہاں اپنے قصائد سناتے تھے خطباء تقریریں کرتے تھے، حکام اپنے فیصلے سناتے تھے، شیوخ معاہدے کے دفعات طے کرتے تھے ذوالحجہ کا چاند دیکھکر یہ میلہ چھٹ جاتا تھا اور سب لوگ ذوالمجاز کے بازار مین اٹھ آتے تھے، اور ۹ تاریخ تک جمتے تھے، بعد ازین حج کرکے لوگ اپنے گھروں کو روانہ ہوجاتے تھے، پھر نئے سال سے نیا پھیرا شروع ہوتا تھا۔[1]

قریش کی تجارت

قدیم عرب کی تجارت کی تاریخ لکھنے کے بعد اب مخصوص قریش کی تجارت پر ہم کو روشنی ڈالنا ہے، یہ مسلم امر ہے کہ قریش ایک تاجر قبیلہ تھا، نہ صرف اسی قدر بلکہ زراعت اور کاشتکاری ان کے نزدیک ذلیل ترین پیشہ تھا، چنانچہ اہل مدینہ جو کاشتکار تھے، قریش ان کو اسی لیے آنکھ نہین لگاتے تھے۔[2]

یہ معلوم ہوچکا ہے کہ تجارت اور سوداگری عرب کا قدیم پیشہ ہے، لیکن چونکہ اسلام سے ستر سو اسو برس پہلے سے یمن اور شام کے ملک مین سیاسی انقلابات پے درپے ہو رہے تھے، اس لئے قریش کے خاندان مین جب قصی اور ہاشم پیدا ہوئے تو انھون نے قریش کے کاروان تجارت کو منظم کیا، اہل حبش یمن پر قابض ہوگئے تھے، شام بہت پہلے سے رومیون کے ہاتھ مین تھا، ہاشم نے نجاشی اور قیصر سے فرمان حاصل کئے کہ قریش کو ان ملکون مین بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت رہے، سال کی دو فصلین مقرر کین، جاڑا، اور گرمی، جاڑون مین یمن اور گرمیون مین شام، بلکہ ایشیائے کوچک تک قریشی سوداگر جاتے تھے،

یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ملک عرب مین جو عام بدامنی اور لوٹ مار جاری تھی اس کے باوجود قریش کا کاروان تجارت بے خطر آیا جایا کرتا تھا، حالانکہ اوپر گذر چکا ہے کہ بادشاہون کا تجارتی مال بھی

[1] کتاب الامکنہ والازمنہ جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۱، حیدرآباد مطبوعہ صحیح بخاری جلد ۲ ذکر قتل ابوجہل۔

Marfat.com

عام خطرہ سے خالی نہین رہتا تھا، اصل یہ ہے کہ چونکہ قریش کا وطن مکہ تھا، جہان کعبہ تھا، کعبہ کی جو عام عظمت اہل عرب کے دل مین تھی، اس کی بنا پر وہ "جیران اللہ" خدا کے پڑوسی سمجھے جاتے تھے اور لوگ ان کو نہین ستاتے تھے، انکا خیال اور لحاظ کرتے تھے، اس لئے قریش کے تجارتی قافلے بے دھڑک ادھر ادھر پھرا کرتے تھے، اسی لئے خدائے پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے دوبار فرمایا

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ (عمران) — ان کافرون کا ملک ملک پھرنا تم کو دھوکا نہ دے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ (مؤمن) — ان کا ملک ملک پھرنا تم کو دھوکا نہ دے

اس تفصیل کے بعد سورۂ قریش کی آیتون پر نظر ڈالیئے،

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ اِيْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ،

قریش کو جاڑے اور گرمی کے سفر مین اپنے تجارتی عہد و پیمان کیلئے چاہیئے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کے پوجین جس نے انکو بھوک سے بچا کر کھانا دیا، اور خوف سے بچا کر امن و امان بخشا،

قریش کو چونکہ کی خشک اور بنجر زمین مین کھانیکی چیز اور نعمت ملتی ہے اور اس عام بے امنی کے زمانہ مین بھی ان کو امن حاصل ہے، شہر کے اندر بھی کہ حرم مین کوئی قتل اور خونریزی جائز نہ تھی اور حرم کے باہر وہ خدا کے پڑوسی تھے، لیکن یہ تمام نعمتین صرف اس انتساب کی بنا پر ان کو حاصل تھین جو ان کو خانۂ کعبہ سے تھا، اس لئے ربّ کعبہ یعنی خداوند تعالیٰ کا شکریہ انپر واجب ہی،

یہ قافلے ذیقعدہ مین لوٹ آتے تھے، شاید اسی لئے اس مہینہ کا نام "ذیقعدہ" رکھا تھا یعنی بیٹھنے کا مہینہ، اس کے بعد ذیحجہ آتا تھا جس مین ان کا موجود رہنا ضروری تھا،

اس امن و امان کے معاوضہ مین قریش ان قبائل کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے کہ ان کی ضرورت

سلہ اسباب النزول سیوطی صفحہ ۶۴، مصر،

Marfat.com

کی چیزین لے کر وہ خود ان کے پاس جاتے تھے، اور خرید و فروخت کرتے تھے، درحقیقت یہ بھی قریش کی تجارت کے فروغ کا ایک سبب تھا، قریش کی تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی کہ بیوہ اور چار عورتین تک اپنا سرمایہ اس مین لگاتی تھین، اور دوسروں کو اپنا روپیہ دیتی تھین کہ وہ اس سے تجارت کرین اور نفع مین شریک ہوں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو قریش کی ایک بیوہ خاتون تھین اسی طریقہ سے تجارت کرتی تھین، ان کا سامان تجارت ہر سال شام کو جایا کرتا تھا،

ابوطالب، حضرت علیؓ کے والد بھی تاجر تھے، اور بڑے بڑے امرائے قریش، مثلاً ابوجہل و ابوسفیان وغیرہ بھی تجارت پیشہ تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے تھے، اور حضرت خدیجہؓ کا مال لیکر کئی دفعہ بصریٰ تشریف لیگئے جو شام کی سرحد پر واقع ہے، محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ یمن کے بازار حبش مین بھی دو بار تشریف لے گئے، بحرین بھی آپ کا جانا ثابت ہے، جب اسلام کا ظہور ہوا اور ناچار مسلمانون کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، تو مسلمانون نے قریش کو عاجز کرنے کے لئے اس سے بہتر صورت نہ دیکھی کہ ان کے شامی قافلہ کے راستون کو پر خطر کر دیا جائے، چنانچہ غزوۂ بدر اسی چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ ہے، قرآن مجید مین ہے:-

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ، (انفال)	خدا وعدہ کرتا ہے کہ دو جماعتون یعنی فوج اور کاروانِ تجارت مین سے ایک تم کو ملے گا،

اسی کاروان کے متعلق ہے:-

وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ (انفال)	کاروان تم سے ادھر تھا،

اس غزوۂ بدر کے قافلہ مین قریش کی ایک ایک بڑھیا تک کا سرمایہ تھا، قریش نے جو مسلمانون کو حج کرنے سے روک دیا تھا تو انھون نے سب سے مؤثر دھمکی انکو یہ دی کہ ہم تمھ

سلہ ابن سعد غزوۂ بدر

شام کی تجارت کا قافلہ روک دینگے، آخر اسی سے دب کر ۶ سنہ ہجری مین انھون نے مقام حدیبیہ مین صلح کرلی، اس صلح کے زمانہ مین قریش کا قافلہ بدستور شام اور ایشیائے کوچک تک پہنچنے لگا، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے شاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے ہین ان مین ایک خط قیصر روم کے نام بھی تھا، جب مسلمان قاصد خط لیکر ایلیا (بیت المقدس) پہنچا ہے، تو وہان قریش کے سوداگر موجود تھے،

اہل عرب کے سامانِ تجارت کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، قریش بھی غالبًا ان ہی چیزون کی تجارت کرتے ہون گے، مگر بعض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ چمڑا اور چاندی کی تجارت زیادہ کرتے تھے، چنانچہ اوپر گذر چکا ہے کہ قریش نے حبش کے نومسلمون کو پکڑنے کے لئے تحفہ تحائف دیکر نجاشی کے پاس جو وفد بھیجا تھا، اس کا سرمایہ یہی چمڑا تھا، طبری مین ہے کہ وکان اعظم تجارتھم الفضۃ، قریش کی تجارت کا بڑا حصہ چاندی کا سامان تھا،

اسلام کے بعد بھی قریش کی تجارتی سرگرمی افسردہ نہ ہوئی، بلکہ اور زیادہ تیز ہوگئی اور وابتغوا من فضل اللہ (جمعۃ) کے حکم نے تو اس کو واجب کا درجہ دیدیا، حضرت ابوبکرؓ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، مدینہ مین بھی مقام سنح مین اُن کے کپڑے کا کارخانہ تھا، کبھی خود بہ نفس نفیس اسلام کے بعد بصریٰ سوداگری کا مال لیکر جاتے تھے، حضرت عمرؓ بھی تاجر تھے، اور شاید انکی تجارت کا سلسلہ ایران تک پھیلا ہوا تھا، حضرت عثمانؓ بنو قینقاع کے بازار مین کھجورون کی خرید و فروخت کرتے تھے، عبدالرحمان بن عوفؓ پنیر بیچتے تھے، حضرت زبیرؓ بھی کپڑے

سنہ صحیح بخاری جلد ۲-اول مغازی سنہ صحیح بخاری کتاب الایمان سنہ طبری واقعۂ بدر،
سنہ ابن سعد جلد ۳-صفحہ ۱۳۰ سنہ ابن ماجہ باب المزاح سنہ مسند احمد جلد ۱-صفحہ ۶۲ سنہ مسند ابن حنبل جلد ۳ ص ۳۴۷ سنہ مسند احمد، ج ۴، ص ۴۰۰ سنہ صحیح بخاری باب الانصار ثم المہاجرین الی الامصار

کے تاجر تھے، اور شام سے اُن کا بیوپار تھا، دیگر عام مہاجرین بھی مدینہ مین تجارتی زندگی بسر کرتے تھے انصار زراعت پیشہ تھے، اس لیے یہاں تجارتی کاروبار تمامتر یہودیوں کے ہاتھ مین تھا، مدینہ سے شام تک انکی بہت سی گڑھیان تھین جن کو گودام سمجھنا چاہیے، ابن ابی الحقیق ایک یہودی تھا، جس کو لوگ "تاجر الحجاز" کہا کرتے تھے، لیکن آخر کار مسلمانون نے ان کی جگہ لینی شروع کر دی اور آخر ۷ھ مین ملک کو ان کے پنجہ سے آزاد کیا،

عرب مین، جو بڑے بڑے تجارتی میلے لگتے تھے، قریش ان سے زیادہ عکاظ اور ذوالمجاز مین شریک ہوتے تھے، عکاظ کے بعد ذوالمجاز کے میلے کے دن آتے تھے یہ میلہ عین مکہ مین آکر لگتا تھا اور حج تک قائم رہتا تھا،

اسلام آیا تو لوگون نے ان میلوں مین شرکت اور ایام حج مین خرید و فروخت کو برا جانا اسپر یہ آیت اتری:-

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا	تمھارے لئے کوئی حرج نہین اگر (حج کے دنون
مِّنْ رَّبِّكُمْ (فی مواسم الحج)	مین) اپنے پروردگار کی مہربانی تلاش کرو،

اس کے بعد ان میلون مین پھر وہی رونق اور تجارتی دھوم دھام شروع ہو گئی، اور تقریباً سو برس تک یہ زمانۂ اسلام مین قائم رہے، سب سے پہلے عکاظ کا بازار سرد ہوا ۱۲۹ھ مین خارجیون کی لوٹ مار کے خوف سے بند ہو گیا، اس کے بعد اور بازار بھی کچھ دنون تک چلتے رہے، بصریٰ اور اذرعات مین بنو غسان کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا،

---

۱ کتب سیرۃ ذکر ہجرت، ۲ صحیح بخاری ماجاء فی الغرس ۳ بخاری باب ماجاء فی الغرس و ابواب الزراعۃ،
۴ صحیح بخاری واقعۂ قتل ابن ابی الحقیق ۵ یعقوبی ج ۱ ص ۱۴۳ ۶ صحیح بخاری کتاب الحج۔ التجارۃ فی ایام المواسم ۷ فتح الباری ج ۳۔ ص ۴۷۳ ۸ حوالہ سابق،

Marfat.com

السنۃ العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کی زبانیں

لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ

ہمارے ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ کتاب نسلِ آدم کے جس خانوادہ کی تاریخ ہے، اس کا نام بنوسام یا امم سامیہ ہے، اس لئے ملک عرب کی زبان بھی شجرہ السنہ سامیہ کی ایک شاخ ہے، وہ تمام قطعۂ زمین جو بنوسام کی آبادی کہلاتی ہے، اور حبش سے لے کر یمن نجد، اور حجاز کو طے کرتی ہوئی، بابل اور شام کے کنارون پر جا کر ختم ہو جاتی ہے. عرب اس کے بیچ مین ہے. یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حبش کوئی مستقل آبادی نہین بلکہ وہ یمن کا ایک ٹکڑا ہے، اس بنا پر جغرافی حیثیت سے سامی زبانین تین مرکزون پر منقسم ہوتی ہین عربی، بابلی اور شامی، ان مین ہر ایک کی متعدد شاخین ہین:-

۱- عربی

آرامی[۱]، ثمودی[۲]، مدیانی[۳]، نبطی[۴]، عدیانی[۵]، سبائی[۶]، حمیری[۷]، حبشی[۸] وغیرہ،

۲- بابلی

آرامی[۱]، کلدانی[۲]، سریانی[۳]،

Marfat.com

۳۔ شامی

آرامی[1]، فنیقی، عبرانی[2]، ثمودی[3]،

جس زمانہ مین یہ تمام قومین صرف ایک خاندان یا قبیلہ تھا، ظاہر ہے کہ انکی کوئی مشترک زبان ہوگی، جس کا نام ہم سامی رکھتے ہین، سیکڑون ہزارون برس کے بعد جب ایک خاندان سیکڑون قبائل اور یقبائل مختلف قومون مین منقسم ہوگئے تو آب وہوا، خصائص وعادات، رسوم وعوایدہ، مذاہب اخلاق اور دیگر ضروریات کے اختلاف سے بنوسام کی مادری زبان، چند بچون کی ماں بنگئی، لغوبین کا اختلاف ہی کہ ان بچون مین پہلوٹا کون ہے،

ہم نے امم سامیہ کی حقیقت اور ان کے اصل مسکن کی نسبت پہلی جلد مین جو بحثین کی ہین ان سے یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ بنوسام کا اصل مسکن عرب تھا، اس لیے اصل زبان سامی کا جو کچھ نام بھی ہو، لیکن جغرافی اور ملکی حیثیت سے اس کا نام عربی ہی ہوگا، اس کے بعد یہ بحث بھی فیصل ہوچکی ہے کہ سامی قبائل سب سے پہلا نامور اور ممتاز قبیلہ بنوارم پیدا ہوا، جس کا سر، غ عرب، عراق (بابل) اور شام مین ہر جگہ ملتا ہے، اس بنا پر عربی زبان کی پہلی شاخ آرامی ہوگی، آرامی قبائل جس جس ملک مین جاجاکر رہ گئے اس کے انتساب سے بعد کو ان کا الگ الگ نام پڑگیا،

اس بیان کے مطابق آلِ سام کی قدیم ترین زبان کو ملکی حیثیت سے عربی اور قومی حیثیت سے آرامی کہنا چاہیئے، اکثر لوگ یہ سمجھتے ہین کہ عبرانی زبان سب سے قدیم زبان ہے، اور یہی حضرت ابراہیم

---

[1] یہان ایک شبہ واقع ہوتا ہے، اس کو دور کرلینا چاہیئے، عربی زبان سے وہ بعینہٖ زبان مراد نہین ہے، جو ظہورِ اسلام کے وقت بولی جاتی تھی اور جو اب تک محفوظ ہے [2] دیکھو ارض القرآن ج اول ص ۱۲۶، ۱۲۷،

[3] اس سے مراد وہ آرامی زبان نہین ہے جس مین یہودیون کی تالمود لکھی گئی، وہ تو بعد کی زبان ہے،

Marfat.com

کی زبان تھی، لیکن یہ بالکل غلط ہے، حضرت ابراہیمؑ کی زبان آرامی عربی تھی، چنانچہ ایک عیسائی فاضل قس جبرائیل قرداحی نائب پٹریارک و پروفیسر عربی و سریانی مدرسۂ مارونیہ، واقع رومیہ اپنی کتاب متعلقہ سریانی مین لکھا ہے[1]،

علماے سریانی نے آرامی زبان کی قدامت مین بہت مبالغہ کیا ہے، یہانتک کہ انکا بیان ہے کہ حضرت آدمؑ کی زبان یہی تھی، لیکن اہل تحقیق اس سے زیادہ تسلیم نہین کرتے کہ یہ عبرانیون کے پدر اعلیٰ ابراہیم کی زبان ہے،

اس بناپر حضرت اسماعیلؑ کی اصلی زبان عبرانی نہین، بلکہ آرامی عربی تھی، جرہم جنہین اکر وہ عرب مین بسے انکی زبان بھی وہ عربی نہ تھی جو ظہور اسلام کے وقت قریش بولتے تھے، اس لئے نسل اسماعیل کو "مستعربہ" کہنے کی یہ وجہ کہ عربی انکی اصلی زبان نہ تھی، بلکہ جرہم کے ساتھ رہکر انھون نے سیکھی تھی صحیح نہین ہے، مورخین نے عرب کی تمام قومون کو تین طبقون پر منقسم کیا ہے، بائدہ جن کو ہم نے امم سامیہ اولیٰ کا لقب دیا ہے، عرب عاربہ یعنی بنو قحطان، اور عرب مستعربہ یعنی بنو اسماعیل، عرب کے یہ تینون طبقے جو تین مستقل خاندانون سے تعلق رکھتے ہین الگ الگ تین زبانین بولتے تھے، یہ تینون زبانین گویا اپنی اصلیت کے رو سے ایک ہی ماں سے پیدا ہوئی تھین لیکن چونکہ مختلف خاندانون مین انکی پرورش اور نشو و نما ہوئی تھی اس لئے ان مین باہم خاص امتیازات پیدا ہو گئے تھے،

امم بائدہ کی زبان: آرامی

جلد اوّل مین امم بائدہ کے حالات تفصیل گذر چکے ہین، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کے لئے امم سامیہ اولیٰ کی اصطلاح مناسب تر ہے، یہ بھی اسی مقام مین طے ہو چکا ہے کہ امم سامیہ اولیٰ کی سب سے طاقتور اور نامور قومیت بنو ارم کی تھی، تورات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ بابل (عراق) اور شام یہ دونون ملک قدیم زمانے مین آرامی تھے، قرآن مجید اور عرب کے بیانات اور اشعار

[1] الہلال مصر ۲۴ - صفر ۱۳۲۲ھ

سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عربون کی پہلی آبادی نبوارم کی تھی، اس لئے عادارم کو عاد اور ثمودارم کو ثمود کہتے تھے، یہ بھی دہین گذر چکا ہے کہ نبوارم کی حکومت ابتدائی زمانہ مین، تمام عرب، عراق، شام اور مصر مین پھیلی تھی، اس بنا پر یہ نتیجہ لازمی ہے کہ ان ممالک کی زبانِ قدیم آرامی ہو. جس کو اس بنا پر کہ ان کا اصلی وطن عرب تھا عربی بھی کہنا چاہیئے،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع ۱۱) نے آرامی زبان کی حسب زبان تفصیل کی ہے:-

آرامی زبانین زبانون کی ایک صنف کا نام ہے جس کو آرامی اس لئے کہتے ہین کہ وہ آرام کیطرف منسوب ہی، آرام ایک جغرافی اصطلاح ہے جو توراۃ کے محاورہ مین تقریباً اسی مقام پر اطلاق پایا ہے جسپر یونانی لفظ سیریا (شام) اطلاق پاتا ہے، اس مین فلسطین شامل نہین ہے، بجا لیکہ میسوپٹیمیا (عبرانی:- دو دریاؤن کا ارم) یعنی وہ مقام جس کو یونانی اکثر سیریا خاص سے الگ کرتے ہین، اس بنا پر آرامی زبانون کی جغرافی حیثیت سے اسی طرح تحدید کی جا سکتی ہے کہ وہ سامی بولیان ہین جو اصلاً میسوپٹیمیا اور فرات کے جنوبی و مغربی مقامات سے فلسطین تک جاری ہوئی،

غلطی سے اس جغرافی تحدید مین مضمون نگار نے ان مقامات کو نہین لیا ہے جو عرب مین واقع تھے اور جو نبوارم کا خاص مولد و منشا تھا، اسی بنا پر "السنہ سامیہ" کے مضمون مین یورپ کے بیرآ نامحقق تھیوڈور نولڈکی، کو حیرت سے کہنا پڑا:-

آرامی زبان کے اصلی وطن کے متعلق، یقینی طور سے کوئی بات نہین معلوم ہے توراۃ مین "ارم" قدیم زمانے مین، ارم دمشق وغیرہ شام کے کئی مقامات کو کہا گیا ہے - نیز عراق کو ارم مابین النہرین کہا ہے،

---

۵۱ ارض القرآن: اسی لئے عرب اس کو مابین النہرین کہتے ہین ۵۲ جلد ۲ ص ۳۱۷ ۵۳ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲۴ ص ۶۲۳.

Marfat.com

اس کے بعد پورے مضمون مین نولڈیکی نے تفصیل کی ہے کہ "یہ زبان عراق، شام، اور عراق عرب مین بولی جاتی تھی بلکہ مصر اور ایران کی، مانون مین بھی اس کے آثار ملتے ہین" ہم اس بیان کی تشریح، اپنے نظریۂ امم سامیۂ اولیٰ کی بناپر، جن کی عراق، شام، مصر اور ایران وغیرہ مین حکومتین ثابت کی جاچکی ہین یہ کرتے ہین کہ حکومت کے سایہ مین یہ زبان بھی ان ممالک مین پھیلتی چلی گئی،

ثمود کی زبان | اس تشریح کے بعد یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہیئے کہ عاد و ثمود وغیرہ امم بائدہ کی زبان عربی آرامی تھی، ثمود کے متعلق ایک اور بات بھی غور کے لائق ہے، شمالی عرب کے جن مقامات مین ثمود کی سکونت ثابت ہوتی ہے، وہان ایک خاص خط کے بہت سے کتبات پائے گئے ہین جنکی زبان آرامی عربی ہے، العلماء کے کتبات اسی قسم کے ہین، اس خط کا نام پہلے "پروتو عربک" (ابتدائی عربی) تھا، بعض لوگ اس کو لحیانی کہتے ہین کہ یہان کے چند کتبات مین لحیان نامی ایک قبیلہ کا ذکر ہے، لیکن زیادہ تر لوگ اس کو ثمودی کہتے ہین، تھیوڈر نولڈیکی ان کتبات کو ثمودی کہنا پسند نہین کرتا، کہتا ہے :-

> بہت قدیم زمانہ مین ..... شمالی عرب اپنی زبان کو قید تحریر مین لائے، کیونکہ سیاحون نے ابھی کچھ دن ہوئے شمالی حجاز علاقہ مین ایسے کتبات پائے جو ایک مجہول خط مین جو سبائی سے ماخوذ معلوم ہوتا تھا پائے، جس کا زمانہ بظاہر سنہ عیسوی سے پیشتر معلوم ہوتا ہے ..... ان کتبات کا نام ثمودی ہے، کیونکہ وہ ثمود کے مقامات مین پائے گئے ہین لیکن یہ وصف نسبتاً کم مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جس زمانہ مین ثمود پوری ترقی پر تھے، اور وہ مکانات بنگلو قرآن نے بیان کیا ہے کہ پہاڑون کو کاٹ کر بناتے تھے، اس ملک کی زبان عبرانی تھی،

اسکی دلیل نولڈیکی کے پاس یہ ہوگی کہ بحر جو عام طور پر ثمود کا دار الحکومت سمجھا جاتا ہے

سلہ ارض القرآن جلد اول سلہ بڑانیکا جلد ۲۴، ص ۶۲۷،

Marfat.com

وہان کے عمارات کے کتبات کی زبان نبطی ہے، اس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ علار کے کتبات اگر ثمودی ہوتے تو حجر کی طرح نبطی ہوتے کیونکہ حجر ہی کی زبان ثمود کی زبان ہوتی، لیکن اس خیال کی غلطی ہم انباط کے ذکر مین بہ تفصیل بیان کر چکے ہین، ہم نے اسکو نہین تسلیم کیا ہے کہ حجر کے کتبات جو نبطی مین ہین وہ ثمود کے ہو سکتے ہین، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور نولڈیکی نے سمجھنا چاہا ہے بلکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ انباط کی یادگار ہین، اسکو کون صاحبِ عقل تسلیم کر سکتا ہے کہ ایک طاقتور قوم اپنے شباب اور ترقی کے عہد مین اپنی یادگارون کے لئے غیر قوم کی زبان اختیار کرے گی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ثمود جب اپنی پوری ترقی پر تھے، تو ملک کی زبان نبطی نہ تھی"

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مین Achoade نے "عربی زبان" پر جو مضمون لکھا اسمین وہ ان کتبات کے متعلق لکھتا ہے:-

"ایک بظاہر بعد کے نمونہ کا خط ان کتبات مین پایا گیا ہے، جنکا نام پہلے "پروٹو عربک" تھا، اور اب ثمودی کہلاتا ہے، یہ کتبات اوّل یوٹنگ نے اسی مقام پر پائے، جہان لحیانی کتبات ملے ہین؛ یہ کتبات ایک حد تک اور شمال کی جانب مین ہین برٹن (ارض مدین ج ۲ ص ۱۵۸) نے اسی خط کے چند کتبات مدین مین پائے ہین، اور راقم ہذا نے اس کی کچھ تعداد تبوک کے شمال مغرب مین قریہ کے معدنی مقام مین دریافت کئے، کتبات کی کثیر تعداد (تنہا یوٹنگ نے ۹۲ کتبات جمع کئے ہین) کے مقابلہ مین واقعات کا بہت کم پتہ لگتا ہے، اور ان کے زمانہ کی تعیین تیقن کے ساتھ نہین کی جا سکتی"

اس محقق کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس خط کو لحیانی کہا جا سکتا ہے، اور نہ اس خط کو ثمودی سمجھنا خلاف قیاس ہے،

اہلِ عرب نے اِن قومون کی زبان کا نام مُسْنَد رکھا ہے، معجم یاقوت مین ہے:-

Marfat.com

فاهل المسند عاد وثمود والعمالیق
وجرهم وعبد بن الضخم وطسم وجدیس
وامیم فهم اول من تکلم بالعربیة بعد
البلبلة ولسانهم المسند وکتابهم المسند

مسند زبان والے عاد، ثمود، عمالیق، جرہم، عبد بن
ضخم، طسم، جدیس، امیم ہین، یہ لوگ وہ ہین
جو سب سے پہلے عربی بولے، ان کی زبان مسند
اور ان کا خط مسند ہے،

(لفظ عرب)

اس بیان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ان قومون کی زبان خاص قسم کی عربی تھی، لیکن اسکو مسند کہنا خلافِ تحقیق ہے، محققینِ عرب کے نزدیک مسند زبان کا نہین، خط کا نام ہے جو اہلِ یمن کے استعمال مین تھا، اس خط کے ہزارون کتبے یمن مین موجود ہین،

شمالی اور جنوبی زبانین: نبوقحطان اور اسماعیل

طبقۂ اول یعنی امم سامیۂ اولیٰ کے بعد طبقۂ دوم (بنو قحطان) اور طبقۂ سوم (بنو اسماعیل) کی زبانون پر ایک نظر ڈالنا ہی، اتنا محقق طور سے ثابت ہو اور کئی بار اس کا اعادہ بھی ہو چکا ہے کہ عرب کی دو بڑی تقسیمیں ہین، ان مین باہم متعدد امور مین باہم امتیاز اور تفریق ہے، اہل عرب اسکی قومی تقسیم کرتے ہین یعنی بنو قحطان اور بنو اسماعیل اور علمائے یورپ نے اسکی جغرافی حد بندی کی ہے، یعنی جنوبی اور شمالی، بنو قحطان جنوبی عرب کے باشندے ہین، اور بنو اسماعیل کا مسکن شمالی عرب ہے، عربی زبان بھی ان دو شاخون مین منقسم نظر آتی ہے، شمالی (اسماعیلی) اور جنوبی (قحطانی) عربی زبانون مین متعدد حیثیتون سے اختلاف ہے، پھر یہ دو شاخین بھی چند اور چھوٹے چھوٹے شعبون مین منقسم ہین،

اہل عرب کا بیان ہے کہ عربی زبان عرب کی مختلف قومون مین اس طرح منقسم تھی

لہ شمس العلوم ابن سعید حمیری، لفظ مسند موجودہ کتبخانہ بانکی پور و صفۃ جزیرۃ العرب، ہمدانی

قوم	زبان	قوم	زبان
قحطان	ع.بی	جرہم	زبور
یقطن بن عامر	زقرقہ	مدین بن ابراہیم	حویل
یافث بن ابراہیم	رشق	اسماعیل بن ابراہیم	مُبین

لیکن خود صاحبِ کتاب نے ان زبانوں کی نسبت درست کی ہے، اور وہ ایک حد تک صحیح ہے،

قوم	زبان	قوم	زبان
حمیر	مُسند	اہل جند	رشق
حضرموت	زبور	اہل عدن	رشق
اہل فترۃ	حویل	اشعر	زقرقہ
معدّ	مُبین		

آجکل کتبات کی مدد سے ان زبانوں کے متعلق کسی قدر مزید تحقیق ہوئی ہے، اس کے بیان کے لیے سب سے پہلے عربی زبانوں کی دونوں جلی تقسیموں کو الگ الگ کر دینا چاہیئے،

جنوبی یا قحطانی زبانیں | جنوبی عربی کی حسب ذیل قسمیں ہیں، سبائی، حمیری، حضرموتی، فتری حبشی، سبائی، قوم سبا کی حمیری، اصحاب الاخدود کی، حبشی اصحاب الفیل کی زبان تھی، سبائی زبان تو بہت پہلے مردہ ہو چکی تھی، بقیہ زبانیں ظہور اسلام تک بولی جاتی تھیں، قرآن مجید کے آنے کے بعد کو تمام عرب میں صرف اپنی زبان رائج کر دی تاہم ان صوبوں میں اپنی اصلی زبانوں کا اثر ہمدانی کے زمانہ تک موجود تھا، اور موجودہ سیاح بیان کرتے ہیں کہ اب بھی ہے، حبشی تجھ زمانہ کے بعد ایک مستقل زبان بنگئی۔ سبائی اور حمیری میں بہت کم فرق ہے، جنوبی اور شمالی

لہ معجم یاقوت لفظ عرب

زبانون مین موٹے موٹے فرق حسب ذیل ہین :۔

۱۔ الفاظ کا فرق، بہت سے ایسے الفاظ ہین جو جنوبی زبانون مین مستعمل ہین وہ شمالی مین نہین، مثلاً المقہ، چاندعرمہ، بند، منزندن، لوح،

۲ معانی کا فرق، لفظ ایک ہی لیکن معنی مین تخصیص، تعمیم یا کسی اور قسم کا فرق ہو، مثلاً

لفظ	جنوبی	شمالی
ذو	بادشاہ	والا (جیسے روپے والا)
بیت	قلعہ	گھر
حَضَر	شہر	مستقل آبادی

۳ قواعد کا فرق، مثلاً شمالی عربی مین علامت جمع "ن" ہے، جنوبی مین "م"، شمالی عربی مین حرف تعریف الف ہو، جنوبی مین "میم" فرق کے زیادہ واضح کرنے کے لیے جنوبی عربی کا ایک کتبہ ہم اصل زبان مین نقل کرتے ہین :۔

وهبم واخهو بنو كلبت هقبنو المقه ذمرن ذن مزندن
١٠ ٩ ٨ ٧ ٦ ٥ ٤ ٣ ٢ ١
١٥ ١٤ ١٣ ١٢ ١١ ١٠
حجن وقههمو بمسالهو لوفهو وسعدهمو نعمتم

شمالی عربی

وهب واخوه بنو كلبة اقنو المقه ذامران ذا اللوح
١٠ ٩ ٨ ٧ ٦ ٥ ٤ ٣ ٢ ١
١٥ ١٤ ١٣ ١٢ ١١ ١٠
لانر وقاهم بمسالوه ووفاهم واسعدهم نعمتم

ان زبانون مین سے ہر ایک کے قواعد صرف و نحو و لغت پر جرمن اور فرنچ مین متعدد کتابین لکھی گئی ہین، لیکن افسوس کہ ہماری وہان تک رسائی نہین، اہل عرب نے دو تین باتین یاد رکھی ہین مثلاً یہ کہ شمالی عربی کے س کو جنوبی عربی مین ت، اور کاف کو ش کر دیتے تھے،

Marfat.com

جیسے "ناس" کو "نات" اور "علیک" کو "علیش"[1]، الف لام تعریف کی جگہ الف میم، طاب الھوا کے موقع پر طاب امھوا، حرف کو گم کر دینا مثلاً ماشاء اللہ کو مشاء اللہ[2] چنانچہ کتبہ بالامین بماسالوہ کی جگہ بمسالھوہے،

قرآن مجید مین سبائی حمیری زبان کا ایک لفظ "عرم" سبا کے قصہ مین آیا ہے، حبشی کے کئی لفظ جو وہ کے عیسائیوں مین اس سبب سے مستعمل تھے کہ جنوب عرب مین عیسائیت دیر سے آئی تھی اس لئے قرآن کی مذہبی زبان مین بھی وہی الفاظ چلے آئے، مثلاً:-

نفاق صحف، برھان، جیت، مرج، مائدہ، مشکوۃ، سورۃ، حواری، تبع، استبرق، ورق،

ابن الحائک الھمدانی جو چوتھی صدی کے اوائل مین یمن مین موجود تھا، اور حمیری زبان کا عالم تھا وہ اپنے زمانہ کے قبائل کی زبان کی حالت حسب ذیل لکھتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو جنوب عرب مین قرآن مجید کی اشاعت کو ساڑھے تین سو برس گذر چکے تھے تاہم جنوبی عربی زبان بے نشان نہین ہو گئی تھی، کہتا ہے:-

شجر اور اسعار کے باشندے فصیح اللسان نہین ہین، مہرہ کے باشندون مین عجمیت ہے، اہل حضرموت بھی اچھی زبان نہین بولتے، کبھی کبھی کوئی زباندان ان مین نکل آتا ہے، ان مین نسبتہً زیادہ زباندان اکندہ، ہمدان اور کسی قدر صرف کے لوگ ہین، مذحج، مارب، بیحان، اور قریب والے فصیح اللسان ہین، غیر فصیح آدمی ان مین کم ہین، حمیر اور جعد زباندان نہین، ان کے کلام مین کسی قدر حمیریت ہے، بعض حرفون کو کھینچتے ہین بعض کو ہضم کرکے بولتے ہین مثلاً یا ابن العم کو یابن ۔۔۔ ع کو ۔۔۔ مذحج،

---

[1] مزہر سیوطی صفحہ ۱۰۹، مصر [2] مزہر سیوطی صفحہ ۱۱۰، مصر،

ابین، اور وثینہ کی زبان اچھی ہے، عدن کی زبان نہایت خراب ہے، مجیدہ، واقدہ، اور اشعر کی زبان قابل اعتراض نہین، معافر کے نشیب کی زبان خراب، اور فراز کی زبان اچھی ہے، کلاع کی زبان خاصی ہے، گو حمیریت کی امیزش ہے، کلان، حبیشان، زاخ، حضر، صہبت اور بدر کی زبان، حمیر کے قریب قریب ہے۔۔۔۔ قتاب سے لیکر ذمار تک خالص غیر مفہوم حمیری بولی جاتی ہے، مدحج کے بلند و پست مقامات کی زبان مثلاً۔۔۔۔۔ نہ بہت اچھی اور نہ بہت خراب ہے، ان مین کہین کہین حمیریت زیادہ ہے، خصوصاً حضر کی قبائل مین اشعرا علیک، اور حکم [illegible] جو تہامہ مین ہین ان کی زبان قابل اعتراض نہین، لیکن ہان جو دیہاتون مین آباد ہین۔ ہمدان کی۔۔۔۔ زبان عربی اور حمیری ملی ہے، خیوان فصیح اللسان ہین لیکن ان مین حمیریت بہت ہے، سفیان بن ارحب فصیح ہین۔ لیکن لام کو میم بولتے ہین مثلاً امرجل کے بجائے امرجل زید کو الف بولتے ہین، مثلاً قید بعیرك کو قید بعیراك اسمائے ستہ کو حالت نصب مین دا د کے ساتھ بولتے ہین مثلاً رأیت اخاك کی بجائے رأیت اخواك، اشعر علیك اہل تہامہ مین حکم، اور عذر مطرة، نہم، مذہبہ، ذبیان، اور بجار جو رجبہ مین رہتے ہین فصیح ہین۔۔۔۔ بنو حرب اماله کرتے ہین، بنو سعد کی زبان نہایت عمدہ اہل صنعا مین خالص عربیت کسی قدر حمیریت کی آمیزش کے ساتھ ہے، اس کے علاوہ یہان ہر قسم کی زبانین اور بولیان ہین، ہر نکڑے مین نئی بولی ہے، شبام، مصانع، اور تخلی مین خالص حمیری زبان ہے،

فصاحت اور زبان کی خوبی، مقامی ترتیب کے ساتھ ان قبائل مین ہے:-

وادعہ جنب، یام، زبید، بنی الحارث، نجران کا وہ حصہ جو بنی حارث کے مسکن سے متصل ہے، یام کی سرزمین تک، پھر سنحان، پھر مذحج، اور بنی اسامہ، پھر عنز، خثعم، ہلال، عامر بن ربیعہ،

Marfat.com

حجر کا نشیبی علاقہ، دوس غامد، بشکر، فہم، ثقیف، بجیلہ، بنو کلب،

عروض کے علاوہ ہمن گانون کے علاوہ اور مقامات مین فصاحت ہے، حجاز اور نجد زیرین سے شام اور دیار مضر دیار ربیعہ (عراق) تک ایک حال ہے[1]،

اس تفصیل سے لغوی شہادت کے ذریعہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے، جس کی ہم نے اس کتاب مین بار بار تکرار کی ہے کہ عرب کا ملک جنوبی اور شمالی دو حصّون مین منقسم ہے، اور یہ نہ صرف جغرافی، بلکہ نسلی اور قومی تقسیم بھی ہے، جو قبائل حقیقت مین قحطانی النسل ہین، یمن چھوڑنے کے بعد بھی ان مین حمیریت کا شائبہ موجود ہے، اس نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ ہمدانی، حمیری، اور عربی کا دو حریف زبانون کی حیثیت سے نام لیتا ہے،

شمالی یا اسماعیلی زبانین شمالی زبانون کے حدود تدمر (شام کے قریب) اور حیرہ (عراق) کے قریب سے شروع ہوتے ہین، ان کی حسب ذیل شاخین ہین، تدمری، نبطی، حجازی، ان مین بھی الفاظ، حروف، معانی اور قواعد کا باہم فرق ہے، دو پہلی زبانون مین آرامی کا اثر زیادہ نمایان ہے، تدمری قرآن کی عربی زبان سے الفاظ مین بہت مغائر ہے، بلکہ عبرانی کے قریب قریب ہے، چنانچہ حسب ذیل تدمری کتبہ سے یہ فرق نمایان ہوگا،

صلمت	صطیما	بت (بنت)	ربای	ذهیرنا	وزدقتا (صدیقہ)
ملکتا (ملکتہ)	سقطیموا	زبدا	رب (ربّا)	حیلہ	ربا
وزبای	رب حیلوی	تدمور	قرططو		اقیم
لدرقون	بمرح	اب	ربی		سنہ ۸۲ (سنۃ)

نبطی جو اصحاب الحجر کی زبان تھی وہ قرآن کی عربی سے بہت قریب ہے، نبطی خط بھی قدیم

[1] صفحہ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶، لیڈن

Marfat.com

عربی خط بلکہ کوفی خط تک سے مشابہ ہے، زبان یہ ہے :-

تی نفس مرء القیس بن عمر وملك العرب مذ جحوذ واسر التاج و
الاسدین ونزار وملوکھم وعرب مذ جحو علدی وجاء یزجو فی
جحجر نجران مدینة ثمر وملك معد ونزل بنیه الشعوب وکلھ
لفرس ولروم فلم یبلغ ملك مبلغه ،عکدی ھلك سنه ۲۲۳
بسلول بسعه ذوولده،

عربی زبان

تی نفس امرء القیس بن عمر وملك العرب مذ جحو الذی
لبس التاج وملك الاسدین ونزار وملوکھم وعرب مذ جحو
حتی الیوم، وجاء یزجو فی سور نجران مدینة ثمر وملك معدًا
ونزل بنیه الشعوب دوکلھم للفرس وللروم فلم یبلغ ملك
مبلغه الیوم ھلك سنه ۲۲۳ سعد الذی ولده،

شمالی عرب کے مختلف قبائل مین لہجہ، تلفظ، اور الفاظ کی حرکات مین اختلاف تھا، چنانچہ اوائل عہد اسلام تک یہ اختلافات موجود تھے، اسوقت بھی شعرائے عرب کے وہ قصائد اور اشعار موجود ہین جو اسلام سے پہلے سو برس کے اندر لکھے گئے، قرآن کی زبان مین جو قرآن مین مستعمل ہوئی ہے نیز اس عہد کے شعرا کے کلام مین مستعمل ہے اور اگلے قدیم شعرائے جاہلیت کی زبان مین زمین آسمان کا فرق ہے، ہم قرآن کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ بلا پس وپیش کر سکتے ہین، شعرائے جاہلیت کے کلام کے حل کرنے کے لیے قدم قدم پر لغت کی ضرورت پیش آتی ہے عربی لغات مین لاکھوں الفاظ ہین ۱۳۰۰ برس سے کبھی استعمال مین نہین آئے اور نہ

قرآن و حدیث مین مستعمل ہوئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف قبائل کی زبانون کے الفاظ کا ایک مخلوط مجموعہ ہے جو قرآن کی عربی کے ماورا ہے،

افسوس ہے کہ اہل لغت اور مصنفین صرف و نحو نے ان اختلافات کو بہت کم محفوظ رکھا، کتاب سیبویہ، خصائص ابن جنی، اوضح المسالک، مزہر سیوطی مین مختلف استثنائی قواعد و شعرا کے اشعار خلاف قواعد مشہورہ لکھے ہین، وہ درحقیقت قرآن کی عربی کے قواعد کے خلاف نہون تو ہون، لیکن اپنی اصل عربی زبان کے وہ خلاف نہونگے، عام نحو کی کتابون مین صرف ذُو کے متعلق یہ بیان باقی رہ گیا ہے کہ وہ لغت طی مین الذی کے معنی مین ہے، چنانچہ ارانی زبان مین "" اسی معنی مین شائع تھا، اس کے علاوہ بعض اور باتین بھی محفوظ رہ گئی ہین، مثلاً یہ کہ

۱۔ بنو تمیم ہمزۂ ابتدا کو عین کر دیتے تھے، جیسے "اسلم" کو "عسلم"

۲۔ بنو ہذیل ح کو عین کر دیتے تھے، جیسے "حرب" کو "عرب"

۳۔ بنو قضاعہ ی کو ج کر دیتے تھے، جیسے "تمیمی" کو "تمیج"

۴۔ بنو سعد ع کو ن کہتے تھے، جیسے "اعطی" کو "انطی"

۵۔ عام عربی مین حرف گ نہین، بنو تمیم گ بولتے تھے،

۶۔ قریش و اسد کی زبان مین بائے مضارع کو فتحہ یا ضمہ ہوتا ہے، اِن کے علاوہ دیگر قبائل کسرہ دیتے تھے، یَفْعَل کو یِفْعِل کہتے تھے،

۷۔ ربیعہ اور مضر مؤنث مین کاف خطاب کے بعد ش بڑھا دیتے تھے، جیسے "علیکِ" کی جگہ "علیکش"

۸۔ ج کو گ بولتے تھے جیسے جبہ کو گبہ،

اِن اختلافات کے علاوہ، شاذ، منکر، منفرد لغات جو عربی اللغہ کی کتابون مین

Marfat.com

ہین وہ بھی ان ہی زبانون کے بقایا ہین، ان ہی وجوہ سے لغو مین عرب کا قول ہے:-

ان لغۃ العرب لم تنتہ الینا بکلیتہا وانما	عربوں کی زبان تمام ہم تک نہین پہنچی، جو عربی الفاظ
الذی جاءنا عن العرب قلیل عن کثیر وانما	ہمارے پاس محفوظ ہین، وہ غیر محفوظ کے مقابلہ مین کم
کثیر من الکلام ذہب بذہاب اہلہ	ہین، بہت سے الفاظ ان کے بولنے والون کے مرجانے
(مزہر سیوطی ص۴۳ ج۱)	سے مرگئے،

یہ زبان، تمام شمالی عرب مین یعنی حدود یمن سے لیکر شام و عراق تک بولی جاتی تھی لیکن حجاز اور نجد کی زبان سب سے بہتر تھی اور ان مین بھی قبیلہ بنی سعد اور قریش کی زبان۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو قبیلون کے انتساب پر فخر کیا ہے۔ آپ قریش مین پیدا ہوئے تھے اور بنو سعد مین پرورش پائی تھی،

قرآن مجید مین

۱- اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (یوسف)	ہم نے اتارا اسکو عربی قرآن
۲- اَنْزَلْنَاہُ حُکْمًا عَرَبِیًّا (رعد)	ہم نے اتارا اس کو عربی حکم
۳- اَنْزَلْنَاہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (طٰہٰ)	ہم نے اتارا اس کو عربی قرآن
۴- قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ (زمر)	عربی قرآن، پڑھا جاتا ہے۔
۵- کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (حم سجدہ)	کتاب جس کی آیتین مفصل ہین عربی قرآن،
۶- اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (شوریٰ)	(یہ) قرآن کو تیری طرف وحی کیا،
۷- اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا (زخرف)	ہم نے اتارا اسکو عربی قرآن،
۸- وَہٰذَا کِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا	یہ کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے عربی زبان مین،

(۹) موقع پر لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّہٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مبین کہا گیا ہے،

۱۔ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ (نحل) یہ عربی مبین زبان ہے،

۲۔ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ (شعراء) یہ عربی مبین زبان مین ہی،

"مُبین" کے لغوی معنی ہین ظاہر کرنے والا، واضح کرنے والا، کھولنے والا، اکثر مفسرین نے ان آیتون مین "مبین" کے یہی لغوی معنی مراد لیے ہین، یعنی قرآن ایسی زبان مین اُتارا گیا جو نہایت فصیح ہے، مطالب کھل جاتے ہین، معانی واضح ہو جاتے ہین سمجھنے مین کوئی دشواری نہین پیش آتی، ارض القرآن جلد اول کے اثنائے تحریر مین خیال آیا کہ مبین سے یہان مراد اس کے لغوی معنی نہین بلکہ یہ لفظ بطور عَلَم کے ہی، اوپر گذر چکا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت بھی عربی زبان مختلف بولیون اور لہجون مین منقسم تھی، ان مین جو فصیح ترین اور شیرین ترین زبان تھی اسکا نام لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ تھا مثلاً اردو زبان کا اطلاق، لاہور، دلی، لکھنؤ، بنارس، پٹنہ، کلکتہ، ڈھاکہ، حیدرآباد، بمبئی، اور مدراس کی تمام اردو زبانون پر ہوتا ہے، حالانکہ مختلف اسباب سے ان زبانون مین ذخیرۂ الفاظ، لب ولہجہ، تذکیر وتانیث اور بسیون قواعد کا اختلاف ہی، تاہم ان سب پر اردو ہی زبان کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ان مین سے بہترین اور فصیح ترین زبان کو ہم "اردوے معلی" کہتے ہین جو قلعۂ دہلی مین بولی جاتی تھی، یا جو آج ہمارے قلم اور شاعری کی زبان ہے، اسی طریقہ سے باوجود اختلافات کے عربی زبان مین ایک خاص مستند اور ٹکسالی زبان تھی جس مین ان مختلف قبائل کے شعراء اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے اور باہم قبائل ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے اور یہی لسان مبین تھی،

یہ خیال ایک نظریہ کے طور پہ میرے ذہن مین آیا تھا، لیکن اثنائے مطالعہ مین ایسے شواہد بہم پہنچے جن سے معلوم ہوا کہ بعض اور علماے کبار بھی یہی سمجھتے تھے،

روی الحاکم فی المستدرک وصححہ والبیہقی محدث حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہے اور اسکو

فی شعب الایمان عن بُریدۃ رضی اللہ صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین بیان کیا

Marfat.com

عنه فی قوله تعالیٰ بلسان عربی مبین — ہے کہ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ لسان عربی مبین

قال بلسان جرهم (مزهر ص ۱۸) — سے مراد لسانِ جرہم ہے،

جرہم، قریش کے ننہالی مورثِ اوّل کا نام ہے، جس کے خاندان میں حضرت اسماعیلؑ نے شادی کی تھی، یہ روایت اگر صحیح نہ بھی ہو تو بھی اپنے زمانہ کے رواۃ کے خیال کی ترجمانی یا قوت معجم میں (تحت لفظ عرب) ہشام کلبی کی روایت سے لکھا ہے،

واللسان السادس ممن انطقه الله فی عربة بلسان لم یکن قبلهم اسمٰعیل بن ابراهیم نطقوا بالمبین وهو السادس ممن تکلم بالعربیة هو وبنوه ولسانهم المبین وکتابهم المبین وهو الغالب علی العرب الیوم

چھٹی زبان جو عرب میں اللہ تعالیٰ نے بولی اور ان سے پہلے نہ تھی وہ حضرت اسماعیلؑ کو بولی، اسماعیلؑ میں زبان ہوئے، اور وہ چھٹے بزرگ ہیں جو (آپ چھٹی) عربی میں بولے اُن کی زبان اور تحریر مبین ہے، اور یہی زبان آج تمام عرب کی زبانوں پر غالب ہے،

پھر کہتا ہے المبین لمعدّ عدنان، "مبین" معدّ بن عدنان کی زبان ہے" احادیث صحیحین ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں جب قرآن کی نقلیں کرائیں تو کاتبوں کو حکم دیا کہ جس لغت کے تلفظ اور قرأت میں تمہارے درمیان اختلاف ہو اُسکو قریش کے لغت میں لکھو کیونکہ قرآن قریش کے قرآن، قریش کی زبان میں اترا ہے،

قریش کی زبان کی خوبی اور فصاحت کے وجہ سبب اگر لغت [illegible]

صحیحین، عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو قوم دوسری قوموں سے الگ تھلگ [illegible]

نہیں اسکی زبان خالص اور بے میل رہتی ہے، یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے لیکن ایک دوسری نظر سے یہ نظریہ بہت کچھ قابلِ ترمیم ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو قومیں دوسروں سے الگ اور محفوظ [illegible]

Marfat.com

انکی زبان محدود اور مفلس ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ وحشی قوموں کی زبانین ہمیشہ عمدہ اور دلپسند خیالوں کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہین، دیہات کی زبان اگر اصول کی بناپر عدم اختلاط کے باعث دوسری زبانون کی اثر پذیری سے گو محفوظ رہتی ہے لیکن اسی کے ساتھ لطیف و نازک جذبات اور اعلیٰ و عالی خیالات کی تعبیر سے قاصر رہتی ہے، اسلام کے سو دو برس پہلے سے تمام قبائل عرب میں صرف قریش کا قبیلہ اس لحاظ سے ممتاز تھا کہ اسکا گذر تجارتی ذرائع سے نہ صرف عرب کے گوشہ گوشہ میں بلکہ آس پاس کے ممالک میں بھی ہوتا تھا، اس بناپر اسکی زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ بہت زیادہ داخل ہو گئے ہونگے، اور زیادہ ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہوگی، مذہبی خیالات کے ادا کرنے کے لئے جس زبان میں اس وقت تک وجود نہ تھا، ایک ایسی ہی زبان کی ضرورت تھی، جو تمام ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے الفاظ بہم دے، اور دیگر قدیم المذاہب زبانوں کی طرح اسکا رابطہ اور تعلق ہو، جسکی بناپر ان سے الفاظ، عاریۃً حاصل کئے جا سکین، تمام عرب میں ایسی زبان صرف قریش کی ہو سکتی تھی،

اور اسی سبب سے ہوگا کہ تمام عرب میں منادی کرانے تھے، جہاں مواسم حج ادا ہوتے تھے، وہاں میلے بھی لگتے تھے، لیکن تمام ملک کا سالانہ مجمع صرف مکہ ہی کی سرزمین میں اکٹھا ہوتا تھا، اسی بناپر ہر گوشہ کے لوگ یہاں جمع ہوتے تھے، عکاظ کا میلہ عرب کی اکیڈمی تھی، اس بناپر شعرا کی زبان یکساں زبان ہوگی جو عرب کی تمام زبانوں کا نچوڑ اور عطر ہوگی، شعرائے عرب جس وقت پر جبکہ عرب کے تمام گوشون سے لوگ سمٹ کر ایک نقطہ پر جمع ہو جاتے تھے، اپنی شاعری کے لئے ایسی زبان اختیار کرتے ہونگے جو عرب کی عام اور مشترک زبان ہوگی اور جسکو عرب کا بچہ بچہ سمجھ سکتا ہوگا اور وہ تقریباً مکہ ہی کی زبان ہو سکتی ہے، یہی سبب ہے شعرائے عرب کے قصائد کی زبانون میں اختلاف کے باوجود ایک قسم کی ہمرنگی اور ہمواری پائی جاتی ہے تمام عرب کے [illegible] ایک قسم کی زبان [illegible]

ادیانُ العَرَبِ قبلَ الاسلام!

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کے مذاہب

معزور انسان کی اندرونی حالت یہ ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے عجز اور بیچارگی کے اعتراف پہ مجبور ہے، اور اس کا یہی اعتراف ایسی طاقتوں کی تلاش پر آمادہ کرتا ہے جو اس کے عجز و بیچارگی کی تلافی کر سکے انسان آغاز تخلیق مین اپنے سوا ہر شے سے جھجکتا تھا اور ڈرتا تھا، اور اس لئے ہر شے سے وہ اپنی مدد کا طالب تھا، گھنا درخت، اونچا پہاڑ، پُرشور دریا، خوفناک جانور، ان مین سے ہر چیز اُس کا خدا تھی وہ ایک مدت کے بعد جب ان سے آشنا ہوا، اور ان قوتون کو اچھی طرح آزما چکا، تو نیچے سے اوپر آسمان کی طرف اسکی نظر اُٹھی، یہان ہر ستارہ اُسکو اپنا معبود نظر آیا، سب سے بڑے ان مین سات سیارے دکھائی دیئے یہ ساتون آسمان و زمین کے تمام مہمات کے کارکن سمجھے گئے، انسان کی مختلف ضرورتون کا ایک ایک قادر علی الاطلاق مانا گیا، کوئی حسن کی دیوی تھی کوئی لڑائی کا دیوتا تھا، کوئی زندگی اور موت کا خزینہ دار تھا، کوئی علم و کمال کا خدا تھا، آفتاب کا جاہ و جلال اور چاند کا حسن و جمال خداوند اعظم ہونے کا بہترین استحقاق تھا یہ سورج چاند اور مختلف الاشکال ستاروں کے جھرمٹ اس کی نگاہون سے اتنی دور تھے کہ انسان ان تک پہنچ نہین کر سکتا تھا، اور نہ ان کی خدمتگذاری کا فرض ادا کر سکتا تھا، اس لئے انہون نے خیالی مورتین بنا کر اپنے بتخانون کی اسنے بنیاد ڈالی،

Marfat.com

ان ستاروں کی کمزوری کا راز بھی جب افشا ہوا تو غیر محسوس روحوں کا تسلط شروع ہوا، اور چونکہ وہ بھی آنکھوں سے اوجھل تھے، متخیلہ نے جن اشکال میں چاہا اُن کی تصویر کھینچ کر سامنے رکھی ان کی عظمت و اقتدار کے لحاظ سے مٹی، پتھر، چاندی سونے اور جواہرات کے اُن کے مجسمے تیار کئے، اُن کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ان پر خون کے چھینٹے دئے گئے، اُن کو خوش رکھنے کے لئے ان کو بیش قیمت نذرانے پیش کئے گئے،

اس اثنا میں انسان کی مختلف آبادیوں میں، اس کے مرتبۂ فہم اور درجۂ ترقی کے مناسب تعلیمات لیکر انبیاءؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آتے رہے،

حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اپنے اپنے وقت میں فرزندان سام میں مبعوث ہوتے رہے، کچھ لوگوں نے اُن کو مانا اور انکی الگ الگ امتیں بنیں، کچھ ایسے مغرور انسان کہ ہمیشہ رہے ہیں جو اپنے زعم باطل میں اپنی ہستی سے بڑی کوئی دوسری چیز نہیں مانتے، یہ ملحد دہریہ ہیں،

عرب کی سرزمین عجب سرزمین تھی، یہاں انسان کے مذہبی ارتقاء کے ہر درجہ کی مجسم تاریخ موجود تھی، صنم پرست، ستارہ پرست، بت پرست، روح پرست، نیز ابراہیمؑ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور ملحد دہریہ فرقہ کے لوگ موجود تھے، لیکن استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عام قومی مذہب ستاروں اور روحوں کے خیالی مجسموں کی پرستش تھی،

عرب کی تمام قوموں کو مخصوص اور واضح باہمی امتیازات کی بنا پر تین طبقوں پر منقسم کیا ہے عرب عاربہ اولیٰ، یا عرب بائدہ، امم قحطانیہ یا عرب عاربہ، اور بنو ابراہیم یا عرب مستعربہ، جملہ اور امتیازات اور تفریقوں کے ان تینوں طبقوں میں ایک مذہبی امتیاز اور تفریق

امم سامیہ اولیٰ کا مذہب	امم سامیہ اولیٰ میں عاد، ثمود، جرہم وغیرہ قبائل داخل ہیں، انکی

Marfat.com

بتائی جاچکی ہے کہ عرب سے لیکر عراق و شام و مصر تک پھیلی ہوئی تھی، اس بنا پر ان قومون کا مذہب وہی ہوسکتا ہے جو ان ممالک کے اندر اس عہد مین رائج تھا، عربی تاریخون سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ قومین بت پرست تھین، لیکن کن بتون کی پرستش کرتی تھین اور انکی بت پرستی کے اصول اور مراسم کیا تھے؟ اس کی تفصیل نہین ملتی، صرف قبیلۂ ہدیں کی نسبت معلوم ہے کہ وہ "کُثُری" نام ایک بت کو پوجتا تھا[1]، قرآن مجید نے عاد اور ثمود کے ذکر مین حضرت ہودؑ اور صالحؑ کی زبانی صرف اسقدر کہا ہے، کہ وہ خدائے برحق کو چھوڑ کر اور بہت سے خداؤن کو پوجتے تھے، اور انّ کے الگ الگ نام رکھ لیتے تھے حضرت ہودؑ اپنی قوم عاد کو سمجھاتے ہین،

اتجادلوننی فی اسماءٍ سمیتموھا انتم واباؤکم ما نزل اللہ بھا من سلطان (اعراف)	کیا تم مجھ سے ان نامون مین جھگڑتے ہو جنکو تم نے اور تمھارے اسلاف نے رکھ لیا اور خدا نے انکی کوئی دلیل نہیں اُتاری،

ان کی قوم کہتی ہے:-

قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ ونذر ما کان یعبد اباؤنا، (اعراف)	کیا تم اس لیے میرے پاس آئے ہو کہ ایک خدا کو پوجین اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اُن کو چھوڑ دین،

اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ عاد خدا کے ساتھ اور خداؤن کو بھی پوجتے تھے، ثمود کا بھی یہی حال تھا، وہ اپنے پیغمبر کو کہتے ہین،

قالوا یٰصٰلح قد کنت فینا مرجوًّا قبل ھذا اتنھلنا ان نعبد ما یعبد اباؤنا،	اے صالح تم سے تو پہلے بڑی توقعات تھین، کیا تم اس سے روکتے ہو کہ جسکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو ہم بھی پوجین،

حضرت صالحؑ فرماتے ہین،

[1] یعقوبی ج اول ادیان العرب، قاموس فیروزآبادی، (لفظ کثر یٰ)

Marfat.com

یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ بھائیو! خدا کو پوجو اُس کے سوا کوئی خدا نہین،

اب ہم کو یہ پتہ لگانا چاہیئے کہ اگر عرب مین نہین تو دوسرے ملکون مین ان کے مذاہب کے متعلق کوئی تفصیل مذکور ہے؟ عرب سے باہر بابل، شام، اور مصر مین جو مذہبی مراسم ان قومون کے جاری تھے ان ہی پر ان کی عرب آبادی کو بھی قیاس کرنا چاہیئے، ممالک مذکور کے متعلق قدیم کتبات تحریرون کی چھان بین سے یہ پتہ لگا ہے کہ اس زمانے مین قاعدہ یہ تھا کہ قومین مختلف آبادیون پر منقسم ہوتی تھین، ہر آبادی مین دو بڑی عمارتین ہوتی تھین ایک بیت الحکومہ اور ایک ہیکل، آبادی کا حاکم بیت الحکومہ مین رہتا تھا، اور ہیکل آبادی کے کاہن کا مسکن ہوتا تھا اور ان ہی دونون کی شرکت سے آبادی پر دنیاوی اور مذہبی حکمرانی کی جاتی تھی، اور جس طرح ہر آبادی کا الگ شیخ یا حاکم ہوتا تھا، اسی طرح ہر ہیکل مین ایک نباتہ جو اُس گاؤن کا محافظ خیال کیا جاتا تھا، جب دو آبادیون کے رہنے والون مین جنگ ہوتی، تو گویا دو قومون آبادیون کے دیوتاؤن مین جنگ ہوتی، فاتح مفتوح کے دیوتا اٹھا لیجاتا مفتوح اسوقت تک دم نہین لیتے تھے، جب تک لڑکر یا منت سماجت کرکے اپنا دیوتا واپس نہین لیتے تھے، چنانچہ ان قومون کے قدیم کتبات مین اس قسم کے یادگاری پتھر بکثرت ملتے ہین۔

جیمس فرگوسن نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ جب انسانون مین کسی قدر تہذیب و تمدن پیدا ہوا تو مظہرات ارضی سے ہٹکر دیکھا تو آسمان کے بلند اور روشن ستارے انکو خداوندی کے بہترین مستحق چنانچہ انکی پرستش شروع ہوئی، مشہور عرب مورخ مسعودی نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ ستارے ہمیشہ دکھائی دیتے تھے، اس لئے انکی متمثل شبیہین بنا بنا کر لوگون نے انکو پوجنا شروع کیا، اور اس طرح بت پرستی کی ابتدا ہوئی، یہ نظریہ بظاہر قرین قیاس معلوم ہوتا، اس لئے لائق قبول ہے۔

ہماری کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ستارہ شناسی کا نشان ان ہی بدوی سامیون مین ہوا جسکا آپ ہوا اور جغرافی خصوصیات کی بنا پر ان مقامات کی فضا آسمانی اور گرد و پیش

Marfat.com

سے عموماً صاف رہتی ہے، بدوی سامی اُلتون کو اپنے بھیڑ بکری اور مویشی کے گاؤں کو لیکر آسمانی قبے کے سایہ میں رات بسر کرتے تھے، جب کبھی آنکھ کھلتی سامنے صحیفۂ آسمانی کھلا نظر آتا۔

پہلی جلد میں بہ تفصیل دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جس زمانہ میں پیدا ہوئے بابل اور مصر پر بھی قدیم سامی قومیں حکمراں تھیں، جنکو ہم عاد و ثمود کہتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ کی خدا شناسی کا جو تذکرہ بائبل قرآن نے بیان کیا ہے اس کو ہمارے بیان کردہ نظریہ سے کلی تطابق ہوتا ہے ان آیتوں کو پڑھیئے

إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً	ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو
إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ. وَكَذَٰلِكَ	ٹھہراتے ہیں میں دیکھتا ہوں آپکو اور آپکی قوم کو کھلی گمراہی میں
نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ	ہوں ہم اسیطرح ابراہیمؑ کو آسمانوں کی اور زمین کی
مِنَ الْمُوقِنِينَ، فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ	بادشاہی دکھلاتے تھے کہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو
كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ	جب رات نے اسپر پردہ ڈالا دیکھا ایک ستارہ کہا یہ
الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا	میرا رب ہے، جب وہ چھپ گیا تو اس نے کہا میں چھپنے والے
قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي	سے دل نہیں لگاتا، جب چاند کو دیکھا کہ یہ میرا رب ہے جب
رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ	وہ بھی ڈوب گیا تو اس نے کہا اگر میرا رب مجھ کو ہدایت نہ کرتا
الضَّالِّينَ، فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ	میں گمراہ ہوتا، جب آفتاب کو چمکتا دیکھا اس نے کہا یہ
هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ	تو بڑا ہے یہ بڑا ہے جب وہ بھی ڈوب گیا تو اس نے کہا
إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ، إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ	اے قوم میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں میں نے اپنا منہ
لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا	اس کی طرف کیا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الانعام)	پیدا کیا میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں۔

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ نے ان ستارون مین سے جو انکی قوم کے دیوتا تھے، ہر ایک کی حالت پر غور کیا، ان مین سے کوئی اُن کو خدائی کی مستحق نظر نہ آیا اور آخر اپنی قوم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مین انکے آگے نہین، بلکہ ان کے پیدا کرنے والے کے آگے اپنا سر جھکاتا ہون۔ دوسری دفعہ جب ان کو ایک مذہبی تہوار مین اپنے دیوتاؤن کے حضور آنے کی دعوت دی جاتی ہے تو اُس وقت بھی قرآن کہتا ہی،

فنظر نظرۃ فی النجوم وقال انی سقیم — ایک نظر پھر کر ستارون کو دیکھا اور کہا مین بیمار ہون

مفسرین اس امر مین مضطرب البیان ہین کہ یہ ستارون کے دیکھنے کا کون سا موقع تھا، لیکن مین سمجھتا ہون کہ یہ اسلئے تھا تاکہ اُن کے رشتہ دار دن، اور ہموطنون کو یہ نظر آئے کہ یہ انکے دیوتاؤں سے مشورہ لے رہے ہین، اور وہ ان کو کسی قابل سمجھتے ہین، ایک اور نکتہ یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے کچھ چیزین پیش ہوتی ہین، اور وہ متردد ہوتا ہے کہ ان مین سے کس کو قبول کرے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے فیصلہ سے پہلے ان چیزون پر ایک آخری نگاہ ڈال لیتا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے آخری فیصلہ سے پہلے ان ستارون کی حقیقت[1] پر ایک نظر اور ڈال لی، یہ آخری فیصلہ کا موقع اس لئے تھا کہ اس عظیم الشان تہوار مین عدم شرکت گویا ان کا اپنی قوم کو اعلان جنگ دینا تھا، قرآن مجید کہتا ہی کہ ستارہ پرستی کے ساتھ بت پرستی بھی اس قوم کا شیوہ تھا، حضرت ابراہیمؑ کی زبانی مذکور ہے،

اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناماً آلھۃ (انعام) — جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ آپ بتون کو اپنے خدا بناتے ہین،

سورۂ انبیاء مین ہے،

اذ قال ابراھیم لابیہ وقومہ ما ھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون، — جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور قوم کے لوگون سے کہا یہ کیا مورتین ہین جن کو آپ گھیرے رہتے

[1] فی النظر فیہ کے معنی بغور دیکھنے کے ہین مطلق دیکھنے کے نہین ہین،

سورۂ عنکبوت مین ہے

انما تعبدون من دونِ اللہ اوثانا وتخلقون افکا خدا کو چھوڑ کر بتون کو جپتے ہو، جھوٹ گھڑ کر،

حضرت ابراہیمؑ کے بڑ پوتے حضرت یوسفؑ عاد کی اس جماعت کو جو مصر پر حکمراں تھی خطاب فرماتے ہین :-

یاصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیرام یاران زندان! یہ جدا جدا معبود اچھے، یا ایک زبردست

اللہ الواحد القہار، ماتعبدون من دونہ خدا، تم چند، (بے معنی) نامون کی پرستش کرتے ہو،

الا اسمآء سمیتموھا انتم وابآءکم (یوسف) جن کو تم نے اور تمھارے باپ دادا ؤن نے گھڑ لیا،

اصول مذکورہ کے مطابق یہ بت ان ہی کواکب کی شبیہ ہونگے،

مجموعۂ توراۃ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم بت پرست تھی، سفر یوشع مین ہے:-

تمھارے باپ دادے، تارح، ابراہیمؑ کا باپ اور ناحور (ابراہیم کے دادا) قدیم زمانے مین نہر (فرات) کے پار رہتے تھے، اور غیر معبودون کی بندگی کرتے تھے۔ (۲۴-۲)

حضرت یعقوبؑ (حضرت ابراہیمؑ کے پوتے) کنعان سے حران اپنے خاندان مین ماموں کی لڑکی سے شادی کرنے گئے تھے، صاحبزادی جب باپ سے رخصت ہونے لگین تو باپ کے قیمتی بت چرا لائین (تکوین ۳۱-۳۳) باپ کو معلوم ہوا تو بیٹی سے اپنے بت واپس لینے کے لئے پیچھے کھا، لیکر دوڑے، (تکوین ۳۵-۲) حضرت ابراہیمؑ جب شام گئے ہین تو یروشلیم کا مذہب کاہن ان کے استقبال کو نکلا ہے، اس کاہن کا نام ابی مالک تھا، (تکوین)

اس زمانہ کے سامیون کا یہ اعتقاد تھا کہ تمام دنیا ارواح سے بھری ہوئی ہے، جن مین دیاد تر ارواح خبیثہ، اور کچھ ارواح طیبہ ہین، ان کے مذہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ارواح خبیثہ کو نذر و نیاز، قربانی اور چڑھاوے سے خوش رکھنا اور ارواح طیبہ کی مدح و ثنا گا کر ان کے مقابلہ کے لئے تیار کرنا

Marfat.com

ان مین سے ہر روح کا مسکن ایک ستارہ ہے، بابل کے کھنڈرون مین جو تختیاں اور ہیکلون کے جو کتبات پڑھے گئے ہین ان مین بیسیون معبودون کے نام ملے ہین، ذیل مین شہرون کے نام کے ساتھ ان کے کچھ دیوتاؤن کے نام لکھے جاتے ہین، ان کا ماخذ لیرڈ LAYARD کی کتابین ہین[1]،

شہر کا نام	معبود کا نام	معنی
ایریدو	اِی (یا ایا)	پانی کا دیوتا
اور	سِن	چاند
لارسہ	شمش	آفتاب
اورخ (ارک؟)	آنو	تاریکی اور آسمان کا اور ستارون کا دیوتا
	اشتار	ستارہ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
لاغش	نِنگرسو	
نپور	انلیل	زمین کا دیوتا
ایسن	بلیت ایسن	قوت کی دیوی
کشن	نمامہ	
کوتو (کوتی)	ترغل (یا نرگال)	ستارہ مریخ (لڑائی اور قہر کا دیوتا)
بابیلو (بابل)	مردوک	ستارہ مشتری (روشنی کا دیوتا)
بارسپ	نبو	ستارہ عطارد (علم کا دیوتا)
سپور	شمش	آفتاب

[1] اس مصنف کی دو کتابین ہین نینوی اینڈ اٹس ریمینس (نینوی اور اسکے آثار باقیہ) مطبوعہ ۱۸۴۹ء دوسری ڈسکوریز ان دی ریمینس آف نینوی اینڈ بیلو نیار (نینوی اور بابل کے کھنڈرون کے اکتشافات) مطبوعہ ۱۸۵۳ء

Marfat.com

شہر کا نام	معبود کا نام	معنی
اکاد	انیتو	چاند (خوش حالی کا دیوتا)
〃	اشتار	زہرہ
اشور	اشور	لڑائی کا دیوتا
نینوی	اشتار	ستارۂ زہرہ
اربابل (اربل)	اشتار	ستارۂ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
حران	سن	چاند

مشترک خداؤں مین سے بعل، جو دوسری سامی زبانون مین بعل ہے، اس کے معنی قوت اور تسلط کے ہین، بعل کے دوسرے معنی قوی، سلطان اور مالک کے ہین، عربی مین اسی سے بعل کے معنی شوہر کے ہین، یہ بابل کا حال ہے، مصر مین بھی سامیۂ اولیٰ کے زمانہ مین اسی قسم کی ستارہ پرستی جاری تھی، سب سے بڑا دیوتا "آفتاب" تھا جس کو وہ اپنی زبان مین رع کہتے تھے، ان کے دارالسلطنت کا نام مدینۃ الشمس تھا، جس کو مصری "ان" کہتے تھے، یہین آفتاب دیوتا کا مندر تھا، بادشاہ آفتاب دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا، اس لئے اس کا لقب عسیس ہوتا تھا، یعنی "ابن شمس" یہی سبب ہے کہ سلاطین مصر کو دعوائے خدائی تھا، قوم نوحؑ، عاد، ثمود، قوم لوط، قوم ابراہیمؑ، مدین اور فرعون مصر کی تباہی کا حال بیان کرکے قرآن مجید کہتا ہے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ	یہ ان آبادیون کے حالات ہین، ہم تم سے بیان کرتے
مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ، وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ	ہین، ان مین کچھ تو اب تک باقی ہین کچھ برباد ہو گئے،
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ	ہم نے انپر ظلم نہین کیا، بلکہ انھون نے آپ ظلم کیا،
الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	انکے دیوتاؤن نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا،

Marfat.com

توراۃ سے ثابت ہو کہ حضرت ابراہیمؑ مصر تشریف لے گئے تھے[1]، اور اسوقت وہان قوم عاد کی حکومت تھی، قرآن مجید مین حضرت ابراہیم کا ایک بادشاہ سے مناظرہ کا حال مذکور ہے، جو خدائی کا مدعی تھا،

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ، اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ، قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ، قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ، فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ، (بقرۃ)	تم نے اس کی طرف نہین دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے خدا کے بارہ مین حجت اس لیے کی کہ خدا نے اس کو بادشاہی دی تھی، جب ابراہیم نے اُس سے کہا کہ میرا خدا وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس نے کہا مین بھی زندہ کرتا اور مارتا ہون۔ ابراہیم نے کہا میرا خدا آفتاب مشرق سے نکالتا ہے تم مغرب سے نکالو، اس دلیل کو سنکر وہ کافر کچھ جواب نہ دے سکا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اس دلیل مین بادشاہ کی بیچارگی و عاجزی کے ثابت کرنے کے علاوہ، آفتاب دیوتا کی بندگی اور غلامی بھی ثابت کی ہے کہ اس کو کوئی اور اِدھر سے اُدھر چلانیوالا ہے، حضرت موسیٰؑ کے سامنے بھی شاہِ مصر نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا،

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (نازعات)	مین تمھارا بڑا دیوتا ہون،
لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ (شعراء)	اگر میرے سوا کسی اور کو تم نے خدا بنایا تو تم کو قیدیون مین کر دونگا،
یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (قصص)	اے درباریو! مجھے اپنے سوا تمھارا کوئی اور خدا مین نہین جانتا۔

گو یہ زمانہ سامیوں کا نہ تھا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا مذہب جو مصر کی مذہب تھا، اسوقت بھی باقی تھا، رَعْ یعنی آفتاب کے علاوہ مصریون [illegible] دیوتا اور دیویان تھین، ہر شہر کا ایک

[1] تکوین، ۱۲ سے ۲۰ تک، القرآن جلد اول ص ۱۵۰،

Marfat.com

خاص الگ دیوتا تھا، پھر شہر کے ہر گھر کا الگ، اور گھر کے ہر آدمی کا الگ الگ دیوتا تھا، کل ملک مین ۹ دیوتا اور ۱۱ دیویان بڑی تھین، ان کے نام طوالت کے خوف سے ہم قلم انداز کرتے ہین،

امم سامیہ اولیٰ مین ہماری تحقیق کے مطابق تین پیغمبر مبعوث ہوئے، حضرت ابراہیمؑ اُن قبائل سامیہ مین مبعوث ہوئے جو بابل، شام اور مصر مین آباد تھے، اور سفر تکوین کی رو سے آپکی ان تین ملکون مین آمد و رفت اور سفر و اقامت ثابت ہی، حضرت ہود اُن قبائل مین پیدا ہوئے جو جنوبی عرب مین سکونت پذیر تھے، اور حضرت صالحؑ شمالی عرب کے سامیون کے پیغمبر تھے، الغرض ان دھندلے بیانات سے کسی قدر یہ روشن ہوتا ہے کہ امم سامیہ اولیٰ یعنی بابل و نمرود وغیرہ کا مذہبی تخیل کیا تھا، اور خدا کے یہ تین فرستادہ پیغمبر اُن کو کن باطل پرستیون سے روکتے تھے،

اہل معین | جنوبی عرب کی ایک قدیم سامی قوم اہل معین کے حالات پہلی جلد مین گذر چکے ہین یہ قوم بھی ستارہ پرست تھی، بابل کے دیوتا یہان بھی پوجتے تھے، ان کے علاوہ کچھ خاص عرب کے دیوتا بھی اُن کے معبودون کی فہرست مین شامل تھے جن مین سے کتبات مین حسب ذیل بتون کے نام ملے ہین:[1]

عشتار — یہ وہی دیوتا ہے جو بابل مین اشتار تھا، یعنی ستارۂ زہرہ،

ودّ — محبت کا دیوتا (عربی لفظ وَدّ، محبت)

نکرہ — نفرت و عداوت کا دیوتا (عربی لفظ نکرہ ناپسندیدگی)

شمس — آفتاب، یہی لفظ بابل مین شمش تھا،

ان مین سے عشتار بڑا دیوتا تھا، شمالی عرب مین معین کا جو کتبہ ملا ہے اس مین کتبہ لگانے والے کی بخیریت جنگ سے واپسی پر عشتار دیوتا کی شکر یہ ادا کرتا ہے،[2]

[1] مصر کے قدیم مذاہب کی تفصیل عربی کی مستند کتاب السبیل فی معرفۃ اہل النیل مصنفہ پروفیسر لین ۳ ج مطبوعہ ۱۸۸۸ء سے ماخوذ ہے [2] اثار بکادیہ آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹ و بریٹانیکا طبع ۱۱ ص ۹۵۷ ج ۲۳ [3] ہسٹری آف دی لانگویجز (ہیوم اوریئن) مصنفہ سموئل لے انگ فصل عرب

بنو قحطان یا جنوبی عرب | جنوبی عرب یعنی یمن و حضرموت، مین جو عاد وغیرہ قبائل کا اصل مسکن تھا اور بابل کے ملک مین جہان وہ کسی زمانہ مین حکمراں تھے، بابل تعلقات کے متعدد دلائل جلد اوّل مین گذر چکے ہین، ان مین سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان دونوں ملکوں کے مذہبی تخیل مین نہایت شبیہ تشابہ ہے، اس اجمال کی تفصیل کا اب موقع ہاتھ آیا ہے،

بنو قحطان، جو اقوام سامیہ اولیٰ کے بعد جنوبی عرب مین برسر اقتدار ہو گئے تھے، واقعات تاریخی اور اُنکے عتیقہ دونون کی بنا پر ستارہ پرست تھے، مختلف قبائل مین مختلف ستارون کی پرستش ہوتی تھی، ان ستارون کے نام سے ہیکل قائم تھے، اور وہان انکی خیالی مورتین بنا کر رکھی گئی ہین، ہیکلون کے پاسبان اور عہدہ دار جن کو کاہن کہتے ہین معیّن تھے، ان ہیکلون مین لوبان اور خوشبودار لکڑیان جلائی جاتی تھین،

بنو قحطان مین سب سے پہلے ہماری ملاقات قوم سبا سے ہوتی ہے، اس قوم مین زیادہ تر آفتاب کی پوجا ہوتی تھی، قرآن مجید ہُدہُد کی زبان سے ملکۂ سبا کے تذکرہ مین کہتا ہے:-

وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ (نمل)

مین نے سبا کی ملکہ اور اُس کی قوم کو پایا کہ خدا کو چھوڑکر آفتاب کو سجدہ کرتے تھے،

یہودیون کی تعلیم مین جہان سبا کا ذکر ہے، ان کی آفتاب پرستی کا تذکرہ نہین، لیکن ترگوم مین یہ تفصیل موجود ہے، چنانچہ ہُدہُد کے قصہ مین ہے کہ:-

"جبکہ ملکۂ آفتاب کی عبادت کو جاری تھی" (جوئش انسائیکلوپیڈیا، ج ۱۱، ص ۲۳۶)

یوسیفس مورخ تھیوفرسٹس جو حضرت عیسیٰؑ سے ۳۱۲ برس پہلے اور اسلام سے تقریباً بارہ سو پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، نجورات کے ذکر مین لکھتا ہے:-

یہ ملک سبا سے متعلق ہے جو نجورات کی بڑی حفاظت کرتے ہین، ان نجورات کا ڈھیر آفتاب کے ہیکل مین لایا جاتا ہے جو اس ملک مین نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے[1]،

[1] ہیرن کی ہسٹاریکل ریسرچیز ۱، ص ۱۵۱،

عرب کے علمائے انساب متفقاً بیان کرتے ہین کہ قوم سبا کے مورثِ اعلیٰ کا نام عبد شمس تھا، جس کے معنی "پرستارِ آفتاب" کے ہین، علمائے اسلام نے دوسری یا تیسری صدی مین یمن کے ایک کتبہ مین یہ فقرہ پڑھا تھا،

هذا ما بنى شمريرعش لسيدة الشمس[1] شمریرعش بادشاہ نے یہ سورج دیبی کے لئے بنایا،

آجکل یمن کے آثارِ قدیمہ کی جو تحقیقات ہوئی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب کے علاوہ ستارون کی بھی یہان پرستش ہوتی تھی، کتبون مین جا بجا ان معبودون کے نام ہین، اور ان کے نام سے برکت اور اعانت کی درخواست کی گئی ہے، یا ان کا شکریہ ادا کیا گیا ہے، ڈیوڈ ہمرٹ گلیزر (D.H. Glaser) جس نے برٹانیکا طبع یازدہم مین قوم سبا (Sabaeans) پر مضمون لکھا ہے، بیان کرتا ہے:-

"اجرامِ سماویہ کی پرستش یمن نہایت شائع تھی، اس کی شہادت کتبون کی تحریرون سے بھی ملتی ہے، آفتاب پرستی، سبا کی قوم مین اور ہمدانیون[2] مین مخصوص طور سے ہوتی ہے، ڈیوڈ ہمرٹ گلیزر کے بیان مین سیونا کا ساتی، اگر درحقیقت سورج دیوی شمس تھا، تو اس کی تشریح سبائی اثر و اقتدار سے کی جا سکتی ہے (یعنی سبا والون کے اثر سے وہان آفتاب پرستی پھیلی) قوم سبا کی شمس[3] دیوی تھی، حالانکہ اہلِ معین کا شمس دیوتا عثتر مذکر تھا جس کی مختلف ناموں سے پوجا کی جاتی تھی سب سے عام نام عثتار شرقی اور عثتار ذوبدن اور نکرہ محبت اور نفرت کے دیوتا بھی ممکن ہے کہ ایسی علتبار کی دوسری شکلین ہون"

"اہلِ سبا بھی عثتار کو مانتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ایک اور دیوتا آلمقہ بھی تھا"

---

[1] حمزہ اصفہانی صفحہ ۱۱۰، کلکتہ [2] یمن کا ایک قبیلہ [3] عربی زبان مین شمس کا لفظ مونث ہے،

Marfat.com

ہاباں ہے، المقہ، ہمدانی کے بیان کے مطابق ستارۂ زہرہ کا نام ہے، اس بنا پر المقہ اور عشتار کو باہم ایک سمجھا جاتا ہے۔ چاند دیوتا (جو بابل مین) سن تھا شیوہ (واقع حضرموت) کے ایک کتبہ مین نظر آتا ہے، لیکن ہمدانی کا بیان ہے کہ "ہوبس" (ستارہ) قوم سبا کا چاند دیوتا تھا شیوہ کے کتبہ مین عشتار، سن (چاند) کا باپ بتایا گیا ہے، یہ قابلِ توجہ ہے کہ یہ دونون دیوتا بابل کے افسانہ مین بھی باہم قریبی رشتہ، دار ظاہر کئے گئے ہین، یہ افسانہ "اشتار" کی اولاد ہادِس کا ہے، جس مین اشتار، (زہرہ) کو سن یعنی چاند کی بیٹی کہا گیا ہے، ایک اور کتبہ مین عشتار کی ماں آفتاب کو کہا گیا ہے، ....."

کتبہ کے تین بتون کے نام قرآن مین بھی ہین، یعنی وُد، یغوث اور نسر۔ تغلب ایک دیوتا کا نام ہونا درخت پرستی کو ان مین ظاہر کرتا ہے، چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن کے نام چھوڑ دینا پڑا ہے، لیکن (اہلِ سبا کے) حرم بریاَم کا ذکر ضرور ہے، جہان چاند اور سورج کی مورتین رہتی تھین، ——— "قدیم سامی"[1]

رواج کے مطابق مختلف موسمون مین، مختلف دیوتاؤن کے جاترے کو لوگ جاتے تھے، سبا والون کے جاترے کے مہینہ کا نام ذو حجتّان تھا، جو شمالی عرب مین ذوالحجہ ہے، اسوقت بھی اس قسم کے ہیکلون کے نام کے اور آثار باقی ہین، قابلِ لحاظ یہ امر ہے کہ مارب، صرواح اور قصر نقب الحجر کے ہیکل، بیضاوی شکل کے ہین اور ان کے دروازے اُتر اور دکھن رُخ کے ہین"

"دیوتاؤن کے آگے قربانیان اور نجاسات چڑھائے جاتے تھے، قربان گاہ کا نام مذبح اور قربانی کا نام ذبح مشترک سامی لفظ ہین، چنانچہ عبری مین بھی ہین[2]، ایک قسم کا مسالہ جو

[1] اس عربی مصنف کا حال ارض القرآن ج ۱ ص ۱۲ مین پڑھو[2] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے یہ حضرت ابراہیمؑ کے حج سے پہلے بنائی گئی تھی،

ملک کی پیداوار تھی، اِن قربانگاہون پر ان کے نام لئے جاتے تھے، دیوتاؤن کو تجارت اور زراعت کی آمدنی کا دسوان حصہ نذر کیا جاتا تھا. خواہ وہ چیز دیدی جاتی تھی یا اُس قیمت کی چاندی کے ڈلے یا سونے کی ..... مورتین، یہ آمدنیاں بخوشی تمام ہیکلوں کی تعمیر اور مرمت پر صرف ہوتی تھین، ہیکل اور شہر کی فصیلین اکثر ساتھ ہوتین، طلائی مورتین منت مانے ہوئے نذرانے ہوتے تھے، اِس طریقہ سے کہ میاں بیوی مل کر اپنی چار اولادوں کی سلامتی کے لئے چار طلائی مورتین چڑھا دیتے تھے، کوئی شخص ذو سماء (آسمان کے آقا) کے نام مورتین بنا کر چڑھاتا تھا کہ وہ خود اور اس کے اونٹ تندرست اور جوڑوں کی بیماریوں سے محفوظ رہین،،

ملک عرب کے آثار و کتبات مین جنوبی عرب کے مختلف قبائل کے دیوتاؤں کے حسب ذیل نام ملتے ہین،

اہل معین، عثتار (زہرہ) ودّ (محبت) نکرہ (عداوت) شمس (سورج)

حضرموت، عثتار، سین (چاند) حول (قوت) شمس

اہل قتاب، عثتار (زہرہ) عم، (چاند) انباکی (عطارد) شمس

سبا، عثتار (زہرہ) ہوبس (چاند) المقہ، شمس

مشترک اور عام دیوتا اِن مین دو نظر آتے ہین، عثتار یعنی زہرہ، اور شمس یعنی سورج، ان کے علاوہ اور جو دیوتاؤن کے نام ہین وہ درحقیقت مختلف ستاروں سے عبارت ہین، اور ان مین سے اکثر کسی نہ کسی طرح بابلی الاصل ہین، عثتار، وہی ہے جو بابل مین اشتار تھا، شمس، بابلی فہرست مین شمس نظر آتا ہے، سین یعنی چاند بابل کا رین ہے، نکرہ دشمنی کا دیوتا، اور جس سے مراد زحل یا مریخ ہے) بابل مین مکرر ہے انبائی، بابل کا نبو ہے، یعنی ستارہ عطارد، حول (طلوع کا ستارہ) قتاب کی

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۰) سے اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ قربانی کی رسم طریقہ ابراہیمی ہے جو اس زمانہ مین غیر خدا کے لیے مستعمل ہو گیا، لفظ "بنا" عربی مین بنا کو کہتے ہین اسی سے سامی زبانون مین "بنی" سے غیر دینی دالا،

زبان میں عم اور سبا کے ہمسایہ ملک حبش یا حبشہ کہتے ہیں جس کو حضرت عیسیٰ، اور بائبل میں کوش کہا جاتا ہے اور یونانی مؤرخ بھی اتھیوپیا کے لفظی معنی "جلے ہوئے چہرے" اس کے لکھے ہوئے نشانات کے ہیں، جن سے مراد "سیاہ فام" ہیں، اتھیوپیا کا نام سبا کے بانی ذات نشق بھی ہے جس کے معنی "نشق کے بیٹے" کی مناسبت سے ہیں، اتھیوپیا کے باشندے اپنے آپ کو سبا کی نسل سے سمجھتے تھے یعنی عورت، اسی لئے عربی میں "انثیٰ" بطور مؤنث کے استعمال ہوتا ہے اور یونانی مؤرخ بھی اس کا ذکر کرتے ہیں،

ایتھوپیا کے بادشاہ

چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی دو متضاد شکلوں سے عبارت سمجھتا ہے، گویا وہ تو اُن دو مختلف مقامات کے معائنہ خصوصیات کی بنا پر کہ جن بڑھنے والی اور کہ جن گھٹنے والی شکل کی پیمائش کی جاتی تھی اور قیاس ان کی مختلف صورتیں قائم کی جا سکتی ہیں، مثلاً

بڑھنے والے چاند کا نام	گھٹنے والے چاند کا نام	کیفیت
۱۔ وزر (پیارا یعنی باپ)	نگر (نفرت اور بُرائی)	
۲۔ وزر (محبت کا دیوتا)	نگر (نفرت اور بُرائی)	نفرت محبت یا عورت کو اصل کہتے ہیں
۳۔ عزیزلات (لات کا دوست)	رضو (لات کا دشمن)	لات اور عزیز دونوں بُت زنانی کے حوالہ
۴۔ عبری یا بابل (اونٹ اور بحیرہ کی کا گھر) کا مقابلہ عربی ہبل سے کرو۔	عبری قبیلہ (بدو) کی مسلمانوں سے دشمنی	عبری یا بدو تمدن زندگی کا مقابلہ
۵۔ زحل	مشتری (نحس اور سعد دونوں کہلاتے)	ہندو نجومی دونوں کو مانتے ہیں

میرے خیال میں ان تین سے اگر قیاسات، مبنی فرض و وہم سے آگے نہیں بڑھتے، ہومل اس کے بعد ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلاتا ہے، جو ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرتا ہے کہ عرب اور بابل میں نہایت قدیم زمانے سے تعلقات تھے، جیسا کہ ہیلدرن عالم تھوتھ بابل کے ذکر میں دکھایا گیا ہے، ہومل لکھتا ہے:

ہمارے لئے یہ قابل غور ہے کہ تمام عربی سامی نام والے [illegible] اور گھٹنے والے چاند سے عبارت ہے، کہ اس کے نام [illegible]

[illegible] مسیح کے ہیں۔ اور جو [illegible]

[illegible] وہ پہلی بار جنوبی عرب [illegible]

ہیں، مثلاً وہاں کے شخصی ناموں کا [illegible]

اور گھٹنے والے چاند سے عبارت ہے، کہ اس [illegible]

[illegible] یعنی بابل کے جو سامی مالک کی جانب معرب ہو [illegible]

Marfat.com

جاتا تھا، (۳۸۰)

بنو قحطان کے آخری مقتدر قبائل جن کا زمانہ اسلام سے قریب ہی، حمیر، اور ہمدان ہین، ان کے مختلف قبائل مین مؤلفینِ عرب کی تشریح کے مطابق حسب ذیل بتون یا دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی،

حمیر	شمس[۵۰] (آفتاب)
اہل جرش (واقع یمن)	یغوث (فریاد کو پہنچتا ہے)
خیوان (قبیلہ جدان)	یَعُوْقُ (دفع کرتا ہے یا روکتا ہے)
ذوالکلاع (حمیر)	تَسْرُ (گدھ، ایک ستارے کا نام ہے)
خولان، یمن کا قبیلہ	عَمْیَانس، یا عَمْ انس (انسان کا چچا[۵۱]، یا محافظ[۵۲])
عبدالمدان (یمن کا قبیلہ)	مدان
اہل صنعاء (واقع یمن)	کُعَیْت اور اُس کی بیوی (یہ دونون بُت صنعاء کے کلیسا مین تھے)
حضرموت وکِندہ	جَلْسَد
اہل نجیر (واقع حضرموت)	ذرّیح[۵۳]
اہل نجران	ایک درخت کو پوجتے تھے، اسکو سالانہ تہوار مین کپڑے اور زیور پہناتے تھے

اِن دیوتاؤن کے لئے چھوٹے چھوٹے ہیکل یون تو ہر جگہ ہونگے، لیکن اِن مین چند نہایت مشہور اور ممتاز ہیکل تھے، مثلاً غمدان، ریام، ذوالخلصہ، قلیس،

---

۵۱ ویلہوسن کی رائے پڑھو، یاقوت نے عمیانس لکھا ہے، اور ابن ہشام نے عم انس،

۵۲ یہ فہرست سیرۃ ابن ہشام کی فصل اصنام العرب سے ماخوذ ہی، صحیح بخاری تفسیر سورۂ نوح مین اسی قسم کی روایت ہی،

۵۳ ان پانچ بتون کا ذکر معجم یاقوت مین اِن نامون کے تحت مین ہی۔ کعیت کا ذکر "قلیس" مین ہے،

۵۴ طبری صفحہ ۲۰۰۰ یورپین ایڈیشن، طبقات، لامحہ ابن صاعد اندلسی صفحہ ۴۳ - بیروت،

غمدان صنعا مین ایک مشہور عمارت تھی، شہرستانی کا بیان ہے کہ وہ ستارۂ زہرہ کا ہیکل تھا، یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ عشتار، کے نام سے یمن مین زہرہ کی پرستش عام طور سے ہوتی تھی، یاقوت نے معجم مین لکھا ہے کہ "اس عمارت کا بانی الیشرح بن یحصب تھا، اس مین تو برتوسات منزلین تھین، اور ایک اس مین ایک شیر کا مجسمہ تھا، حضرت عثمانؓ نے اس عمارت کو منہدم کرا دیا،

غمدان کی سات منزلین ممکن ہے کہ سات آسمانون کا تخیل ہو، یا ہفتہ کے سات دن کی مناسبت سے ہون، شیر کا مجسمہ ہونا تو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ شاید اسد کی صورت کواکب سے اس کو تعلق ہو، مارگولیوتھ نے لائف آف محمد مین یمن کا ایک کتبہ شائع کیا ہے جس مین کتبہ کے پہلو مین ایک شیر کی شکل ہے،

ریام کا ہیکل بھی یمن مین واقع تھا، اس سے پہلے مولر کی شہادت گذر چکی ہے کہ "ریام کے ہیکل مین چاند اور سورج کی مورتین تھین"، ہمدانی نے اس کو عرب کی قدیم مذہبی عمارتون مین شمار کیا ہے، اور لکھا ہے کہ قبیلہ ہمدان کی آبادی مین واقع تھا[1] ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اہل یمن اس ہیکل کی بڑی عزت کرتے تھے، اس پر قربانیان چڑھاتے تھے، دوسری صدی ہجری تک اس عمارت پر قربانی کے خون کے نشانات موجود تھے، یہ نہین معلوم کہ یہ ہیکل کس بت کا مسکن تھا، لیکن اکثر علما نے اسے "رام" سے مشتق کیا ہے، جس کے معنی "شفقت اور مہربانی" کے ہین، اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ ود کا مرادف ہو،

ذوالخلصہ یہ ہیکل مکہ سے سات منزل یمن کی جانب واقع تھا، اس کی وضعیت اس عرب مین اتنی تھی کہ اس کو یمن کا کعبہ کہتے تھے، اس مین سپید مرمر کا ایک بت استادہ تھا، اس کے سر پر پھول بوٹے کاٹ کر ایک تاج سا بنا تھا، اس کے گلے مین ہار ڈالے ہوئے تھے، مرمر کے اندر سے

---

[1] صفۃ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۲۷، [2] یاقوت لفظ "ریام"،

لڑکے جاتے تھے، چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، دوس، خثعم، بجیلہ اور ازد السراۃ کے قبائل اس کی پوجا کرتے تھے، فتح مکہ کے بعد سنہ ۱۰ھ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو جلا کر خاک کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب یہ قبائل مرتد ہوئے تو انھوں نے ذوالخلصہ کو پھر زندہ کرنا چاہا، لیکن حضرت ابوبکرؓ کی خلافت نے اسکو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا،

قلیس کلیسا کا معرب ہے، یہ کلیسا اہل حبش نے جو عیسائی تھے یمن میں بنایا تھا کعبے کی اس میں دو بت نصب تھے، جو میان ہوی کہلاتے تھے، مرد کا نام کعیت تھا، یہ ساٹھ ہاتھ لمبا لکڑی کا ایک بت تھا، دوسری صدی ہجری میں خلیفہ سفاح کے زمانے میں یہ کلیسا برباد ہوا،

رئام تیجا نوں کی آبادی اور مصانعت کے لئے لوگ اپنی پیداوار کی کمائی کا مخصوص حصہ نذر کیا کرتے تھے، ہمارے مفسرین اور ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل اور اعراب کے بت پابند تھے، چنانچہ قرآن کی یہ آیت ان ہی کے متعلق ہے،

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ	خدا نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ہیں ان میں سے فرشتوں
وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ	ایک حصہ خدا کے لئے کرتے ہیں اور اپنے خیال کے
وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا (انعام ۱۶)	مطابق کہتے ہیں کہ یہ خدا کا ہے اور یہ ہمارے بتوں
	کا ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ حضرموت میں یہ رسم بہت قدیم زمانہ سے چلی آتی تھی، طبری جو ۳۱۰ھ میں تھا، بیان کرتا ہے،

"سبا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہے جس کا خاص شہر سبا تھا، یہ شہر بیابان میں

لہ یاقوت لغت "قلیس" ۱۲ صحیح بخاری سریہ ذی الخلصہ ۱۳ سیرت ابن ہشام یاقوت لغت "رئام"

۱۴ تاریخ طبری سیرۃ اسماعیل و ذکر عرب قبل اسلام،

[illegible] یہاں سے بخورات جمع کرکے صبا تک لائے جاتے [illegible] اس وقت تک یہ خریدیں
کئے جا سکتے اور کوئی غیر ملکی ان کو لے جا سکتا ہے، جب تک کہ ان [illegible] کے
لئے دس سال نہ نکال لیتے۔"

یہ جا بجا بیان کیا جا چکا ہے کہ قارس اور روم کی باہمی معرکہ آرائیوں میں عرب ایک متوسط
کی حیثیت رکھتا تھا۔ شمالی عرب کے سرحدی عرب عیسائیت قبول کرکے رومیوں کے ہمدرد
بن گئے تھے، چنانچہ رومیوں نے خود بھی اپنے اثر سے عیسائی مشنریوں سے کام لے کر عرب میں
مسیحیت کا بیڑا اٹھایا، چنانچہ ان کو بجز ان میں کامیابی ہوئی، انہوں نے [illegible]
بہودا بنا دیئے، خدا جانے کیا اسباب ہیں کہ یمن کے اکثر قبائل نے [illegible]
سے یہودی مذہب اختیار کر لیا۔ عرب عہد جاہلیت میں عیسائی، وثنا
تھا، کتابت میں بھی بجائے دیناروں کے تاموں کے "حمیر" کا نام استعمال کیا ہے
جو قبل اسلام عرب یہود یوں اور عیسائیوں کے لئے مخصوص تھا، اہل حبشہ سے جو عیسائی مذہب
میں داخل ہو گئے تھے یمن کے [illegible] ایک
نے قبول کیا تمام اہل یمن کی بجائے [illegible] اہل یمن کو
ایرانی حکومت وہاں قائم کرنی، اہل یمن کی مذہبی [illegible] سیاسی حیثیت پر بھی متاثر ہوئی،
الداب [illegible] جبکہ خود شہید اسلام [illegible] طلوع کیا،

نوٹ: عرب شمالی عرب | جس طرح جنوبی عرب [illegible] کے ذریعہ [illegible]

اسطرح شمالی عرب [illegible] ایک [illegible]

چونکہ [illegible]

ملاحظہ القرآن ج ۱ ص ۳۳۲ [illegible]

کی عرب مین متعدد شاخین آباد تھین جن کے حالات اسی جلد مین تم اور تفصیل کے ساتھ پڑھ آئے ہو۔ یہ ذہن نشین رہے کہ یہ اس ابراہیمؑ بت شکن کی اولاد تھی جس نے بابل کی ستارہ پرستی کا طلسم توڑ دیا تھا، اور آخر اس کفرستان سے ہجرت کرکے شام اور عرب کی سرزمین کو اپنے لئے منتخب کیا۔ ان کی اولاد یہین پھیلی اور بڑھی، اور بڑی بڑی قومین بن گئی اس بنا پر یہودیون، عیسائیون، اور مسلمانون تینون کے نزدیک یہ مسلّم ہونا چاہیے کہ جو ابراہیم ابتداً موحّد اور اپنے باپ کے دین پر تھے، اسی لئے قرآن مجید نے حضرت یعقوبؑ کی زبانی کہا ہے:-

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ	کیا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی، اور
الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ	انھون نے اپنے بیٹون سے پوچھا کہ میرے بعد تم
مِنْ بَعْدِي ؕ قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ	کسکو پوجوگے؟ انھون نے جواب مین کہا کہ ہم آپ
وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرٰهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ	اباؤ اجداد ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے خدا کو
وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ	پوجین گے، ایک خدا کو، اور ہم اسی کے فرمانبردار
لَهٗ مُسْلِمُونَ ۝ (بقرہ)	ہونگے۔

لیکن رفتہ رفتہ یہ اثر کم ہوتا گیا، چنانچہ جب بنو اسرائیل مصر جاکر اپنا آبائی مذہب بھول گئے حضرت موسیٰؑ نے مبعوث ہوکر ان کو پھر ان کا بھولا ہوا خواب یاد دلایا، لیکن ان کی مذہبی حالت اس درجہ مسخ ہوگئی تھی کہ بار بار کی تنبیہ پر بھی جب ذرا غفلت پاتے، بتون اور دیوتاؤن کے آگے سر جھکا دیتے، چنانچہ توراۃ، اور تمام تاریخ یہود ان بیانات سے لبریز ہے، نسل ابراہیمی کے جو خانوادے عرب آکر بسے تھے، ان کی بھی یہی حال ہوا،

توراۃ، شمعون اور یہودا کی دوسری مقدس کتابون مین بنی اسرائیل کی گمراہی اور اولادون کی اوتاری ہمسایہ

سلہ تثنیہ، ۱۳-۲،

کی جس باطل پرستی کا ذکر بار بار آیا ہے، اس سے ان قومون کے ان مذہبی عقائد اور خیالات کا پتہ چلتا ہے جو مرورِ زمانہ سے ان بنی زادون مین پیدا ہو گئے تھے تمام مجموعہ توراۃ کے پڑھنے سے یہ نظر آتا ہے، کہ یہ قومین تمام مرتفع زمین[1] بڑے اونچے اونچے ستون[2] یا مسکل[3] بنائے جاتے تھے یا پہاڑون پر[4] بت خانے اور مذبح تیار ہوتے تھے، اور ان مین قربانیان جلائی جاتی تھین[5] سورج، چاندی، پتھر اور لکڑی[6] کی مورتین بنا کر ان کو پوجتے تھے۔ اپنے بچون کی اور مویشی کی صحت و سلامتی کی قربانیان چڑھائی جاتی[7] تھین۔ اولاد کو بعل دیوتا کے نام پر ذبح کرتے تھے[8] مولک ایک دیوتا کا نام تھا، اسپر کھیتی کو اور اولاد کو ذبح کر کے چڑھاتے تھے[9]۔

بتون پر سونا اور چاندی کا پترا چڑھائی جاتی تھی[10] توراۃ مین جن دیوتاؤن کے نام آئے ہین اُن مین سب سے زیادہ بعل[11] دیوتا کا تذکرہ ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سامی قبائل مین اس کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل تھی، اس کے بعد یسیرت[12]، ملک[13]، شمس اور قمر اور منازلِ کواکب کے رہتے تھے، آفتاب کے متعلق یہ خیال تھا کہ یہ دیوتا ایک گاڑی پر سوار ہے اور دو عالی گھوڑے اسکو شب و روز کھینچتے رہتے ہین، اس بنا پر آفتاب کے نام سے جو مجسمہ بنتا تھا اس مین گاڑی اور گھوڑے بھی بنا کر کھڑے کئے جاتے تھے[14]۔ چنانچہ اس قسم کی ایک سنگی مورت بابل مین اور

---

[1] تثنیہ ۱۲: ۲۔ [2] ملوک دوم ۱۷: ۱۰۔ [3] تاریخ دوم ۳۴: ۴ [4] تاریخ دوم ۱۴: ۳، ۲۱: ۱۱، ۲۳: ۵، ۲۸: ۴، ۳۳: ۳، ۳۴: ۴، [5] ملوک دوم ۲۱: ۳، [6] بحوالہ سابق [7] توراۃ کے متعدد مقامات مین دیکھو [8] تثنیہ ۱۸: ۱۰، [9] ۲ ملوک ۲۳: ۱۰، تثنیہ ۱۲: ۳۱، ملوک دوم ۲۱: ۶، یرمیاہ ۱۹: ۵ [10] تثنیہ ۷: ۲۵، [11] قضاۃ ۲: ۱۳، ۶: ۲۵، ۸: ۳۳، ۱۰: ۶، ملوک دوم ۱۷: ۱۶، ۲۱: ۳، [12] ملوک دوم ۲۳: ۵، [13] تاریخ دوم ۳۳: ۳، [14] ملوک دوم ۲۳: ۱۱، [15] یرمیاہ ۴۴: ۱۷، [16] یسعیاہ ۴۶: ۱، ۷، یرمیاہ ۱۰: ۵، [17] یسعیاہ ۴۶: ۱، ۲، یرمیاہ ۵۰: ۲، ۲

Marfat.com

کھود کر نکالی گئی ہے، ہیکلون کی چھتون پر لوبان سلگائی جاتی تھی تاکہ دیوتاؤن کی رضامندی کی خوشبو[1] تمام آبادی مین پھیل جائے،

اب ہم سلسلۂ ابراہیمیؑ کے ایک خاندان کو جس کا ملک عرب مین آباد ہونا پہلے ثابت ہو چکا ہے، بیان کرتے ہین،

مدین سلسلۂ ابراہیمی مین، سب سے پہلے ہم نے مدین کو لیا ہے، قرآن مجید مین ان کے متعلق صرف اسی قدر ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر اور معبودون کی پرستش کرتے تھے، حضرت شعیبؑ ان سے کہتے ہین

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ. (عنکبوت)	میرے بھائیو! خدا کو پوجو۔
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ	میرے بھائیو! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمھارا
اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، (اعراف)	اور کوئی معبود نہین،
یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ	میرے بھائیو! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمھارا
اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ھود)	کوئی معبود نہین،

مدین جواب دیتے ہین:-

یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ	اے شعیب! کیا یہ تمھاری نماز تم کو یہ کہتی ہے کہ
نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا، (ھود)	ہم اسکو چھوڑ دین جسکو ہمارے اسلاف پوجتے آئے ہین

توراۃ بتاتی ہے کہ مدین بعل دیوتا کو پوجتے تھے، اس دیوتا کا ذکر حضرت الیاسؑ کے تعلق سے قرآن مجید مین بھی آیا ہے،

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ	کیا بعل کو پکارتے ہو اور اس سے بہتر پیدا کرنیوالے
الْخَالِقِیْنَ اللّٰہَ رَبَّکُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِکُمُ	کو چھوڑتے ہو، اللہ تمھارا اور تمھارے گذشتہ باپ
الْاَوَّلِیْنَ۔ (صٰفّٰت)	دادؤن کا "رب" ہے،

[1] ملوک دوم ۲۳-۵-۸، [2] سفر العدد ۲۲-۴۱، ۲۵-۳، ۵-۱۲۷،

ہمارے مفسرین نے عکرمہ، مجاہد اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ "بعل" یمن کی زبان مین "آقا" اور "مالک" کو کہتے ہین، اور یہ حضرت الیاسؑ کی قوم کا بت تھا اور اسی لئے عربی مین شوہر کو بعل کہتے ہین[1]، ہمارے مفسرین اور اہل لغت کا بیان بالکل صحیح ہے، لیکن صرف اس تخصیص سے انکار ہے کہ "یہ صرف یمن کی زبان کا لفظ ہے"، صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ تمام سامی زبانون مین پایا جاتا ہے، یہ بھی اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ "بعل" صرف قوم الیاسؑ مین نہین بلکہ اکثر مشرقی سامی قومون مین پوجا جاتا تھا بعلبک ملک شام کا ایک قدیم شہر ہے جو اسی بعل دیوتا کی طرف منسوب ہے روایتون مین ہے کہ یہ دیوتا سونے کا تھا، چودہ ہاتھ لمبا تھا، اور اس کے چار منھ تھے[2]، قرآن مین تین طریقہ سے نام آئے ہین "بعل"[3]، "بعل فغور"[4]، "بعل بریت"[5]،

بعل کے لئے مذبح، قربانگاہ اور ہیکل بنتے تھے[6]، لوبان اور دیگر نجورات ان مین جلائے جاتے تھے[7]، اولاد کو اسکی خاطر آگ مین ڈال دیا جاتا تھا، اور یہ بہترین قربانی سمجھی جاتی تھی[8]، بعل کی پوجا کے لئے خاص قسم کے برتن اور ظروف ہوتے تھے[9]، سامی قومون مین اور مدین کے ہمسایون مین بعل کی پوجا کے یہی سب رسوم تھے، غالباً مدین مین بھی یہی جاری ہونگے،

مستشرقین یورپ کی تحقیق کے مطابق بعل ستارۂ زحل کا نام تھا جس کی دوسری مانوس عربی شکل ہبل ہے، اس کی مدین مین پرستش ہوتی تھی، اور اونٹ (ابل) کی قربانی اسکے لئے سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی[10]،

---

[1] طبری و بغوی، تفسیر آیت مذکورہ [2] لسان العرب، لفظ بعل [3] لسان العرب ج ۱۳، ص ۱۲ [4] [5] [6] بغوی، تفسیر آیت مذکورہ [7] بعل کے متعلق [illegible] [8] [9] [10] [illegible]

Marfat.com

حضرت شعیبؑ اسی قوم مین مبعوث ہوئے اور انکی دعوت سے ایک فرقہ نے خدا پرستی اختیار کی، تفصیل مدین مین گذر چکی ہے۔

ددان یا اصحاب الرکیہ

ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ ددان یا اصحاب الایکہ مدین ہی کے ہم قوم اور ہم نسب تھے، قرآن مجید نے بھی ان دونون کو ایک ہی رشتہ مین منسلک کیا ہے، ان دونون کیلئے ایک ہی پیغمبر حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے، دوسرے طرف انکی ہموطنی لوطؑ کی آبادی سے تھی (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۶) حضرت لوطؑ کے دو بیٹے مواب اور عمون تھے، (تکوین ۱۹-۳۶) قرآن مجید اور نیز توراۃ نے ددان کی مذہبی حالت کی تفصیل نہین کی ہے، اس لئے ہر شخص یہی قیاس کریگا کہ ان کے مذہبی عقائد مدین، مواب اور عمون سے ملتے جلتے ہون گے، یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مدین بعل کی پرستش کرتے تھے، مواب کا دیوتا کموش تھا، عمون ملوک کو پوجتے تھے، ملوک اور بعل تو قطعاً ایک ہین، عبری کا مولک، عربی کا مالک، اور بعل کا ہم معنی ہے، بعل اور مولک دونون کے لئے رسوم بھی ایک ہی قسم کے تھے، دونون پر لوگ اپنی اولاد کی قربانی کرتے تھے،

بنو ادوم یعنی حضرت ایوبؑ کی امت

عرب کا تیسرا ابراہیمی قبیلہ ادوم ہے، اسی قبیلہ مین حضرت ایوبؑ مبعوث ہوئے تھے، قبیلہ ادوم کی مذہبی حالت سے قرآن نے کچھ تعرض نہین کیا ہے، لیکن اس مین کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا ہی اس بات کی شہادت ہے کہ کم از کم قبیلہ کے کچھ افراد راہ راست پر نہ تھے، سفر ایوبؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ مین سورج اور چاند کی پوجا ہوتی تھی، عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ سورج اور چاند کی طرف دیکھکر اپنے ہاتھ چوم لیتے تھے، یہ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ خود ان کے بوسہ دیتے،

سلہ عدد: ۲-۲۵، قضاۃ ۱۱-۲۴، ملوک اول ۱۱-۷، سلہ ملوک اول ۱۱-۷، ۲۳-۲۳، ملوک دوم ۲۳-۱۳-

سلہ سفر ایوب ۱-۳، ۲۷-۲۷، ۲۱-۲۶،

Marfat.com

بنو اسماعیل ہمارے ارباب روایت بیان کرتے ہین کہ حضرت اسماعیلؑ کے بعد ان کی اولاد دین ابراہیمی پر قائم تھی، ان مین رفتہ رفتہ بت پرستی کا شیوع اس طرح ہوا کہ خانہ کعبہ جو پتھر دن سے بنا تھا، ان کے نزدیک مقدس تھا، جب وہان سے کسی اور مقام پر چلنے لگتے تو اس کا ایک پتھر تبرکاً اٹھا لیتے، بعد کو خانہ کعبہ کا امتیاز بھی اٹھ گیا جو پتھر اچھا سا چکنا پڑا مل جاتا اسی کو اٹھا لیتے، اور اس کو اپنے گھر کا دیوتا بنا لیتے[1]

قدیم تحریری شہادتون کے سب سے پہلے، بابل کے کتبات مین ہم کو ۷۴۵ ق م مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبو قیدار اور انباط اشتار یعنی زہرہ کو پوجتے تھے، اشوربنی پال شاہ نینوی، شاہان عرب شمالی کی مفتوحی کی داستان مین کہتا ہے،

"عادیہ ملکہ عرب، عم، لعدی شاہ قیدار مین مفتوح ہوئے اور گرفتار کرکے نینوی لائے گئے اور ایک دوسرے شہزادہ یوتع بن بیرودا (؟) کے بیشمار جنگجو لوگ تباہ و برباد کئے گئے اور ان کے خیمے جلائے گئے اور ایک تیسرا سردار ابی پائی کو مع اس کے ساتھیون کے یعنی یوتع بن حزائیل نامان شاہ انباط اور اشتار کے پوجنے والون کے شکست دی گئی"[2]

ہیروڈوٹس ۴۵۰ ق م مین شہادت دیتا ہے کہ "عرب دو دیوتاؤن کو پوجتے ہین جنکے نام "الیلات" اور "اورتل" ہین، الیلات قمر اور الات ہی، اور تل نہین معلوم کیا ہے"

اصحاب الرس و اصحاب الحجر اسماعیلی قبائل کے بارہ سلسلون مین صرف تین کی نسبت ہمکو کچھ حالات معلوم ہین، قیدما (اصحاب الرس) بنا یوط (اصحاب الحجر) اور قیدار، (اصحاب الرس) کی مذہبی حالت کی قرآن نے کوئی تفصیل نہین کی، صرف مجرم قومون کی فہرست مین ان کا نام لیا ہے، تاہم کئی دوسرے ذرائع بھی اس ظلمت کو روشن نہین کرتے، انباط یعنی اصحاب الحجر کی نسبت قرآن کہتا ہے

---

[1] سیرۃ ابن ہشام ذکر اصنام العرب [2] مسٹر رئیس ہسٹری آف دی ورلڈ (تاریخ مورخین عالم) ص ۱۰۳۴

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا،

پہلی صدی عیسوی کے اوائل کا مورخ اسٹرابو جو اس قوم کا معاصر تھا شہادت دیتا ہے کہ

"مذہبًا یہ سبا والوں کے دیوتا آفتاب کی پوجا کرتے ہین اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ مکانات کی چھتوں پر بناتے ہین، اور اسپر شراب چڑھاتے ہین، اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہین"[1]

اسٹرابو نے جو طریقۂ پرستش بتایا ہے وہ دیگر طریقۂ پرستش کے مطابق ہے، جس کی تفصیل توراۃ کی شہادتوں کے ساتھ ابھی اوپر گذر چکی ہے،

حجر کے نبطی کتبوں مین جو عموماً قبروں کی لوحین ہین، اِن کے دیوتاؤن کے نام بھی ملتے ہین، مثلاً ذوالشریٰ، لات، منوت، ہبل، قیش، عمّی ند، خریش، ان آخری دو ناموں کے علاوہ بقیہ اور دیوتا زمانۂ اسلام تک عرب کے شمالی قبائل مین پوجے جاتے تھے، ذوالشریٰ اوس کا دیوتا تھا، لات ثقیف مین پجتا تھا، اور منوت یعنی مناۃ اوس وخزرج کا معبود تھا، قیش جو عربی مین قیس ہے، گو اس نام کے بت کی تصریح ہم کو کہین نہین ملی، لیکن عرب ناموں مین عبد القیس (قیس کا بندہ یا غلام) اور امرء القیس (قیس کا آدمی) ہم کو ملتا ہے، اور چونکہ عرب اپنے نام دیوتاؤں کی نسبت سے رکھا کرتے تھے، اس لئے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ عبد القیس کا قبیلہ جو گو عدنانی لیکن ایک مدت سے بحرین مین آباد تھا، وہ قیس کے پرستارون مین ہو۔ امرء القیس کا نام عرب کے مختلف قبائل مین نظر آتا ہے، حیرہ کے عدنانی النسل سلاطین مین ایک امرء القیس تھا، کندہ کے آخری شاہزادہ اور عرب کے نامور شاعر امرء القیس کا نام کون نہین جانتا، مصر کے ایک ہمدان عیسائی مصنف کا بیان ہے کہ عربون مین امرء القیس کا نام، رومیون کے مرقس کا معرب ہے[2]، لیکن ہم کو نہین معلوم کہ سامان آرایش وتمدن کے علاوہ عرب مین ناموں کا بھی

[1] گولڈ زیہر مانس آف مدین ص ۲۲۸ [2] العرب قبل الاسلام جرجی زیدان ص ۱۶۶

Marfat.com

قحط تھا. بنآتی کتبات مین اِن دیوتاؤن کے علاوہ اللہ کا نام بھی بحیثیت ایک معبود کے جرنکے نظرآتا ہے[1]

اصحاب الحجر کے کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کے ہان باقاعدہ کاہن ہوتا تھا جو لوگون پر مذہبی جرمانہ کرسکتا تھا، قبرستان کا صحن، حرم کا حکم رکھتا تھا، دوکتبون کے ضروری فقرون کا ترجمہ یہ ہے:-

۱- یہ قبرستان کمکم بنت وائلہ بنت حرم اور اس کی لڑکی کلیبہ نے اپنی اور اپنی اولاد کے لئے طبیہ کے مہینہ مین حارث شاہ انباط محب قوم کے نوین سال جلوس مین۔ ذوالشری اور خریش اور لات، اور عمند اور منوت اور قیس اس پر لعنت کرینگے جو اس قبرستان کو بیچے گا، یا خریدے گا، یا رہن رکھیگا، یا اس مین سے کسی کی لاش نکالیگا یا اس مین کمکم اور اس کی بیٹی اور اس کی اولاد کے علاوہ کوئی اور دفن ہوگا۔ جو اس وصیت کی مخالفت کرے ذوالشری، ہبل اور منوت اسپر پانچ لعنتین بھیجین، اور کاہن اسپر جرمانہ کرے جس کی مقدار ایک ہزار درہم چاندی ہو، . . . . وہب اللات بن عبادہ نے اس کو بنایا"

۲- اس مقبرہ کو عائذ بن کہیل نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بنایا . . . . ذوالشری: خود اور قیس اسپر لعنت کرین جو اسکو فروخت کرے یا خریدے یا رہن رکھے یا دیدے، یا کرایہ پر دے یا اسپر کچھ اور نقش کرائے، یا مذکورۂ بالا اشخاص کے علاوہ یہان کسی اور کو دفن کرے مقبرہ اور اس کی چاردن طرف کی زمین انباط کے اصول کے مطابق حرم مقدس ہے[2]

ہول، اسلام کی انسائیکلوپیڈیا مین لکھتا ہے، کہ اہل یمن کی طرح انباط مین بھی چاند کی

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنس اینڈ ایتھکس، (اخلاق اور مذاہب کی انسائیکلوپیڈیا) صفحہ ۶۶۴ ج ۱،

[2] ان دونون کتبون کا عکس مین نے نہین دیکھا، جرجی زیدان نے Cook کی کتاب

Kalls Semitic Inscriptions Oxford 1903 کے حوالہ سے نقل کیا ہے'

Marfat.com

اور پڑھنے کی حالت میں دو تو ام دیوتا سمجھا جاتا تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں :-

موخر الذکر (انباط) میں بھی ہم چاند کو دو تو ام دیوتاؤں میں منقسم پاتے ہیں، یعنی ذوالشریٰ اپنے کا دیوتا، شرق اور دوم کے پہاڑی کا مقام کا نام تھا) اور اس کا جوڑا اخیر (جنہیں عبرانی میں آفتاب کو کہتے ہیں) ذوالشریٰ خصوصاً تیما پوجا جاتا تھا، بصل اور اس کا جوڑا معوت (جو اسکے بعد تاریخی ایلات (خصوصاً مجی ہندی ہی ایک دیوتا اعراب میں عزیٰ (چمکتی پیشانی والا) یہ خیر لفظ غالباً ذوالشریٰ کی ایک صفت کے طور پر ہے (لفظ عزیٰ

اوس اور خزرج اور ان کے ہم نسب قبائل | ہم نے مدینہ کے قبائل اوس اور خزرج کو جنکا اسلام میں نام انصار ہے ان ہی انباط کی شاخ قرار دیا ہے، اس دعوی کا ایک مزید ثبوت یہ بھی ہے کہ ان دونوں کے بتوں اور دیوتاؤں کے نام ایک ہی ہیں، یا یہ کہو کہ ایک ہی دیوتاؤں کو دونوں نے تھے، ان میں سے ان کی مخصوص دیوی منات تھی، جس کو انباط منوت کہتے تھے، اس دیوی کی مشلل میں قدید کے پاس ساحل بحر احمر کے قریب نصب تھی، جس میں احرام اتارنے کی رسم ادا بنو خزاعہ یہیں ادا کیا کرتے تھے[1]۔ یاقوت نے معجم میں لکھا ہے کہ "منات ایک پتھر کی چٹان تھی، شاید عرب ان اس کے نام سے نذر ادا کیا کرتے تھے، اور ازد کے رؤسا اس سے پکارتے تھے، اور اس کا مندر ان ہی کے ہاتھ میں تھا، اس کو قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں" اوس و خزرج میں امرء القیس (قیس کا دادا) کا نام متعدد دفعہ ملتا ہے[2]، اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ قیس کی ان کے ہم میں داخلی خزاعہ عبد اللہ اور اوس اللہ بھی ان کی زبان سے سنتے ہیں[3]،

لوگوں کے گھروں میں یہ دیوتا ان کی مورتیں رہتی تھیں۔ منات کی مورت لکڑی کی تھی، اور کوئی بڑی تیر کے ایک گھر میں تھی کہ چند آدمی مل کر اس کو اٹھاتے تھے، (ابن ہشام ذکر

[1] صحیح بخاری۔ طبع مصر ۱۳۱۴ھ، ۲ : ۱۵۱ و زرقانی و ابن سعد ذکر بدء منات ابن اسحاق مخدوم،

[2] سیرۃ ابن ہشام ذکر بیعت عقبہ [3] سیرۃ ابن ہشام بیعت عقبہ ذکر ہجرت،

Marfat.com

عقبہ)، ایک شخص ان دیوتاؤن کے اہتمام وانتظام پر مقرر ہوتا تھا، ظہور اسلام کے وقت جو شخص اس عہدہ پر مامور تھا اُس کا نام عمرو بن قیس تھا[1]

اوس وخزرج، روایاتِ عرب اور دیگر قیاساتِ عقلی کی بنا پر ازد اور غسان کی شاخ تھے، اس بنا پر مذہبی حیثیت سے بھی اُن مین اتحاد پایا جاتا ہے، چنانچہ منات دیگر قبائل ازد اور غسان کا معبود بھی تھا، اس کے علاوہ ان قبائل اور ان کی شاخون مین اور بھی چند دیوتا تھے،

نام	مقام	پرستار
۱- اقیصر	حدود شام مین	قضاعہ، لخم، جذام، عاملہ، غطفان
۲- عائم		ازد السراۃ
۳- فلس	حبیس	طی
۴- ذوالشریٰ	"	اوس، ازد
۵- ذوالکفین	"	اوس
۶- باجر[2]	"	ازد
۷- ود	"	کلب بن وبرہ (شاخ قضاعہ)
۸- یغوث	"	انعم (شاخ طی)

ان قبائل مین ستارہ پرستی بھی، لخم، اور جذام ستارۂ مشتری کو پوجتے تھے، اور طی سہیل کے پرستار تھے[3]

[1] سیرۃ ابن ہشام، ذکر منافقین مدینہ۔ [2] ۱۵۲-۲۰۱-۴، کے لئے دیکھو معجم البلدان یاقوت زیر الفاظ قیصر عائم، ذوالشریٰ، ۳- اور ۵ کا حال صحیح بخاری کتاب المغازی، اور ابن سعد سریہ فلس وذوالکفین پڑھو۔

۶- قاموس مین یہ لفظ دیکھو۔ ۷، و ۸، سیرت ابن ہشام مقدمہ،

[3] طبقات الامم ابن صاعد اندلسی، صفحہ ۴۳، بیروت،

Marfat.com

اس لئے ممکن ہے کہ فلس کا ہیکل سہیل ہی کے نام سے بنایا گیا ہو، اور اقیصر، مشتری سے عبارت ہو،

بنو قیدار یعنی عدنانی قبائل

بنو قیدار کے قدیم مذہبی تخیلات کی نسبت مجملاً اشارہ اوپر گذر چکا، اسقدر مسلّم ہے کہ ابتداءً یہ اپنے باپ دادا حضرت اسمٰعیل اور ابراہیم کے مذہب پر تھے، خانہ کعبہ کا رسمِ ابراہیمی کے مطابق حج کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسئلۂ حج کی غلط فہمی سے ان میں سنگ پرستی کا آغاز ہوا[۱] صحیح روایات سے ثابت ہے کہ مکہ اور حجاز میں بت پرستی کا بانی ایک شخص عمرو بن لحی[۲] ہے، اسکے ملک شام سے تعلقات تھے، اور وہیں سے بت لا لاکر اس نے خانہ کعبہ اور اطراف مکہ میں پھیلا دے تھے[۳] اس روایت کی موجودہ تحقیقات سے بھی تائید ہوتی ہے، ہوبل اسلام کی انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے:

"شمالی مغربی عرب میں مکہ سے پٹرا، (رقیم) بلکہ اس سے آگے صحرائے شام (تدمر) اور حوران) تک ایک ہی تخیل، کسی قدر پرانے اور بعض نئے ناموں کے ساتھ پھیلا تھا (ج ۱ ص ۲۸۰)

عدنانی قبائل کا سب سے بڑا بت یا دیوتا ہبل تھا، جو خاص خانہ کعبہ میں نصب تھا لات کا ہیکل شہر طائف میں تھا، مکہ سے چند میل دور مقام نخلہ عزّیٰ نام ایک دیبی کا مسکن تھا، عدنانی قبائل کے یہ تین سب سے بڑے دیوتا تھے، ان پر چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، قربانیاں دی جاتی تھیں، ان کی نذریں مانی جاتی تھیں، لوگ ان کے جاترے کو آتے تھے، ان کے علاوہ مختلف قبائل کے کچھ مقامی دیوتا تھے جن کے نام یہ ہیں:-

نام	مقام	پرستار
سُواع	دومۃ الجندل	قبیلۂ ہذیل
یعوق	ساحل جدہ	بنی ملکان بن خزیمہ بن مدرکہ
نسر	مکہ	

[۱] اخبار مکہ از فاکہی و سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ [۲] صحیح بخاری، ابن ہشام [۳] ابن ہشام

Marfat.com

نام	مقام	پرستار
نائلہ	مکہ	
رضار		بنی ربیعہ بن کعب
ذوالکعبات	شداد (حدود عراق)	قبیلۂ ایاد
جبار	عکاظ	ہوازن
مناف	"	قریش
اوال	"	بکر و تغلب
محرق	"	بکر و ربیعہ
یالیل	طائف	ثقیف
ذوالخلصہ	تبالہ	خثعم و بجیلہ
شعیر	"	عنزہ
فرائض	"	سعد العشیرہ

بعض قبائل ستارہ پرست تھے، لیکن جو عدنانی قبائل ہیں بہت بڑا قبیلہ تھا شعیریٰ پوجتا تھا، قبیلہ کنانہ چاند کا پرستار تھا، اسکا قبیلہ عطارد کی پرستش کرتا تھا، تمیم، ستارہ دبران پوجتے تھے، قریش اور انکے دیگر ہم نسب قبائل جس بت کو پوجتے تھے، ہمارے قدیم علمائے لغت تو کچھ نہیں بتاتے، مگر حسب تحقیقات موجودہ درحقیقت ستارہ زحل تھا،

جنات اور جنوں کے نام | لغت کی کتابوں میں مستند اور پرانے جنوں کے نام ملتے ہیں جنکی نسبت یہ تفصیل نہیں معلوم کہ یہ کس قبیلہ کے تھے اور عرب کے کس بت خانہ میں ان کی پرستش

Marfat.com

ہوتی تھی. مثلاً کُسعہ[1]، جُہمہ[2]، جریش[3]، شارق[4]، عوف[5]، بجہ[6]، یہ نام علامہ فیروز آبادی کی قاموس سے التقاط کیے گئے ہین، عرب مین ایک اور بت، تھا جس کو دُوار کہتے تھے، عورتین اور نوجوان لڑکیان اس کی چاروں طرف طواف کرتی تھین، چنانچہ امرء القیس کہتا ہے

فعنّ لنا سرب کان نعاجہ عذاری دوار فی ملاء مذیل

ہمارے سامنے ہرنوں کا گلہ آیا جس کی ہرنیاں، "دوار" کی ناکتخدا لڑکیاں معلوم ہوتی تھین، جو بڑے بڑے دامن کی چادرین اوڑھے ہوں

گذشتہ صفحات مین جن بتون اور دیوتاؤن کے نام لکھے گئے ہین، گو وہ بہت تفحص اور تلاش سے جمع کیے گئے ہین، تاہم اُن کی اصلی تعداد کا احاطہ نہین ہو سکتا، بخاری مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ مین داخل ہوئے ہین، تو اس وقت خلیل بت شکن کا معبد ۳۶۰ بتوں کا مسکن تھا، یہ خانۂ کعبہ کے اندر کے بتون کی تعداد ہے، اس کے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ مین جو بت بچ رہے تھے، ان کی کثرت کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے، قاعدہ کے مطابق خاص بنائے ہوئے بتون کے علاوہ عربون کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ راستہ چلتے چلتے جو اچھا سا پتھر بھی ان کو مل جاتا اس کو دیوتا بنا لیتے تھے، اگر کبھی اُس سے اچھا پتھر ملگیا تو پہلے کو پھینک کر اس کے آگے سر جھکا دیتے تھے، اگر بدقسمتی سے کوئی پتھر ہاتھ نہ آتا تو مٹی کا گول پنڈ بنا کر، بکری کا دودھ اُس پر ڈالتے تھے، اور پھر وہ دیوتا بن جاتا تھا[7]، عرب مین ایک قبیلہ تھا، جس نے آٹے کی مورت بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی تھی[8]،

اِن پتھر اور مٹی کی مورتون کے علاوہ، بھوت پریت پر بھی اُن کا اعتقاد تھا، اُن کو خدا سمجھ کر یا خدا کا مقرب سمجھکر پوجتے تھے[9]، عرب مین ایسے لوگ بھی موجود تھے، جو ایک خدائے اعظم کے قائل

[1] صحیح بخاری، فتح مکہ [2] صحیح بخاری، وفد بنی حنیفہ [3] سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ [4] صحیح مسلم، کتاب التفسیر

Marfat.com

تھے، لیکن اس کے ساتھ وہ جنون کو اور فرشتون کو بھی اس لئے پوجتے تھے کہ ان کو وہ خدا کا مقرب، اور اپنا سفارشی سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ خدا کی بیٹیان ہین،

خانۂ کعبہ مین ۳۶۰ بت تھے، یہ کل پتھر کی مورتین نہ تھین کہ اتنی تعداد تو کعبہ کی وسعت مین سما بھی نہین سکتی تھی، بلکہ ان مین ایک خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی دیوارون پر بزرگون اور دیوتاون کی تصویرین بنی ہوئی تھین، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا، اس لیے ہر فرقہ کے معبود، اور بزرگان دین کا اس گھر مین مجمع تھا، چنانچہ بتون کو چھوڑ کر خانۂ کعبہ کی دیوارون پر، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کی تصویرین تھین اس سے کعبہ کے یہودیون، اسماعیلی عربون اور عیسائیون کے لئے بھی مرجع القلوب بننے کا دعویٰ سمجھا جا سکتا ہے، بعض ارباب فکر نے کعبہ کے ۳۶۰ بتون کی تشریح یہ کی ہے کہ سال کے ہر دن کے لئے ایک نیابت تھا، سال کے ۳۶۰ دنون کی تقریبی مدت کے لئے ۳۶۰ بت تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ تشریح اس لئے صحیح نہین کہ تمام اصنام ایک قوم یا قبیلہ کے معبود نہ تھے، بلکہ جدا جدا قومون اور جدا جدا قبیلہ کے تھے، اور در ایک کعبہ مین اس لئے جمع کر دئے گئے تھے کہ تمام عرب کی مرجعیت اس کے بغیر قائم نہین رہ سکتی تھی،

عرب مین دیگر مذاہب کا وجود | بت پرستی کے علاوہ، عرب مین بعض اور مذاہب بھی موجود تھے، بلکہ ان مین ایسے لوگ بھی تھے جو ملحد اور بے دین تھے، عربون مین قیامت اور دوبارہ زندگی کے انکار کا خیال عام طور سے پایا جاتا ہے، عام مذاہب مین سے چار مذہبون کا وجود عرب مین غیر مشکوک طریقہ سے تھا، صابئیت، مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت صابئیت یعنی ستارہ پرستی زیادہ تر اہل یمن مین نظر آتی ہے، اور کسی قدر شمالی عرب مین بھی اس کا سراغ ملتا ہے، اور یہ نہایت قدیم زمانہ سے عرب مین موجود معلوم ہوتا ہے، مجوسیت نے عرب پر بہت کم اثر ڈالا تھا، حالانکہ

سیاسی حیثیت سے آخر زمانہ مین اہلِ ایران یمن عمان اور دیگر ساحلی مقامات پر قابض تھے، کیقباد کے عہد مین امراء القیس کے باپ حجر آکل المرار شاہ کندہ نے مجوسیت اس لئے اختیار کر لی تھی کہ شاہِ ایران کا وہ ملک عرب مین نائب بن سکے، اس کے علاوہ اور بھی خال خال مجوسی تھے، قبیلۂ تمیم مین زرارہ بن عدس، اور اس کا بیٹا حاجب اور اقرع بن حابس، اور اسود بھی اسی مذہب کے پیرو تھے،

عیسائیت شام کا شاہی مذہب تھا، اسی لئے شمالی عرب کے وہ قبائل، جو حدودِ شام مین جاکر آباد ہو گئے تھے، انھون نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا، چنانچہ لخم، جذام، عاملہ، غسان، بہراء، سلیح وغیرہ قبائل مین عیسائیت عام تھی، حدودِ شام کے عرب رؤسا جبلہ غسانی کہتے ہین عیسائی تھے، حدودِ شام سے بڑھکر عیسائیت کی تبلیغ حیرہ و عراق تک پہنچ چکی تھی، اور تنوخ کے قبیلے جو عراق کی سمت مین پھیلے تھے عیسائی تھے، حیرہ کے عرب بادشاہون نے گو مستقل طور سے عیسائیت قبول نہین کی تاہم اس بنا پر کہ ان کے حرم مین عیسائی عورتین تھین، ان مین متعدد بادشاہ عیسائی ہو گئے تھے، حیرہ مین ان ہی عورتون نے دیر اور کلیسے بنوائے تھے، یہان راہب لوگ رہتے تھے، اور ان کے ذریعہ سے یہان نوشت و خواند کا کسی قدر رواج تھا، چنانچہ سابق حیرہ کے باشندے ان ہی دیرون مین مورخین اسلام نے قلمبند کیے تھے،

اندرونِ عرب مین بھی عیسائیت کے نشانات ملتے ہین، طے کا قبیلہ جو نجد کے قریب آباد تھا، قبیلۂ قریش کے خاندان بنی اسد مین چند آدمی عیسائی ہو گئے تھے، جن مین قبیلہ کے اول کا نام ورقہ ابن نوفل بھی صحاح مین مذکور ہے، عثمان بن حویرث بھی اسی خاندان کے ایک عیسائی تھے، اوس و خزرج مین بھی ایک دو آدمی عیسائی تھے، جنوبی عرب مین نجران ایک مقام تھا، وہان تو تمام تر لوگ عیسائی تھے، وہان کلیسا بھی تھا، جس مین راہب رہا کرتے تھے،

Marfat.com

یمن کے اندر باوجود اس کے کہ عیسائی حبشیون نے ۵۰۰ء برس حکومت کی، عیسائیت فروغ نہ پا سکی، تمام سلاطینِ یمن مین عبد کلال نام ایک بادشاہ صرف عیسائی تھا، لیکن بجائے اس کے یہودیت نے یہان بڑا برگ وبار پیدا کیا، حمیر یہودی تھے بنی کندہ بنی الحارث بن کعب اور کندہ مین بھی یہودیت تھی، یثرب سے شام تک عرب کے اکثر سبز مقامات یہودیوں کے قبضہ مین تھے، بنو قریظہ، بنو قینقاع، اہل خیبر تمام کے تمام یہودی[1] تھے، یثرب یعنی مدینہ منورہ مین یہودیوں کی آبادی تھی، یہان ان کا ایک بیت المدراس تھا، جہان علماے یہود اپنی مذہبی کتابین عربی زبان مین ترجمہ کرکے سامعین کو سنایا کرتے تھے[2]، یثرب مین یہودیون کے مذہبی تقدس کا اتنا اثر تھا کہ اوس و خزرج کے قبیلون مین لوگ نذر مانتے تھے کہ بچہ اگر زندہ رہا تو اس کو یہودی بنائین گے[3]،

پروفیسر ڈوزی جو عربی کا بہت بڑا عالم جرمنی مین گذرا ہے، اس نے "مکہ مین بنی اسرائیل" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جسمین یہ ثابت کیا ہے کہ بنی اسرائیل شام سے بھاگ کر حجاز کے شہر مین آکر آباد ہو گئے تھے، اور کعبہ ان ہی کا بنایا ہوا معبد ہے جسکو انھون نے ہبعل (بعل) دیوتا کے نام سے جس کو وہ اکثر گمراہی کے زمانہ مین پوجا کرتے تھے تعمیر کیا تھا، عربون مین اس دیوتا کا نام ہبل مشہور تھا، اور جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ تک خانہ کعبہ مین نصب تھا

پروفیسر موصوف کے اس نظریہ نے گو جرمنی کے اکثر یہودی علما مین بڑا اثر و شہرت پیدا کر دی ہے لیکن ہم مسلمانون کا جہان تک تعلق ہے، اس رائے مین صرف اتنی ترمیم چاہتے ہین، کہ یہ بنی اسرائیل نہیں بلکہ اسرائیل کے عم زاد و بھائی بنی اسمٰعیل آکر آباد ہوے تھے اس لئے کعبہ بنی اسرائیل نے نہیں بلکہ ان کے دادا ابراہیم نے تعمیر کیا تھا، وہ "ہبل" کے نام سے نہین بلکہ خداے عزوجل کے نام سے بنایا گیا تھا،

---

[1] بہ ترتیب بیانات مذکورہ معارف ابن قتیبہ اور یعقوبی ج اول ص ۱۸۹ سے ماخوذ ہین (مصنف)

[2] ابوداؤد [3] ڈوزی کی تاریخ مسلمان اسپین کا مقدمہ ترجمہ انگریزی

قرآن مجید

اور

مذاہبِ عرب قبلِ اسلام

گذشتہ صفحات مین عرب کے مذاہب کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اُس سے ظاہر ہوگا۔ کہ اسلام کو آغازِ بعثت مین کسی ایک سے نہین، بلکہ سیکڑون مذاہب اور مختلف الاصول عقائد سے برسرِ پیکار ہونا پڑا، یہ پڑھ چکے ہو کہ عرب، اختلافِ عقائد اور کثرتِ مذاہب کی بنا پر گویا کائنات مذہبی کا عالمِ اصغر تھا، اور تعجب نہین کہ قرآن کے نزول کے لئے عرب کی سرزمین کا انتخاب منجملہ اور وجوہ کے ایک اس بنا پر بھی ہو کہ یہاں بحث و مناظرہ کے لئے اسکو ہر قسم کے مخاطب اور ہر مذہب کے وکیل ملجائینگے،

۱۔ مذہب کی ابتدائی تاریخ کا مظہر یعنی "اعاظم پرستی"[1] عرب مین موجود تھی صحیح بخاری مین عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ "عرب کے مشہور بت لات، ودّ، یغوث، وغیرہ پہلے زمانہ کے بزرگون کے نام ہین، بعد مین اہلِ عرب اُن کی مورتین بنا کر پوجنے لگے" قرآن مجید کی ذیل کی آیت پاک مین اسی مذہب کی تردید کرتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ — خدا کے سوا اور جنکو پکارتے ہو وہ تمھاری ہی طرح

[1] یعنی ہر اُس شے کی پرستش جو انسان کی نظر مین بڑی معلوم ہو۔

عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (اعراف)	"مخلوق" ہین،
اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	آسمان وزمین مین جو بھی ہے وہ خدا کے سامنے "غلام"
اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم)	بنکر آنے والی ہے،

قرآن مجید نے جابجا کائنات کی ہستیون کو خدا کا مخلوق بیان کیا ہے، اس سے مقصود یہی ہے کہ یہ چیزین لائق پرستش نہین ہین، اوپر گذر چکا ہے کہ انسان پہلے گھنے درخت، اونچے پہاڑ، ہیبت ناک جانور، روشن چاند، اور چمکنے والے سورج اور ستارون کی پرستش کرتا تھا، کیونکہ یہ چیزین اسکو بڑی اور اپنی ہستی ان کے آگے حقیر نظر آتی تھی، قرآن نے اس کی تردید کی :-

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ (حج)	کیا نہین دیکھتے کہ آسمان وزمین مین جو بھی ہے، اور چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، اور جانور سب خدا کے آگے سر جھکاتے ہین،

۲- اس کے بعد "قوی پرستی" کا درجہ ہے، قرآن مجید مین بیسیون مقام پر قوائے فطرت کو خدا کا مخلوق اور اس کے حکم سے انسان کا تابع فرمان بیان کیا ہے، اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ جو چیزین خود انسانون کے لئے بنائی گئی ہین، انسان کا اُن کو اپنا معبود ٹھہرانا انتہائی حماقت ہے،

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (حج)	کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ نے خشکی مین جو کچھ ہے اور کشتیان جو تری مین چلتی ہین ان کو تمھارا تابع فرمان کر دیا ہے، وہی آسمانون کو روکے ہے کہ زمین پر نہ گرین لیکن اس کے حکم سے،
وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ (نحل)	اور اسی نے سمندر کو مسخر کیا،
اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ	وہ اللہ جس نے سمندر کو تمھارے تابع کر دیا تاکہ کشتیان

فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ، وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ ، (جاثیہ)

اس کے حکم سے جہاز چلین اور خدا کی روزی ڈھونڈ
اور شکر کرو اور جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے
سب کو اپنی طرف سے اس نے تمھارے قابو مین کر دیا ہے

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا
وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ، وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ
بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ
الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ
يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ

وہی ہے جو خوف اور امید کی حالت مین تمکو بجلی کی
چمک دکھاتا ہے اور (پانی سے) بوجھل بادلون
کو اٹھاتا ہے اور وہی ہے جسکی حمد و تسبیح بادلون
کی گرج اور فرشتے اس کے خوف سے کرتے ہین اور
وہی بجلیون کی کڑک بھیجتا ہے اور جسپر چاہتا ہے اسکو

اس کے ہم معنی قرآن مجید مین اور بہت سی آیتین ملین گی،

۳۔ تیسرا درجہ "ستارہ پرستی" کا ہے، جس مین چاند اور سورج کو اپنی عظمت کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے قصہ مین ستارہ پرستی کی نہایت روشن مثال کے ساتھ تردید کی گئی ہے، اس کی مزید تفصیل صابئیت کے ذکر مین آئیگی۔

مخصوص ستارون کی پرستش کی متعلق اوپر گذر چکا ہے کہ مشہور قبیلہ قیس ستارہ شعریٰ کا پرستار تھا۔ قرآن

وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ، (نجم) اور وہی خدا شعریٰ کا مالک ہے،

قبیلہ کنانہ چاند کو اور حمیر آفتاب کو پوجتے تھے، قرآن مجید ان کو خطاب کرکے کہتا ہے:

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ (فصلت) آفتاب و ماہتاب کو سجدہ نہ کرو،

قوم سبا کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتی تھی، قرآن ایک بے زبان پرندہ کی زبانی ان کو الزام دیتا ہے:-

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ، (نمل) خدا چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین۔

عرب کے مستند مذاہب | قرآن مجید کے نزول کے وقت عرب مین جو مستند مذاہب رائج تھے وہ حسب ذیل تھے، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، صابئیت، حنفیت، حنفیت کے علاوہ اور مذہب کو قرآن نے یکجا بیان کیا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ (بقرہ)	جو ایمان لائے ہین (مسلمان) جو یہودی بنے ہین اور نصاریٰ اور صابی،
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی (مائدہ)	جو ایمان لائے ہین جو یہودی بنے ہین اور صابی اور نصارائے،
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا، (حج)	جو ایمان لائے ہین جو یہودی بنے ہین اور صابی اور نصارائے اور مجوس اور جو مشرک ہین،

اب ہم بہ ترتیب ایک ایک مذہب کو لیکر بیان کرتے ہین،

یہودیت | یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہودیت عرب کے کن قبائل مین تھی؟ یہان یہ سوال ہو کہ کیا عرب کے یہودی دوسرے ملکون کے یہودیون سے کچھ الگ اعتقاد رکھتے تھے؟ قرآن مجید نے عرب کے یہودیون کے ذمائم اخلاق کو تو کھول کھول کر بیان کیا ہے، لیکن ان کے اعتقادات پر کوئی خاص حملہ نہین کیا، صرف ایک موقع پر یہ آیت ہے،

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ (توبہ)	یہودیون نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین،

عزیر سے مراد عزرا کاہن ہین، جنھون نے توراۃ کو اپنے اعجاز سے دوبارہ زندہ کیا۔ معترضین اسلام کا بیان ہے کہ یہودیون مین عزیر کی ابنیت کا کوئی عقیدہ نہین ہے اس لئے قرآن کا یہ دعویٰ سراسر خلاف واقع ہے، اس اعتراض کا سرسری جواب تو جیسا بیضاوی نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرآن

ابنیت کے مسئلہ مین یہ کس اگلی قوم کے عقیدہ کی نقل اتارتے ہین، درحقیقت یہ تخیل تمام بت پرست قومون کی میتھالوجی کا جزو رہا ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ عیسائیون نے جس قوم سے اس عقیدہ کو حاصل کیا وہ اہل مصر ہین، اور یہودی فرقہ نے عیسائیون کی دیکھا دیکھی یہ کلمہ منہ سے نکالا۔

عیسائیت عرب مین عیسائیون کا کونسا فرقہ آباد تھا؟ خود عرب مین تو عیسائی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ سے ناپید ہین، اس لئے عیسائیون کا ہر فرقہ مدعی ہے کہ وہ ہمارے ہم مذہب تھے؛ ابوالفرج ملطی جو چھٹی صدی مین ایک یعقوبی العقیدہ عرب عیسائی مورخ تھا، بوثوق تمام کہتا ہے کہ "عرب تمامتر یعقوبی (جاکوبائیٹ) تھے"[1] اس کی تائید کا عیسائی محشی جو بیروت کا ایک مشہور لیتھولک فاضل ہے دعویٰ کرتا ہے کہ "نہین وہ کیتھولک تھے"، کیونکہ کیتھولک رومیون کے ساتھ ان کے تعلقات تھے، ڈریپر کا منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسطوری تھے، ہم کو حافظ کا فیصلہ پسند ہے ؎

بیا کاین داور بہارا بہ پیش داور اندازیم

خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید مین عیسائیون کے عقیدون کی چار مقام پر تردید کی گئی ہے،

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ (نساء)	اے اہل کتاب اپنے دین مین حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو اور خدا کی نسبت حق بات کے سوا کچھ اور منھ سے نہ نکالو، مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح صرف خدا کے رسول تھے، اور اس کا حکم ہو مریم تک پہنچایا گیا اور اس کی طرف سے ایک (مقدس) روح تھے پس خدا اور اس کے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو اس سے باز آؤ یہی تمھارے لئے بہتر ہے خدا تو ایک ہی خدا ہے اور اس سے پاک ہو کہ اس کے کوئی لڑکا ہو،

[1] تاریخ مختصر الدول ملطی مطبوعہ بیروت، صفحہ ۱۴۸ [2] معرکۂ مذہب و سائنس،

دوسری آیت :-

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (مائدہ ۷)

وہ کافر ہین جو کہتے ہین کہ یہی مسیح ابن مریم خدا ہین،

تیسری آیت :-

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (مائدہ)

وہ کافر ہین جو کہتے ہین کہ خدا تین مین کا تیسرا ہے، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہین،

چوتھی آیت :-

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اے مریم کے بیٹے عیسےٰ! کیا تم نے لوگون سے کہا کہ خدا کے سوا مجھکو اور میری ماں کو بھی دو خدا مانو،

ہمارے ملک کے عیسائی اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے ہم عیسائیون کی طرف مختلف قسم کے عقائد منسوب کیے ہین جو ہمارے نہین مثلاً حضرت مریمؑ کو خدا سمجھنا، اور صرف حضرت عیسیٰؑ کو خدا سے واحد ماننا، ان مین سے کوئی چیز ہمارے اعتقادات مین داخل نہین لیکن شاید ان بیچارون کو معلوم نہین کہ پندرھوین صدی عیسوی کا پیدا شدہ پروٹسٹنٹ فرقہ چھٹی صدی کے عرب مین موجود تھا، عرب، نسطوری، یعقوبی، ماردنی اور ملکانی فرقے کے عیسائی آباد تھے، جن کے عقائد یورپ کے نئے فرقون سے الگ تھے،

پہلی آیت عیسائیت کے اُن تثلیث پرست فرقون سے متعلق ہے، جو باپ بیٹے اور روح القدس تینون کی مستقل الوہیت کے قائل ہین، اس آیت مین ان کے عقیدہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ کو یا لوگس کے صحیح معنی بھی بیان کیے گئے، جس کی صحیح تعبیر مین عیسائی فرقے باہم ایک دوسرے سے ایک مدت سے معرکہ آرا تھے، دوسری آیت جس مین یہ بیان ہے کہ مسیح ہی خدا ہے، یہ یعقوبی

فرقہ (جاکوبائیٹ) کی تردید ہے، اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح کی ایک ہی ذات خود خدا ہے، اُس مین شائبہ انسانیت (ناسوتیت) نہین وہ خدا ہی تھا جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ تیسری آیت نسطوری (نسٹورین) اور ملکانی (کیتھولک) فرقہ کی تردید مین ہے، جو اس بات کے مدعی ہین کہ باپ (اِلٰہ کامل ہے، بیٹا لاہوتی وناسوتی دونون سے مرکب ہے، روح القدس الوہیت کا تیسرا عنصر (اقنوم) ہے،

جس آیت مین مریمؑ کی خدائی کا ذکر ہے وہ عیسائیون کے اُن فرقون کی تردید مین ہے جو اقانیم ثلثہ کے ساتھ مریم کو خدا کی ماں کی حیثیت سے لائقِ پرستش جانتے تھے نسطوری فرقہ خاص اسی مسئلہ کے سبب سے رومن کیتھولک سے الگ ہے، کیونکہ نسطوری مریم کو لائق پرستش نہین سمجھتا تھا: اور اسی لیے اس کو قسطنطنیہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔ مارونی یا مرکبی فرقہ یہان تک بڑھا کہ اس نے باپ، بیٹے اور روح القدس کی جگہ باپ، بیٹے، اور بیٹے کی ماں کو مانا، عرب مین عورتون کا ایک فرقہ تھا جو مریم کو خدا سمجھکر پوجتا تھا[۱]۔ علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ ان مین بریرانی فرقہ تھا جو مسیحؑ اور مریم دونون کو خدا سمجھتا تھا[۲]،

روح القدس کو عیسائیت کے اکثر فرقے حضرت عیسےٰؑ کے ساتھ الوہیت کا تیسرا قنوم سمجھتے ہین، مسلمانون کے اعتقاد کے مطابق روح القدس فرشتہ کا نام ہے اسی لیے قرآن مین

وَلَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (بقرہ)	اور خدا یہ حکم تم کو نہین دیتا کہ فرشتون اور پیغمبرون کو خدا بناؤ، کیا اسلام لے آنے کے بعد تم کو کفر کا حکم دیگا،

---

[۱] ڈریپر معرکۂ مذہب و سائنس و ترجمہ قرآن سیل، مقدمہ صفحہ ۲۷ [۲] بڑمانیکا، طبع ۱۱ لفظ مریم [۳] فصل فی الملل والنحل جلد ۱ ص ۴۸،

Marfat.com

اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک عرب مین کن کن فرقون کے عیسائی آباد تھے،

خدا جانے کن اسباب سے عربون کو حضرت عیسیٰؑ سے محبت نہ تھی، اور اسی لئے وہ اسلام سے بھڑکتے تھے، وہ کہتے تھے کہ عیسائیوں کے خدا کا بیٹا ہمارے دیوتاؤن سے کس بات مین اچھا ہے

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا	جب ابن مریم کا حال بیان کیا جاتا ہے تو تیری
قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ، وَقَالُوا ءَ	قوم اس سے ہنستی ہے، کہتے ہین کہ ہمارے دیوتا
اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ (زخرف)	اچھے ہین یا وہ،

اس آیت سے عیسائیون کے اس دعوے کی بنیاد کھوکھلی ہو جاتی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین عیسائیت کو بڑا فروغ اور قبول عام حاصل تھا،

مجوسیت مجوسیت ایران کا قدیم مذہب ہے جس کا بانی زرتشت بتایا جاتا ہے، زرتشتی خود اپنے کو مجوس نہین کہتے، عربی مین مجوس کا لفظ یونانی سے آیا ہے، یونانی انکو "میجوس" کہتے ہین، اصل فارسی لفظ "مُغ" ہے۔ مجوس، یزدانؑ، اور ہرمن دو خداؤن کے قائل تھے، ایک فاعل خیر (یزدان) اور دوسرا فاعل شر (اہرمن) یزدان کو نور اور اہرمن کو ظلمت سے بھی تعبیر کرتے تھے

قرآن نے عرب کے مجوسی اعتقاد کا ابطال بھی ضروری سمجھا، چنانچہ کہتا ہے:

قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوٓا إِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا	خدا نے فرمایا کہ دو خدا نہ بناؤ، خدا تو ایک ہی ہے،
هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ. (نحل)	

میری رائے مین قرآن مجید کی یہ آیتین،

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور)	خدا آسمان و زمین کی روشنی ہے،
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	حمد ہو اس اللہ کی جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا،
وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ (انعام)	اور تاریکی اور روشنی کو بنایا،

ان ہی مجوس کے دین ہے :-

مجوس کا نام ایک ہی دفعہ قرآن مین آیا ہے، سورۂ حج مین ،

صابئیت | قرآن مجید مین صابئین کا نام جیساکہ اوپر کی آیتون مین گذر چکا ہے، تین دفعہ آیا ہے، لیکن نام کے علاوہ کچھ اور حقیقت واضح نہین کی ہے ، اس لئے اسکی تحقیق کہ اس مذہب کے اصول کیا تھے ، اس کا مولد کہان تھا ، اس کا بانی کون تھا ؟ کس کے نام سے یہ فرقہ قائم تھا ، بہت کم کی جاسکی ہے ، حالانکہ دین حنیف جس کی جانشینی کا مذہب اسلام مدعی ہے ، اس کی حقیقت کا انکشاف بہت کچھ صابئی مذہب کے فہم و تشریح پر منحصر ہے ، مفسرین ، شراحِ حدیث ، اربابِ لغت ، اور مورخین بھی صابئیت کی تعیینِ حقیقت مین نہایت مختلف الرائے ہین ، ان مختلف اسباب سے ہم اس داستان کو ذرا پھیلا کر لکھنا چاہتے ہین ،

مختصر حال | صابئین کا اصل مولد بابل تھا ، آغازِ باب مین بتایا جاچکا ہے کہ اس ملک مین ستارہ پرستی کا رواج مدت سے تھا ، اسی کے ساتھ ان مین ارواح پرستی بھی تھی ، ستارون کے ہیکل ان کے معبد تھے ، عربی اور انگریزی دونون شہادتون سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ عراق کا نہایت قدیم مذہب تھا ، رفتہ رفتہ سیاسی انقلابات کے ساتھ ساتھ ان پر جو مذہب غالب آتا گیا ، ان کے کچھ اجزا اس مین شامل ہوتے گئے ان مین بنی اسرائیل کی یہودیت ، ایرانیون کی مجوسیت ، یونانیون کا فلسفہ ، رومیون کی عیسائیت ، ہر چیز مین سرایت کرگئی تھی ، خدائے واحد پر ان کا اعتقاد تھا ، لیکن ستارون کی ارواح کو خدا اور اس کے بندون کے درمیان واسطہ سمجھتے تھے ، تین وقت ستارون کی پوجا کرتے تھے[1] صبح کو تا طلوعِ آفتاب ، دوپہر کو عین زوال کے وقت ، شام کو آفتاب کے ڈوبنے تک ۔ ان کا اعتقاد تھا کہ تمام ستارون کا مرکز قطب

[1] اسی لیے ان تین اوقات مین اسلام مین نماز جائز نہین کہ تشابہ نہو ،

Marfat.com

شمالی ہے، تمام ستارے آفاقِ عالم سے ہر وقت اپنی جگہ سے ہٹتے اور بڑھتے رہتے ہین، لیکن قطب کا تارا ہمیشہ ایک حال پر اپنی جگہ پر قایم رہتا ہے، اس لیے وہ قبلہ ہے، اسی طرف منھ کرکے وہ اپنی دُعا اور مناجات پڑھا کرتے ہین، دن مین تین دفعہ ہر نماز کے لیے انکو غسل کرنا پڑتا ہے،

مسلمانون کے بیانات

اس تفصیل کے بعد اس مذہب کے متعلق مفسرین کے الفاظ سننے چاہئین حافظ ابن کثیر نے سورۂ بقرہ کی آیت وَالصَّابِئِينَ کی تفسیر مین تمام اقوال نقل کر دیے ہین:-

مجاہد، عطا، سعید بن جبیر، سفیان ثوری، — صابی یہود و نصاریٰ اور مجوس کے بین بین ایک قوم ہے جس کا کوئی خاص مذہب نہین،

ابو العالیہ، ربیع بن انس، سدی، جابر بن زید — صابی اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے، جو زبور پڑھتا ہے،

اسحاق بن راہویہ، — یہ مجوس کے مشابہ ہین، فرشتون کو پوجتے ہین،

حسن بصری، — صابی فرشتہ پرست ہین، زبور پڑھتے ہین اور قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہین،

ابو جعفر رازی، قتادہ، — صابی ایک قوم ہے جو عراق کے قریب کوثیٰ مین رہتی ہے، تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتی ہے، ہر سال ۳۰ روزے رکھتی ہے، پانچ وقت یمن کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتی ہے

ابو الزناد، — صابی وہ مذہب ہے جو خدا کی توحید کا قائل ہو لیکن اس کے پاس کوئی شریعت نہو،

وہب ابن منبہ، — صابی موصل مین ایک قوم ہے جو توحید کی

عبد الرحمٰن بن زید، —

Marfat.com

خلیل،	قائل ہے۔ لیکن عبادات، کتاب الٰہی اور پیغمبر سے محروم ہے،
مجاہد، حسن بصری، ابن ابی نجیح (بروایت قرطبی)	صابئی مذہب عیسائیوں سے ملتا جلتا ہے،
بعض علماے متاخرین	انکا قبلہ باد جنوب کے بہنے کا رخ ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت نوحؑ کی شریعت پر ہیں،
امام رازی	یہ ایک قوم ہے جس کا مذہب یہود و مجوس سے مرکب ہے۔
	حاصل یہ ہے کہ یہ موحد ہیں لیکن تاثیر کواکب کے قائل ہیں۔
حافظ ابن کثیر	صابئی ستارہ پرست قوم جو ستارہ کو اس اعتقاد سے پوجتی ہے کہ خدا نے اس کو قبلہ بنایا ہے اور تدبیر عالم اس کے سپرد کیا ہے۔
	مجاہد اور انؒ کے پیرؤوں، اور وہب بن منبہ کا قول درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ یہود، نہ عیسائی، نہ مجوس اور نہ مشرکین کے مذہب میں ہیں، بلکہ سادہ غلطیت پر قائم ہیں کسی خاص مذہب کے متبع نہیں،

ابن ندیم نے فہرست کے ایک طویل باب میں صابئین کا ذکر کیا ہے، اور ان کے تمام اعمال و عقاید لکھے ہیں کہ یہ اپنے کو حضرت ابراہیمؑ کے پہلے کے پیغمبر حضرت نوحؑ اور شیثؑ کا پیرو کہتے ہیں، ایک

Marfat.com

صحیفۂ شیث بھی ان کے پاس ہے، جس مین اخلاقی باتین درج ہین،

علامہ ابن تیمیہ نے صابئین کی تحقیق پر "الرد علی المنطقیین" مین جو کچھ لکھا ہے، وہ محققانہ ہے، ہم اس کا یہان لفظی ترجمہ کر دیتے ہین :-

"اُن صابئین کا خاص مرکز حران تھا، حضرت ابراہیمؑ یہین پیدا ہوئے تھے، یا عراق سے یہان آئے تھے، دونون قول ہین، یہان علت اولیٰ، عقلِ اول اور نفسِ کلیہ کے ہیکل تھے، نیز زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد، اور قمر کے ہیکل تھے عیسائیت سے پہلے انکا یہی مذہب تھا، عیسائیت کے بعد، ان مشرک صابئین کے بقا کے ساتھ ساتھ ان مین عیسائیت پھیلی، یہان تک کہ اسلام آیا اور وہاں یہ صابئین اور فلاسفہ حکومت اسلامی مین آخر وقت تک موجود رہے، ان ہی مین سے وہ صابئین تھے جو بغداد وغیرہ مین طبیب یا منشی تھے، ان مین سے بعض اسلام نہ لائے چوتھی صدی مین فارابی جب حران گیا ہے، تو انہی سے فلسفہ سیکھا ..... اہل دمشق وغیرہا کا مذہب بھی عیسائیت سے پہلے یہی تھا، انکی نماز کا قبلہ قطب شمالی تھا، اسی لیے دمشق مین بہت سی کہنہ مسجدین ہین جن کا ایک قبلہ قطب شمالی کیطرف بھی ہے، دمشق کی جامع مسجد کے نیچے ایک بہت بڑا معبد ہے، جس کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے، یہ ان ہی لوگون کا معبد ہے"[1]

علامۂ موصوف نے اس کے بعد صابئین کی دو قسمین کی ہین، ایک موحدین، یہ وہ ہین جنھون نے حضرت ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کی، دوسری جماعت وہ تھی جو مشرک تھی، قرآن شریف نے دو جگہون سے صابئین کا ذکر کیا ہے، ایک مین اول کا ذکر ہے اور دوسرے مین دوم کا۔

علامۂ ابن حزم ظاہری نے ملل مین لکھا ہے کہ صابئیت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے،

---

[1] گویا مسلمان ہونے کے بعد ہی ہیکل مسجد بن گئی۔

شہرستانی نے اپنی ملل مین صابئیہ اور حنفیہ کا باہم دو مقابل مذہبون کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، اور ان کے اختلافات و مناظرات نہایت تفصیل سے لکھے ہین، جن کا حاصل یہ ہے کہ صابئین خدا کے قائل ہین، رسالت کے قطعاً منکر ہین، خدا اور بندوں کے درمیان یہ ستارے جو نوری روح ہین متوسط ہین، اور اس لئے ان کے خوش رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی بنا پر انکی پرستش کی جاتی ہے،

حنفیہ رسالت کے قائل ہین اور صاحب رسالت ہی کو خدا اور بندہ کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین

قدیم عیسائی بیان | چھٹی صدی کا ایک عیسائی مورخ اپنی تحقیق کی بنا پر نہایت وثوق کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ صابئین کا مذہب قدیم کلدانیوں کا مذہب ہے، قطب شمالی انکا قبلہ ہے، تین وقت کی نماز یہ پڑھتے ہین، اول طلوع آفتاب کے آدھ گھنٹہ پہلے سے طلوع آفتاب تک ۸ رکعتین، دوسرے عین زوال آفتاب، اور تیسرے عین غروب کے وقت پانچ پانچ رکعتین، ہر رکعت مین تین سجدے، روزے بہت ہین، اول تین روزے ایک ساتھ، ۸ آذر (مارچ) سے، نوروز ایک دفعہ ۹ کانون اول (دسمبر)، پھر سات دن کے روزے ۸ شباط (فروری) سے، ستارون کی پرستش کرتے ہین، قربانیان کثرت سے کرتے ہین، لیکن کھاتے نہین، بلکہ جلا دیتے ہین، انکی عبادتین حکما سے مشابہ ہوتی ہین، توحید کے مسائل ان کے بان نہایت مضبوط ہین، لہسن، لوبیا، کرم کلا اور مسور نہین کھاتے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگار ۹ ہزار دور مین عذاب اٹھا کر آخر رحمت الٰہی کے سایہ مین داخل ہو جائے گا،

علمائے یورپ کا بیان | اہل یورپ کو اس فرقہ کا حال ابتداً، ایک یورپین سیاح کی زبان معلوم ہوا جو عراق کی سیاحت کرکے یورپ واپس گیا تھا، عراق مین صابئیون کی اب تک تھوڑی سی آبادی ہے، یہ دیکھکر یہ حضرت یحییٰؑ (جان) کی بڑی عزت کرتے ہین، اس نے اپنے اہل وطن کو یہ پیغام بشارت سنایا کہ وہ حضرت یحییٰؑ کے عیسائیون کا پتہ لگا کر آیا ہے، اس کے بعد مسلمان مصنفین کی کتابون مین

Marfat.com

ان کے حالات یوحنا کو ہاتھ آئے، بعد ازین ایک عیسائی مشنری نے عراق آکر ان مین کام کرنا شروع کیا، ایک دو نے عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے قدیم مذہبی عقائد کا طلسم خود اپنی زبان سے کھولا، صابئین اپنے آپ کو ماندیین کہتے ہین، ساحل فرات پر بصرہ اور خوزستان کے پاس ان کی محلہ آبادی ہے (ماند) کے لفظی معنی ان کی زبان مین (علم) کے ہین، ان کی بول چال کی زبان فارسی اور عربی ہے، لیکن مذہبی زبان ایک قسم کی آرامی ہے، خط. قدیم تدمری (پالمائرن)، خط کے مشابہ ہے۔ اسی خط اور زبان مین ایک مذہبی صحیفہ ان کے ہاتھ مین ہے، جس کے بعض حصے قدیم ہین اور کسی پرانے لٹریچر سے ماخوذ ہین، ان مین سب سے طویل اور اہم ٹکڑے کا نام سدرہ[1] یعنی بڑی کتاب ہے اور اسی کا دوسرا نام "گنزا" (گنج یا کنز) یعنی خزانہ ہے، اس کے دو چھوٹے بڑے حصے ہین، بڑے کو "یامین" (یمین)، داہنا ہاتھ، اور چھوٹے کو شمال (شمال) بایاں ہاتھ کہتے ہین، پہلا حصہ زندگی کے لئے ہے، اور دوسرے مین مذہبی عہدہ داروں کی تجہیز و تکفین کی دعائین ہین، یامین کا آخری باب کتاب الملوک ہے، جس مین ایرانی اور عرب بادشاہون کے تذکرے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ساتوین اور نوین صدی عیسوی (یا پہلی اور تیسری صدی ہجری[2] کے درمیان کا ہے، رسوم مذہبی کچھ زیادہ پرانے یعنی ساسانیون کے عہد کے معلوم ہوتے ہین،

ان کے عقائد اور اصول مذہب پر ایک مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلدان کے قدیم مذہب ستارہ پرستی، یونان کے فرقہ ناسٹک، اور ایران کے مسئلہ نور و ظلمت کا ایک مخلوط

---

[1] سامی زبانون مین رب کے معنی بڑے کے ہین [2] تیسری صدی ہجری کے اواخر مین یعنی خلیفہ معتضد کے زمانہ مین ثابت بن قرہ صابئی نے صابئی مذہب کے فرائض و سنن و تجہیز و تکفین میت و قواعد نجاست و طہارت و حیوانات قربانی و اوقات نماز پر ایک کتاب لکھی تھی، ابو الفرج ملطی صفحہ ۲۶۵) کیا وہ یہی حصہ ہے؟

Marfat.com

مجموعہ ہے۔ تمام اشیا کی اصل ایک تاریک غار ہے، اس کے ساتھ دو چیزین ہین، جو قوائے ازلیہ ہین، ایک "ابار۔ زیور رب" (نفسۂ نور اعظم) اور دوسری، ماں رب، (روح اعظم جاول) جس کو وہ ملکۃ النور بھی کہتے ہین۔ ماں رب نے برترین قوائے ازلیہ حی قدیمای، (حیاۃ قدیمہ) یعنی حیاۃ اولیٰ یا علتِ اولیٰ کو پیدا کیا، اس کے بعد خود پردۂ راز مین چھپ گیا، اور صرف ایک ہمایوں کو مرت کے بعد نظر آیا گا اب یہی حیاۃ قدیمہ اولیٰ عملاً اس فرقہ کا خدا ہے۔ تمام مناجاتون اور دعاؤں مین اسی کی حمد و ثنا ہوتی ہے، ملکۃ النور جاہ و جلال کے ساتھ، سمت شمال مین سکونت گزین ہے، نورِ اوّل کے پانچ مظاہر ہین۔ نورِ خاص[۱]، بلند[۲]، باد نسیم، لطف صوت[۳]، قوائے ازلیہ[۴] کی آواز، اور انکا حسن خلقت[۵]، ان سے مکرر بھر ۳۶۰ روحانی قوتین (ملائکہ) پیدا ہوئین، ان مین سے اکثر کی نام بنام پوجا ہوتی ہے،

حیاۃ اولیٰ سے پھر حی ثانی (حیاۃ ثانیہ یا علتِ ثانیہ) پیدا ہوئی، اس کا دوسرا نام دیشومین بھی ہے، اس کے بعد اس کا دوسرا مظہر رسولِ حیاۃ یعنی، ماند، ہے، جس کی نسبت سے اس فرقہ کا، ماندین، نام پڑا ہے اور جس کو وہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہین، ماند، ماں ربا کا فرزندِ اول، فرزندِ عزیز، رسولِ برتر، اور کلمۂ حیاۃ ہے،

حیاۃ نے اس عالمِ ظاہری مین اپنے تین مددگار پیدا کیے ہیبل، شیتیل، اور[۱] آنوش یہ تینون محافظِ ارواح ہین۔ آنوش کا دوسرا نام حی تلیتہای (حیاۃ ثالثہ) ہے، تیتیق یعنی قدیم بھی اس کو کہتے ہین اور یہ دنیا اور آخرت کے بیچ مین عالم نور کی آخری سرحد پر رہتا ہے، اس دنیا سے اس دنیا مین جو جاتا ہے یہ اپنی ترازو مین اس کے اعمال پہلے تول لیتا ہے، اس کے نیچے ایک تاریک غار مین میلا پانی تھا، جس مین اس کا عکس پڑا تو ایک صورت پتاہل، نام مجسم ہو گئی یہ پتاہل فرزندِ حیاۃ ثالثہ اس عالم مادی کا خالق ہے۔ اسی نے آدم و حوا کو پیدا کیا، لیکن یہ کھڑے نہین ہو سکتے

---

[۱] ایل سامی زبانون مین خدا کو کہتے ہین،

تھے اس لئے حیاۃ اولی نے ہبل، یہیل، شتیل اور انوس کو بھیجا، انھون نے ان کے اندر روح پھونکی اور انکو خدا کے حکم سے تعلیم کیا کہ عالم فوق کیا چیز ہے اور یہ کہ انکا اصلی خالق پتاہل نہین، بلکہ خدائے برتر پتاہل کے تین اور سلسلۂ مخلوقات ہین، ایک ستارگانِ سیارہ، دوسرے منازلِ برج تیسرا سلسلۂ اب تک غیر معین ہے،

ستارگانِ سیارہ یہ ہین نبو ایستر (اشتار) یعنی زہرہ، روح قدس بھی اسکا نام ہے، نبار یعنی عطارد۔ سن یعنی چاند۔ کیوان یعنی زحل۔ ہبل یعنی مشتری، نرگل (نرگال) یعنی مریخ ایل یا ایل ایل، آفتاب، جس کا دوسرا نام قادوش یعنی قدوس اودنائے ہے، یہ تمام ستارون کی ادوار کا مالک ہے، اور اسی لئے اس کی جگہ ان کے وسط مین ہے، آسمان خالص پانی کا ایک سمندر ہے جس مین یہ ستارے تیر رہے ہین، شمالی قطب ستارہ، ستارون کا مرکز ہے آفتاب ہے، جس کے ارد گرد تمام اجرام سماویہ حرکت کر رہے ہین، وہ تاج نگار پہنے عالم نور کے دروازہ پر بیٹھا ہے، مناوین عبادت کرتے وقت اسی طرف روح کرتے ہین، زمانہ کے مختلف اجزا کرکے ہر زمانہ کی حکومت ایک خالص ستارے کے سپرد ہوتی ہے،

ان کے ہان روزون کے دن بھی مقرر ہین، لیکن روزہ کے دن کے معنی صرف آرام کے دن ہین کیونکہ فاقہ ان کے ہان سخت ممنوع ہے، حکم ہے کہ ان دونون مین مرد و زن سب سپید کپڑے پہنین اور تین وقت نہائین، کسی جانور کو ان دونون نہ ماریں اور نہ گوشت کھائین، سہ شنبہ ان کا مقدس دن ہے، مذہبی عقاید کو غیر دن سے چھپانا انکا اولین اصول ہے، سب سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ان کے مذہبی عقاید بنی اسرائیل کے عقائد اور اصول کے بالکل ضد قایم کئے گئے ہین، تورات

لہ اس عبری لفظ کے معنی، ہمارے خداوند کے ہین، یہود اصطلاحاً اسکو خدا کے لئے استعمال کرتے ہین

سہ پارسی اس مذہب مین بھی ممنوع ہے ۱۲ اہل سامی زبانون مین خدا کو کہتے ہین

Marfat.com

کے تمام بزرگون کو حضرت ابراہیمؑ سے لیکر آخر تک سب کو کاذب اور مفتری پیغمبر سمجھتے ہین۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ مین فرعون کی طرفداری کرتے ہین فرعون کو اپنا رہنما اور پیشوا جانتے ہین، اور یقین رکھتے ہین کہ خدا کا صحیح مذہب اسی کے زمانہ مین مصر مین قائم تھا، جو بحر قلزم مین فرعون کے ساتھ ڈوب کے سوکھ گئے وہ قطب شمالی کی چھوٹی جنت مین آرام کر رہے ہین، اور سامری جب گم ہو جاتے ہین تو وہ آکر انکی تعداد بڑھا دیتے ہین ابراہیم جو (نوح) کے چھ ہزار برس کے بعد آفتاب کے عہد حکومت مین ہوئے تھے۔ جھوٹے پیغمبر تھے اسی طرح حضرت موسیٰؑ۔ سلیمانؑ داؤدؑ اور عیسیٰؑ بھی، صرف یحییٰؑ بن زکریا سچے پیغمبر تھے جنکو یہودیون نے قتل کر دیا، اور اسی کی پاداش مین وہ زمین مین پراگندہ کر دیے گئے، اور (حضرت ابراہیمؑ کی جائے ولادت) ووزغ کا نام ہے، یہوا جو بنی اسرائیل کے خدا کا نام ہے وہ یہوشمن کی صورت مین دوسرے درجہ کے خداؤن مین شامل ہے،

تبصرہ ان صفحات کے پڑھ لینے کے بعد یہ بات سمجھ مین آسکتی ہے کہ قدیم مسلمان مصنفین کی تحقیقات اور جدید انکشافات تقریباً ایک ہی تصویر کے دو رخ ہین خصوصاً قدماء مین سے مجاہد قتادہ حسن بصری اور ابن ندیم کا اور متاخرین مین علامہ ابن تیمیہ کا بیان نہایت محققانہ ہے، معلوم ہوتا ہے کہ صابئین کا اصلی مذہب کلدانی تھا، جس مین بابلی الاصل ستارون کی پرستش اصل بنیاد ہے۔ ایران کی آریائی حکومت کے عہد مین مجوسی مذہب کے مسلط ہونے اور استیلائے ارواح نے ان پرستاروں کو ڈالا، اس کے بعد یونانی فلسفیون کا دور آیا، انھون نے ایران کو ہٹا کر اس کی جگہ خود لی۔ اسوقت تک ناستک فلسفہ نے اُن پر اپنا اثر ڈالا۔ چنانچہ خلق عالم اور نظم کائنات کے اکثر مباحث اسی فلسفہ کے اوراق ہین، اثبات و انکار کی حیثیت سے اسرائیلی پیغمبرون کے نام یہودیت کے آثار ہین خصوصاً حضرت آدمؑ، حواؑ، نوحؑ، شیثؑ کا یمن مقبول ہونا دعوی کی کافی شہادت ہے اور

ملہ بہ تمام تفصیل انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۱، ص ۵۵۵ سے ماخوذ ہے،

Marfat.com

اور اسی سبب سے ہمارے مومنین نے انکو حضرت شیث کی امت بتایا ہے بتیسہ، روح القدس اور کلکہ کا امین تخیل عیسائی تصور ہے۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت زا اس مذہب کا وہ پہلو ہے جس مین حضرت ابراہیمؑ اور انکی نسل کے دیگر پیغمبرون کی شدید مخالفت بلکہ عداوت پنہان ہے، یہ حیرت زائی اور تعجب انگیزی ایک اہم نکتہ کی طرف ہماری رہبری کرتی ہے، یہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا مولد بابل کا شہر اور اور منشا شہر حران ہے، یہ وہ مقامات ہین جو صابیت کے مرکز اور درس گاہ ہین، اس بنا پر ہمارے مفسرین اور خصوصاً علامہ ابن تیمیہ کا یہ دعوی قابل قبول ہونا چاہیئے کہ یہی وہ بدبخت قوم ہے جسمین خلیل بت شکن نے ظہور پایا تھا، اور ان کے بتون اور مورتون کو توڑ کر ستارہ پرستی سے روکا تھا، لیکن شومئی قسمت نے ان کی دعوت کے قبول کے بجائے ان کا دشمن بنا دیا، اور وہی دشمنی و عداوت کا خمیر ابتک اس فرقہ کا عنصر بطور وراثت موجود ہے، اور عداوت نے کتنے قدیم زمانہ سے اس نے عقیدہ کی صورت اختیار کر لی ہے، غالباً یہی سبب ہو کہ نسل ابراہیم کی ایک بڑی شاخ (عرب) مین صابی کا لفظ مرتد، بے دین اور بدمذہب کے معنی مین مستعمل ہے، چنانچہ آغاز اسلام مین کفار کی طرف سے مسلمانون کو یہی خطاب ملا تھا[1] اس موقع پر پہنچکر قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر عملاً ہماری آنکھون کے سامنے نمایان ہو جاتی ہے،

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ	ابراہیم اور اس کے ساتھیون مین تمھارے لئے بہتر
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ	نمونۂ اقتدار ہے جب انھون نے اپنی قوم (بابل)
مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ	سے کہا، ہم تم سے اور جنکو خدا کے سوا تم پوجتے ہو،
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ	ان سے انکار ہین، تم سے ہمارے منکر ہین، اور ہمارے

[1] صحیح بخاری، باب مبعث النبی، السیرۃ۔ باب اسلام عمر وغیرہ،

Marfat.com

وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ — تمھارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی
وَحْدَہٗ، (مستند) — پیدا ہوگئی، یہان تک کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ،

لغوی تشریح | لفظ صابی، کی لغوی تشریح بھی کسی قدر تفصیل طلب ہی۔ کہتے ہین کہ صبا، عبری لفظ صبع، کا عربی تلفظ ہے، صبع، عربی لفظ صبغ، کے ہم معنی ہے، جس سے عربی مین دوسرا لفظ اصطباغ بنا ہے۔ اس کے اصلی معنی، منانے اور دھونے کے ہین، اور اصطلاحاً بپتسمہ کے معنی مین بولا جاتا ہے، چونکہ یہ فرقہ مذہبی دن مین کئی دفعہ غسل کرتا ہے اس لئے ان کا عربی نام صابی پڑا اور اسی سے عربی مین آیا لیکن ہمارے سامنے ایک اور لغوی تشریح اس سے زیادہ سہل اور بامعنی موجود ہے، اصل یہ ہے کہ سامی زبانون مین صبا کا لفظ ستارون کے مفہوم مین عام طور سے مستعمل ہے، عبرانی مین اس کے معنی جماعتِ ستارگان کے ہین[۵۲]، عربی مین صبا کے معنی ستارے کے طلوع ہونے اور نکلنے کے ہین[۵۳] چنانچہ قاضی بیضاوی نے صابئی کا اشتقاق اسی لفظ سے کیا ہے،

تنبیہ اہم | مناوین کے لئے صابئین کا لفظ سب سے پہلے ان کے دشمنون نے استعمال کیا لیکن آپ تعجب سے سنینگے کہ خلافت عباسیہ نے جب ان کے وطن عراق مین اپنا سیاسی مرکز قائم کیا تو انھون نے نہایت فخر کے ساتھ خلیفہ مامون کے عہد مین اس لقب کو اختیار کیا اور چونکہ یہ یونانی زبان اور فلسفہ سے واقف تھے، اس لیے خلافت کے علمی ضیعون مین انھون نے بڑے بڑے درجے حاصل کئے اور بعد کو ان مین عربی زبان کے اچھے اچھے ادیب بھی پیدا ہوئے ادھر ان کی کوشش مین کہ وہ حقیقت مین اہل کتاب ہین انھون نے اپنے مذہب کی ایسی تجدید و اصلاح کی کہ وہ اپنے کو اسلام کے قریب تر ثابت کر سکے یہی سبب ہی، کہ بعض علمائے اسلام نے ان کے عقائد و طرز عبادات کو اسلام سے قریب تر بیان کیا

---

۵۱ سیل کے ترجمہ قرآن کا مقدمہ و جیمرس لونگھ سنچری ڈکشنری لفظ بپتیس ۵۲ لسان العرب لفظ صبا،

۵۳ مفاتیح العلوم خوارزمی طبع یورپ صفحہ ۱۴۱ و کتاب الفہرست ابن ندیم،

Marfat.com

اور اس سے عیسائیون کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ سمجھے کہ اسلام کے بعض رسوم و عبادات ان ہی صابئین سے ماخوذ ہین[1] حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ اب ان حملہ آورون کو بھی اپنے راستہ کی غلطی معلوم ہو رہی ہے[2]

مذہب صابی اور قرآن مجید قرآن مجید مین صابی مذہب کا نام بقرہ، مائدہ، اور حج این تین سورتون مین آیا ہے، اس کے علاوہ ان کے مذہب کا کوئی اور ذکر مذکور نہین چونکہ ہم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بلکہ اصل ابتدائی مذہب بعد کی آمیزشون سے پہلے، خدا کے اقرار کے ساتھ ستارون روحون اور ان کے مجسمون کی پرستش ہے تو بلا دقت تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ان عقاید کی تردید و ابطال مین قرآن مجید نے جو کچھ کہا ہے اس کا اصلی مخاطب ان ہی لوگ ہین،

قرآن بتاتا ہے کہ صابی قوم کی ہدایت و اصلاح کے لئے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام مامور ہوئے، توراۃ مین تصریح ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو عراق کے شہر اُور اور حرّان سے تعلق تھا، اور ان کا خاندان غیر خداؤن کو سجدہ کرتا تھا[3]، قرآن مجید، حضرت ابراہیمؑ کی زبانی انہی صابی مجسمہ پرستون کو خطاب کرکے کہتا ہے،

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً (انعام)	کیا بتون کو خدا ٹھہراتے ہو،
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ	یہ کیا مورتین ہین جن کے تم گھیرے رہتے ہو،
اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ	جنکو تم اپنے ہاتھون سے گھڑتے ہو، ان ہی کو پوجتے ہو،
وَمَا تَعْمَلُوْنَ، (صٰفّٰت)	حالانکہ تم کو اور تم جو بناتے ہو سب کو خدا نے پیدا کیا ہے۔
اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ	خدا کو چھوڑ کر بتون کو پوجتے ہو، جھوٹ گھڑ کر

[1] سورسس آف القرآن مرد لیم میور۔ [2] برٹانیکا لفظ "صابئین" و لٹریری ہسٹری آف پرشیا مصنفہ براؤن ج ۱ ص ۳۸۴ [3] تکوین [4] یوشع ۲۴-۲،

وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ط (عنکبوت)

اَيَاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ، اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا، (مریم)

میرے باپ! شیطان کو نہ پوج، وہ خدا کا نافرمان ہے۔

ستارہ پرستی کی تردید میں حضرت ابراہیمؑ کا مکالمہ سب سے روشن دلیل ہے:-

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ، فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ، اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

جب اس پر رات نے پردہ ڈالا ستارہ کو دیکھا بولا یہ میرا خدا ہے، جب وہ چھپ گیا تو اس نے کہا میں چھپ جانیوالے کو پیار نہیں کرتا جب چاند کو دیکھا کہا یہ میرا خدا ہے، جب وہ بھی ڈوب گیا بولا اگر میرا پروردگار ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہوں میں ہوتا، جب آفتاب پر نظر پڑی، بول اٹھا یہی میرا پروردگار ہے یہ سب سے بڑا ہے، جب وہ بھی ڈوب گیا کہا اے بھائیو! میں اس سے برأت کرتا ہوں جس کو تم خدا کا شریک کہتے ہو، میں اپنا منہ اسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں مشرک نہیں ہوں

آیت کے آخری ٹکڑے سے ثابت ہوتا ہے کہ صابی خدا کے منکر نہیں تھے بلکہ خدائی میں اوروں کو بھی شریک ٹھہراتے تھے۔ بابلی مذہب کی تفصیل کرتے وقت بتایا گیا تھا کہ

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ۔

ایک نظر بھر کر ستاروں کو دیکھا

بھی اسی ستارہ پرستی کی طرف اشارہ ہے،

عدنانی عربوں کی مذہبی حالت جہاں بیان ہوئی ہے بتایا گیا ہے کہ نزولِ قرآن کے

Marfat.com

وقت کس قبیلہ میں کون ستارہ پوجا جاتا تھا۔ عربوں نے دنیا کے تمام طبعی کاروبار کو انہی ستاروں کے طلوع و غروب کی طرف منسوب[1] کر رکھا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ منازلِ قمر کے ۲۸ ستاروں میں سے ایک جب غروب ہوتا ہے تو اور دوسرا اس کے مقابل طلوع ہوتا ہے۔ وہ جب تک ڈوب کر نہ جائے اس کی تاثیر قائم رہتی ہے۔ اس کو اپنی اصطلاح میں نَوْءٌ (بکھرنا) کہتے تھے۔ انواء اسی کی جمع ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشادِ الٰہی ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ "فلاں نور کے سبب سے ہم پانی برسائے گئے"، وہ میرا منکر ہے اور ستارہ پر اس کا ایمان ہے[2]۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ آیت اسی عقیدہ کی تردید میں ہے[3]۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (واقعہ) — ستاروں کے بجائے غروب کی قسم

محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ ان چیزوں کی خدا نے جو قسم کھائی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کی ہستی، قدرت اور کمال صنعت اور اپنی محکومی، بندگی اور غلامی کی خود گواہ اور شاہد ہیں، اس بنا پر ذیل کی آیاتِ پاک سے اسی ستارہ پرستی کے بطلان کی طرف اشارہ سمجھئے:۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (شمس) — قسم ہے آفتاب اور اس کے دن چڑھنے کی اور چاند کی جب اس کے پیچھے چلے،

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ (طارق) — قسم ہے آسمان کی اور رات کے مہمان کی، اور تو کیا سمجھا رات کا مہمان کیا ہے چمکنے والا ستارہ،

اہل تفسیر کہتے ہیں کہ چمکنے والے ستارہ سے مراد زحل ہے،

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (نجم) — قسم ہے اس ستارہ کی جب وہ گرے،

---

[1] کتاب الازمنہ والامکنہ ابو علی مرزوقی۔ طبع حیدرآباد ج ۱ ص ۸۰ [2] فتح الباری۔ ج ۱ ص ۲۳۲ بحوالہ کتاب الانواء لابن قتیبہ [3] صحیح بخاری صلوٰۃ الاستسقاء۔

النجم، عرب مین خاص ثریا کو کہتے ہین، اس کے گرنے سے مراد افق مغربیت کے نیچے چلا جانا ہے اور یہ اہلِ عرب کے نزدیک آغازِ موسم کی علامت ہے۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (انشقت) — قسم ہے چاند کی جب وہ کامل ہوجاے

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (تکویر) — قسم ہے ہٹنے والے چلنے والے اور چھپنے والے ستارون کی

اکثر ارباب تفسیر متفق ہین کہ اس سے مراد سبع سیارہ ہین،

عام ستارہ پرستون اور صابیون مین فرق یہ ہے کہ وہ ان ستارون کو درحقیقت خدا سمجھتے ہین اور صابئی خدا کے اقرار کے ساتھ ان ستارون کو خدا کا مظہر سمجھکر ان کی عبادت و تعظیم کرتے ہین،

اسی لیے قرآن نے صابیون پر خدا کے اقرار کے ساتھ ستارہ پرستی کا الزام قائم کیا ہے:-

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ — کیا نہین دیکھتے کہ "خدا" ہی کو سجدہ کرتا ہے آسمان

وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ — اور زمین مین جو بھی ہے اور سورج اور چاند اور کل ستارے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ — رات دن، سورج اور چاند سب خدا کی نشانیون مین سے ہین

وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ — سورج اور چاند کو سجدہ نکرو، اس خدا کو سجدہ کرو جس نے

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ — ان کو پیدا کیا، اگر تم درحقیقت خدا ہی کو پوجتے ہو۔

اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (حم السجدہ)

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۚ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (فاطر)

اور چاند اور سورج کو اسی نے مسخر کیا، ہر ایک اپنی مقررہ منزل پر چل رہا ہے اور خدا ہی تمہارا پروردگار ہے اسی کی بادشاہی ہے اور خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ بالکل بے اختیار ہیں، اگر تم چاند اور سورج کو اس سے پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور سنین تو تمہاری درخواست پوری نہ کرسکین اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے صاف انکار کردین اور واقعہ یہ ہے کہ

Marfat.com

الکبیرہ (نقصان) وہی اللہ بلند اور بڑا ہے۔

بلندی اور بڑائی کے علاوہ سورج اور چاند کی عظمت کی تیسری دلیل "روشنی" ہے اس لئے

سورۂ یونس مین فرمایا ہے:-

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا — اسی نے آفتاب کو روشن اور چاند کو منور کیا،

سورۂ نوح مین ارشاد ہوا۔

وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ (فرقان) — اس نے آفتاب کو (تمام کائنات کا) چراغ بنایا،

آفتاب و ماہتاب کے مسخر الٰہی ہونے کی آیتین قرآن مین بکثرت ہین، سورۂ رعد، ملائکہ زمر، عنکبوت اور ابراہیم مین بالخصوص ہین۔ اس بار بار کی تکرار سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب پرستی کا رواج عرب مین کسی قدر زیادہ تھا، صابئین مین ارواح و ملائکہ پرستی کا رواج تھا، اسی لئے قرآن نے کہا:-

یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ، قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَکْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سبا) — جس دن انکو قبرون سے اکٹھا کریگا پھر فرشتون سے کہیگا کہ کیا تم ہی کو یہ پوجتے تھے، کہینگے۔ تو شرک سے پاک اور ہمارا آقا ہے، بلکہ یہ جنون کو پوجتے تھے اور اکثر لوگ ان ہی پر ایمان رکھتے تھے،

اس مطلب کی بعض اور آیتین شرک کے بیان مین آئین گی،

حنفیت | صابئیت کے انکشاف حقیقت کے بعد حنفیت یا ملت حنیف کے معنی بالکل روشن ہو جاتے ہین، ہمارے مفسرین کو اس باب مین اس لئے تزلزل رہا ہے کہ لفظ "حنیف" کی لغوی تحقیق مین انھون نے قرآن مجید سے استمداد نہین لی: "حنیف" "حنف" سے مشتق ہے، حنف کے معنی ہٹنے اور ٹیڑھے ہونے کے ہین، حالانکہ یہ مذہب حق ہے، اس کے

Marfat.com

معنی سیدھے ہونے کے ہونے چاہئین، یورپین مصنف ہم کو بتاتے ہین کہ سریانی مین اس کے معنی 'کافر' کے اور عبرانی مین منافق کے ہین[1]۔ اور طعنہ دیتے ہین کہ مقدس پیروان محمدؐ نے اس کی لفظی تحقیق کی پروا نہین کی، ..... اور مشورہ دیتے ہین کہ قبیلہ بنو حنیفہ کے چھوٹے پیغمبر مسیلمہ کے نام کو اس لفظ کا ماخذ بنائین، یعنی یہ کہ مسیلمہ سے "مسلم" اور حنیفہ سے "حنیف" کا لفظ لیا گیا[2] ہے یورپ کے مشرقی تبحر کا طرف بائین ہمہ ادعائے وسعت بہرحال تنگ ہی، اس لئے اس کی ہم کو شکایت نہین کہ مایۂ ناز فرنگ نہ صرف آغازِ تاریخ اسلام سے ناآشنا، بلکہ آئین زبان عرب سے بھی آگاہ نہین[3]، دنیا مین کس نے اپنا اتنا ہی لقب دشمن کے نام و خاندان پر رکھا ہے، اصل یہ ہے کہ نری عربی دانی اور بات ہی اور اسلامی واقفیت اور چیز ہی ؎

عشق بازان دیگرند و عشق سازان دیگرند　　آنچہ در فرہاد می بینیم در پرویز نیست

اہلِ عرب کے نزدیک حنیف حضرت ابراہیمؑ کا لقب تھا، اس لئے انکے مذہب کا نام ملتِ حنیف انھون نے رکھا تھا، عرب کے بعض نیک دل لوگ جو عرب کے تمام موجودہ مذاہب بت پرستی، یہودیت اور عیسائیت کے مفاسد سے گھبرا کر تلاشِ مذہب مین نکلتے تھے وہ آخر اسی آستانۂ دین حنیف پر آکر تسلی اور اطمینان پاتے تھے،

لغوی تحقیق حنیف، حَنَفٌ سے مشتق ہے، عربی مین اس کے معنی "مڑنے، اور جھکنے، کے ہین، اس لئے حنیف، وہ شخص ہے جو ایک طرف سے جھک کر اور مڑ کر دوسری طرف جائے، یہ لفظ اچھے اور برے دونون معنون مین مستعمل ہو سکتا ہے، اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس نے اچھی بات کی

---

[1] لایف آف محمدؐ مارگولیوتھ صفحہ ۱۱۶ [2] بحوالہ سابق [3] حنیف کا لقب اسلام سے پہلے عرب مین موجود تھا، مسلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر مین دعوئ نبوت کیا تھا [4] کسی عربی قاعدہ کے مطابق بنو حنیفہ سے حنیف اور سلیمہ سے مسلم مشتق نہین ہو سکتا [5] لسان العرب

چھوڑ کر بُری بات اختیار کی ہے تو حنیف کے وہ معنی ہو سکتے ہین جس مین عبرانی و سریانی مین وہ مستعمل ہے یعنی کافر و منافق، اور اگر یہ سمجھا جائے کہ برے کام کو ترک کرکے اس نے کوئی اچھا کام پسند کیا ہے، تو اس کا وہ مفہوم ہوگا جس مین اہل عرب اس کو بولتے ہین یعنی دین دار، اور خدا پرست، اس بنا پر اس لفظ کے اچھے یا بُرے مفہوم کی تعیین، موقع استعمال اور حرف صلہ سے ہوگی اصل مین اس کا ابتدائی استعمال للہ یا للدین کی تخصیص کے ساتھ ہوتا تھا یعنی اَلْحَنِیْفُ لِلّٰہِ خدا کی طرف جھکنے والا، اَلْحَنِیْفُ لِلدِّیْنِ سچے مذہب کی طرف جھکنے والا، کثرت استعمال اور زبان زدگی عام سے اس قید کی ضرورت نہ رہی اور مطلق حنیف (جھکنے والا) کے معنی بھی حنیف لِلّٰہ (خدا کی طرف جھکنے ولا) یا حَنِیْفٌ لِلدِّیْنَ (سچے مذہب کی طرف جھکنے والا) ہی کے سمجھے جانے لگے، چنانچہ قرآن مجید مین اس لفظ کا دونوں طرح استعمال ہے، سورۂ حج مین ہے حُنَفَاءَ لِلّٰہِ (خدا کی طرف مڑنے والے بنکر) لیکن سورۂ بینہ مین بغیر صلہ آیا ہے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ (اپنے اعتقاد کو خدا کے لئے خالص کرکے مڑنے والے بنکر) یہاں حُنَفَاء کے معنی حنفاء للہ سمجھنے چاہئین۔

ہر زبان مین کثرت سے اس قسم کی مثالین مین گی، بلکہ اصطلاحات عموماً اسی طرح بنتی ہین، مثال کے لئے حنیف کے ہم معنی لفظ "مسلم" کو لیجئے، مسلم کے اصلی معنی سونپنے والے ہین کوئی شخص اپنے دوست کو کسی دشمن کے حوالہ کردے تو عربی مین اسکو مسلم کہینگے، اور یہ مذموم معنی ہونگے اس کا ابتدائی استعمال مُسْلِمٌ لِلّٰہ اپنے کو خدا کے ہاتھ مین سونپ دینے والا تھا، جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت مین ہے:-

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ، ہان جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کیا،

لیکن کثرتِ استعمال سے صرف مُسْلِم رہ گیا اور معنی وہی مُسْلِم لِلّٰہ کے سمجھے جانے لگے، اب کسی کو خطور بھی نہین ہوتا کہ اس کا کوئی بُرا مفہوم بھی ہے،

اصل یہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم کی بعثت صابئی قوم کے اندر ہوئی تھی حضرت ابراہیمؑ نے دلائل اور عمل دونون طریقون سے ان کے مذہب کی تردید کی، باطل پرستیون سے سخت تنفر ظاہر کیا، اور خدائے برحق پر ایمان لائے، اسی بنا پر انھون نے خود یا بعد کو ان کے پیرؤن نے اپنا لقب "حنیف" اختیار کیا، یعنی ستارہ پرستی وغیرہ سے مڑکر خدا پرستی کی طرف آنے والا، اس قول کی صحت قرآن مجید کے موقع استعمال سے ثابت ہوتی ہے، ستارہ پرستی کی تردید مین ایک ایک ستارہ کو لیکر حضرت ابراہیمؑ کا اس کی ربوبیت سے انکار کرنا جان قرآن مین مذکور ہے اس کے آخر مین ہے:-

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (انعام)

(بالآخر) ابراہیم نے کہا لوگو! مین ان سے بیزاری ظاہر کرتا ہون جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، مین اپنا منھ ان کی طرف سے پھیر کر اس ذات پاک کی طرف جھکتا ہون جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، حنیف بن کر اور مین مشرکون مین سے نہین ہون

حضرت ابراہیمؑ کا یہ اعلان گویا دین ابراہیمی کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے، اس اعلان کی یہ عبارت کہ "مین ہر طرف سے منہ پھیر کر خالق ارض و سما کی طرف منہ کرتا ہون" اور اس کے بعد یہ کہنا کہ "حنیف، بنکر، اس کے صاف معنی یہ ہین کہ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور حَنِيْفًا کے ایک ہی معنی ہین، یعنی کہ جو ستارہ وغیرہ باطل پرستیون سے منکر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کرے قرآن مجید کی دو اور آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حنیف کے معنی اول یہی ہین:-

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا (یونس) — سچے مذہب کیطرف اپنا منہ کرو (باطل پرستیون سے) منہ موڑ کر

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا، فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، (روم)

پھر اپنا منھ سچے مذہب کیطرف سیدھا کرو (باطل پرستیوں سے) منھ موڑ کر خدا کی یہ بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر اس نے لوگون کو پیدا کیا،

بعد کو بڑھتے بڑھتے اس لفظ کے معنی زاہد، عابد، دیندار کے ہوگئے،

جاہلی شاعر جران العود کا شعر ہے،

وَاَدْرَكْنَ اِغْجَازًا مِّنَ اللَّيْلِ بَعْدَ مَا اَقَامَ الصَّلٰوةَ الْعَابِدُ الْمُتَحَنِّفُ،

سواریون نے رات کے آخری حصہ کو پالیا جبکہ عابد دیندار، اپنی نماز ادا کرچکا،

جاہلیت کا مشہور شاعر ابو ذویب ہذلی کہتا ہے:-

اقامت به لمقام الحنيفِ شهرَ ے جمادیٰ وشهر ے صفر

اس نے وہان قیام کیا جسطرح دیندار (حنیف) جمادی کے دو مہینے اور صفر کے دو مہینے قیام کرتا ہے،

یہ دونون شعر لسان العرب مین ہین،

یہان پہنچکر ہم کو ایک دقیق نکتہ کی طرف توجہ دلانا ہے، معلوم ہوچکا ہے کہ 'صابی' کے معنی عبری مین پاک اور طاہر کے ہین۔ لیکن عربی مین کافر کو کہتے ہین، حنیف کا حال اس کے بالکل ضد ہے، عبرانی وآرامی مین کافر و منافق کے ہم معنی، اور عربی مین دیندار موحد کے مرادف ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونون لفظ مقابل کے فرقون کے نام ہین۔ اور ان کے اچھے اور برے مفہوم صرف مذہبی اتحاد و مخالفت پر مبنی ہین، یہی سبب ہے کہ مسلمان خود اپنے کو 'حنفاء' کہتے تھے، لیکن کفار ان کو تعصب سے 'صباۃ' (صابی کی جمع) کا لقب دیتے تھے،

قرآن مجید آیتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ 'حنیف' کا مقابل مُشرِک ہے اسی بنا پر قرآن مجید مین جہان جہان حنیف کا لفظ آیا ہے اس کے ساتھ ساتھ شرک کی

Marfat.com

نفی بھی کی گئی ہے،

حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (انعام)	موحد بنکر اور مین مشرکون مین نہین۔
حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ، (حج)	خدا کے موحد بن کر نہ مشرک۔
أَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (یونس)	اپنا منہ سچے مذہب کی طرف کر موحد بنکر اور مشرکین مین سے نہ ہو۔
بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (بقرہ)	بلکہ ابراہیم موحد کا مذہب، وہ مشرکون مین سے نہ تھا۔
فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (آل عمران)	ابراہیم موحد کے مذہب کی پیروی کرو، وہ مشرکون مین سے نہ تھا۔
وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (آل عمران)	بلکہ ابراہیم موحد مسلم تھا، اور مشرکون مین سے نہ تھا،
دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (انعام)	سچا مذہب ابراہیم موحد کا اور وہ مشرکون مین نہ تھا۔
إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (نحل)	ابراہیم پیشوا تھا، متواضع اور خدا کا مولہ اور مشرکون مین سے نہ تھا،
أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (نحل)	ابراہیم موحد کے مذہب کی پیروی کر اور وہ مشرکون مین سے نہ تھا،

ان آیتون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب دراصل حضرت ابراہیمؑ کا تھا، اور ان ہی کی یادگار کے طور پر ان کی نیک دل اولاد مین اس کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا، یہود اور نصاریٰ

Marfat.com

مسلمانون کو کہتے تھے، مذہب حق تو یہودیت یا عیسائیت ہے، یہ تیسرا کونسا مذہب ہے؟ قرآن نے جواب دیا کہ یہ دونوں تو بعد کی شاخین ہین، اصل مذہب وہ ہے جس کی دعوت "قومون کے باپ" ابراہیمؑ[1] نے دنیا کو دی:۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (بقرہ)

انھون نے کہا کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ، تو راہ راست پاؤ، کہو کہ نہین بلکہ ابراہیم موحد کا مذہب اور وہ مشرکون مین سے نہ تھا،

فرماتا ہے:۔

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ، (بقرہ)

تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب یہودی یا عیسائی تھے، کہو کہ تم زیادہ جانتے ہو یا خدا، اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو خدا سے اپنی شہادت چھپاتا ہو۔

یعنی یہ ظاہر ہے کہ یہودیت اور عیسائیت ان پیغمبرون سے بہت بعد کی چیزین ہین، اس لئے اسلام اس اصلی اور سچے مذہب کا داعی ہے جو ان پچھلی آمیزشون سے پاک ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ (بقرہ)

بے وقوف کے سوا اور کون مذہب ابراہیم سے پھرے گا،

کیونکہ

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا

ابراہیم نہ یہودی تھا، نہ عیسائی، بلکہ موحد مسلم

[1] توراۃ مین ہے کہ ابراہیم کے نقشی معنی قومون کے باپ کے ہین۔

Marfat.com

وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران)

اور مشرکون مین سے نہ تھا،

اور اے اسمٰعیلی عربو! یہی

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ، (حج)

مذہب تمھارے باپ ابراہیم کا ہے۔

باپ کی یہ وراثت بیٹون مین موجود تھی، اس مذہب کے قبول کی رسمی علامتون مین سے سب سے بڑی علامت ختنہ ہے جو اولادِ ابراہیم کے ساتھ مخصوص ہے، عربون مین یہ رسم ہمیشہ سے موجود تھی، عبادت کی چیزون مین بیت الرحیم، یعنی بیت اللہ کا طواف، دین ابراہیمی کی سب سے پرانی یادگار ہے، عربون نے اپنے باپ کی اس پرانی یادگار کو بھی ہمیشہ باقی رکھا، باقی توحید وغیرہ کے اصلی عقائد وہ اکثر سینون سے مٹ کر محو ہو گئے تھے، اسی بنا پر عرب مین حنیف کے معنی صرف یہ رہ گئے تھے کہ "جو مختون ہو، اور جس نے حج کیا ہو"[1]

اسلام سے کچھ پہلے جب یہودی اور عیسائی مذہب عربون مین فروغ پانے کے لئے ہر طرح سے کوشان تھے، پرانے مذہب کو جس کا صرف ڈھانچا رہ گیا تھا، بعض نیک دل اور نکتہ فہم عربون نے نئے سرے سے زندہ کرنا چاہا، لیکن اس کی صورت اسقدر مسخ ہو گئی تھی کہ خود صناع عالم کی کاریگری کے بغیر انسانی مسیحائی اسکو حیات ثانی نہین بخش سکتی تھی،

آغازِ اسلام مین جن چند نیک لوگون کے نام حنفا، کے لقب سے لئے جاتے ہین، وہ خود اپنے مذہب سے آگاہ نہ تھے، اور حق کے متلاشی تھے، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل، عثمان بن حویرث، امیہ بن ابی الصلت، زید بن عمرو بن نفیل، قیس بن نشیہ، عبداللہ بن جحش وغیرہ بت پرستی سے بیزار ہو کر حق کی راہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یا عیسائی ہو گئے (مثلاً قس اور ورقہ) یا اصل حنیفی مذہب کی تلاش مین سرگشتہ کر مر گئے،

[1] لسان العرب لفظ حنیف،

(مثلاً زید اور امیہ) اور یا اسلام کی روشنی جب چمکی تو حق کو دیکھا اور دین حنیف کا سراغ پایا اور قبول کیا مثلاً عثمان اور عبداللہ بن جحش اور قیس بن نشبہ وغیرہ)

زمانۂ جاہلیت مین ایسے متعدد شعرا گذرے ہین جن کے کلام مین حق کی باتین الفاظ کی تاریکی مین ستارون کی طرح چمکتی ہین، مثلاً لبید (قبل اسلام) زہیر، امیہ بن الصلت، علاف بن شہاب تمیمی قس بن ساعدہ الایادی، وغیرہ شعرا کے کلام مین توحید، حشر ونشر اور محاسن اخلاق کی تعلیم ملتی ہے، آجکل کے بعض عرب عیسائی مصنفون نے اس قسم کے عرب شاعرون کو عیسائی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے. لیکن افسوس ہے کہ انھون نے اپنی کوشش کی بنیا دریت پر قائم کی، اور ایک دلیل بھی وہ دعوی کی استواری مین پیش نہ کرسکے۔ میرے خیال مین یہ شعرا حنفی العقائد تھے چنانچہ ان مین سے بعض کے کلام مین اس کی تصریح بھی ملتی ہے،

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعد کو بعض سادہ لوح مسلمانون یا شریر لوگون نے بہت سے جھوٹے شعر بنا بنا کر ان لوگو کی طرف منسوب کردیے ہین. قرآن کی آیتون کی آیتین لے کر ان کو موزون کرکے ان کے نام سے شعر کہہ دیے ہین۔ آجکل کے عربی دان عیسائی ان اشعار کو بڑی چالاکی سے اس ثبوت مین پیش کرتے ہین۔ کہ دیکھو محمدؐ نے شعرائے جاہلیت کے کلام کو الٹ پلٹ کر قرآن بنا دیا ہے، ان اشعار مین صحیح اور غلط اور سچے اور جھوٹے کی تمیز صرف عربی کی زبان کے باریک مین اور نکتہ شناس ادیب ہی کرسکتے ہین، جو جاہلیین اور مولدین کے کلام کو بیکنظر دیکھ کر سمجھ لیتے ہین کہ ان مین موتی اور پوت کون ہے؟

شرک عرب کا سب وسیع الاثر مذہب شرک تھا، شرک یہ معنی ہین کہ ایک خدا کو مان کر اسکی اعانت و امداد کے لئے اس کے اعوان و انصار کا یقین رکھا جائے،

عرب مین زیادہ تر اسی عقیدے کے لوگ تھے. وہ کو ہر قسم کے دیوتاؤن اور دیبیون کے

قائل تھے بتوں کو سجدہ کرتے تھے، جناب اور فرشتون کو نذر چڑھاتے تھے، تاہم ایک قوتِ اعظم کے وجود سے وہ بے خبر نہ تھے، ان صدہا معبودون کے جھرمٹ مین اُن کو وہ جلوۂ اقدس بھی نظر آتا تھا جس کو وہ اللہ کہتے تھے، آسمان و زمین کی پیدایش اور اس کارخانۂ فطرت کے اور بڑے بڑے کام اُسی کے دست قدرت کا نتیجہ سمجھتے تھے، یہی سبب ہو کہ شعرائے جاہلیت کے کلام مین زیادہ تر اللہ ہی کا نام آتا ہی، اور اسی کی طرف تمام افعال کی نسبت ہوتی ہے گو اس کے ساتھ بتون اور دیوتاؤن کے نام بھی جابجا ان کے اشعار مین ملتے ہین، لیکن ان بتون اور دیوتاؤن اور فرشتون کو اللہ کے عزیز و اقارب یا اس کی بارگاہ کے مقرب درباری جانتے تھے، اور ان کی عبادت اور پرستش اس لیے کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہوکر اللہ تعالیٰ کو ہم سے راضی رکھین۔ قرآن مجید نے متعدد موقعون پر کفار عرب کو ٹوکا ہے کہ جب اصلی قوت اللہ کے ہاتھ مین ہے تو اوروں کو کیون پوجتے ہو؟ اور جب تم یہ مانتے ہو کہ آسمان، زمین چاند، ستارے سب اسی کے بنائے ہین تو ان کو خدا کیون کہتے ہو؟

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ	اگر تم کو علم ہی تو بتاؤ تو زمین اور زمین مین جو کچھ ہے
تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا	یہ سب کس کا ہے، وہ کہینگے خدا کا، کہو کہ پھر تم کیون
تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ	نہین سمجھتے انسے پوچھو کہ سات آسمانون کا اور عظیم
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ	الشان عرش کا مالک کون ہے؟ یہی کہینگے کہ سب
لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ	اللہ کا ہی کہو کہ پھر اس سے ڈرتے نہین، اگر جانتے ہو
مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ	تو بتاؤ کہ وہ کون ہو جس کے ہاتھ مین ہر شے کی حکومت ہے
عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ	اور جسکو چاہتا ہے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ
قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ	مین کوئی کسی کو پناہ نہین دیسکتا، جواب دینگے، یہ قدرت
لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ	تو اللہ کی ہی ہے کہو کہ پھر تم کیون بے عقل ہو گئے ہو، حق یہ

Marfat.com

كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ، (مؤمنون)

کہ سچی بات ہمنے انکو پہنچادی اور وہ جھوٹے ہین تو خدا نے کسی کو بیٹا نہین بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہی ہے نہ ہر خدا اپنی مخلوقات کو الگ لیجاتا اور ایک دوسرے پر غالب جاتا، یہ مشرکین جو باتین بیان کرتے ہین خدا ان سے پاک ہے

ان آیات مین مشرکین کے عقائد کا بہ تفصیل ذکر ہی، ولدیت کی اس مین جو تردید ہے وہ عیسائیون سے متعلق نہین، بلکہ مشرکین کے متعلق ہے، وہ فرشتون کو خدا کے فرزند سمجھتے تھے، دوسری آیتون مین اس کی توضیح آئیگی، آیات سابق کے ہم معنی یہ آیتین بھی ہین:-

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، (یونس)

پوچھو تم کو آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہی کون تمھارے حاسۂ سمع اور حاسۂ بصارت پر قدرت رکھتا ہی کون ذی حیات چیز سے مردہ (جامد) شے اور مردہ (جامد) شے سے ذی حیات چیز پیدا کرتا ہے، اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہی، جواب دین گے اللہ، کہو کہ پھر اس سے ڈرتے نہین؟

مشرکین کو اس بات کی چڑ ہوتی تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تنہا اللہ کا نام کیون لیتے ہین، اس کے ساتھ دیوتاؤن کو کیون شریک نہین کرتے۔

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا، (بنی اسرائیل)

جب تو اپنے پروردگار کا نام تنہا قرآن مین لیتا ہی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہین۔

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہی تو انکے دل جن کو آخرت کا یقین نہین کڑھنے لگتے ہین۔ اور جب اس کے سوا دوسرون کا نام لیا جاتا ہی

Marfat.com

إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ (زمر)	تو وہ خوش ہو جاتے ہین
إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا (مومن)	جب تنہا خدا کا نام پکارا جاتا ہے تو تم انکار کر بیٹھتے ہو اور اگر اسکا کسی کو شریک کیا جائے تو مانتے ہو

سورۂ نحل مین نہایت بلیغانہ انداز مین قرآن نے خدا کی مختلف قدرتون اور صفتون کو گنایا ہے اور ہر فقرہ کے بعد پوچھا ہے۔ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللَّهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ ان آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدائے برحق کے قائل تھے، اب ذیل کی آیتون سے ثابت ہوگا کہ وہ دیگر معبودون کا کیا رتبہ سمجھتے تھے، ان کو کس نظر سے پوجتے تھے۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ (یونس)	خدا کے سوا وہ اسکو پوجتے ہین جو نہ انکو نقصان پہنچا سکے، نہ فائدہ، اور کہتے ہین کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے ہان ہمارے سفارشی ہین۔

سورۂ زمر مین ہے:-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ، مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ	اور جن لوگون نے خدا کے سوا اوروں کو مددگار بنایا اور (کہتے ہین کہ) ہم تو ان کو اسلیے پوجتے ہین کہ وہ خدا سے ہم کو قریب

فرشتون کے متعلق ان کا اعتقاد یہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیان ہین اور اسی لیے ان کو عورت فرض کرتے تھے، قرآن نے کہا:-

أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ، إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا	کیا تمھارے لیے تو لڑکا ہو اور خدا کے لیے لڑکی، یہ تو نا منصفانہ تقسیم ہو، یہ فقط چند نام ہین جن کو تم نے اور تمھارے باپ

سلہ اہل عرب لڑکی سے ناراض ہوتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ گھر مین لڑکی پیدا ہو، گویا لڑکی کو برا سمجھتے تھے اور لڑکے کو پسند کرتے تھے۔ لیکن خدا کے بارے مین ان کا اعتقاد الٹا تھا۔ یہ اسکی تردید ہے۔

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ	دادون نے رکھ لیا اور خدا نے ان کی کوئی دلیل
سُلْطٰنٍ ۔ (نجم)	نہیں اتاری۔
پھر آگے چلکر خدا فرماتا ہے:۔	
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ	جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا نام
الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۔ (نجم)	عورتوں کا نام رکھتے ہیں۔
سورۂ طور میں ہے:۔	
اَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۔	کیا اس کے لڑکیاں ہوں اور تمہارے لڑکے ہوں
سورۂ انبیا کی آیت:۔	
وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۔ بَلْ عِبَادٌ	یہ مشرک کہتے ہیں کہ خدا نے لڑکا بنایا ہے نہیں
مُّكْرَمُوْنَ ۔	بلکہ یہ معزز بندے ہیں (یعنی فرشتے)

مشرکین بھوت پریت اور جنات کے بھی قائل تھے، ان کو خدا یا خدا کے ہم پایہ سمجھتے تھے، ان کی دہائی مانگتے تھے، اور ان کے غضب سے ڈرتے تھے،

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ	اور جہالت سے جنوں کو خدا کا شریک بنایا،
وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍۢ بِغَيْرِ	حالانکہ خدا ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور خدا
عِلْمٍ ۔ (انعام)	کے لیے بیٹے بیٹیاں جھوٹ گھڑتے ہیں،

صحیح مسلم کی کتاب التفسیر میں ہے کہ ذیل کی آیت ان لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کرتے تھے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى	وہ جنکو یہ مشرک پکارتے ہیں ان میں سے ان جنوں
رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ	میں جو زیادہ مقرب ہیں اپنے پروردگار کی طرف قرب کا ذریعہ

Marfat.com

Marfat.com

مر جائینگے، تو پھر اٹھائے جائینگے، یہ بات تو ہم سے اور ہمارے بزرگوں سے بھی پہلے کہی گئی ہے، یہ صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں،

مطففین

ہیں اور سورۂ مومنون سے نفر کے ساتھ سورۂ صافات اور سورۂ واقعہ میں ہے سورۂ

کہ ان کو پھر گمان ہوتا کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائینگے

بلکہ ان کو تعجب ہے کہ ان ہی میں سے ایک ڈرانیوالا انکے پاس آیا، کافر کہتے ہیں یہ تو عجب کی بات ہے کیا ہم جب مر جائینگے اور مٹی ہو جائینگے، یہ واپسی تو مشکل ہے

قرآن مجید میں مشرکین کے ان اعتقادات کی تردید و ابطال کی اس قدر آیتیں ہیں کہ ان کا احصا کرنا گویا قرآن کو ایک صفحہ میں جمع کرنا ہے۔ تاہم ان سیکڑوں آیتوں میں جو اصولی

قرآن مجید کی آیتوں سے

اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے لیکن یہی ہماری دنیا کی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور ہم کو نہیں مارتا ہے لیکن یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور بس۔ مرتے ہیں اور جیتے ہیں (یہی سلسلہ ہے) ہم دوبارہ زندہ جانے والے نہیں۔

Marfat.com

بعض صاحبوں نے استدلال کیا ہے کہ عرب کچھ دہریہ تھے،

بت پرستی گذشتہ صفحات میں تفصیل گذر چکا ہے کہ عرب میں بت پرستی کا شیوع تھا، مٹی، پتھر اور لکڑی کی مورتیں بنائی جاتی تھیں، انکی پوجا ہوتی تھی، قرآن میں ان بتوں کے لئے بیسیوں لفظ استعمال کئے جاتے ہیں، اَصْنَامٌ، اَوْثَانٌ، اَنْصَابٌ، نُصُبٌ، تمثال، ان سب کے معنی بتوں کے لئے ایک دفعہ صرف دوسرا اور دو دفعہ تیسرا لفظ آیا ہے،

عرب میں یہ بت مٹی کے بھی بنتے تھے:

اَمِ اتَّخَذُوْا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ (انبیاء)	کیا یہ کافر مٹی سے بنائے ہوئے خدا بناتے ہیں،

لکڑی وغیرہ اور چیزوں سے بھی بت تیار ہوتے تھے:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ، اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ (نحل)	خدا کے سوا جنکو یہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ پیدا نہیں کرتے البتہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، وہ بے روح ہیں،
اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ، وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ (حج)	خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ اس کام کے لئے سب جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اسکو نہیں چھڑا سکتے،
اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ، وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ	خدا کا شریک ان کو ٹھہراتے ہیں جو کچھ نہیں پیدا کرتے اور وہ خود بنائے جاتے ہیں اور اپنے پجاریوں کی نہ تو مدد کر سکتے ہیں

تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ	اگر ان کو رہنمائی کی طرف بلاؤ تو تمھاری پیروی
عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ	نہ کریں ان کے لئے برابر ہے کہ تم انکو پکارو یا چپ
إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ	رہو۔ خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ تمھاری ہی طرح
أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن	بندے ہیں ان کو پکار دیکھو وہ جواب نہ دیں اگر تم
كُنتُمْ صَادِقِينَ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا	سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چل سکیں
أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ	یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑ سکیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھ
أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ	سکیں یا ان کے کان ہیں جن سے سن سکیں
يَسْمَعُونَ بِهَا (اعراف)	

اہل عرب اپنے (زعم) گونگے بہرے لولے اور لنگڑے خداؤں کو پوجتے تھے۔ انکے لئے قربانیاں چڑھاتے تھے۔ ان کے نام کے فال کے پانسے ڈالتے تھے۔ قرآن نے ان کو حرام کیا:۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا	جو جانور بتوں پر ذبح کیا گیا حرام ہے اور یہ بھی کہ
بِالْأَزْلَامِ (مائدہ)	پانسوں کے ذریعہ سے قسمت نکالو۔
وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ	یہ بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطان کے
عَمَلِ الشَّيْطَانِ (مائدہ)	کاموں میں سے۔

قرآن میں اصنام کا ذکر

عرب کے جن اصنام کا ذکر انبیاء کے صحیفات میں کہیں گذرا ہے ان میں سے چند قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں جن میں سے لات، عزیٰ اور منات کا ذکر سورہ نجم میں آیا ہے:۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ	کیا تم نے لات، عزیٰ، اور تیسرے
الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ (نجم)	بت منات کو دیکھا۔

Marfat.com

سورۂ صافات مین بعل[1] کا نام ہے :-

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ،	بعل کو پکارتے ہو اور اس سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو،

سورۂ نوح مین وَدّ[2]، سواع[3]، یغوث[4]، یعوق اور نسر[5] کے نام آئے ہین :-

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا،	وداً، سواع، یعوق، اور نسر کو مت چھوڑو۔

ان کے پرستار قبائل

لات اور عزیٰ قریش کے دیوتا تھے، قاعدہ تھا کہ سونے سے پہلے قریش انکا پوجا پاٹ کر لیتے تب سوتے۔ قریش ان ہی کی قسم کھایا کرتے تھے[6]، منات کو اوس و خزرج سے خصوصیت تھی، وہ حج مین اسی کا طواف کرتے تھے[7]، حج مین ان تینون کی جے پکاری جاتی تھی۔ قریش طواف کے وقت کہتے :-

اللّٰت والعزّیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ فانھن الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ	لات اور عزیٰ اور تیسرا منات بزرگ لوگ ہین انکی سفارش کی امید ہے،

سورۂ نوح کے بتون کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عرب کے مختلف قبائل مین انکی پرستش ہوتی تھی، ودّ قبیلہ کلب کا بت تھا سواع کی ہذیل پرستش کرتے تھے، یغوث مراد اور بنی غطیف کے قبیلون کا دیوتا تھا، یعوق ہمدان مین پجتا تھا، نسر، حمیر کے خاندان ذی الکلاع کا معبود تھا، بعل کی پرستش شام مین ہوتی تھی[8]۔

---

[1] مسند امام حنبل جلد ۱، صفحہ ۲۲۲ [2] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم۔

[3] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم [4] معجم یاقوت لفظ عزیٰ [5] صحیح بخاری تفسیر آیت مذکورہ۔

[6] تفسیر بغوی تفسیر صافات۔

Marfat.com

ان نامون کی لغوی و معنوی تحقیق ان الفاظ کی ابتدائی صورتین اور ان کے اصلی ماخذ اس قدر فراموش ہوگئے ہین کہ بمشکل انکی حقیقت کی تہ تک پہنچا جا سکتا ہے، عربی زبان کے ائمۂ لغت نے ان کی لغوی تحقیق ایک حد تک کی ہے اور آجکل کے مستشرقین بھی اس بنا پر اس کی دریافت کے مدعی ہین کہ انھون نے عرب اور دیگر سامی ممالک کے قدیم کتبات کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور عرب کی معاصر اور ہمسایہ قوموں کی زبان و تاریخ سے بھی واقفیت پیدا کی ہے۔ ذیل مین قدیم و جدید معلومات کے موازنہ کے ساتھ ایک ایک نام کی تحقیق کی کوشش کی جاتی ہے۔

۱۔ **اللات**۔ حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر راویون سے مروی ہے کہ لات لتّ سے مشتق ہے، جس کے معنی گھولنے کے ہین، (اردو مین اسی سے لتنا، یا لتّ کرنا بنا ہے) عرب مین ایک شخص تھا جو زمانہ حج مین ایک چٹان پر بیٹھکر ستو گھول گھول کر حاجیون کو پلایا کرتا تھا، اس کے مرنے کے بعد لوگون نے اسی چٹان کو پوجنا شروع کر دیا اور اس کا نام لات یعنی گھولنے والا رکھا۔ لیکن اس بیان سے، علاوہ اس کے کہ یہ ایک غیر معقول توجیہ ہے یہ لازم آتا ہے کہ لات (بالتخفیف) کے بجائے لات (تشدید کے ساتھ) ہو۔ اور یہ قرأۃ متواترہ کے خلاف ہے، یاقوت نے معجم مین اس کو لیت سے مشتق کیا ہے، جس کے معنی پھیرنے کے ہین لات یعنی مصیبتون کا پھیرنے والا لیکن اس صورت پر اس کو لائت ہونا چاہیئے اور ان دونون نظریون پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ اس حالت مین تائے اصلی ہو اور تائے تانیث نہو، حالانکہ یہ مؤنث ہے،

مستشرقین یورپ نے بکمال لیاقت ہمکو یہ بتانا چاہا ہے کہ اللہ اور اللات ایک ہی کی دو صورتین ہین۔ اللہ مذکر دیوتا کے لئے قریش مین مستعمل تھا اور اللاتُ یعنی دیبی اس لفظ کی قریش نے تانیث بنائی تھی[1]۔ ان عقلمندون سے پوچھنا چاہیئے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم، فتح الباری ج ۸ ص ۲۰۰، ترجمہ قرآن، دلہوسن مترجم واقدی اور ارنولڈ مصنف محمدؐ کی تحقیق ہے، دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ محمدؐ صفحہ ۱۹،

موافق اللات کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اللّٰہۃ چاہیے، یا الالٰہۃ۔ اللہ کی ہاے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہوگئی۔ اگر ہمارا مشورہ مستحق قبول ہو تو اس زمانہ لفظ کی پیدایش کے لیے عربی کی خشک سرزمین کے بجاے ملک شام کا سرسبز علاقہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ عرب کے اکثر دیوتا ملک شام کے باشندے تھے۔ یہ معلوم ہوچکا ہے کہ ہیروڈوٹس مورخ نے مسیح سے چار سو برس پہلے عرب کے ایک دیوتا کا نام الیلات بتایا ہے، حالانکہ اس وقت قریش کا وجود بھی نہ تھا، اس لیے ان کی زبان کا لفظ بھی اسوقت موجود نہیں ہوسکتا۔

قدیم سامی زبانون مین خدائی کے لیے، ال یا ایل کا لفظ عام طور سے موجود تھا۔ تا سے تانیث لگنے سے الٰہوت ہوگیا۔ جس کے معنی دیبی کے ہون گے۔ عربون نے جب اس لفظ کو لیا۔ کیا تو اپنا الف لام تعریفی اسپر اضافہ کیا، اور پہلے الف کو اپنے قاعدہ کے مطابق جیسا کہ اللہ مین ہوا ہے، گرا کر اللوہت بنا لیا اور اس سے اللات ہوگیا، کیا اس "فیلالوجی" کو ہمارے بزرگین محققین پسند کرتے ہین؛ لات کا نام نبطی کتبات مین ایلات کی صورت مین ملا ہے،

۲- لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ "یہ اصل مین قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لیے محمد کی توحید پرستی کے یہ معنی ہین کہ انھون نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤں کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا" یورپ کے "مشرقی تبحر علمی" کی شرمناک مثال ہے سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان مین "حقیقی خدا" کے مفہوم کے لیے کوئی لفظ موجود نہ تھا، تم کہتے ہو کہ محمد سے پہلے عرب مین موحدین موجود تھے، بہتر ہے لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادباے عرب کے بیان کے مطابق عرب مین عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہین[1] بالکل سچ ہے۔ عرب مین عیسائی شعرا ہوئے ہین لیکن

[1] ابن ہشام، اصنام العرب، بخاری شریف، فتح مکہ و مناقب قریش

کیا اُن کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہین سُنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کئے ہین، وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہین؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو الٰہ ہے الٰہ تو صرف عربی مین نہین بلکہ تمام سامی زبانون مین خدا تعالیٰ ہی کے لئے مستعمل ہے، کم از کم اتنوہ اور الوہیم سے تو تم واقفیت رکھتے ہوگی، قریش اپنے دیوتاؤن کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کہین کوئی مجسمہ تھا؟

۳- العُزّیٰ، اس کے متعلق تو یہ ظاہر ہے کہ یہ (عَزّ) سے مشتق ہے، جس کے معنی غلبہ کے ہین، عزّیٰ کا اسم تفضیل مؤنث عُزّیٰ ہے، یعنی بہت غالب آنے والی دیبی، عجب نہین کہ یہ قریش اور ان کے ہم نسب قبائل کی لڑائی کی دیبی ہو، اور غالباً یہی سبب ہو، کہ جنگ اُحد مین جب مسلمانون کو شکست ہوئی اور وہ کوہ اُحد پر چڑھ گئے تو ابوسفیان نے دامنِ کوہ مین کھڑے ہوکر مسلمانون کو خطاب کرکے عزّیٰ کی جے پکاری تھی کہ لنا العزیٰ ولا عزّیٰ لکم، ہماری طرف عزّیٰ ہے تمھاری طرف کوئی عزّیٰ نہین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب مین فرمایا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم اللہ ہمارا آقا ہے تمھارا کوئی آقا نہین[1]،

۴- مناۃ، اس لفظ کا اشتقاق چند ماخذون سے ہوسکتا ہے، سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ وہ منیٰ، سے مشتق ہو، جس کے معنیٰ بہانے کے ہین، اسی سے مکہ کے مقام منیٰ کا نام ماخوذ ہے یعنی خون بہانے کی جگہ، مناۃ شاید قربانی کا دیوتا تھا، جس کے نام سے خون بہایا جاتا ہوگا۔ لیکن بجز قیاس کے اس اشتقاق کی صحت کی اور کوئی دلیل نہین۔ یاقوت نے اس کے مختلف اشتقاقات بتائے ہین، ہمارے نزدیک ان مین سے سب سے صحیح یہ ہے کہ وہ منا سے مشتق ہے، اس کے معنی تقدیر کے ہین، اور اس کے معنی ثانی موت کے ہین، صاحب لسان العرب نے بتایا ہے کہ اس مین

---

[1] صحیح بخاری غزوۂ اُحد،

تہ فقط علامتِ تانیث کے لئے ہے اگویا "مناۃ" تقدیر اور موت کی دیبی تھی، نبطی کتبات مین یہی مناۃ منوت کی صورت مین ہے؛ قرآن مجید مین بھی اسکا املا، منوۃ، ہے،

۵- وَدّ کے متعلق معلوم ہوچکا ہے کہ یہ وُدّ سے ہے جس کے معنی محبت کے ہین، اور اس کے مقابل دوسری دیبی نکرہ تھی، جس کے ناپسندیدگی اور عداوت کے معنی ہین یہ بت بھی کتبات مین مذکور ہے، ایک خیال یہ بھی ہے کہ وُدّ کی اصل اُدّ ہے، بابلی مین آفتاب کو کہتے ہین۔

۶- سُوَاع، اس لفظ کا مشتق منہ کلام عرب مین نہین ملتا، ممکن ہے کہ سَوْع سے مشتق ہو جس کے معنی زمانہ کے ہین۔

۷- یَعُوق۔ عوق سے (روکنا) مضارع کا صیغہ ہے، اہل یمن بت پرستی کے بڑے مخالف تھے، اس لئے وہ بالخصوص صیغہ مضارع کو بطور علم استعمال کرنے کا خاص دستور تھا، چنانچہ یعفر، یحرش، یوھمن، وغیرہ اسی نام کے ساتھ صفت کے طور پر مستعمل ہوئے ہین، یعوق کے معنی روکنا ہے یعنی مصیبتون کو روکتا ہے۔

۸- یغوث۔ بھی یعوق کے قاعدہ سے علم ہے، غوث (فریاد کو پہنچنا) سے ہے، یغوث کے معنی فریادرسی کرتا ہے، یغوث دیوتا کا نام کتبہ مین بھی ملتا ہے۔

۹- نَسْر، کے لغوی معنی گدھ کے ہین۔ اسی شکل کا ایک مجموعہ کواکب آسمان مین ہے جسکو نسر کہتے ہین، نسر دیوتا کی حیثیت سے، سامی قومون مین بہت مدت سے پوجا جاتا تھا، اہل حمیر کے دیوتاؤن مین ایک نسروک[1] تھا، اب بابل مین اس دیوتا کا مجسمہ بھی ملا ہے۔

۱۰- بعل، کی نسبت بہ تحقیق گذر چکا ہے کہ یہ دیوتا شام کا معبود تھا، قرآن مجید نے بھی اسی نام مین اس کا ذکر کیا ہے۔ بعل کے لغوی معنی قوت کے ہین، اسی سے مجازاً آقا کے معنی اور اس کے بعد

[1] دیکھو ارض القرآن جلد ۱ مین شاہان سبا و حمیر کے نام، صفحہ ۱۵۰۔

شوہر کے معنی مین یہ لفظ مستعمل ہوا، چنانچہ دوسرے معنی مین یہ لفظ قرآن مین بکثرت آیا ہے، عرب کا مشہور دیوتا ہُبَل جو قریش کا خدائے اعظم تھا، اسی بَعل کی تحریف ہے، عبرانی مین ھ کلمہ تعریف ہے بَعل کو ھُبَعل کہتے تھے، عمرو بن لحی شام کے دیوتا دن کو جب عرب لیکر چلا تو مکہ پہنچتے پہنچتے ھُبَعل کی صورت ہُبَل ہو گئی۔

ایک غیر مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت گذشتہ بزرگون کے مجسمے تھے، جنکو اہل عرب نے بعد مین پوجنا شروع کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ ان مین بعض ایسے بھی ہون لیکن زیادہ صحیح خیال یہ ہے کہ اصل مین یہ مختلف ستارون کی خیالی صورتین تھین۔ نسر کے متعلق تو یہ تحقیق ثابت ہے کہ وہ ایک آسمانی شکل کا نام ہے۔ اسی پر دوسرے بتون کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ بعد مین مرور زمانہ سے انکی اصلیتین ذہنون سے اُتر گئین، اور وہ صرف پتھر اور مٹی کا ڈھیر بنکر رہ گئے، چنانچہ لات، عزّیٰ اور منات کی یہی صورت تھی۔

نام	صورت
لات	گول سپید پتھر اور اسپر ایک عمارت بنی تھی،
عُزّیٰ	ایک درخت تھا، اس کے نیچے ایک بت تھا، چاردن طرف چہار دیواری تھی
منات	پتھر کی ایک چٹان تھی۔

دوسرے بتون کی مختلف صورتین تھین۔

وَدّ، دراز قد مرد کی مورت ایک تہمد کمر مین لپیٹے، ایک چادر اوڑھے گلے مین تلوار حمائل، کمان کندھے پر، ایک طرف ترکش پڑا ہوا، سامنے نیزہ، اس مین جھنڈا بندھا ہوا، ستارۂ جبار کی تقریباً یہی شکل ہے، سواع کی شکل عورت کی تھی، یغوث مین مرد، سبا، یزید، لکرسی، وغیرہ عورت

ملاحظہ بخاری تفسیر سورۂ نجم و سورۂ نوح۔

Marfat.com

کی شکلین ہین، یغوث (فریادرس) کی شکل شیر کی تھی۔ ستارۂ اسد ہوگا، ایک فریادرس اور مددگار کی مورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاسکتی ہے؟ یعوق (مصیبتون کو روکنے والا) کی صورت گھوڑے کی تھی، ستارون کی ایک شکل فرس بھی ہے، عربون کے نزدیک تو فرس حقیقۃً ان کے معبودون کا چارہ گر ہے، نسر ایک پرندہ کی شکل پر تھا، نسر طائر اور واقع ستارون کی دو مشہور شکلین ہین، بابل مین نسروک کی جو سنگی مورت ملی ہے وہ بالکل گدھ کی شکل پر۔

ھبل قریش کا معبود اعظم تھا، اس کی انسان کی مورت تھی، عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا، اس کا دہنا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ قریش کو اسی حالت مین ملا تھا۔ انھون نے سونے کا ہاتھ بنوا کر لگایا تھا، یہودیون کے بعل کی شکل بھی یہی تھی، فرق یہ ہے کہ یہ تمامتر سونے کا تھا، ہبل خاص خانہ کعبہ مین نصب تھا، فال کے پانسے اسی کے آگے ڈالے جاتے تھے،

اہل عرب دیوتاؤن کے نام زیادہ مؤنث رکھتے تھے، کیونکہ ان کو مؤنث سمجھتے تھے، مثلاً لات، عزیٰ، مناۃ وغیرہ سب مونث ہین، فرشتون کو بھی بیٹیان سمجھتے تھے، غرض فدائی کا کار زیادہ تر عورتون ہی کے ہاتھ مین دے رکھا تھا، اسی لئے قرآن مجید نے کہا ہے۔

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلَّآ اِنَاثًا (نساء)	خدا کو چھوڑ کر یہ عورتون (بیبیون) کو پکارتے ہین

عرب کے بت یورپ کے ممالک مین،

عجیب بات ہے، توحید پرست عرب نے سب سے پہلے یورپ کے ملکون مین روشنی پھیلائی، اسی طرح عرب کا تاریک زمانہ بھی یورپ کے بت پرستانہ عہد کا معلم ہے، عرب تاجرون کے ذریعہ سے یونان مین، اور یونان سے یورپ کے دوسرے ملکون مین عرب کے دیوتا سیاحت کرتے پھرتے تھے اور ان جاہل ممالک کے باشندے ان کے آگے سجدے مین گر پڑتے تھے کہتے ہین

سلہ نبون کی یہ شکلین فتح الباری تفسیر سورۂ نوح مین مذکور ہیں، وداد اور ہبل کی تفصیلی شکل یاقوت نے معجم مین بیان کی ہے، لبن کی شکل معالم التنزیل بغوی کے حوالہ سے ہے،

Marfat.com

کہ یہ بیان کا دوسرا لیٹرو عب کے بات کی تحریف ہے، اسی طرح ہرگنس حربان کی اور ڈوسینوس ڈوالشری کی مسخ شدہ صورتین ہین، یورپ کے بعض اساتذۂ مشرقیات نے اس بحث پر زور رسائل لکھے ہین[1]

نقد رحمان | خدا کے لئے رحمن کا لفظ اسلام سے پہلے عام طور سے عربون مین مستعمل نہ تھا، اصل مین یہ عبرانی لفظ ہے اور صرف یہود و نصاریٰ اور بعض دیگر ارباب مذہب اسکو برتتے تھے چنانچہ مین کے آخری کتابات مین رحمن ہی کا نام ملتا ہے، سدعوم کے عیسائی کتبہ کا آغاز بنعمۃ الرحمن الرحیم کو ہوتا ہے، اسی لئے اسلام نے جب ابتدا رحمن کا نام لیا تو قریش کو اچنبھا ہوا کہ یہ کون نیا نام ہے، صلح حدیبیہ مین جب حضرت علیؓ نے عہدنامہ کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تو قریش نے ماننے سے انکار کیا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے[2]

قرآن مجید مین قریش کے اس انکار کی تصریح مذکور ہے،

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ	جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو
قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا	کہتے ہین رحمان کیا ہے، کیا تو جس کو کہے گا اسکو ہم
تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا، (فرقان)	سجدہ کرینگے، اس سے انکی نفرت مین اور ترقی ہوتی ہے،
وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (انبیاء)	رحمن کی یاد سے وہ منکر ہین،

قرآن نے انکو بتایا کہ خدا کے لئے تمام اچھے نام بولے جا سکتے ہین، اللہ اور رحمان ایک ہی ذات کے مختلف نام ہین،

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا	کہدے کہ خدا کہہ کے پکارو یا رحمان کہکر پکارو اس کے

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱، ص ۳۸۰ [2] برٹانیکا، مضمون سبا، طبع یازدہم،
[3] سیرۃ ابن ہشام، [4] صحیح بخاری،

دارالمصنفین
محمد کبیر الدین رازی
ایم بی اے